بسم اللہ الرحمن الرحیم

طریقت

بر نویس احوال پیر راہ دان	پیر را بگزین و عین راہ دان	پیر را بگزین کہ بی پیر این سفر	ہست بس پر آفت و خوف و خطر
ہر کہ تنہا بادیہ این رہ برید	ہم بعون ہمت پیران رسید	بس رہ کہ ندیدستی تو ہیچ	ہین مرو تنہا ز رہبر سر مپیچ
گر نباشد سایہ او پر تو گول	بس ترا سرگشتہ دارد بانگ غول	اندر آ در سایۂ آن عاقلے	کش نتاند برد از رہ قافلے
ظل او اندر زمین چون کوہ قاف	روح او سیمرغ بس عالی طواف	در بشر روپوش کردست آفتاب	فہم کن و اللہ اعلم بالصواب

اللھم انت المعبود۔ انت المسجود۔ صاحب الفیض والجود۔ لا الہ الا انت لا شریک لک لا احصی ثناءً علیک انت کما اثنیت علی نفسک اللھم انت نور السموٰت والارض ومن فیھن ایاک نعبد وایاک نستعین ان لقاءک حق ونبیک سیدنا ومولٰنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق وکل ما جاء بہ من عندک حق لا ریب فیہ ولا مراء ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم اللھم نور قلوبنا واستر عیوبنا وامح ذنوبنا ولا تکشف عوراتنا واشف عاھاتنا واغفر خطایا وسیئاتنا انک انت الغفور الرحیم اما بعد بندۂ معبود ابو محمود **عاشق الٰہی** عفی عنہ اہل حق کی خدمت میں بصدق دل عرض کرتا ہے کہ بندہ ناکارہ اس باب میں محض نابلد ہے اسوجہ سے حصہ اوّل **تذکرۃ الرشید** کے ختم ہونے پر کئی ہفتے متواتر باوجود وعدہ پریشان خاطر اور متفکر وحیران رہا کہ اس حصہ میں قلم اٹھائے یا نہ اٹھائے اپنی ناواقفیت وبے مائگی کا غلبہ سکوت کیجانب تھا مگر ان روحانی سرپرستون کے ارشاد وامر نے مجبور فرمایا جنکی باطنی قوت قدسیہ اور اندرونی توجہ وفیضان نے پہلے جزو کی تکمیل کرائی تھی اسلئے جو کچھ ثقات سے سنتا ہے یہ ناظرین کرتا ہون حق تعالیٰ اس تحریر کو ذریعہ ہدایت خلق واصلاح حال بنائے اور میرے لئے ذخیرۂ آخرت وحصول رضا کا سبب گردانے بجرمتہ سید الانبیاء والمرسلین آمین۔

سلوک نام ہے "تعمیر الظاہر والباطن" کا یعنی اعضاء ظاہر اور قلب کا اپنے مولیٰ تعالیٰ شانہ کی طاعت وخدمت میں مشغول رکھنا باین طور کہ ہادی عالم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریق اور تعلیم فرمائی ہوئی شریعت کے اتباع کی اسدرجہ خو اور عادت پڑ جائے کہ سنت نبویہ پر عمل کرنا طبعی شیوہ اور خلقی شعار بنجائے تکلف کی حاجت نہ رہے۔ یہ ظاہر ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم خلاصۂ موجودات

اور ظاہر و باطن دونون اعتبار سے اعدل الخلق ہین پس آپکے جملہ حرکات و سکنات جنکو آپ کی عادات کہا جاتا ہے اُس کامل اعتدال پر تھے جنکی تقلید ہر متنفس کے قلب کو معتدل بنا سکتی ہی اور چونکہ اعضا کیساتھ قلب کو خاص تعلق عطا کیا گیا ہے اسلیئے مسلمان جب کوشش کرتا ہی کہ عبادات کے علاوہ عادات مین بھی سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اتباع دائما ملحوظ رکھے تو اُسکے اعضا مین اعتدال پیدا ہوجاتا ہے اور کجی دور ہوجاتی ہے جسکا اثر قلب پر پڑتا رہتا ہے یہانتک کہ قلب جو انسان کے جسم کا خلاصہ ہی اخلاق رذیلہ سے متنفر اور فضایل حمیدہ سے متصف ہوکر معتدل بنجاتا ہے قلب کے اس اعتدال کا نام نسبت ہے اور اسی کے حصول کی ہر سچے مسلمان کو طلب ہے۔ جسوقت قلب مین اعتدال و راستی پیدا ہوجاتی ہے اُسوقت اسکو طاعات مین لذت آنے لگتی اور معصیتون سے نفرت پیدا ہوجاتی ہے عبادات بالطبع مرغوب و محبوب بنجاتی ہین اور حق تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کسی امر کا ارتکاب گران اور ناگوار گذرنے لگتا ہے۔ دل مین ایک روشنی ایسی پیدا ہوجاتی ہے جو طاعت اور معصیت کے فرق و امتیاز کو کسی وقت بھی مشتبہ نہین ہونے دیتی نفس جس نے دنیاوی لذتون مین مشغولیت کا خوگر بنا رکھا اور فنا ہونیوالی خواہشات کا شیدا اور دلدادہ کر رکھا تھا دن بدن اور لحظہ بلحظہ کمزور پڑتا جاتا ہے۔ عادت پلٹتی اور بدلتی جاتی ہے یہانتک کہ قلب کو مغیبات کے اعتقاد مین وہ مٹھاس معلوم ہوتی ہے جسکو دنیا کی لذیذ سے لذیذ نعمت بھی تشبیہ نہین دیجا سکتی۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر اور فکر سے اسدرجہ اُنس حاصل ہوجاتا ہی کہ ایک لمحہ اُسکا چھوٹنا جسکو غفلت کہتے ہین ہفت اقلیم کی سلطنت کے لٹنے اور جان و مال اہل و عیال عزت و آبرو غرض ہر مرغوب سے مرغوب اور پسندیدہ سے [illegible] چیز کے گم ہونے سے زیادہ ناگوار گذرتا اور کوفت کا سبب بنجاتا ہے۔

تصوف اصل ایمان ہے کوئی زاید شے نہین ہے پس ایمان [illegible] ہر مسلمان مدعی ہی اصل سلوک ہے بشرطیکہ اُسکی اصلیت اور حلاوۃ قلب کو عطا ہوجاے۔ یہی شریعت جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام عالم کو سکھائی ہی اصل درویشی اور طریقت ہے مگر اُسوقت جبکہ اعضا سے متعدی ہوکر قلب تک پہونچ جاے اور عمل و اکتساب قلبی انس و تعلق کا ثمرہ بنجائے۔ ایک بیمار شخص جسکو مطلق بھوک معلوم نہو طبیب کے حکم سے غذا کھاتا ہے مگر جبراً قہراً تاکہ طاقت بنی رہے اور مرض کے

دور کرنے مین یا تکلیف کے جھیلنے مین معین و مددگار ہو اور دوسرا شخص وہ ہے جو بحالت تندرستی
وصحت تامہ صادق اشتہاء پر غذا کھا رہا ہے اسمین شک نہین کہ دونون کی بقاءِ حیات غذا پر ہے
اور اس غذا نے دونون کو نفع پہونچایا صورت کے اعتبار سے ان دونون مین کچھ فرق نہین معلوم
ہوتا کیونکہ غذا جسپر دنیاوی زندگی کا مدار ہے دونون کی خوراک بنی ہوئی اور استعمال مین آئی ہوئی
ہے مگر حقیقت مین اندرونی فرق بے حد ہے کہ بیمار اپنی طبیعت کو غذا کا تابع بنائے ہوئے ہے اور
تندرست نے غذا کو طبع کا تابع بنایا ہے اسی طرح عامی آدمی عبادت کرتا ہے مگر نفس کو مجبور بنا کر
اور صاحب نسبت دلی اُمنگ سے عبادت مین مشغول ہوتا ہے مگر باین وجہ کہ دل کا تقاضہ اُس طاعت مین
مشغول ہونے پر اسکو مجبور کر رہا ہے۔ اگر بیمار شخص پر طبیب کا جبر نہو یا طبیب کے حکم کی پروا نہ کرے
تو غذا کے نہ کھانے سے اسکے دل کو کوفت نہو گی اگرچہ اس نافرمانی کا خمیازہ ضعف کیوقت دوسری
صورت مین بہگتنا پڑیگا مگر موجودہ حالت مین غذا کا نہ کھانا اسکی فرحت و مسرت کا سامان ہے
برخلاف تندرست شخص کے کہ غذا کا نہ ملنا لحظہ بلحظہ اُسکے اعضاء مین انکسار و شکستگی بڑھائیگا پیٹ
کے اندر کھرچن لگ جائیگی جبتک کھا نہ لیگا اُسوقت تک کسی کام مین اُسکا جی نہ لگیگا۔ اس صحت کاملہ
ہی کا نام طریقت ہے جو قلب کو حاصل ہوتی اور اُس روحانی غذا کا جسکو شریعت کہا جاتا ہے سچا
خواہشمند اور شیدا بنا دیتی ہے۔

انسان کا قلب ایک آئینہ ہے جسمین تجلیات باری تعالیٰ کے منعکس ہونیکی استعداد اور قابلیت
موجود ہے۔ اس استعداد کے ظاہر ہونے اور عملی حالت مین لانیکے لئے ضرورت ہے کہ اسکو صیقل کیا جائے
اور شفاف رکھا جاوے پھر اسکو آفتاب کی مواجہت مین اس طرح رکھدیا جاوے کہ رُخ نہ پھرنے پاوے
اس قلب کی صیقل اُس ہمت و مجاہدہ سے ہوتی ہے جو معصیت کی ظلمت اور بد خلقی و رذیل عادات کے
تکدر اور گرد و غبار کو ہر وقت کوشش اور سعی کیساتھ مٹاتی اور دور کرتی رہتی ہے پھر جب غبار اُٹھ جاتا
ہے تو دوام ذکر و فکر مین اسکو مشغول کر دیا جاتا اور خالق جل و علیٰ شانہ کیطرف منہ مین علی الدوام قایم
رکھنے کی کوشش کیجاتی ہے اس مواجہت کی بدولت آئینہ مین وہ انعکاس پیدا ہوتا ہے جسکی نظیر بیان
کرنیکو دنیا مین کوئی شے نظر نہین آتی۔ یہ ایک آئینہ جسوقت آفتاب عدان نور سے منور ہوجاتا ہے تو
اندھیرے عالم کو منور کرنیکے لئے کافی ہے یہی وہ نور تھا جسکو لیکر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سیارہ قلب

دنیا مین آیا اور آفاق عالم کو منور بنا گیا اُسی کی نورانیت دوسرون تک متعدی ہوئی اور صیقل شدہ متوجہ قلوب مین منعکس ہو کر ہر زمانہ مین ہدایت کی روشنی پھیلاتی رہی آفتاب نبوت سے روشن ہونیوالے چراغ چودہ سو برس کے بعد آج بھی دنیا مین موجود ہین اور قیامت تک باقی رہینگے۔
اس مقدس نور کے حامل اولیاء اللہ کہلاتے ہین جنکی تعداد امت محمدیہ مین لاکھون سے بھی
اور اسی مقدس گروہ کے ایک رکن اور فرد اعظم شیخ کا یہ تذکرہ ہے جنکا اسم مبارک مخدوم العالم حضرت مولانا رشید احمد قدس سرہ ہے جو اپنے زمانہ کے قطب الارشاد تھے
اَللّٰھُمَّ ارْفَعْ دَرَجَتَہٗ وَاحْشُرْنَا فِیْ زُمْرَتِہٖ ۔
نامراد مؤلف نے اپنے حوصلہ کے موافق سلوک کی جو ماہیت بیان کی اُسکا منشا یہ ہوا کہ شریعت غراء ہی تصوف کا مقدمہ و مبتدا ہے اور یہی طریقہ بیضاء سلوک کا منتہی و خبر ہے ہو الاول والاٰخر و ہو الی اللہ کا سچا طلبگار اوّل اپنے اعضاء و جوارح کو بہ تکلف مجبور بنا بنا کر نفس کے خلاف شریعت کا پابند بنائیگا یعنی خواہشات کو ترک کریگا اگرچہ نفس کو ناگوار گذرے طاعات کو بجا لائیگا اگرچہ پہاڑ کا بوجھ اُٹھانے سے زیادہ گران معلوم ہو یہانتک کہ اتباع شرع کی خو اور عادت پڑ جائیگی قلب کی کجی رفع ہو جائیگی خطرات اور معصیت کے ارادون اور خیالات کو بہ جبر دفع کر کرکے آئینہ دل پر زنگ نہ آنے دیگا اور پھر اسی صیقل شدہ قلب کو دوام ذکر و فکر اور حکم حق تعالیٰ شانہ کے امتثال و تعمیل کی یاد داشت مین مشغول و متوجہ رکھیگا اُسوقت جو انعکاس تجلیات کا ہوگا اُسکی روشنی و چمک اور حلاوت و لذت مین انہیں راحت و سرور اور تعلق و انس کے ساتھ شریعت کا اتباع ہوگا اسکا نام طریقت و ولایت ہو جائیگا جسکا حاصل ہونے پیچھے زایل ہونا عادۃً مستبعد اور محال ہے اس وقت مین اتباع شرع پر جو پختگی و استقامت پیدا ہوگی وہ اُس لازوال دولت کے نام سے موسوم ہے جسکے لئے عالم کی خلقت ہوئی اور جسکو حق تعالیٰ شانہ نے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ مین ظاہر کیا اور جسکے حاصل کرنیکا وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰی یَاْتِیَكَ الْیَقِیْنُ سے امر فرمایا ہے۔ یہی استقامۃ ہے جسکے سامنے خوارق عادات کشف و کرامات ہیچ در ہیچ ہین اسی کو مردان خدا فوق الکرامۃ فرماتے اور اسی کی طلب و جستجو مین جانین لڑا دیتے بلکہ کھپا دیتے ہین۔ اسی ایک بات کے پیچھے پڑ جانا اور دیوانہ و مستانہ ہو کر اسکی چاہ مین فنا ہو جانا وہ جنون محمود ہے جسپر لاکھون زندگیان قربان ہین اور جو ساری حیات و عقل کا مقصود اعظم ہے

اے دل آن بہ کہ خراب از مے گلگون باشی	بے زر و گنج بصد حشمت قارون باشی
درره منزل لیلی کہ خطرہاست بجان	شرط اول قدم آنست کہ مجنون باشی

قلب کی یہ حالت کہ شریعت کا اتباع بالطبع مرغوب بنجائے جسکو استقامت کہہ سکین اور دل کے مشاہدہ جمال و مواجہت شریفہ کی وہ کیفیت کہ ماسوے اللہ کے وسوسہ و خطرہ کا بھی گذر نہو جسکا نام اطمینان رکھ سکین محض وہبی امر ہے بخشش ہمارا آقا جسکو چاہے عطا فرمائے وَمَن يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا ہان جس طرح کریم شاہنشاہ کا ہر عطیہ عالم اسباب مین کسب اور طلب پر متفرع کیا گیا ہے اسی طرح اس مقصود مرادات کے خلاصہ کا حصول بھی بظاہر حال اُس طریق مین منحصر ہے جسکو بیعت کہا جاتا ہے طرق مشایخ اور تعلیم صاحبدلان اسی باطنی تربیت اور اصلاح حال و تہذیب نفس کا سبب گردانا گیا ہے جسمین مشغول ہونا اس حالت کے حصول کا اُمیدوار بناتا ہے اب آقا کو اختیار ہے کہ جس اُمیدوار پر چاہے احسان فرمائے اور جو جگہہ اُسکے مناسب سمجھے اُس پر تقرری کا حکم دے۔

عالم کے رہبر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ "جسم مین ایک ٹکڑا ہے جب وہ سنور جاتا ہے تو تمام جسم سنور جاتا ہے اور جب وہ بگڑ جاتا ہے تو تمام بدن بگڑ جاتا ہے اور وہ قلب ہے" حقیقت مین قلب کی اصلاح بدن کے اعضاء و جوارح کو مہذب بنا دیتی ہے اور چونکہ قلب مین طلب رضائے حق کے سوا کسی شے کی طلب باقی نہین رہتی اسلئے اعضا جسم حق تعالی کی مرضیات سے جو بطہائی پیغمبر کی لائی ہوئی شرع مین منحصر ہین سر مو تجاوز نہین کر سکتے عبادات ضروریہ سے آگے بڑھکر غیر ضروری طاعات اور نوافل و تطوعات مین مشغول ہوتے اور عادات نبویہ مین اتباع کو ضروری سمجھکر حرکات و سکنات تک مین تقلید و اقتدا کے خوگر بنتے ہین کیونکہ سمجھتے ہین کہ معتدل القلب و مستقیم الحال پیغمبر کا کوئی کام کیسا ہی عادت اور ضرورت بشریہ کے متعلق کیون نہو منفعت دینیہ سے خالی نہین ہے رضائے حق اور اعتدال قلب کا حصول اُسی مین منحصر ہے ممکن نہین کہ اُسکے خلاف امر مین خیال ہو ؎

خلاف پیمبر کسے رہ گزید * کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید- ان طالبان رضا کی یہ شان ہوتی ہے ؎

فراق و وصل چہ باشد رضائے دوست طلب	کہ حیف باشد ازو غیر او تمنائے *

اب اُنکو مخلوق کی رضا و ناراضی کی پروا نہین رہتی اتباع شرع اور حصول مقصود مین کوتاہ بین اور نابینا

جہّال کے طعن و اعتراضات سے بے نیازی حاصل ہوجاتی ہے اپنی دُھن مین اس درجہ پکّے اور
مضبوط ثابت ہوتے ہین کہ کوہ شکن مخالفتین اُنکو اُنکے پاک مقاصد سے باز نہین رکھ سکتین دنیاوی
حوادث و صدمات اور مخلوق کی موت و حیات یا شادی و غمی کے واقعات اُنکے ضبط اوقات
مین فرق نہین ڈال سکتے ادھر گذرنیوالا زمانہ اپنے تمام انقلابات و تغیرات کے ساتھ برابر گذرتا
رہتا ہے اور اُدھر اُنکی اٹل استقامت کے بارآور شاداب درخت مین اطمینان کیساتھ دن دوگنے
رات چوگنے پھل آتے اور ثمرات بڑھتے رہتے ہین اُنکی زبان حال کہتی ہے کہ ؎

تو بمان اے آنکہ چون تو پاک نیست	روزہا گر رفت گو رو باک نیست

بالطبع نفس کی خواہشات کے غلبہ او منفعت عاجلہ کی طلب اور لذت نے قلب کو اسدرجہ
تاریک اور فاسد بنا رکھا ہے کہ اسکی اصلاح مین سچے طلبگارون کو راہبر کا دامن پکڑکر طرح طرح کے مجاہدے
کرنے پڑے اور زندہ نفس کے مارنے مین بڑی بڑی شاقہ محنتین اُٹھانی اور جھیلنی پڑین پھر مہذب و
مستقیم القلب مشائخ کو ضرورت پڑی کہ ان طالب وصل عشاق کی اصلاح و تہذیب مین زبان کی
نصیحت اور قلب کی توجہ و ہمت سے پورا کام لین ہر ہر قدم پر ٹوکین انکی ہر ایک حرکت اور سکون
پر نظر رکھین انکی زبان کو ذکر کی حلاوت سے آشنا بنائین اور ہاتھ پاون کو حق تعالی کی خدمت کا
ذائقہ لگائین انکے زنگ آلود دلون کو فکر و مراقبہ اور دہیان گیان کی مٹھاس چکھائین یکسوئی و
اطمینان کی عادت ڈالین اپنے نورانی قلب کی چمک اور جھلک اُنکے کثیف و تاریک قلوب پر
ڈالکر ظلمت گھٹائین اور آہستہ آہستہ روشنی کا عادی بناکر اُسکو چمکتا ہوا تارا اور جگمگاتا ہوا چاند
بنائین۔ اسی تدریجی صلاح مین ان روحانی سرپرستون کو باطنی تعلیم و تربیت کے علاوہ طالبین کے
موقع موقع پر امتحان لینے کی بھی ضرورت پیش آتی ہے۔ اس فن کے ماہر اور باطنی علم کے معلم
خود ہی خوب سمجھتے ہین کہ طالب کیساتھ تعلیم کا کیا طریق برتنا چاہئے انکی تعلیم کا خلاصہ
صرف اتنا ہے کہ قلب جملہ اخلاق رذیلہ سے جنمین تکبر و نخوت سبکی اصل ہے پاک ہوجاوے اور
تمام اخلاق حمیدہ سے جنمین صدق و اخلاص سبکی جڑ ہے مزین و آراستہ ہوجاوے حق تعالی
شانہ نے اپنی مخلوق کی طبایع چونکہ مختلف رکھی ہین اور ہر ایک کی استعداد و قابلیت جدا ہے
پھر اپنا فضل کسی خاص شخص کیلئے مخصوص نہین کیا اسلئے بہتیرے صاحب نصیب اہل لیاقت

بھی ہوئے ہین جنکو اس مشکل تعلیم کے حاصل کر لینے اور کڑے امتحان مین کامیاب ہوجانیکو زیادہ زمانہ کی ضرورت نہین پڑی امام ربانی حضرت مرشدنا ومولانا رشید احمد صاحب قدس سرہٗ انہین فرشتہ خصلت خوش نصیب جماعت مین ہین جنکی باطنی تعلیم کا زمانہ بہت ہی قلیل تھا چنانچہ حصہ اوّل مین بیان ہوچکا ہے کہ آپ اپنے مرشد اعلیحضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کیخدمت مین صرف چالیس روز رہے اور اکتالیسوین دن جبکہ آپ وطن کو روانہ ہوئے تو مرشد العرب والعجم نے کامیابی کا پروانہ آپکو عطا فرما دیا اور بیعت لینے کی اجازت دیدی تھی اس چلہ مین آپکا امتحان لیا گیا اور کسوٹی پر کسکر آپ کے قلب کو پرکھ لیا گیا تھا کہ اُسمین کبر ونخوت کا کوئی شائبہ تو باقی نہین رہا۔

ایک بار آپ خود فرماتے تھے کہ تھانہ بھون مین مجکو رہتے ہوئے چند روز گزرے تو میری غیرت نے اعلیحضرت پر کھانے کا بار ڈالنا گوارا نہین کیا آخر مین نے یہ چاہا کہ دوسری جگہ انتظام کرنا دشوار بھی ہے اور ناگوار بھی رخصت چاہی حضرت نے اجازت نہ دی اور فرمایا کہ ابھی چند روز ٹھیرو" مین خاموش ہوگیا اقیام کا قصد تو کرلیا مگر اسکے ساتھ ہی یہ بھی فکر رہا کہ کھانے کا انتظام کسی دوسری جگہ کرنا چاہیے تھوڑی دیر کے بعد جب اعلیحضرت مکان تشریف لیجانے لگے تو میرے وسوسہ پر مطلع ہوکر فرمانے لگے "میان رشید احمد کھانے کی فکر مت کرنا ہمارے ساتھ کھائیو" دوپہر کو کھانا مکان سے آیا تو ایک پیالہ مین کوفتے تھے نہایت لذیذ اور دوسرے پیالہ مین معمولی سالن تھا۔ اعلیحضرت نے مجھے دسترخوان پر بٹھالیا مگر کوفتون کا پیالہ مجھسے علیحدہ اپنی طرف رکھا اور معمولی سالن کا پیالہ میرے قریب سرکا دیا۔ مین اپنے حضرت کیساتھ کھانا کھانے لگا اتنے مین حضرت حافظ ضامن صاحب تشریف لائے کوفتون کا پیالہ مجھسے دور رکھا ہوا دیکھکر اعلیحضرت سے فرمایا "بھائی صاحب رشید احمد کو اتنی دور ہاتھ بڑھانے مین تکلیف ہوتی ہے اس پیالہ کو ادھر کیون نہین رکھ لیتے" اعلیحضرت نے بے ساختہ جوابدیا "اتنا بھی غنیمت ہے کہ اپنے ساتھ کھلا رہا ہون جی تو یون چاہتا تھا کہ چوڑھون چماروں کی طرح الگ ہاتھ پر روٹی رکھدیتا" اس فقرہ پر اعلیحضرت نے میرے چہرہ پر نظر ڈالی کہ کچھ تغیر تو نہین آیا مگر الحمد للہ میرے قلب پر بھی اسکا کچھ اثر نہ تھا مین سمجھتا تھا کہ حقیقت مین جو کچھ حضرت فرماتے ہین بالکل سچ ہے اس دربار سے روٹی ہی کا ملنا کیا تھوڑی نعمت ہے جس طرح بھی ملے بندہ نوازی ہے۔ اسکے بعد حضرت نے پھر کبھی میرا امتحان نہین لیا اسکے بعد فرمایا" اسی لئے مجھے کچھ آیا نہین

ایک مرتبہ آپکو نانوتہ یا رامپور تشریف لیجانیکا اتفاق ہوا سردی کا موسم تھا صبح کیوقت گاڑھے کی میلی دوہر اوڑھے ہوئے بیٹھے تھے آپکے دائین اور بائین جانب حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب اور جناب حکیم ضیاء الدین صاحب بیٹھے تھے ایک صاحب آئے اور دونون حضرات سے مصافحہ کیا مگر حضرت امام ربانی کو عامی آدمی سمجھکر باوجود بیچ مین بیٹھے ہونیکے چھوڑ دیا آپکے استاد زادے حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب چونکہ آپسے بہت بے تکلف تھے اسلئے مسکرائے حضرت امام ربانی نے مطلب سمجھا اور ارشاد فرمایا الحمد للہ مجھے اسکی تمنا نہین ہے کہ لوگ مجھکو کیا کرین۔

حق تعالیٰ شانہ کی یاد کیساتھ انس ومحبت کا آپکے مبارک قلب کو جو قوی علاقہ تھا اسکو کوئی کیونکر سمجھ سکتا اور کس طرح کن لفظون مین بیان کرسکتا ہے بطحائی پیغمبر کی لائی ہوئی شریعت کیساتھ آپکو اس درجہ الفت تھی کہ اسکی نظیر ملنی زمانہ مین دشوار ہے آپکی عادت اور وضع کا ہر پہلو دیکھنے والون کو شریعت کی عملی تعلیم دیتا تھا آپ نہین چاہتے تھے کہ آپکا ایک قدم بھی پیغمبر کے حکم کے خلاف حرکت کرے۔ اپنے مالک حق تعالیٰ شانہ کی رضاجوئی آپکی انتہاء مراد تھی اور سنت نبویہ کے اتباع کامل پر آپنے اسکا حصول موقوف سمجھ رکھا تھا اسلئے آپکے جملہ حرکات وسکنات اسی مقدس سانچے مین ڈھلے ہوئے تھے۔ بدعات کے متعلق حقیقت مین آپکو تشدد پسند تھا اور یہ تشدد اس غیر طبعی کا جو سنت کے عشق کی بدولت ضلالت کیساتھ آپکے قلب مین پیدا ہوا تھا شریعت کی تقلید پر آپ اپنے دل کے ہاتھون مجبور ہوچکے تھے پس اگر آپ کوشش بھی کرتے کہ خلاف شرع حالت کسی کی دیکھکر ضبط کر جائین تو آپ اسپر قادر نہ تھے ایکمرتبہ اشراق کی نماز سے فارغ ہوکر آپ باہر تشریف لائے اور معمول کے خلاف چادر سے منہ ڈھانپ کر لیٹ رہے ایکدن پہلے کرنال سے ایک برات گنگوہ مین آئی ہوئی تھی جسمین رقاصہ بھی ساتھ تھی۔ اس برات مین آنیوالے چند آدمی حضرت امام ربانی کے واقفکار بھی تھے جو صبح کو سلام کیلئے حاضر آستانہ ہوئے دیکھا تو حضرت مولانا چادر سے منہ ڈھانپے لیٹے ہین دیرتک یہ لوگ بیٹھے رہے مگر آپنے منہ نہ کھولا آخر ایک صاحب بولے کہ حضرت ہم تو زیارت کیلئے حاضر ہوئے تھے آپنے منہ ڈھانپے ہوئے رنج اور غصہ کیساتھ جواب دیا کہ میری زیارت مین کیا دھرا ہے؟ آخر اس مجمع کا ایک سفید ریش شخص سمجھا کہ رقاصہ کا ساتھ لانا اس محرومیت کا سبب ہوا ہے پس معذرت کے طور پر عرض کیا کہ حضرت ہم تو رنڈی کو ساتھ لائے نہین بیٹی والون کی حرکت ہے آپنے بیساختہ ارشاد فرمایا کہ میان بیٹی والے کسی کے خدا تو

از مولوی ولایت حسین صاحب پیروزپوری فیضآبادی

ہیں نہیں کہ اُنکا کہنا مانا ہی جائے" اس جواب کا حاضرین پر اس درجہ اثر ہوا کہ بہتیرے دل بھر آئے آخر جب لوگ چلے گئے تو آپ نے چادر منہ سے ہٹائی اور اوٹھ بیٹھے -

آپ کے جد امجد حضرت عبد القدوس رحمۃ اللہ علیہ کا عرس جسکے بند کرنے پر آپ قادر نہ تھے اسدرجہ آپکو اذیت پہونچاتا تھا کہ صبر کرنا دشوار اور آپ کیلئے زبردست مجاہدہ تھا اوّل اوّل آپ ان دنون مین گنگوہ چھوڑ دیتے اور رامپور تشریف لیجایا کرتے تھے مگر آخر مین اس ایذاء قلبی کے برداشت کی آپکو تکلیف دیگئی تو یہ زمانہ بھی آپکو اپنی خانقاہ ہی مین رہکر گذارنا پڑا اس موسم مین آپکو اپنے منتسبین کا آنا بھی اسدرجہ ناگوار گذرتا تھا کہ آپ اکثر ناراض ہوجاتے اور ترک تکلم فرما دیتے تھے ایکبار جناب مولانا مولوی محمد صالح آپ کی زیارت کے شوق مین بیتاب ہو کر گھر سے نکل کھڑے ہوئے اتفاق سے عرس کا زمانہ تھا اگرچہ آنیوالے خادم کو اسکا وہم بھی نہین گذرا مگر حضرت امام ربانی قدس سرہ اپنے شیداے سنت دل کے ہاتھون مجبور تھے آپ سے نہو سکا کہ اُنکی مزاج پرسی کرین یا محبت و مدارات سے پیش آئین آپ نے بجز سلام کا جواب دینے کے اُن سے یہ بھی نہ پوچھا کہ روٹی کھائی یا نہین اور کب آئے یا کیون آئے مولوی محمد صالح صاحب کو دو دن اسی طرح گذر گئے حضرت کا رخ پھرا ہوا دیکھنا جسدرجہ انکو شاق گذر رہا تھا اُسکو انہین کے دل سے پوچھنا چاہیئے ہرچند اسکی وجہ سوچتے مگر کچھ سمجھ مین نہ آتی تھی حاضر خدمت ہوتے اور خاموش بیٹھکر رنجیدہ و محزون واپس آجاتے تھے آخر اس حالت کی تاب نہ لاکر حاضر خدمت ہوے اور روکر عرض کیا کہ حضرت میرا کیا قصور ہوا جسکی یہ سزا مل رہی ہے مین تو اسکا متحمل نہین ہوسکتا اللہ واسطے معاف فرما دیجیے اُسوقت حضرت نے انکا ہاتھ اپنے ہاتھ مین دیا اور فرمایا کہ "میرا قصور نہین کیا جسکو مین معاف کردون خدا کی خطا کی ہے اُس سے معافی چاہو" اُسوقت مین سمجھا کہ عرس کے ایام مین میرا گنگوہ آنا آپکو ناگوار گذرا چنانچہ معذرت کے طور پر عرض کیا کہ حضرت خدا شاہد ہے مجھے تو عرس وغیرہ کے ساتھ ابتداءہی سے شوق نہین واللہ نہ مین اسوقت اس خیال سے گنگوہ آیا اور نہ آج کل یہان عرس ہونیکا مجھے علم تھا -

حضرت امام ربانی نے فرمایا اگرچہ تمھاری نیت عرس کی شرکت نہ تھی مگر جس راستہ مین دو آدمی عرس کے آنیوالے آرہے تھے اُسی مین تیسرے تم تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین مَنْ كَثَّرَ سَوَادَ قَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ -

حضرت امام ربانی کا اصل کمال جسکو قلب سے تعلق ہے خدا گواہ ہے کسی لفظ مین طاقت نہین کہ اُسکو

ادا کرسکے جو کچھ زبان سے کہا جاتا یا قلم سے لکھا جاتا ہے وہ اُس اندرونی کیفیت راسخہ کے ثمرات و
آثار ہین جنکو محض علامت اور وہ بھی ضعیف علامت کہہ سکتے ہین باقی مجھہ نادان کی تو ہستی کیا ہے
بڑے بڑے صاحبدل نورانی قلوب والے مشایخ زمانہ اُسکی کُنہہ وحقیقت کا پتہ نہ لگا سکے۔ عالم کے پیدا
کرنیوالے خدا کی محبت مین آپ اس درجہ فنا اور مستغرق تھے کہ اطاعت مین اپنی جان کہپائے دیتے
اور ٹٹول ٹٹول کر ڈھونڈ ڈھونڈکر مرضیات باری تعالیٰ مین مشغول ہوتے تھے شریعت کے اتباع اور خلاف
سنت یعنی بدعات سے تنفر کی بدولت مخالفین کے طعن اور بدگوئیان جو آپکے کان مین پڑتی تھین
اُنکو آپ اپنے مقصود کا حاصل ہونا اور مراد وآرزو کی کامیابی وظفر سمجھتے تھے پھر بھلا اُسکی پروا اور
خیال کا تو کیا ذکر ہے۔ مُردہ سنتون کا احیا آپ نے اپنا منصب سمجھ رکھا تھا اور اُن مضامین پر مخلوق
کو متنبہ کرنا اپنے اوپر فرض گردان رکھا تھا جو واقع مین جزو شرع ہین مگر خلق اللہ اون سے ناواقف و
جاہل یا کسلمند اور غافل ہے قلب چونکہ حاکم ہے اور جوارح اُسکے ماتحت ملازم ہیں چونکہ آپ کا ہونہا
قلب تھانہ بھون مین آستانہ امداد یہ پر چلہ کشی کی بدولت مشکوۃ نبوت کا نور حاصل کرچکا اور
آفتاب عالمتاب کی طرح منور ہوچکا تھا اسلئے سر سے لیکر پاؤن تک آپ کے تمام اعضا کمال تہذیب
کے ساتھ تہذیب اور شریعت سنت غرائی کی منسوبہ قیدین پورے مقید ہو گئے تھے سنت نے طوق پہنا آپکا
ہر پہلو اور بدن کا جوڑ جوڑ ایسا مضبوط جکڑ لیا تھا کہ آپ اِدھر یا اُدھر ہل بھی نہین سکتے تھے۔ آپکا قلب
مشاہدہ جمال احدیت مین عالم کی فریفتہ کرنیوالی چیزون سے بیزار ہو گیا تھا آپ کے تمام اعضا دین حق
کی رضاجوئی مین محنت کرنیکے شیدا ہولئے تھے آپکا دل فیض منزل اپنے مولیٰ کی سچی محبت کا گنجینہ بن چکا
تھا اور آپ کے جسم کا ہر حصہ پاک خدا کی راضی کرنیوالی محنتون اور مقدس مذہب اسلام کی خدمت کرنیکا
اسدرجہ طالب ہو گیا تھا کہ نبی امی کی لائی ہوئی شریعت پر عمل کرنا آپکی عادت بنگیا تھا سنت سے زیادہ
چونکہ آپکو کوئی چیز محبوب نہ تھی اسلئے اسکے اتباع مین آپکو وہ لذت آتی تھی جسکی ماہیت بیان نہین
ہوسکتی حق تعالیٰ کا فضل ہر وقت آپکا معین و مددگار تھا توفیق آپکی پشت پناہ بنی ہوئی تھی سداد و
رشد آپکی قوت بازو بنادیا گیا تھا سکون واطمینان قلب آپکو اپنے کاندھون پر سوار کئے ہوئے تھا ثبات
واستقامت کا تاج آپکے سر پر رکھدیا گیا اور اُخروی جاوید نعمت کی سچی طلب آپ پر سایہ افگن تھی
جسکے ٹھنڈے سایہ مین دنیا کا گرم وسرد گرد ہولیا اور حوادث وواقعات کا نشیب وفراز کان لم

تغن بالا مس بن چکا تھا۔ خوش قسمتی سے حضرت صاحبزادہ حکیم مولانا مسعود احمد صاحب کے پاس ایک پرچہ میری نظر پڑا جو طریقت کی ماہیت کے متعلق حضرت قدس سرہ کے دست مبارک کا لکھا ہوا تھا اور جسکو اوایل عمر مین خدا جانے کس ضرورت کے وقت قلمبند فرمایا تھا اسکو ہدیہ ناظرین کرتا ہون۔

"علم الصوفیۃ علم الدین ظاهرا و باطنا و قوۃ الیقین و هو العلم الاعلی حالهم اصلاح الاخلاق و دوام الافتقار الی اللہ تعالی حقیقۃ التصوف التخلق باخلاق اللہ تعالی و سلب الارادۃ و کون العبد فی رضاء اللہ تعالی اخلاق الصوفیۃ ما هو خلقہ علیہ السلام بقولہ انک لعلی خلق عظیم و ما ورد بہ الحدیث و تفصیل اخلاقهم هکذا۔ التواضع ضدہ الکبر المداراۃ و احتمال الاذی من الخلق المعاملۃ برفق و خلق حسن و ترک غضب و غیظ۔ المواساۃ و الایثار بفرط الشفقۃ علی الخلق و هو تقدم حقوق الخلق علی حظ النفس السخاوۃ۔ التجاوز و العفو طلاقۃ الوجہ البشرۃ السهولۃ و لین الجانب ترک التعسف و التکلف انفاق بلا اقتار و ترک الادخار التوکل القناعۃ بیسیر من الدنیا الورع۔ ترک المراء و الجدال و العتب الا بحق۔ ترک الغل و الحقد و الحسد ترک الجاہ و الجاہ وفاء الوعد الحلم۔ الاناءۃ التواد و التوافق مع الاخوان و العزلۃ عن الاغیار و شکر المنعم۔ بذل الجاہ للمسلمین الصوفی مهذب الظاهر و الباطن فی الاخلاق و التصوف ادب کلہ۔ ادب الحضرۃ الالهیۃ الاعراض عما سواہ حیاءً و اجلالاً و هیبۃً۔ اسوء المعاصی حدیث النفس و سبب الظلمۃ"

(ترجمہ) صوفیہ کا علم نام ہے ظاہر و باطن علم دین اور قوۃ یقین کا اور یہی اعلی علم ہے صوفیہ کی حالت اخلاق کا سنوارنا اور ہمیشہ خدا کی طرف لو لگائے رکھنا ہے تصوف کی حقیقت اللہ تعالی کے اخلاق سے مزین ہونا اور اپنے ارادہ کا چھن جانا اور بندے کا اللہ تعالی کی رضا مین بالکلیہ مصروف ہو جانا ہے صوفیہ کے اخلاق وہی ہین جو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خلق ہے حسب فرمان خداوند تعالی کہ بیشک تم بڑے خلق پر (پیدا کئے گئے) ہو اور نیز جو کچھ حدیث مین آیا ہے (اسپر عمل اخلاق صوفیہ مین داخل ہے) صوفیہ کے اخلاق کی تفصیل اس طرح ہے اپنے آپکو کمتر سمجھنا اور اسکی ضد ہے تکبر مخلوق کے ساتھ تلطف کا برتاؤ کرنا اور خلقت کی ایذاؤن کی برداشت کرنا۔ نرمی اور خوش خلقی کا معاملہ کرنا اور غیظ و غضب کا چھوڑ دینا۔ ہمدردی اور دوسرون کو ترجیح دینا خلق پر فرط شفقت کے ساتھ جسکا یہ مطلب ہے کہ مخلوق کے حقوق کو اپنے حظ نفسانی پر مقدم رکھا جاے سخاوت کرنا درگزر اور خطا کا معاف کرنا خندہ روئی اور بشاشت جسم سہولت اور نرم پہلو رکھنا۔ تصنع اور تکلف کا چھوڑ دینا۔ خرچ کرنا

بلا تنگی اور بغیر اتنی فراخی کے کہ احتیاج لاحق ہو۔ خدا پر بھروسہ رکھنا۔ تھوڑی سی دنیا پر قناعت کرنا۔ پرہیزگاری جنگ وجدل اور عتاب نہ کرنا مگر حق کیساتھ۔ بغض وکینہ وحسد نہ رکھنا۔ عزت وجاہ کا خواہشمند نہونا۔ وعدہ پورا کرنا۔ بردباری۔ دوراندیشی۔ بھائیون کیساتھہ موافقت ومحبت رکھنا اور اغیار سے علیحدہ رہنا۔ محسن کی شکرگذاری اور جاہ کا مسلمانون کیلئے خرچ کرنا۔ صوفی اخلاق مین اپنا ظاہر وباطن مہذب بنالیتا ہے اور تصوف سارا ادب ہی کا نام ہے بارگاہ احدیت کا ادب یہ ہے کہ ماسوی اللہ سے منہ پھیر لیا جاے شرم کے مارے حق تعالیٰ کے اجلال وہیبت کے سبب۔ بدترین معصیت ہے تحدیث نفس یعنی نفس سے باتین کرنا اور ظلمت کا سبب ہے۔

امام ربانی قدس سرہٗ کی یہ چند سطور سرنامہ اور عنوان ہین اُن تمام مباحث کا جو طریقت کے شریف فن مین ہزار ہا ضخیم کتابون کے اندر اولیاء اللہ نے جمع کئے ہین۔ عالم کی خلقت کے اصل مقصود اور ربطیائی پیغمبر کے پھیلاے ہوئے پاک مذہب اسلام کی چودہ سو برس مین جتنی بھی تفصیل وتوضیح لکھو کھا کتابون مین مدوّن ہوکر ہوئی ہے سبکا لب لباب یہی ہے جو مذکورہ دس سطرون مین بیان ہوا۔

سلوک وتصوف کی حقیقت اور طریقت کی ماہیت حضرت مولانا نے بارہا زبان فیض ترجمان سے بھی ظاہر فرمائی یون تو آپکی ہر تقریر کا لفظ لفظ بلکہ آپ کے جسم مبارک کا رواں رواں اور افعال واقوال کا ہر ہر پہلو اور انداز سچے تصوف کی ماہیت ظاہر کرتا تھا مگر مذکورہ بالا تحریر کی طرح مختصر تعریف اپنے متوسلین کو سمجھانیکے لئے بھی کبھی کبھی بیان فرمائی ہے۔ ۹ رمضان المبارک ۱۳۲۲ھ کو چند ناس لوگون کے مجمع مین جبکہ آپ بوقت چاشت گولر کے نیچے دھوپ مین بیٹھے ہوئے تھے آپکی زبان مبارک سے یہ تقریر ظاہر ہوئی جسکو مولوی برکت اللہ صاحب نے اوسیوقت قلمبند کرلیا تھا ہدیہ ناظرین کیجاتا ہو غور سے ملاحظہ فرمایئے وہ یہ ہے "تمام اذکار واشغال ومراقبات وغیرہ کا خلاصہ یہ ہی کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی حضوری ہر وقت میسر رہے۔ بعض نے اس حضوری کے بھی دو درجے کردیئے ہین جن مین سے ایک یہ ہے کہ اسم ذات مخیلہ مین قایم ہوجاے پھر اسم سے مسمیٰ کیطرف آسانی سے راستہ ملجاتا ہے۔ یہ جو بزرگون نے چلہ وغیرہ کا طریقہ ایجاد کیا تھا اسکا بھی مطلب یہی تھا کہ کوئی دوسرا خیال اور نقش مخیلہ پر نہ پڑے مثلاً باہر نکلو تو گھونگھٹ کرکے نکلو کہ کسی کو دیکھوگے تو اُسکی صورت کا نقش مخیلہ کو مکدر کردیگا۔ جس طرح انسان کو اپنی ہستی کا ہمہ وقت علم ہے کہ "مین ہون" بس ایسا بلکہ یہی علم

حق تعالیٰ کے ساتھ رہنا چاہیئے فرق اتنا ہے کہ اپنے تئین جسم سورت شکل آنکھ ناک کان کیساتھ مشاہدہ کرتا ہے حق تعالیٰ کو بدون اسکے مشاہدہ کرے کہ وہ ہے ؎ دور بینان بارگاہ الست ٭ غیر ازین پے نہ بردہ اند کہ ہست ۔ کے یہی معنی ہین اور النہایۃ راجعۃ الی البدایۃ کا یہی مطلب ہے کہ جس طرح نوزائیدہ بچہ جانتا ہے کہ اللہ ہے فقط بس یہی قایم ہوجانا سب کچھ ہے انسان کسی وقت اپنی ہستی کو بھی بعض مصروفیت مین فراموش کردیتا ہے لیکن یہ فراموشی نہایت خفیف اور کالعدم ہے پہلے بزرگ اخلاق سیئہ کو چھڑانیکی محنتین کرایا کرتے تھے تاکہ یہ کام آسان ہوجاوے مگر متاخرین نے خصوصًا ہمارے سلسلہ کے بزرگون نے یہ طریق پسند کیا ہے کہ ذکر کی اسقدر کثرت کرے کہ اخلاق ذکر کے نیچے دب جائین اور ذکر تمام باتون پر غالب آجائے ۔

اخلاق سیئہ بہت سے ہین مگر اکثر نے دس مین محصور کردیا ہے پھر اُن دسون کا خلاصہ تکبر کو بتایا ہے کہ اگر یہ دور ہوجاے تو باقی خود دور ہوجاتے ہین حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کوئی شخص بیس سال رہا اور ایک روز عرض کیا کہ حضرت اتنی مدت مین مجھے تو آپ سے کچھ حاصل نہوا ۔ وہ شخص اپنی قوم کا سردار اور برادری مین ممتاز تھا آپ سمجھ گئے کہ اسکے دل مین بڑائی ہے فرمایا اچھا ایک بات کرو اخروٹون کا ایک ٹوکرہ بھرکر خانقاہ کے دروازہ پر بیٹھ جاؤ اور پکار دو کہ جو شخص میرے ایک جوتہ ماریگا اوسکو ایک اخروٹ دونگا اور جو دو ماریگا تو دو دونگا اسی طرح زیادہ کرتے جاؤ جب یہ کام کرچکو اور اخروٹ کا ٹوکرہ خالی ہوجاے تب میرے پاس آؤ اس شخص نے کہا لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ حضرت یہ کام تو مجھسے ہرگز نہوگا حضرت جنید نے فرمایا یہ وہ مبارک کلمہ ہے کہ اگر ستر برس کا کافر اسکو ایکمرتبہ صدق دل سے پڑھ لے تو واللہ مومن ہوجاے مگر تو اسوقت اسکے پڑھنے سے کافر طریقت ہوگیا جا نکل جا تجھے مجھسے کچھ حاصل نہوگا ۔

دوسرے کسی بزرگ کا نام لیکر فرمایا کہ اُنکے پاس ایک شخص مدتون رہا اور پھر شکایت کی کہ قلب کی حالت درست نہوئی شیخ نے دریافت فرمایا کہ میان درستی سے تمہارا کیا مقصود ہے اُس شخص نے جواب دیا کہ حضرت جو نعمت آپسے ملیگی وہ آپسے لیکر دوسرون کو پہونچاؤنگا شیخ نے فرمایا بس اسی نیت کی تو ساری خرابی ہے کہ پہلے ہی سے پیر بننے کی ٹھان رکھی ہے اس بیہودہ خیال کو جی سے نکالدو اور یون خیال کرو کہ اللہ تعالیٰ نے جو ہمین طرح طرح کی نعمتین دی ہین انکا شکر

اور بندگی ہمپر فرض ہے پس جو لوگ اس امید پر ذکر شغل کرتے یا نماز پڑھتے ہین کہ ہمین اسکا نفع ملے یہ اونکی حماقت ہے انکی نیت مین فساد ہے کیسا نفع کہان کا اجر یہ ہستی یہ جسم یہ آنکھین یہ ناک یہ کان یہ زبان یہ حواس جو حق تعالیٰ نے ہمین دے رکھے ہین پہلے انکے شکریہ سے تو فراغت ہولے تب دوسرے نفع اور اجر کی توقع کرے حافظ زاہد حسن صاحب نے اس موقع پر سوال کیا کہ حضرت جیسا کہ آپنے فرمایا اگر کوئی شخص ہر وقت اللہ کو یاد رکھے تو بس کافی ہے اور کچھ اسکے واسطے ضروری نہین؟ آپنے ارشاد فرمایا "بس فرایض اور سنن ہو کرده" اسکے بعد کسی بزرگ کے حوالہ سے فارسی کا یہ جملہ ارشاد فرمایا۔ واین مقام صلوۃ ستری ہست کسیکہ باین مقام میرسد نماجتش بہ نماز ظاہری نیست اما تاہم ہر کہ باین غرہ یک نماز ہم ترک خواہد کرد مردود ازلی خواہد شد۔

اللہ کا ذکر کرنا ہی زندگی کا فائدہ ہے باقی تمام نقصان ہی نقصان ہے اگر کسی سے بغیر حضور قلب ہو سکے زبان ہی زبان تک رہے تاہم فایدہ سے خالی نہین" الحمد للہ سوانح حصہ دوم کا خلاصہ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ کی اس تحریر و تقریر مین پورا ہو لیا اگر حق تعالیٰ توفیق عطا فرماوین تو صاحب فہم کیلئے اس اخصر مضمون مین سب کچھ موجود ہے مین اسکا اہل نہین کہ شرح یا توضیح کرون ہان بصدق دل دعا کرتا ہون کہ مجھے اور آپ تمام حضرات کو حق تعالیٰ وہ حلاوت ایمان اور نور اسلام عطا فرماوین کہ اس علم کا اذعان اور عمل ہو جاوے وما ذالك على الله بعزيز +

جس تہذیب سے مہذب و مزین ہونیکا حق تعالیٰ نے اپنے بندون کو حکم دیا ہے اُسکا عملی حاملین نمونہ بنا کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا مین بھیجدیا گیا اور لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" سے تمام مخلوق کو اطلاع دیدی گئی ہے کہ قلب اور اعضا کو اس نمونہ کے موافق سنوار کر ہمارے حضور مین حاضر ہونا چاہئیے۔ پس امام ربانی قدس سرہٗ کو اس مشعل کی روشنی مین جو آپ کو مشائخ کے معمول و متداول طریق سے پچیس سال کی عمر مین عطا ہوئی تھی جھلکتا ہوا صاف نظر آرہا تھا کہ شاہنشاہ کی پیشی کیوقت سب سے پہلا سوال یہی ہونا ہے کہ نمونہ کے موافق مہذب بنکر آئے ہو یا نہین؟ اسلئے بقیہ تمام عمر مین شاید ایک لحظہ بھی ایسا نہ گذرا ہو جسمین سرتاج اُمت کی متابعت سے آپکا قلب غافل ہوا ہو۔ آپ اپنے زمانہ مین اس مضمون کے اندر یگانہ تھے صدوت عالم کا در فرید اگر آپ کو کہا جاوے تو بجا ہے کیونکہ آفاق عالم سے آنیوالی مخلوق متعدد اوقات اور مختلف حالات مین دتعا

مین آپ کے آستانہ پر حاضر ہوتی تھی آنیوالے ہزارون تھے اور زمانے متعدد مگر آپکا کام ہمیشہ ایک اور آپکا مشغلہ سدا یکسان تھا دس برس کے بعد حاضر ہونیوالا شخص آپکو بے کم و کاست اور بلا تفاوت اُسی حالت مین دیکھکر گیا ہے جس حال مین دس سال قبل دیکھ چکا تھا۔ اتباع شرع کی محویت و فنائیت مین اسدرجہ استحکام و استقامت کے باعث سنت کے طلبگارون کیلئے آپکا وجود ہزارہا سوالات کا جواب تھا کہ زندگی بھر کے واقعات و حوادث اور پیش آنیوالے امور مین نبوی تعلیم کا سبق آپکی ذات سے حاصل ہوتا تھا آنکھون نے زبان کو بولنے کی تکلیف سے چھٹی دی رکھی تھی کیونکہ تمدن و طرز معاشرت کے متعلق نبوی عمل جو دوسری جگہ دریافت کرنے سے مخلوق کو معلوم ہوتا تھا وہ یہان آنکھون سے دیکھکر حاصل ہوجاتا بلکہ عمل کرنیکی ترغیب دلانیوالا محرک اور ہمت بندھانیوالا حامی و مددگار بنجاتا تھا۔ آپکے حرکات و سکنات اور روزمرہ کے معمولات ہر آنیوالے عامی کو تہذیب و اصلاح کا سبق پڑھادیتے اور خواص کے شبہات و شکوک کی گلجھٹین دور کردیتے تعارض اوٹھاتے اور علم کو عمل کیساتھہ تطبیق دیکر نبوی نیابت کا کام دیا کرتے تھے۔

آپ کے سامنے علماء کا گردنین جھکا لینا اور پڑھے لکھے سمجھدار آنکھون والے مولویون کا حلقہ بگوش ہوجانا اندھادھند عامیانہ تقلید کی صورت مین نہین ہوا تھا بلکہ برسون جانچ پرتال اور دیکھ بھال کے بعد جب اس جماعت کو کُلّی اطمینان اور وثوق ہوگیا کہ امام ربانی قدس سرہ کا وجود باجود خداوندی نمونہ کا سچا نمونہ اور علمی مضامین کا عملی مجسم سانچہ ہے اُسوقت غلامی کا اقرار کیا اور دستگیری کی درخواست کا منظور ہونا اخروی سعادت سمجھکر سلسلہ بیعت مین منسلک ہوئے۔ مین یہ نہین کہتا کہ معاذ اللہ امام ربانی نبی اور معصوم تھے یا یہ کہ آپ سے خطا و زلت نہین ہوسکتی تھی حاشا و کلّا مگر ہان یہ ضرور کہونگا کہ سردار عالم پیشوائے اُمت پیغمبر کے فرمان کا مخلص اور کامل فرمانبردار جسکو حق تعالیٰ نے زمانہ کا ہادی اور امام بناکر بھیجا ہو کہ مخلوق اُسکے قول و فعل سے آسمانی ہدایت کا سبق لے اور جسکے اعضاء کی معصیت سے حفاظت کیگئی ہو کہ خلقت کیلئے سبب ضلال و گمرہی نہ بنے وہ اس زمانہ مین ہندوستان کے اندر صرف امام ربانی قدس سرہ کا نفس اور ایک دم تھا جسکی نظیر میرے علم مین دوسری نہین تھی یہی وجہ ہے کہ مخالفین کو باوجود حد درجہ مخالفت کے آپکی ذات پر کسی ایسے طعن یا الزام کا عمر بھر موقعہ نہ ملسکا جسکا عیب یا قبیح ہونا کھلا ہوا اور عند الشرع مسلم ہو آخر کار

آپ کے ہنر عیب بنائے گئے اور بدعات سے تنفر کو جو اصل شریعت سے فرط محبت اور سنت کے ساتھ عشق و شغف کا ثمرہ تھا معصیت بتا بتا کر آپ کی تکفیر کی گئی۔ فویل لھم ثم ویل لھم۔

آج جبکہ آپکو دنیا سے اٹھے ہوئے دو سال ہو لئے اگر مخلوق جمع ہو کر پوری ہمت خرچ کرے اور یادداشت کو پوری طرح کام میں لاکر مہینوں بھی سوچے تو انشاءاللہ ایک واقعہ بھی ایسا نہ نکال سکیگی جسمیں آپکی نماز کا قضا ہو جانا یا جماعت سے کاہلی و سستی یا کسی شرعی مسلم پسندیدہ امر سے ذرہ برابر بے رغبتی یا غفلت آپکی ثابت ہوتی ہو۔ دیوبند کے جلسۂ دستاربندی میں جب آپ تشریف لائے ہیں تو غالباً عصر کی نماز میں ایکدن ایسا اتفاق پیش آیا کہ مولانا محمد یعقوب صاحب نماز پڑھانیکو مصلے پر جا کھڑے ہوئے مخلوق کے ازدحام اور مصافحہ کی کثرت کے باعث باوجود عجلت کے جسوقت آپ جماعت میں شریک ہوئے ہیں تو قرأت شروع ہو گئی تھی۔ سلام پھیرنے کے بعد دیکھا گیا تو آپ اوداس اور چہرہ پر اضمحلال برس رہا تھا اور آپ رنج کے ساتھ یہ الفاظ فرما رہے تھے کہ "افسوس بائیس برس کے بعد آج تکبیر اولیٰ فوت ہو گئی"۔

حق تعالیٰ کے چاہیتے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مرحومہ امت میں جن خوش نصیب اور پاک طینت حضرات کو مرتبہ قرب و ولایت کیساتھ نوازا گیا اور سچے ایمان کی حلاوت اور اطمینان کے ساتھ یقین و اذعان کی روشنی جنکے قلوب میں ڈالی گئی ہے اُن میں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ کے دل فیض منزل کو ایک خاص خصوصیت کیساتھ یہ اندرونی لذت عطا ہوئی تھی جسکا ثمرہ یہ تھا کہ زمانہ کے صاحب نسبت مشایخ اور اہل دل مجاز طریقت اولیاءاللہ کے آپ سردار تھے عالم کے ہادی اور راہبر نائبین رسول گروہ کی سیادت آپکے حوالہ کی گئی تھی علماء عصر کا آپکو سرد ہبر د اور امیر الجیش بنایا گیا تھا پیشوایان خلق کا امام و پیشوا اور مصلحان قوم و ملت جماعت کا مصلح اور حاکم آپکو گردانا گیا تھا مقبولان بارگاہ صمدیت کی پاکباز جماعت تختۂ عالم پر سدا بہار گلاب اور مہکانیوالی پھول کا کام دیتے تھے اور حضرت امام ربانی قدس سرہ کی ذات مقدس بمنزلہ عطر گلاب بلکہ روح بنی ہوئی عالم کو مہکا رہی تھی۔ احتمال خطا اور امکان زلت کے درجہ میں آپ یقیناً بشر تھے مگر ہادی و راہبر عالم ہونیکی حیثیت سے چونکہ آپ اُس ذی ہوش مسند پر بٹھائے گئے تھے جو بٹھائی پیغمبر کی میراث ہے اسلئے آپکے قدم قدم پر حق تعالیٰ کیجانب سے نگرانی و نگہبانی ہوتی تھی آپ اولیاء اللہ کے اُس

اعلیٰ طبقہ مین رکن اعظم بنکر داخل ہوئے تھے جنکے اقوال وافعال اور قلب وجوارح کی ہر زمانہ مین حفاظت کی گئی ہے اور جنکی زبان اور اعضاء بدن کو تائید وتوفیق خداوندی نے مخلوق کو گمراہی سے بچانیکے لئے اپنی تربیت وکفالت مین لے رکھا ہے آپنے کئی مرتبہ بحیثیت تبلیغ یہ الفاظ زبان فیض ترجمان سے فرمائے "سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہون کہ مین کچھ نہین ہون مگر اس زمانہ مین ہدایت ونجات موقوف ہے میرے اتباع پر" او کما قال ظاہر بین علماء جن مسائل مین دلائل وشواہد کے پابند ہوکر اختلافی جھگڑون مین پڑتے اور حق وباطل مین امتیاز کامل نہو سکنے کیوجہ سے تذبذب وتحیر کے بیابان مین سرگردان پھرا کرتے تھے حضرت امام ربانی قدس سرہٗ مشکوۃ نبوت سے سلگائی ہوئی مشعل قلبی کے نور کی بدولت واقعی حق جانب بیان فرماتے اور شق صحیح معین فرماکر بلا استشہاد فیصلہ کر دیا کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ آپکے فتاویٰ مین فقہی استشہاد روایات بہت ہی کم نظر سے گذرینگی اور حقیقت مین امر حق دلیل کا تابع بھی نہین ہے بلکہ دلیل امر حق کی محکوم اور علامت مظہرہ کے قایم مقام ہے۔

حضرت امام ربانی کا علو مرتبت اور قرب منزلت کا پورا پتہ لگانا کوئی آسان بات نہین اور نہ اسکی حاجت ہے ہان اتنی بات ظاہر اور سبکے نزدیک مسلم ہے کہ مرتبہ ولایت مین خاص نسبت عبدیت یعنی اتباع نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم مین انہماک وفنائیت جو آپکو حاصل ہوئی تھی آپ کے زمانہ مین دوسرے کو عطا نہوئی تھی آپ اپنے زمانہ کے تمام خاصان خدا کے خلاصہ اور مقبولان بارگاہ احدیت کے لب لباب اور مرجوعین کی جماعت کے منتخب صدر انجمن تھے جس درجہ کی استقامت وپختگی یعنی دین کے بارہ مین جماؤ اور ثابت قدمی آپکو عطا ہوئی تھی اُسکی نظیر اہل عصر کو نظر نہین آئی موافق ہو یا مخالف اور دوست ہو یا دشمن چار و ناچار یا دل خواستہ یا ناخواستہ اس بات کا ضرور مقر ہے اور ہوگا کہ حضرت امام ربانی اُس سیدھی اور صاف بٹیا پر چلتے چلتے جان دیگئے جسکو شریعت اور سنت کہا جاتا ہے۔ مانا کہ مخالفین نے جن باتوں کو بدعت حسنہ کہا اُنکو حضرت امام ربانی نے بدعت سیئہ قرار دیا اور نافرد متنفر رہے لیکن جس مضمون کا سنت اور فعل رسول یا فعل صحابہ ہونا مخالف کو بھی تسلیم ہے اُسکے التزام واہتمام اور پابندی وانصرام کا معترضین کو بھی اسدرجہ اعتراف ہے کہ امام ربانی کا یگانہ روزگار ہونا اظہر من الشمس ہے۔ یہ بے نظیر استقامت اور لاثانی پختگی آخر کیون تھی اور کہان سے آئی تھی اگر اسکا حاصل کرنا سہل تھا تو معترضین نے

اعتراض سے قبل یا بعد حاصل کیون نہ کرلی؟ خدا شاہد ہے وَكَفٰى بِهٖ شَهِيْدًا یہی وہ کمال اصلی ہے جس مین
کسی غیر کا ساجھا نہین اور یہی وہ بڑی کرامت ہی جسکا صدور دوسرون سے عادۃً ممکن نہین۔ یہی ہے
وہ ثمرۂ عبدیت جو لاشریک معبود کی راہ مین جان کہپائے بغیر حاصل نہین ہوسکتا اور یہی ہے وہ خاص النّادر
شاہنشاہی عطیہ جو زمانہ مین منتخب زمانہ لاڈلے محبوب کے سوا دوسرے کو نہین دیا جاتا۔ اسی جوہر
کے حامل و قدردان جوہری کو ارشاد خلق کا تاج اوڑھاکر مسند نیابت النبوت کا صدرنشین بناکر
قطب الارشاد کے نام سے مشہور کرایا جاتا او پیغمبر آخر الزمان کے وصال کے بعد ہر صدی مین اہل زمانہ کو
نمونہ دکھانیکے لئے دنیا مین بھیجا جاتا ہے تاکہ سچی اخلاقی تہذیب اور حقیقی آقا کی پسندیدہ جسمانی و روحانی
اصلاح کو مخلوق عملی حالت مین دیکھ لے اور قیامت کیدن شاہنشاہی پیشی پر بازپرس کے وقت
ہو نسکنے کا لاطایل عذر پیش نہ کرسکے ان حضرات کے حجۃ اللہ فی الارض ہونیکے یہی معنی ہین اور اٰيَةٌ
مِّنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ ہونیکا یہی مطلب ہے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ اَحْزَابِهٖ وَ وَفِّقْنَا لِاتِّبَاعِهٖ وَ امْتِثَالِ اَوَامِرِهٖ۔
صناع لم یزل نے جس طرح اپنی مخلوق کی صورتین جدا جدا پیدا فرمائی ہین اسی طرح سیرتین الگ الگ بنائی
ہین۔ سیرت کے اختلاف کا یہ نتیجہ ہوا کہ جب کوئی نعمت خدا کی طرف سے نازل ہوئی تو بعض لوگون نے
شکرگذاری کیساتھ اسکو ہاتھون ہاتھ لیا سر پر رکھا آنکھون سے لگایا اور عبد شکور بنکر منعم حقیقی کے محبوب
قرار پاے دوسرون نے اسکو بہ نگاہ حقارت دیکھا اور کفران کی بدولت اس نعمت کو کیا رد کیا خود مردود
بارگاہ ہوے اور خَسِرَ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةَ کے مصداق بنے۔ سخی بادشاہ عام ضیافت کا اعلان مشتہر کرکے
جسوقت اپنا وسیع دسترخوان بچھا دیتا ہے تو بہتیرے اُسکی لذیذ غذاؤن سے متمتع ہوتے ہین اور
بہتیرے عیب چینی کے تفکرات مین مبتلا اور قبح جوئی کی مصیبت مین گرفتار ہوکر انتفاع سے محروم رہتے
ہین یہی حال ہر زمانہ مین آسمانی خوان کے متعلق ظلوم و جہول انسان کا رہا ہی کہ لوح محفوظ کی کتابت
کے ہاتھون مجبور رہوکر بھلا یا برا جو حصہ بھی اُنکی قابلیت یا نااہلی کے متعلق ازلی علم نے اُنکے لئے
مقدر و مقرر کردیا تھا اُسکو لیا اور منتفع یا محروم بنے چنانچہ جس مبارک زمانہ مین خلاصۂ عالم و عالمیان
سردار دوجہان احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ناف ارض یعنی بلدۃ الحرام مکۂ معظمہ مین ہر جن و
بشر کے لئے مجسم نمونہ تہذیب و اصلاح بنکر تشریف لائے تو سیدنا ابوبکر و عمر جیسے خوش نصیب حضرات
کی سعادت کے مقابلہ مین ابوجہل و ابولہب جیسون کی شقاوت و بدنصیبی اور محرومی قسمت و شومی

طالع ایسی تھی جنہون نے اس نعمت خداوندی کی شکرگذاری کا جو کچھ قابل حسرت وافسوس حصہ لیا اُسکو کوئی مسلمان قیامت تک نہین بھول سکتا آپکا برقرار معجزہ جسکا نام قرآن ہی وہ آسمانی نعمتون کا بھرپور خوان ہی جسکی غذاؤن سے سیر ہونیکی ہر کہ ومہ اور شریف ووضیع کو اجازت دیگئی ہے مگر ظاہر ہے کہ یہ شاہنشاہی فرمان کسی خوش نصیب عالم باعمل مسلمان کیلئے حجّۃٌ لہٗ ہے اور کسی بدنصیب بدعمل عاصی کیلئے حجّۃٌ علیہ پس امام ربانی قدس سرہٗ کی سوانح شریفہ مین اس تاسف کا کوئی محل وموقع ہی نہین کہ افسوس بعض ناقدردانون نے اس درشہوار کی قدر کیون نہ پہچانی اور خدائی ہدایت کے مجسم عملی نمونہ کی تقلید واتباع کے بجائے لوگون نے کفران وطعن اور اعتراض ومخالفت کا کیون حصہ لیا؟ جب اپنے نصیب مقدر سے زیادہ یا خلاف حصہ لینا کسی متنفس کی طاقت ہی مین نہین ہی تو حجۃ اللہ علی الارض کے متعلق جن حرمان نصیب مسلمانون کا حصہ عیب جوئی وتشنیع کی کوفت لکھا ہوا ہو وہ اپنے حصہ کے حاصل کرنے سے کیونکر باز رہسکتے ہین علاوہ ازین یہ بھی تو بطحائی پیغمبر کی وہ سنت اضطراری ہی جسکا پایا جانا مجدد وقت نائب پیغمبر کی پائدار سوانح مین لازمی تھا وذٰلک فضل اللہ یوتیہ من یشاءُ واللہُ ذوالفضل العظیم۔ ہان جن خوش قسمت طالب رشد وہدایت اصحاب کو خدائی فرستادہ نمونہ کی بقدر نصیب موافقت کا حظ تام یا ناقص عطا ہوا وہ شکر ادا کرین کہ آسمانی نعمت کا نزول پہلا احسان ہی اور اُس سے منتفع ہونیکی توفیق حق تعالیٰ شانہ کا دوسرا انعام پس مبارک ہو اُن حضرات کو جنکے لئے امام ربانی قدس سرہٗ کا وجود باجود حجۃ لہٗ قرار پایا اور بیحد وبے پایان مبارکباد اُن حضرات کو جنہین اعلیٰ حضرت نے اپنا قایم مقام بناکر مخلوق کیلئے حجۃ قرار دیکر ایسی حالت مین دنیا کے اندر چھوڑا کہ اُنکے مطہر ومزکّٰی دل مشکوٰۃ نبوت سے منور اور ہونہار شجرۃ القلب سلسبیل ولایت ونسبت سلسلہ سے مثمر وبارآور ہوگئے تھے حق تعالیٰ اس مختصر جماعت کی کفش برداری کے طفیل مین اس ناکارہ سیہ رو کی حالت بھی سنوارے وللارض من کاس الکرام نصیب۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ کے حالات انضباط اوقات اور ثمرۂ استقامت وثبات فی الدین کے اظہار مین وہ تحریر ہدیہ ناظرین کرتا ہون جو میری درخواست پر سیّدی ومولائی حضرت مولانا الحافظ الحاج المولوی عزیز الرحمن صاحب مجددی نقشبندی مفتی مدرسہ دیوبند زید مجدہ نے اپنے قلم سے تحریر فرماکر بھیجی اور میری عزت افزائی فرمائی کہ جزو سوانح بنکر تاقیام قیامت قایم وبرقرار رہے دھونڈا:۔

عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِيْنَ تَتَنَزَّلُ الرَّحْمَةُ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آن غواص بحر حقیقت آن صدف لآلی طریقت و شریعت عالم عامل محدث و فقیہ کامل زین عصرہ فخر دہرہ قطب الارشاد سالک مناہج الرشاد مرشد رشید ذی رائے سدید حجۃ اللہ فی الارض مقبول بارگاہ احد حضرت مولانا الحاج الحافظ **رشید احمد** گنگوہی اعلی اللہ درجاتہ فی علیین ۔

حضرت مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہ کا علم و عمل و زہد و تقویٰ و توکل و صبر و رضا و تسلیم بما یجری بہ القضاء اسدرجہ کے تھے کہ اُنکا بیان احصا سے باہر ہے تمام عمر ایسی استقامت مین گذاری کہ سفر و حضر مین برابر اوقات شب و روز کو مشغول طاعت حق تعالیٰ رکھتے تھے مجلس اُنکی پر انوار تھی ظاہری و باطنی اہل علم نکات علمیہ سے مستفید ہوتے تھے اور اہل حال نور و سکینہ قلبی حاصل کرتے تھے بائیس برس سے احقر کو اتفاق حاضری دربار گہربار حضرت مولانا قدس سرہ ہوتا تھا کسیوقت ذرہ برابر کسی مشغلہ مین فرق نہین دیکھا جو اوقات جس شغل کے تھے اُنکو برابر انہین مشاغل مین مصروف رکھتے تھے اس زمانہ مین ایسا جامع شریعت و طریقت منبع علم و عمل زمانہ کی آنکھ نے نہ دیکھا نہ سنا علم حقایق مین بے نظیر اتباع سنت مین بے مثل تھے ہمیشہ دوپہر کو ۱۲ بجے کے بعد ایک بجے تک قیلولہ فرماتے تھے ایک بجے جسوقت ظہر کی اذان ہوتی تھی فوراً بیدار ہوجاتے تھے اور ظہر کی نماز کا سامان فرماتے اکثر ظہر سے پہلے غسل فرماکر سنتین ظہر کی حجرہ شریفہ مین پڑہکر مشغول ذکر و تسبیح رہتے تھے جب وقت جماعت کا ہوتا مسجد مین تشریف لاکر امامت ظہر کی فرماتے بعد ادائے فرض ظہر سنتین حجرہ مین آکر ادا فرماتے دو سنت موکدہ دو نفل اُسکے بعد کہڑے ہوکر بعد ادائے سنن و معمولی وظایف شروع تلاوت قرآن شریف مین مشغول ہوتے تلاوت سے فارغ ہوکر تسبیح و تہلیل لسانی مین مشغول رہتے تھے اسوقت مین بھی جو مہمان و خدام موجود ہوتے تھے خدمت شریفہ مین حاضر ہوکر استفادہ مسائل شریعت و جمعیت باطنیہ کرتے تھے لیکن باوجود اسکے کہ جواب مسائل بھی دیتے تھے اور اور ضروری باتین بھی فرماتے تھے لیکن مراقبہ و ذکر لسانی مین برابر مشغول رہتے تھے اور چہرہ پر انوار سے کیفیت استغراق و حضوری نمایان ہوتی تھی اسی مشغولی مین جب وقت عصر آجاتا تا وضو جدید فرماکر مسجد مین تشریف لاکر دو رکعت نفل ادا فرماتے پھر امامت عصر فرماکر اکثر اوقات حجرہ سے

باہر تشریف رکھتے تھے اسوقت خدام وحاضرین کا مجمع ہوتا تھا اہل شہر بھی اسوقت حاضر خدمت
ہوتے تھے اور مہمانان ومریدین عموماً اسوقت حاضر خدمت رہتے تھے علماء جو حاضر خدمت ہوتے
تھے وہ اسوقت سوالات بھی کرتے تھے اور حضرت قدس سرہٗ ہرایک سوال کا جواب تحقیقی دیتے تھے
مغرب تک اسی طرح تشریف رکھتے تھے لیکن اسوقت مین بھی برابر وردو ذکر لسانی جاری رہتا تھا
اذان مغرب کے ہونے کے بعد مسجد مین تشریف لاکر امامت مغرب فرماتے اور بعد نماز سنن ونوافل
اوابین مسجد مین ادا فرماکر دیر تک مراقب ومشغول رہتے تھے اور ادعیہ مسنونہ واوراد مشروعہ سے فارغ
ہوکر پھر کچھ دیر حجرہ مین یا باہر حجرہ سے تشریف رکھکر مکان کو تشریف لیجاتے کھانا تناول فرماکر
قبل از عشا تشریف لاکر وضو فرماکر مسجد مین تشریف لاتے تھے اور دو رکعت نفل ادا فرماکر امامت
عشا فرماتے اور سنن ووتر مسجد مین ادا فرماکر حجرہ مین اکثر مشغول رہتے تھے عشا کی نماز ہمیشہ دیر مین
وقت مسنون کے موافق پڑھتے تھے پھر بعد عشا اوراد ووظایف سے فارغ ہوکر استراحت فرماتے
بعد نصف شب کے جب ایک ثلث شب تقریباً باقی رہتی اوٹھکر تہجد ادا فرماکر تلاوت قرآن شریف
صبح صادق تک فرماتے حسب ارشاد حق تعالیٰ وقرآن الفجر ان قرآن الفجر کان مشھوداً اسوقت تلاوت
قرآن شریف حفظ سے فرماتے تھے صبح صادق کے ہونے کے بعد سنتین پڑھکر حجرہ شریف مین مشغول
رہتے تھے جب وقت جماعت صبح کا حسب مذہب امام ابوحنیفہ رح ہوتا تھا یعنی جسوقت خوب اسفار
ہوجاتا نماز صبح کی امامت مسجد مین اکثر فرماتے اور بعد نماز صبح حجرہ مین تشریف رکھتے اور ارتفاع شمس
تک خلوت مین رہتے تھے بعد نماز اشراق حجرہ کھلتا تھا اور مستفیدین حاضر خدمت ہوکر انوار شریعت
وطریقت سے مستفید ہوتے تھے دس گیارہ بجے دن کے طعام تناول فرماکر بعد ۱ بجے دن کے قیلولہ
فرماکر حسب دستور وظایف طاعت مین مشغول ہوتے تھے یہ ہی مختصر طریق سے بیان آنحضرت قدس سرہٗ
کے مشغولی طاعت وعبادت کا پھر اس مشغولی مین کسی حال فرق نہ آتا تھا جناب مولانا محمد منیر صاحب
نانوتوی فرماتے تھے کہ مین سفر حجاز مین ہمرکاب حضرت مولانا قدس سرہٗ تھا ایک روز جہاز مین تہجد
کے وقت آپ کو ضرورت غسل کی تھی مجھسے فرمایا کہ دریا مین سے ایک دو ڈول کھینچ دو کہ غسل کرون
مین نے کہا کہ ابھی بہت رات ہے صبح ہونے دیجیے سفر مین اگر ایک روز تہجد قضا ہوجائیگا تو
مضایقہ نہین مگر حضرت کو یہ منظور نہین ہوا اوسیوقت غسل فرماکر نماز تہجد ادا فرمائی اور حسب معمول

وظایف وتلاوت مین مصروف ہوئے۔

اوایل مین باوجود ان مشاغل مذکورہ کے درس حدیث شریف نہایت تحقیق وتدقیق سے فرماتے تھے بعد نماز اشراق دس گیارہ بجے تک اور بعد نماز ظہر و وظایف وتلاوت قرآن شریف عصر تک اسباق حدیث شریف کا درس فرماتے تھے صدہا بلکہ ہزارہا طالبان علم دین آپ سے مستفید ہوکر ہدایت خلق اللہ مین مصروف ہوئے۔

ایک دفعہ احقر درس حدیث شریف کے وقت حاضر جماعت طلبہ تھا ایک موقع پر فرمایا کہ میرے اُستاد حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ "جسقدر اپنے نفس سے دوری ہو اُسیقدر قرب حق تعالیٰ حاصل ہے" آپ کے درس مین افادہ نکات علمیہ کے ساتھ افاضۂ باطنی بھی برابر جاری تھا آخر مین جب بینائی مین حضرت کی ضعف آنے لگا درس حدیث شریف موقوف ہوگیا اُسوقت سے افادۂ باطنی مین اسدرجہ ترقی ہوئی کہ طالبان ہولی تھوڑے سے عرصہ مین مقصود پر فایز ہوتے تھے اور سلوک باطنی تمام فرماکر رخصت ہوکر مستفیدین کو فیض پہنچاتے تھے الغرض دروازہ رحمت حق تعالیٰ کا کھلا ہوا تھا کہ جو داخل ہوا مقبول ہوکر نکلا ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ۔

جس زمانہ مین احقر حضرت مرشدنا مولانا محمد رفیع الدین صاحب نقشبندی مجددی خلیفہ حضرت شاہ عبدالغنی مجددی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت مین حاضر رہتا تھا ایکبار حضرت مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہٗ دیوبند تشریف لائے حضرت مولانا رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین اسی طرح حاضر ہو جس طرح میرے پاس آتا ہے جسوقت اس ارادہ سے احقر حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین حاضر ہوا انوار باطنیہ اسی طرح منعکس ہوتے تھے جیسے حضرت مولانا محمد رفیع الدین صاحبؒ کی خدمت مین حاضر ہونے سے ہوتے تھے احقر نے کبھی ہر دو حضرات کی خدمت مین حاضر ہوکر کچھ فرق نہین پایا اور بعد ہجرت و وفات حضرت مولانا محمد رفیع الدین صاحب قدس سرہٗ یہ کیفیت تھی کہ جسوقت گنگوہ حاضر ہوتا تھا گویا ایکسے عالم مین پہنچتا تھا تا قیام گنگوہ عجیب حالت صفائی ویکسوئی توجہ کی رہتی تھی اور حضرت مولانا قدس سرہٗ کی نظر عنایت والتفات سے جو کچھ نعمتین حاصل ہوئین اُنکے بیان سے بندہ قاصر ہے حضرت مولانا قدس سرہٗ کی توجہ وعنایت ظاہری وباطنی ہر ایک حاضر خدمت ہونیوالے کے

حال پر ایسی ہی تھی یہ سمجھتا تھا کہ مجھسے زیادہ کسی کے ساتھ محبت و تعلق نہ ہوگا کیونکہ ہو کاملین جو متخلق باخلاق اللہ ہین اُنکی یہ ہی صفت ہوتی ہے آفتاب کو اپنا فیض پہنچانے مین کسی سے بخل نہین ہے

شکر فیض تو چمن چون کند اے ابر بہار	کہ اگر خار دگر گل ہمہ پروردۂ تست
ہر چہ ہست از قامت ناساز و بیاندام ماست	ورنہ تشریف تو بر بالاے کس کوتاہ نیست

حضرت قدس سرہٗ مرجع عالم تھے صغار و کبار اپنے اپنے حاجات ظاہری و باطنی آپکی خدمت مین پیش کرتے تھے اور حضرت کی دعا سے سبکے مقاصد پورے ہوتے تھے سب کی نظر آپکی طرف تھی اور آپ کی توجہ خالص حق تعالیٰ کی طرف تھی جملہ امور کو من اللہ دیکھتے تھے اور مدح و ذم سے فارغ تھے ایکبار جب احقر میرٹھ مین مدرسہ عربیہ مین مدرس تھا احقر نے ایک عریضہ آنحضرت کی خدمت مین بھیجا جسمین احقر نے کسی ایسے امر کی نسبت کچھ عرض کیا جسکو احقر یہ سمجھا کہ شاید یہ امر موجب پریشانی خاطر و باعث کلفت آنحضرت ہو اُسکے جواب مین آنحضرت نے یہ شعر لکھا۔ **شعر**

من از بیگانگان ہرگز ننالم	کہ با من انچہ کرد آن آشنا کرد

جس سے کمال استقامت حضرت کی ظاہر تھی اور یہ کہ حضرت کے لئے کوئی امر موجب پریشانی نہین ہے جو کچھ پیش آتا ہے اُسکو حق تعالیٰ کی طرف سے دیکھتے اور جانتے ہین چنانچہ حضرت اعلیٰ جناب حاجی **امداد اللہ** صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جو ایکبار حضرت مولانا قدس سرہ کو لکھا کہ اپنا حال لکھئے تو حضرت مولانا قدس سرہٗ نے جواب مین یہ بھی فقرہ لکھا تھا کہ بندہ کو مدح و ذم یکسان ہے جسپر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بہت اظہار مسرت فرمایا کہ یہ اعلیٰ مرتبہ ولایت کا ہے۔

باوجودیکہ دریائے وحدت مین مستغرق تھے اور واردات غیبیہ قلب مبارک پر وارد ہوتے تھے مگر کسی وقت ذرہ بھر اتباع سنت نبویہ علی صاحبہا الصلوات والتحیہ سے قدم باہر نہین رکھا احقر جس زمانہ مین حضرت ہادی برحق فانی مطلق محو فی مرضات اللہ جناب حاجی امداد اللہ مہاجر قدس سرہٗ کیخدمت فیض اثر سے رخصت ہو کر ہندوستان کو واپس آیا آثار توحید وجودی برخلاف اپنے مسلک نقشبندی مجددی کے غالب ہوئے اور اُسمین غلو ہونے لگا چنانچہ اُسوقت کے بعض اشعار جو بندہ نے لکھے اس کو ظاہر کرتے ہین وہو ہذا:- **اشعار**

		وہ خود اس پردۂ کثرت مین ظاہر
ہوا جائے اسے وہ جو ہی ماہر	وہ مثل بو ہر اک گل مین خفی ہے	دیا ہے شل مستی اندر ہے

گل ولالہ ہی جون مخفی زمین مین
اگر جانے کوئی جانے اثر سے
وہ خود عارف ہی اور معروف وہ ہے
وجود اُسکے سوا کب ہے کسی کو
غرض ہر رنگ مین ہے رنگ اُسکا

ویا مثل لطافت یاسمین مین
جو سچ پوچھو کوئی کیا اُسکو جانے
وہی محبوب اور مشغوف وہ ہے
لباس عاشقی مین گاہ پیدا
خرد سے ہے دیکھہ جلوہ رنگ اُسکا
ہر اک ہی جستجو مین اُسکی شیدا

ہی ظاہر اور خفی ہر اک نظر سے
یہ شرکت ہے کوئی میری بلانے
ظہور اُسکا ہی جو کچھ دیکھتے ہو
گہے در صورت لیلے ہویدا
بنایا خلق کو سودائی اپنا

الحاصل اس حالت مین اول یہ خواب دیکھا کہ احقر ایک نہایت تیز و توانا بلند قامت گھوڑے پر سوار ہے اور رستہ پہاڑ اور گڈھوں کا ہے کہین زیادہ اونچا کہین بہت نیچا اور وہ گھوڑا بی تکلف اُس ناہموار رستہ پر مجھکو لیجا رہا ہے کہ ہر یک قدم پر خوف گرنے کا ہے اسی حالت خوف و رجا مین برابر اُسی ناہموار رستہ کے ایک سڑک صاف اور سیدھی وسیع نظر پڑی اور مین نے اپنے گھوڑے کا رخ اُس طرف کو کیا ہے اس مین آنکھ کھل گئی دوبارہ دیکھا کہ گویا احقر میرٹھ کی اونچی مسجد سے پشتہ پر کہ جو مثل پہاڑ کے اترائی سکے ہے اور زمین سڑک سے بہت بلند ہے نیچے اترا اور درمیان اُس پشتہ اور سڑک کے ایک نالی ہی اُسکو پھلانگ کر سڑک پر پہنچا اس پھلانگنے مین اُس نالی سے کچھ چھینٹین میرے پیرون پر آئین جسکو مین پلید سمجھتا ہون جس سڑک پر مین پہنچا وہ بہت صاف اور برابر اور وسیع ہی اُس سڑک پر پہنچکر مین تیز چلا دیکھا کہ آگے آگے ایک بہلی خوبصورت جسمین بہت تیز اور خوبصورت بیل جوڑے ہوئے ہین چلتی ہے حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ اُس مین سوار ہین اور اُس ہموار سڑک پر تیز رفتاری کے ساتھ عمدہ قدم سے وہ بیل چل رہے ہین احقر دوڑتا ہے مگر اُس بہلی کے قریب نہین پہنچا کہ اس عرصہ مین حضرت نے پیچھے کو پھر کر دیکھا اور احقر کو دیکھکر بہلی کو روک لیا اسکے بعد غالبا آنکھ کھل گئی اس خواب کے بعد احقر نے حضرت قدس سرہ کی صحبت و اتباع اثر کو غنیمت سمجھکر مقصود کو اس مین منحصر سمجھا اس حاضری خدمت کی حالت مین ایکبار احقر نے دیکھا کہ حضرت بنفس نفیس خوان مین طعام رکھکر احقر کے لئے مسجد احقر مین لائے ہین اُس حالت سابقہ سے افاقہ محض ببرکت فیض صحبت حضرت قدس سرہ حاصل ہوا اور مقولہ حضرت مجدد الف ثانی قیوم ربانی شیخ احمد سرہندی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ جو دربارہ شریعت و طریقت و حقیقت فرمایا ہے واضح ہوا جیسا کہ مکتوب چھتیس جلد اوّل
مین فرماتے ہین پس شریعت متکفل جمیع سعادات دنیویہ و اخرویہ آمد مطلبی نماند کہ ماورای شریعت
دران مطلب احتیاج افتد طریقت و حقیقت کہ صوفیہ بآن ممتاز گشتہ اند ہر دو خادم شریعت اند در
تکمیل جزء ثالث کہ اخلاص است پس مقصود از تحصیل آن ہر دو تکمیل شریعت است نہ امر دیگر
ورای شریعت الی اخر ما قال رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت مولانا قدس سرہ نے شریعت کو ایسا ہی مستحکم پکڑا تھا اور جملہ مقاصد کو اُس مین منحصر سمجھتے تھے
تحقیق حضرت مولانا کی اس بارہ مین مطابق تحقیق حضرت مجدد صاحب قدس سرہ تھی اور برابر یہی
حال اور طریق پر مستقیم رہے کوئی کیسا ہی باکمال ہو لیکن اگر شریعت سے کچھ بھی اُسکا قدم علیحدہ
ہوتا تھا بے تردد اُسکی تردید فرماتے تھے ایکبار فرمایا کہ ایک فقیر صوفی مجھسے بہت محبت رکھتے
تھے اور مین بھی اُنکو فقیر سمجھکر اُن سے ارتباط رکھتا تھا اور اُنکا ادب کرتا تھا کچھ عرصہ کے بعد ایکبار
اُنھون نے مجھسے کہا کہ مین جو ذکر اَللّٰہُ ھُوْ کرتا ہون تم جانتے ہو کیا کہتا ہون یہ کہتا ہون اَللّٰہ ھُوْ ن
مین نے یہ سنکر فوراً اُسکو کہا او مردود تو اللہ ہے وہ اُسوقت سے اس فقیر کی صورت نہ دیکھی۔
حق گوئی مین کبھی کسی کا لحاظ نہین فرمایا بڑے بڑے مشہور مشایخ اور علماء سے اگر لغزش دربارۂ
شریعت ہوئی فوراً اُنکی تردید و تکذیب فرمائی اور جنکی قسمت مین ہدایت و خیر تھی اُنکے لئے تنبیہ
حضرت کی رہنما ہو گئی اور جنکے لئے شقاوت مقدر تھی وہ اُسی غوایت مین گرفتار رہے۔ حق بات
کو کبھی مخفی نہین کیا اور ناحق کے کبھی طرفدار نہین ہوئے احقر نے ایکبار بوقت نزاع باہمی خواب
مین دیکھا کہ حضرت مع اور چند حضرات دیوبند کے احقر کی مسجد کے فرش پر تشریف رکھتے ہین اسی
حالت مین حضرت قدس سرہ اُن صاحبون سے جدا ہو کر تنہا بندہ کے حجرہ کی طرف تشریف لیگئے
اور غالبًا ہر دو دست مبارک بندہ کے حجرہ کے دروازہ پر رکھے ظاہراً بھی اُسکے آثار معلوم ہوئے
کہ باوجودیکہ بعض طاعنین نے احقر کی طرف سے حضرت کی خدمت مین یہ مضمون پہنچایا کہ مخالفین مدرسہ
سے اسکا میل ہے مگر خاطر اشرف پر اسکا کچھ اثر نہین ہوا اور زہق الباطل جلوہ گر رہا قلب منیر پر
رنگ باطل جاگزین نہ ہوتا تھا صحیح فرمایا اُستاذی حضرت مولانا محمود حسن صاحب سلمہ خلیفہ
خاص حضرت قدس سرہ و مدرس اوّل مدرسہ عربیہ دیوبند نے شان مبارک حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ مین

س داغ ہی لفظ نعم کو کہ خلاف حق پر — منہ سے اسکے کبھی نکلا نہ خدا ہی کی قسم
لا کو حسرت ہی یہی اور نہ ہووی کیونکر — شکل دیکھی نہ کبھی اسکی دعا کی اکرم

باوجودیکہ حضرت قدس سرہ خاندان حضرات چشت رحمہم اللہ تعالیٰ مین منسلک تھے مگر اتباع سنت مین ایسے ثابت قدم اور درجہ مقبولی پہ پہنچے ہوئے تھے کہ صوفیاء زمانہ کو یہ دکہلا دیا کہ اصل طریقہ چشتیہ یہ ہے اور نسبتہ نبویہ جو بواسطہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم مشایخ تک پہنچی ہی یہی ہے اور اس اصل مین سب طرق برابر ہین اور منتہی سب کا یہی [illegible] ارشاد دینا اور نہایت عجیب و پُر اثر تھا بہت سی رسوم مروجہ کو مٹایا اور بہت سنن مخفیہ کو ظاہر فرمایا شریعت اور طریقت کی تجدید فرمائی اس آخری زمانہ مین مدار ہدایت وارشاد آپ کی ذات بابرکات تھی احقر کو ایکبار بوقت حاضری سرہند یہ امر قلب پر وارد ہوا کہ حضرت قدس سرہ قطب ارشاد ہین اور اسوقت سلوک طریقہ مرضیہ ومقبولہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپکا طریقہ ہے اور یہ کہ آپ مجدد ہین احقر نے اس اپنے خیال کو حضرت مولانا الحاج الحافظ خلیل احمد صاحب دامت برکاتہم خلیفہ خاص حضرت مولانا قدس سرہ کی خدمت مین بھی عرض کیا تو حضرت مولانا موصوف نے اسکی تصدیق فرمائی بہرحال یہ خیال احقر کا جسدرجہ کا بھی ہو حضرت قدس سرہ کی تحقیقات جدیدہ متعلق احکام شریعت وطریقت ونکات قرآن وحدیث وبیان دقایق علمیہ اور آپکا طرق ارشاد حجۃ واضحہ امور مذکورہ کی ہی صحت کی اور کسی کے جواب وخیال کی حاجت اُسکی تصدیق کیلئے نہین کہ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید ذٰلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم۔

بندہ نے ایک عریضہ مین منجملہ چند سوالات کے ایک یہ بھی سوال کیا کہ آیۃ وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو سوائے اپنے اعمال کے دوسرون کے اعمال سے نفع نہین پہنچتا حالانکہ احادیث سے نفع پہنچنا محقق ہے اور جمہور صحابہ وائمہ کا یہ مذہب ہے اسکے جواب مین منجملہ دیگر جوابات معروضہ کے یہ معنی بھی ارقام فرمائے کہ ما سعٰی سے مراد سعی ایمانی لیجاوے تو پھر کچھ خدشہ اور تعارض نہین کیونکہ حاصل اس صورت مین یہ ہی کہ انسان کو بدون سعی ایمانی وبلا حصول وتحقق ایمان کسی عمل سے نفع معتد بہ نہین پہنچسکتا پس غیر کے اعمال کا نفع بھی اُسکو اُسیوقت پہنچسکتا ہے کہ اُسکے اندر ایمان ہو اور سعی ایمانی اُسی کی ہو۔

پس درحقیقت انسان کے لئے اپنی ہی سعی سے نفع پہنچتا ہے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے چند مکتوبات مطبوع ہوئے تھے ان مین یہ مکتوب موجود ہے مفصل اُس مین دیکھ لیا جاوے بعض مبتدعین زمانہ نے جو وحدۃ الوجود کے پردہ مین ابطال شریعت غراء کرتے ہین اور ہمہ اوست کے ایسی طرح قائل ہین کہ اسلام وکفر مین کچھ تفاوت نہ رہے آیۂ کریمہ اجعل الآلھۃ الھاً واحداً سے استدلال اپنے دعویٰ فاسد پر کیا کہ اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب معبودون کو ایک کر دیا تھا اور بتون کو عین معبود بحق سمجھا تھا الیٰ اخر ما قال المبتدع اللعین حضرت قدس سرہ نے اس آیۃ کے ایسے معنی فرمائے کہ استدلال خصم ہباءً منثوراً ہوگیا جسکو احقر نے بالاختصار عبارت ذیل سے تعبیر کیا ہے قال مولانا قدس سرہ قولہ تعالیٰ وعجبوا ان جاءھم منذر منھم فقال الکافرون ھذا ساحر کذاب بحیث ینکر الھتنا الموجودۃ المحسوسۃ ھذا شیٔ عجیب واو یعل الھۃ کثیرۃ شیئاً ومعبوداً واحداً فھذا شیٔ اعجب من الاول والحاصل انہ من مظنونات الکفار ومقالاتھم الفاسدۃ لیس فیہ تقریر ان ھذا الجعل صحیح فی نفسہ لیصح بہ استدلال الخصم۔

اس بارہ مین کہ اگر مثلاً ایک سورۃ یا پارہ قرآن شریف کا ثواب چند اموات کو بخشا جاوے حضرت کے نزدیک راجح یہہ تھا کہ ثواب تقسیم ہوکر ہر یک میت کو حصہ رسد پہنچیگا ایک واقعہ نقل فرمایا کرتے تھے کہ مین نے چند اموات کو کسیقدر تلاوت وغیرہ کا ثواب پہنچایا اموات مین سے بعض کو دیکھا کہ وہ فرماتے ہین کہ تم مجھے ثواب نہین پہنچاتے مین نے کہا کہ پہنچایا تو ہے میت نے کہا کہ ہان ٹکڑہ ٹکڑہ ثواب کا پہنچایا ہے اس سے تصدیق اس امر کی ہوتی ہے کہ ثواب تقسیم ہوتا ہے الخ

حضرت قطب العالم شیخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ سے بہت مناسبت حضرت مولانا قدس سرہٗ کو تھی اکثر ذکر خیر اور کرامات وکمالات اُنکے بیان فرمایا کرتے تھے اور نہایت متاثر ہوتے تھے اس قصہ کو بہت دفعہ نقل فرمایا جو دربارہ احتساب مشہور ہے کہ محتسب کے منع کرنے سے آپ نے چند روز سماع نہین فرمایا آخر ایک رات جو تہجد کے لئے اُٹھے قریب مین کوئی چکی پیسنے والی یہ شعر پڑہ رہی تھی۔ ”یہ دیکھ جمیل کے گھاٹ باٹ ڈومین بیٹھ ترا مین“ اسکو سنکر حالت متغیر

ہوگئی اور وجد غالب ہوگیا محتسب سے کہلا بھیجا کہ آپ اپنا احتساب جاری کریں ہیں اپنے اختیار میں نہیں رہا ترک نہیں ہوسکتا محتسب صاحب جو آئے احاطہ خانقاہ میں گھستے ہی بیخود ہوگئے بعد افاقہ حضرت قطب العالم سے معذرت کی اور بیعت ہوکر صاحب حال ہوگئے رحمۃ اللہ
الغرض حضرت مولانا قدس سرہ نے شعر مذکور کی تفسیر میں فرمایا کہ پاشا سنگ رقیق کو کہتے ہیں جو بڑے پتھر پر سے جدے ہوتے ہیں اور مثل اوراق کے ہوتے ہیں مطلب یہ ہے کہ دریاء چمبل کے گھاٹ پر جاکر دیکھو کہ عجب صورت الٰہی ظاہر ہوتی ہے کہ باریک پتھر ڈوبتے ہیں اور موٹے بھاری پتھر تیرتے ہیں اور پانی کے اوپر کو جاتے ہیں پس یہ اشارہ ہے قول باریتعالیٰ کی طرف فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ الخ الآیۃ

ایک درود شریف حضرت مولانا قدس سرہ نے حضرت قطب العالم رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرمایا تھا جسکو احقر نے ایک کاغذ پر یہی عبارت نقل کرلیا تھا سمعت قطب الارشاد وغوث العباد ومعاذ البلاد مولانا رشید احمد گنگوھی وقت حضوری بحضرتہ العلیۃ یوم الاثنین ثالث عشر من شہر اللہ المحرم ۱۳۲۳ھ یقول انی رئیت قطب العالم الشیخ عبد القدوس گنگوھی قدس سرہٗ فی المنام وھو قایم فی روضتہ المقدسۃ مکان دفنہ وھو یصلی علے النبی صلی اللہ علیہ وسلم بھذہ الصیغۃ اللّٰھم صل علی محمد وعلی اٰل محمد بعدد کل ذرۃ الف مرۃ +

احقر نے وفات حضرت قدس سرہ سے کچھ پہلے غالبًا اُسی مرتبہ جبکہ درود شریف موصوف حضرت سے سنا یہ عرض کیا کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات خصوصًا سرور انبیا خاتم الرسل صلوات اللہ وسلامہ علیہ کا حیات النبی ہونا مسلم ہے اور آیۃ کریمہ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ سے سب کا میت ہونا معلوم ہوتا ہے اسکے جواب میں کچھ ایسی پرتاثیر تقریر فرمائی کہ جو مشاہدہ وسماع پر موقوف ہے الفاظ اور مطلب سب وقت کے پوری طرح محفوظ نہیں رہا مگر خلاصہ اُسکا کچھ ایسا تھا کہ موت سب کو شامل ہے مگر انبیا کی ارواح مشاہدہ جمال وجلال حق تعالیٰ وتقابل آفتاب وجود باریتعالیٰ سے اس درجہ پر پہنچ جاتے ہیں کہ اجزاء بدن پر انکا یہ اثر ہوتا ہے کہ تمام بدن حکم روح پیدا کرلیتا ہے اور تمام جسم اُنکا عین ادراک اور عین حیات ہوجاتا ہے اور یہ حیات دوسری قسم کی ہے اس تحقیق سے

نکتہ ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء ظاہر ہوتا ہے الی آخر ما قال قدس سرہٗ بوقت بیان اس مضمون کے اس قسم کا اثر قلب پر تھا کہ گویا وہ حالت مشہودی اور عجب کیفیت اور سرور تھا فقط وَالسّلام علی من اتبع الھدیٰ والتزم طریقۃ المصطفیٰ صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ واحبابہ واتباعہ الی یوم الدین واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین +

اخلاق واوصاف

گنگوہ مین اک خدا رسیدہ دیکھا	اللہ کا برگزیدہ بندہ دیکھا
کیا وصف کرون مین اسکا ممتاز	انسان کی شکل مین فرشتہ دیکھا

اخلاق کا لفظ بظاہر نہایت مختصر اور بہت عام فہم ہے مگر حقیقت مین اسکی جامعیت پر اگر نظر غایر ڈالی جاوے تو صدیقیت کا اعلیٰ درجہ حاصل کرنیکے لئے کسی سچے مسلمان کو جن مراحل کے قطع کرنیکی ضرورت ہے وہ سب اس لفظ کے معنی مین موجود ہین ۔ فلک ولایت پر پہونچنے کیلیے جس تہذیب واصلاح ظاہر وباطن کی حاجت ہو وہ سب خلق کے معنی مین داخل ہین ۔ وہ سچا قانون جسکے ذریعہ سے عالم کے راہبر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہالت کے دریا مین ڈوبی ہوئی مخلوق کو ہدایت کی شاہراہ پر لا ڈالا وہ خُلق کا مفہوم ہے جسکو ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اُس شخص کے جواب مین جسنے آپ سے حضرت سرور عالم کے اخلاق دریافت کیے تھے یون فرمایا ہو کہ "آپکا خلق قرآن ہے" یعنی تمام قرآنی تعلیم کا مجسم نقشہ آپکی ذات مقدس ہے گویا اس آسمانی برگزیدہ کتاب کی عملی حالت کو وجود کا لباس پہنا کر محمدؐ نام رکھا اور دنیا مین بھیجدیا گیا تھا ۔ چونکہ خلق کے معنی سمجھنے مین عام لوگ غلطی کے اندر پڑے ہوئے ہین اسلئے اس خلاصہ کمالات لفظ کی ماہیت وحقیقت کو بوضاحت بیان کرنیکی ضرورت ہوئی بات یہ ہو کہ ہر ذی روح مرکب ہے جسم اور روح سے ۔ روح چونکہ خود باطنی شی ہے اسلئے اسکی ترکیب اُن قوائی نفسانیہ اور کوائف باطنیہ سے ہے جنکا ادراک باطن کی آنکھ یعنی بصیرت سے ہوتا ہے عربی زبان مین جسم کی ترکیب کا نام خلق بفتح الخاء اور اعضاء بدنیہ کے متناسب وسڈول ہونیکا نام حُسن الخلق یعنی خوبصورتی ہے اور روحانی ترکیب کا نام خُلق بضم الخاء اور قوای نفسانیہ کے اعتدال اور

حد متوسط پر بے کم وکاست ہونیکا نام حسن الخلق یعنی خوب سیرتی ہے روح کی باطنی ترکیب جن قوتوں اور
کیفیتوں سے قایم ہوئی ہے اُن مین چار قوتین اصل الاصول ہین یعنی قوۃ علم قوۃ غضبیہ قوت شہوت
اور قوت عقل پس جس طرح بدن کے اعضا مین اعتدال مناسب سے کمی ہو جانے پر بدصورتی
پیدا ہوتی ہی اسی طرح قواے نفسانیہ مین اعتدال واقتصاد اور میانہ روی وتوسط کے زایل یا کم
بیش ہو جانے سے بدخلقی اور بدسیرتی پیدا ہو جائیگی ۔
خوبصورت اور حسین وہی کہلائیگا جسکا قد نہ اتنا لمبا ہو جسپر نگاہین اُٹھین اور احمق پکارین اور
نہ اتنا پست ہو کہ جھک کر معانقہ کرنا پڑے اور فتنہ کہلائے رنگ نہ اتنا سیاہ ہو کہ ظلمت برسے اور
کالک چمکے اور نہ اتنا سپید ہو کہ بھوراپن دکھے بدن نہ اتنا فربہ اور بھاری ہو کہ چلنا دشوار پڑ جاے
اور نہ اتنا لاغر ہو کہ ہوا سے اُڑ جانیکا اندیشہ ہو ہاتھ نہ اتنے دراز ہون کہ زمین پر گھسٹین اور نہ اتنے
قصیر کوتاہ ہون کہ کوٹنے تک بھی مشکل ہو تخمین غرض ہر عضو مناسب اور ہر جزو بدن معتدل حالت
پر ہو اسی طرح خوب سیرت وخلیق وہ شخص کہلائیگا جسکی قوت علمیہ نہ اتنی کمزور اور محدود ہو کہ حق و
باطل مین فرق نہ کرسکے اور نہ اتنی فراخ وآزاد ہو کہ متشابہات کا پیچھا کرنے یا مسایل ذات و
صفات کی کنہ معلوم کرنیکے درپے ہو جاے قوۃ غضبیہ جسکو غصہ کہتے ہین نہ اتنی ضعیف ہو کہ حق تعالی
شانہ کی نافرمانی ومعصیت دیکھکر بھی جوش مین نہ آئے اور نہ اتنی آزاد وبے قید ہو کہ معذرت کرنیوالے
کی توبہ پر بھی کان نہ دھرے شہوت جسکو خواہش کہتے ہین نہ اتنی حد سے بڑھے کہ حرص وہوا کہلاے
اور نہ اتنی مقدار گھٹے کہ تکبر وبے مروتی یا عجب وخود رائی پیدا کرے عقل نہ اتنی بیباک اور تند ہو
کہ مکاری وچالبازی کا خطاب پائے اور نہ اسدرجہ قلیل ہو کہ کند ذہنی وبے وقوفی کہلاے غرض
روح کے یہ چارون اعضاء اعتدال واقتصاد اور میانہ روی پر قایم ہون تب خلق حسن ہوگا۔
چونکہ حق تعالی شانہ کو حسن سیرت مرغوب ہے اور روح کی اصلاح وآراستگی کا بندون کو حکم دیا گیا
ہے اسلئے شریعت نے اسی باطنی تعدیل پر تحریص وترغیب اور تاکید وتنبیہ کیساتھ مخلوق کو برانگیختہ
کیاہے قرآن مجید کی ساری تعلیم کا یہی خلاصہ ہے کہ قواے باطنیہ معتدل اور حسین بناکر خدا کے حضور مین
حاضر ہووے اور بطحائی پیغمبر کی تئیس سالہ کوشش کا یہی ماحصل ہی کہ خلق حسن اور تہذیب روح و
اصلاح قلب مین جانین کھپادو قوت علمیہ کی حالت معتدلہ کا نام حکمت ہے جسکو حق تعالی فرماتے ہین

"یُؤتی الحکمۃ من یشاء ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا" جسکو چاہتے ہین حکمت
یعنی اعتدال علم عطا فرما دیتے ہین اور جسکو حکمت ملگئی اسے خیر کثیر حاصل ہوگئی" اعتدال عقل کا
ثمرہ یہ ہی کہ عقاید مین حق و باطل کا امتیاز ہو اقوال کے اندر سچ اور جھوٹ مین فرق کرسکے اعمال
مین نیکوکاری و بدکاری کی تمیز ہو سنت کو سنت سمجھے اور بدعت کو بدعت طاعت کو سبب نجات
جانے اور معصیت کو ذریعہ ہلاکت و خسران -

قوت غضبیہ کے اعتدال کا نام شجاعت ہے جسکا ثمرہ ہی جود و سخا ہمت و دلیری - بردباری
و استقلال چستی و صبر و وقار و عاقبت بینی نرمی و ملاطفت اور کظم غیظ یعنی غصہ کے پینے کی
طاقت اور جب قوۃ غضبیہ حد سے بڑھجاتی ہے تو اسکا نام تہور ہے جسکی بدولت شیخی مارنا غصہ سے
بھڑک اٹھنا انجام نہ سوچ سکنا آخرکار ندامت اٹھانا تکبر کرنا نخوت و خود پسندی اور اپنے کو اچھا
سمجھنا پیدا ہوتا ہے اور جب حد اعتدال سے گھٹتی ہی تو اسکا نام جبن ہے جسکی بدولت بے غیرتی
وکاہلی خساست و کم ہمتی پیدا ہوتی اور چھچھورا پن ہمت ہارنا ذلت و رسوائی کا گوارا کرنا لاحق ہوتا
ہے قوت شہوت کے اعتدال کا نام عفت ہے جسکے ثمرات ہین حیا و پارسائی رضا اور قناعت
خوف و خشیہ اور مخلوق کیساتھ احسان و سلوک کرنیکی خواہش و تمنا اور جب قوت شہوانیہ اعتدال
چھوڑ کر کم یا زیادہ ہوتی ہی تو حرص و لالچ خوشامد و چاپلوسی عاجز مخلوق کے سامنے عاجزی و
تذلل غربا کو بنظر حقارت دیکھنا بے حیائی فضول خرچی ریا و تنگدلی حسد و کینہ بغض و عناد اور
نامردانگی کی وہ بدخصلتین ظاہر ہوتی ہین جو حق تعالی کو ناپسند ہین -

عقل کا اعتدال ذکا کہلاتا ہے جسکے ثمرات ہین فراست و اصابت رائے تحفظ ناموس و لطافت
حفظ مراتب و محافظت حدود شرعیہ عبدیت و عجز کا احساس اور اپنے مولی تعالی شانہ کی قدردانی
و خدا شناسی جسکی بدولت طاعات مین محویت اور دنیاے ناپایدار پر باقی رہنے والی آخرت کی ہر لحظہ
ہر امر مین ترجیح ظاہر ہوتی ہی اور جب اسمین کمی بیشی ہوتی ہے تو غباوت و بلادت مکاری و جعلسازی
حماقت و حسرت ایذا رسانی و بے دردی کی وہ بدعادتین صادر ہوتی ہین جو حق تعالی کے نزدیک معیوب
اور قبیح ہین -

جس طرح خوبصورتی کے بہتیرے درجے ہین کہ کوئی شخص زیادہ حسین ہے اور کوئی کم اسی طرح

حسن خُلق یعنی خوب سیرتی کے بھی کثیر مراتب ہین کہ کسی روح مین قوائے نفسانیہ کا اعتدال بہت بڑھا ہوا ہے اور کسی مین کم پس جسطرح حسن صورت مین لوگون کے نزدیک یوسف علیہ السلام احسن الناس مانے گئے ہین کہ ظاہر مین حسن پرستون نے خوبصورت دنیا مین دوسرا نہین دیکھا اسی طرح حسن خلق مین خلاق عالم خدائے وحدہ لاشریک کے نزدیک سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اَحسَن الخَلق خُلقًا سمجھے گئے ہین کہ نہ آپ جیسا خوب سیرت افراد عالم مین کوئی پیدا ہوا اور نہ قدسی نژاد ملاء اعلیٰ کی باطن بین قوت دراکہ نے ایسا معتدل القویٰ مہذب قلب و صالح روح کا صاحب دوسرا دیکھا۔ آپکی ذات مقدس کا بحر عالم کی صدف ہستی مین بحیثیت حُسن خُلق درفرید ہونا ہی مسند محبوبیت کی صدر نشینی کا سبب ہوا اور آپ علی الاطلاق محبوب رب العلمین قرار پائے۔ چونکہ قرآنی تعلیم اسی حُسن سیرت کو محیط ہے اور تہذیب و اصلاح تام مین اس تعلیم کا عملی مجسم پتلہ صفحہ ہستی پر آپ کا ثانی پیدا نہین ہوا اسلئے خلقہ القرآن آپ کیلئے صفت موضحہ ہے اور انک لعلیٰ خُلق عظیم آپ کے قدردان آقا کا عطا کردہ پروانہ اور کامیابی کی وہ پائدار سند ہے جو ابدالآباد تک قایم و برقرار رہیگی۔

یہ ہی وہ حُسن خلق ہے جسکی دیکھ بھال کرنی ہمپر فرض کیگئی ہے اور جو ولایت کا معیار گردانا گیا ہے۔

پس آپکی مرحومہ امت مین جو مقدس جماعت اولیاء اللہ کے نام سے پکاری جاتی ہے نہ ضروری اعتدال قوائے نفسانیہ حاصل کرکے حسن سیرت ضرور حاصل کرچکی تھی ہان البتہ اُس حسن کی کمی بیشی کے اعتبار سے باہم ولایت کا فرق مراتب اُن مین بھی تھا کیونکہ جسکے باطنی قویٰ کی روحانی ترکیب کو اعتدال حسن مین رہبر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جتنی مشابہت و موافقت زیادہ بڑھی تھی اُسیقدر اُنکا درجہ قرب حق تعالیٰ اور محبوبیت مین اوپر چڑھا ہوا تھا اور جسکا حُسن سیرت اتباع شریعت غراء اور تقلید سنت مصطفویہ مین کمزوری کے باعث گھٹا ہوا تھا اُسیقدر درجہ ولایت نیچے پڑا ہوا تھا مگر افسوس کہ مخلوق نے جس طرح طریقت کے معنی سمجھنے مین غلطی کی اور برعکس نہند نام زنگی کافور مخالفت شریعت کا نام درویشی رکھ لیا اسی طرح خُلق کا مفہوم سمجھنے مین کوتاہی کی کہ محض مخلوق کے راضی رکھنے کا نام خُلق رکھ لیا خواہ حق تعالیٰ راضی رہین یا ناراض۔ اگر ایسے سہل الحصول مضمون کا نام خُلق ہو تو بہتیرے کافر لامذہب فسقہ بھی صاحب خلق بنجائین بلکہ اہل حق سے بڑھے ہوے کہ اولیاء اللہ کے ہزارہا دشمن ہوتے ہین اور یہ لوگ حب جاہ و مال کی

بدولت ہر کہ ومہ کیساتھ خندہ روئی کے خوگر اور ہنس مکھ بننے کیوجہ سے ہر دلعزیز ہوتے ہین ۔
ناظرین سے نہایت ادب کیساتھ درخواست ہے کہ ولایت کی اس کسوٹی کو اچھی طرح سمجھ لین اور ذہن مین جمالین کیونکہ یہی حسن باطنی جسکو تہذیب الاخلاق یا اصلاح نفس کیساتھ تعبیر کیا جاتا ہے اصل طریقت ہی اور اسیکا حاصل ہوجانا وہ سچی معنوی کرامت ہے جسمین کفار کی تو ہستی کیا ہے عام اہل اسلام بھی سہیم و شریک اور ساجھی نہین ہوسکتے اسی کے اکتساب مین خون پسینہ ایک ہوتا اور سالہا سال مجاہدے اور چلہ کشیان کرنی پڑتی ہین ۔ اسی باطنی ترکیب مین فرق آجانے کا نام روحانی مرض ہے جسکے معالجہ کی نیت سے روحانی حاذق طبیبون کی تلاش ہوتی اور برسون اُنکی کیمیا اثر نظر کے سامنے شفابخش آستانہ پر حاضر رہنا پڑتا ہے اسی کا حاصل ہونا دُشوار اور بظاہر اسدرجہ عسیر ہے کہ ہر کہ ومہ حصول کا قصد بھی نہین کرسکتا ۔ اسی کی دُشواری طالبین مخلصین کو مردان خدا کہلواتی اور قاصرین و مقصرین کو نامرد و کم ہمت خطاب دلاتی ہی ۔ یہی اعتدال قلب وحسن سیرت ہے جسنے اس زمانہ پرفتن مین حضرت امام ربانی قدس سرہ کو یکتا زمانہ بنایا اور نیابت نبوت کا مسند نشین بناکر قطب الارشاد و مخدوم العالم کہلایا کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عادات وعبادات مین اتباع کرنا جس کمال علو اور استحکام و استقامت کیساتھ حضرت امام ربانی قدس سرہ کی ذات بابرکات مین نظر آیا اُسکی نظیر اس صدی مین ابتک نظر سے نہین گذری چھوٹی سے چھوٹی سنت کے اقتدا پر جس رغبت وشوق کیساتھ حضرت مولانا نے پیش قدمی کی اُسکی مثال دوسری جگہ سننے مین بھی نہین آئی آپکو شریعت محمدیہ کیساتھ عشق تھا اگر یون کہین کہ آپ اتباع شرع مین فنا اور مغلوب و مستغرق تھے تو شاید نازیبا نہو قدم قدم پر آپکو متابعت پیغمبر ملحوظ تھی آپ کے واسطے اتباع شرع سے زیادہ فرحت بخش دنیا مین کوئی امر نہ تھا بارہا اپنی زبان فیض ترجمان سے فرمایا کرتے تھے کہ "وہ شخص جو شریعت کا تابع ہو اگرچہ اسکے قلب مین نور نہو مگر اُس شخص سے بہتر ہے جسکے قلب مین نور معلوم ہوتا ہو مگر وہ خلاف شرع ہو"
حضرت امام ربانی قدس سرہ کے اخلاق و اوصاف کا اگر کوئی شخص سوال کرے کہ کیا تھے تو میرے پاس بجز اسکے کوئی جواب نہین کہ آپ کا خلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع تھا اور آپ کا وصف خاتم النبیین کی سنت پر بکمال استقامت اور عاشقانہ فرط محبت کیساتھ اُسپر جان نثاری

وولدادگی۔ اس اصل کمال اور یکتائے زمانہ حسن خلق کے متعلق دوچار واقعات ہون تو ذکر کردئے جائین آپ کا وجود باجود سراپا گویا شریعت کے سانچہ مین ڈھال دیا گیا تھا جسمین خلاف شرع ارتکاب کی گویا قابلیت واستعداد ہی نہ رہی تھی ایک روز مجمع کثیر مین آپ نے یہ الفاظ فرمائے کہ "بھائیو ایک بات کہتا ہون اور یا اللہ تو خوب جانتا ہے کہ کیون کہتا ہون (یعنی فخر مقصود نہین بلکہ اظہار حق مطلوب ہے) وہ یہ کہ یہ جو میرا طریقہ ہے بعینہ یہی صحابہ رضی اللہ عنہم کا طریق ہے اسپر ثابت قدم رہنا اور اسکو ہاتھ سے نہ دینا۔"

حضرت امام ربانی قدس سرہ کے جملہ حرکات وسکنات خورد ونوش مسکن وملبوس نشست وبرخاست رفتار وگفتار غرض جملہ اوضاع واطوار قدرتی اور فطری طور پر اوس طریق حسن پر واقع ہوئے تھے جسکو متابعت سنت کے لحاظ سے خوب سیرتی اور حسن خلق کہا جاتا ہے مسجد مین داخل ہوتے وقت داہنا پاؤن اول رکھنا اور باہر آتے وقت بائین پاؤن کا پہلے نکالنا سنت کے موافق آپکا ہمیشہ معمول رہا لیکن دیکھنے والے امتحاناً اسپر نگاہ ڈالا کرتے تھے کہ شریعت نے مسجد سے باہر نکلتے وقت بائین پاؤن کا پہلے نکالنا سنت قرار دیا ہے مگر اسکے ساتھ ہی جوتہ پہننا اول دائین پاؤن مین مسنون ومستحب گردانا ہے پس دیکھین حضرت مولانا ان دونون بظاہر متضادین مین کیونکر تطبیق دیتے ہین سو دیکھنے والون نے دیکھا ہے کہ آپ جب مسجد سے باہر قدم رکھتے تو بایان پاؤن باہر لاتے اور کھڑاؤن پر رکھ لیتے تھے اسکے بعد داہنا پاؤن مسجد سے باہر لاکر اول اُس مین کھڑاؤن پہنتے اور پھر بائین پاؤن مین جو کھڑاؤن پر اوّل قدم رکھ لیا گیا تھا کھونٹی ڈالتے اور کھڑاؤن پہنکر چلتے تھے اور چلنے مین بھی داہنے سے ابتدا فرمایا کرتے تھے اس معمول مین غالباً مدت العمر تخالف نہین ہوا اور کسی وقت بھی اسکے خلاف کسی شخص سے سننے مین نہین آیا بھلا جس مقدس ذات کی عادات مین متابعت شرع اور مداومت مستحبات کا یہ حال ہو اُسکی عبادات مین اتباع سنت کا کیا ٹھکانا ہے۔

حضرت مولانا قدس سرہ کے متوسلین کی جماعت کثیرہ مین غالباً ایک متنفس بھی ایسا نہوگا جس نے اتباع سنت مین آپکی اسدرجہ پختگی اور مواظبت کو بنگاہ حیرت نہ دیکھا ہو آپکی خدمت مین حاضر ہونے والے صرف وہی لوگ نہ تھے جنکو آپ کیساتھ حسن عقیدت ہو چکی تھی بلکہ ایسے حضرات بھی تشریف لاتے

تھے جنکو کمال اتباع شرع کا شہرہ سُنکر جانچ کرنے اور امتحان لینے کی ضرورت پڑتی تھی اور ایسے اصحاب بھی حاضر آستانہ ہوتے تھے جو بدعقیدگی لیکر آتے تھے مگر یہی اصل کمال یعنی سنت کے اتباع کی ہمشہ عادت مواظبت اُنکی ہدایت کا سبب بنتی اور دفعۃً اُن کے اندرونی خیال کو پلٹ دیا کرتی تھی چنانچہ داروغہ اسد علی صاحب جو اسوقت پشاور مین انسپکٹر پولیس ہین خود تحریر فرماتے ہین کہ مین نے پیر کی تلاش مین شاید ہندوستان کا کوئی صوبہ نہین چھوڑا جسوقت یہ طلب میرے دل مین پیدا ہوئی تو مین نے رخصت لی اور بنگال سے لیکر مدراس و دکن تک اور ادھر پنجاب و سرحد افغانستان سے لیکر بمبئی و ممالک متوسط تک گشت لگایا اس دوران مین بیسیون درویشون سے ملاقات ہوئی مگر جو بات مین دیکھنی چاہتا تھا وہ کہین نظر نہ آئی یعنی "کمال اتباع سُنت" آخر مایوس ہو کر لوٹا کیونکہ میرے ایام رخصت قریب الختم ہو چکے تھے واپسی مین مظفر نگر پہونچکر اتفاقیہ حضرت مولانا کا تذکرہ ریل کے ایک مسافر کی زبانی میرے کان مین پڑا اور مین معمولی طور پر یہ سوچکر کہ آؤ گنگوہ بھی دیکھتا چلون گیا اندازہ ہے حضرت امام ربانی کی خدمت مین حاضر ہوا۔ پہلی ہی حاضری مین میرا غنچہ دل کھلا اور یاس اُمید سے بدلتی چلی کیونکہ جس کمال کو مین دیکھنا چاہتا تھا ہر ہر وضع اور عادت مین امید سے زیادہ مجکو نظر آتا تھا چنانچہ چند گھنٹہ مین میرے طویل سفر کا مقصود گوہر شہوار میرے ہاتھ آگیا اور مین نے بیعت کی درخواست کی خدا کا شکر ہے کہ میرا سوال رد نہوا اور آج تک جو کچھ اُسکا اثر ہے وہ قابل اظہار نہین سچ ہے ع بن مانگے موتی ملے مانگے ملے نہ بھیک۔

جس زمانہ مین تعلیم دین کا صدر دروازہ آپنے کھول رکھا اور تدریس دورہ حدیث کا سلسلہ جاری فرما رکھا تھا اُس زمانہ مین فن شریعت کے ماہرین علما و طلبہ کا جم غفیر آپکی خدمت مین حاضر رہتا تھا۔ اس مقدس جماعت مین بہتیرے طالبعلم جو کچھ سبق پڑھتے اُسکو عملی حالت مین حضرت امام ربانی پر چسپان کرتے اور موافقت و مطابقت کی جانچ کیا کرتے تھے۔ آج آپ کے تلامذہ کی تعداد سیکڑون تک پہونچی ہوئی ہے جنمین بیسیون کو کئی کئی سال رات دن آپکی خدمت مین حاضر رہنےکا اتفاق ہوا ہے آپ کے قوائے نفسانیہ کا اعتدال جتنا اس جماعت کو معلوم ہو سکتا ہے شاید دوسرے کو معلوم نہین ہو سکتا کیونکہ قلب کے اندر ودیعت رکھی ہوئی قوتون کے امتحان اور آزمائش کے بیسیون اوقات ان کے سامنے پیش آئے لیکن الحمد للہ اس گروہ مین ایک شخص بھی ایسا نہین نکل سکتا جو

حسن خلق اور اعتدال قلب یا اتباع سنت اور موافقت شریعت مین آپکی کچھ بھی کمزوری بیان کرسکے
یہ نووارد جماعت طلبہ ساری آپ کی معتقد اور مرید نہ تھی کہ حسن عقیدت کی بنا پر آپکی تعریف وتوصیف
کرے آخران لوگون نے کچھ دیکھا ہی تھا کہ اکثر حصہ اس گروہ کا فارغ التحصیل ہونیکے بعد آپکا متوسل
خادم اور منتسب مرید بنا اور جس نے بیعت نہ کی وہ بھی معتقد اور عمر بھر کیلئے مداح بلکہ یکتائی وفردیت
کا معترف بنکر وطن کو گیا۔ مولوی علی رضا صاحب تحریر فرماتے ہین کہ مجھے طالبعلمی کے زمانہ مین پانچ
سال متواتر حضرت کی خدمت مین حاضر رہنے کا اتفاق ہوا اور اسکے بعد ایک زمانہ تک وقتاً فوقتاً حاضر
ہوتا رہا چونکہ بندہ کو شیخ کی طلب بھی اور اسکے ساتھ ہی ہر کس و ناکس کے ہاتھ مین باگ دینا جو مقصود
بیعت ہے مجھے گوارا نہ تھا اسلئے حضرت امام ربانی کے حرکات وسکنات پر میری بہت نظر رہتی تھی۔
خدا شاہد ہے کہ سالہا سال مین نے حضرت کے افعال وعادات اور اخلاق ومعمولات پر امتحان کی نظر
ڈالی خدا علیم ہے کہ مین نے حضرت امام ربانی کا ایک فعل بھی خلاف سنت نہین پایا مین نے دیکھا کہ
آپ حتی المقدور مستحبات اور جانب اولی کو بھی ترک نہین فرماتے تھے اور مباح سے آگے بڑہنا تو آپ
جانتے ہی نہ تھے آپ کے اخلاق واوصاف کی توصیف کا حق ادا کرنا میری طاقت سے باہر ہے
اگر ہمہ تن زبان بنجاؤن تب بھی اُس ستودہ صفات ذات کے اوصاف کا احاطہ نہین کرسکتا آپ کو
جناب باری نے اخلاق نبوی سے وہ حظ وافر عطا فرمایا تھا جسکی نظیر مین نے نہین دیکھی زمانہ
طالبعلمی مین مجھے بارہا دیکھنے کا اتفاق ہوا کہ آپ طلبہ کی غصہ دلانیوالی حرکتون پر بھی صبر فرماتے
اور ٹالدیتے ہین۔ بسا اوقات بعض طلبہ سے ایسی ناشایستہ حرکات صادر ہوئین جو حضرت کے خلاف
مزاج ہوتی تھین اور جنکو دوسرے مولوی کسی طرح ضبط نہ کرسکتے تھے حضرت امام ربانی کو اکثر ان حرکات
کی اطلاع ہوجاتی تھی مگر درس کے وقت آپکی توجہ سارے طلبہ پر مساوی رہتی تھی گستاخ طلبہ سے
بھی مطلق کشیدگی یا بیتوجہی کا برتاؤ نہین فرماتے تھے آخر اُسکا اثر یہ ہوتا تھا کہ وہ طلبہ خود نادم ہوکر
سنبھل جاتے اور حرکات نازیبا سے تائب ہوکر نیکوکار بنجاتے تھے۔ مین نے اس طویل قیام مین
ایک دفعہ بھی نہین دیکھا کہ آپ کسی شاگرد یا خادم پر کبھی خفا ہوئے ہون اور اُسکو جھڑکا یا بُرا بھلا
کہا ہو مخالفون کا عناد اُس وقت مین بھی اس حد تک پہونچا ہوا تھا کہ حضرت مولانا اور دیگر بزرگان
دین کی شان مین نہایت کریہ اور گستاخ الفاظ لکھہ لکھہ کر بذریعہ ڈاک حضرت کے پاس بھیجا کرتے

تھے وہ الفاظ کبھی حضرت خود پڑھتے اور کبھی دوسرون کی وساطت سے آپکے گوش گذار ہوتے تھے مگر بخدا میرے کانون نے ایسے شخص کی نسبت بھی آپکی زبان سے کوئی لفظ نہین سُنا اور لفظ سننا کیا معنی مین دیکھا کرتا تھا کہ رنج یا غصہ کا کوئی اثر آپ کے چہرہ پر بھی محسوس نہوتا تھا زیادہ سے زیادہ آپ کا جواب یہ ہوتا تھا کہ "خدا ہدایت کرے" اور بعض مرتبہ تو تبسم فرماتے اور مسکراکر منہ پھیر لیا کرتے تھے۔ اس درجہ عالی ظرفی مین نے دوسری جگہہ نہین دیکھی آخر جب مین امتحان ختم کرچکا اور ادھر میری تحصیل بھی تمام ہولی تو مین نے بیعت کی درخواست کی جسوقت مین نے بیعت کے لئے عرض کیا تو حضرت نے کچھ نرالے انداز کیساتھ یہ الفاظ فرمائے کہ "بھائی کیا پھر نہ ملوگے؟ بالکل ہی انقطاع کئے جاتے ہو" پدرانہ شفقت کے درد بھرے یہ الفاظ برچھی بنکر میرے دل پر لگے اور مین رو دیا ہرچند ضبط کیا مگر نہوسکا حضرت کی مفارقت کا میری نظر کے سامنے نقشہ کھنچ گیا اور آنکھون سے بے اختیار آنسو بہتے رہے اسی حالت مین مین نے عرض کیا کہ نہین حضرت انشاء اللہ ہر سال حاضر ہوا کرونگا آپ نے فرمایا کہ "اس قید کی ضرورت نہین مگر ملتے رہنا انشاء اللہ پھر کسی وقت جب تم آؤگے تو بیعت کرونگا" القصہ دو تین سال کے بعد شرف بیعت سے مشرف ہوا"

عام اصطلاح مین جسکا نام خلق رکھا گیا ہے وہ بھی حضرت امام ربانی قدس سرہٗ مین بدرجہ کمال موجود تھا مگر سنت کے موافق اور شریعت مصطفویہ کے مطابق جسمین افراط و تفریط کا نام نہ تھا۔ آپ اپنے تمام متوسلین کیساتھ عموماً اور اخلاص کے ملنے والون کیساتھ خصوصاً اسدرجہ ملاطفت و مداراۃ کا برتاؤ فرماتے تھے کہ ہر شخص یون سمجھتا تھا جو تعلق محبت کا حضرت کو میرے ساتھ ہے وہ دوسرے کیساتھ نہین غلبہ نسبت عبدیت و فرط شوق اتباع سنت کے باعث حقوق اللہ اور حقوق العباد مین امتیاز و تفرقہ آپکی معتدلہ قوت علمیہ کو چونکہ حاصل تھا اسلئے عبادت کے اوقات اور مشغولیت بحق کے احیان معمولہ مین تو آپ کسی کی بھی پروا نہین فرماتے تھے کیسا ہی کوئی امیر پاس بیٹھا ہو یا غریب قریبی رشتہ دار ہو یا اجنبی مسافر میزبان ہو یا مہمان عالم ہو یا عامی سب کو چھوڑ کر حضرت مولانا کھڑے ہو جاتے اور اپنے کام کو پورا فرماتے تھے لیکن اگر عبد و معبود کی رضا کا مقابلہ نہوتا تھا تو آپ اپنی راحت جسمانی پر ہمیشہ مخلوق کی دلدہی کو ترجیح دیا کرتے تھے گھنٹون خندہ روئی کیساتھ باتین فرماتے بے تکلف مزاج پرسی کرتے حالات پوچھتے اور لوگون کے دنیاوی مشاغل و

انکار مین رائے دیتے اور تسلی و تشفی کے کلمات فرمایا کرتے تھے۔ جس زمانہ مین آپکو اسہال دموی کا مرض شدید لاحق ہوا اور لوگون کو آپ کی زندگی سے یاس ہوگئی آپ پر ضعف کا اس درجہ غلبہ تھا کہ کروٹ لینی دشوار تھی باہر کے مہمان جو عیادت کیلئے حاضر ہوتے شوق زیارت مین بیتابانہ آپ کے پاس بیٹھتے جاتے تھے بسا اوقات اتنا مجمع ہوگیا کہ تندرست آدمی کا جی گھبرا جائے مگر آپنے کبھی زبان سے یہ نہین فرمایا کہ یہان سے اٹھ جاؤ۔ گھنٹون اس حالت مین گذرتے تھے کہ ڈھٹ کا ڈھٹ آپکو گھیرے ہوئے بیٹھا رہتا تھا دیکھنے والون کو آپکی حالت پر ترس آتا اور انکا اٹھانا چاہا جاتا تھا مگر حضرت مولانا جب فرماتے تھے یہی فرماتے تھے کہ "بیان بیٹھا رہنے دو" آبہہ سہارنپور کے ضلع مین رامپور کے قریب ایک موضع ہے چونکہ اعلیحضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کبھی کبھی اس گانون مین قیام رہا ہے اسلئے حضرت امام ربانی بڑے شوق کیساتھ وہان تشریف لیجاتے اور ساری بستی کو نگاہ وقعت و احترام سے دیکھا کرتے تھے۔ اس گانون کے باشندون کو بھی حضرت کے ساتھ اسدرجہ انس تھا کہ عام و خاص مرد و زن مسلمان بلکہ ہندو تک گویا آپ کے عاشق تھے مولوی نظر محمد صاحب جو اس قصبہ کے باشندے اور حضرت کے بچپن سے مخلص خادم ہین فرماتے ہین کہ ایک مرتبہ حضرت رامپور تشریف لائے اور ہم خدام کی درخواست پر وہان سے آبہہ تشریف لانیکا وعدہ فرمایا چنانچہ آپ کیلئے سواری بھیجدی گئی مین علی الصباح اٹھکر جو مکان سے باہر نکلا تو دیکھا کہ ایک بڑھیا چماری راستہ مین جھاڑو دے رہی ہے مین نے اس سے پوچھا کہ آج کیا بات ہے اسنے جواب دیا کیا تمہین معلوم نہین آج مولوی صاحب آتے ہین" آگے چلا تو دیکھتا ہون چارطرف حضرت کی تشریف آوری کا شور مچ رہا ہے اور اہل دیہہ عید سے زیادہ خوشی منا رہے ہین۔ ہندو اور مسلمان بلکہ چھوٹے چھوٹے بچے تک گانون سے نکل نکلکر رامپور کی بٹیا پر چل کھڑے ہوئے ظہر کے بعد حضرت گانون مین تشریف لائے اور ایک شب قیام فرمایا۔ گھرون کی مستورات کا یہ حال تھا کہ حضرت کی زیارت کو تڑپتی تھین۔ صبح ہوتے ہی بیسیون درخواستین آئین اور پردہ نشین عورتین حضرت امام ربانی کو اپنے اپنے گھرون پر بلا کر سلسلہ بیعت مین داخل ہوئین اس روز پھرتے پھرتے حضرت کی کمر مین درد ہوگیا مگر حضرت نے کسی ایک سے بھی یہ نفرمایا کہ مجھے چلنے سے تکلیف ہوتی ہے۔ دیندار عورتون کی

یہ حالت تھی کہ حضرت کے قدموں سے جُدا ہونا اُنکو شاق تھا اسلئے بہتیرے گھروں سے دُو دُو اور تین تین بار بلاوا آیا مجھے ناگوار بھی گذرا کہ بلا وجہ حضرت کو تکلیف دیجاتی ہے مگر حضرت مولانا جتنی دفعہ بھی بُلائے گئے اوتنی ہی دفعہ تشریف لیگئے آخر میرے وسوسہ پر مطلع ہو کر فرمایا کہ دہلی مین شاہ عبدالقادر صاحب کیخدمت مین ایک بڑھیا کسی کام کو آئی تھی شاہ صاحب نے اُسکو جواب دیدیا کہ اسوقت موقع نہین ہی بیچاری بڑھیا نے سانس بھر کر کہا کہ یا اللہ تجھہ تک تو میری رسائی نہین اور جنکی تیرے در تک رسائی ہے وہ میری طرف توجہ نہین کرتے اب مین کرون تو کیا کرون؟ بڑھیا کا اتنا کہنا تھا اور شاہ صاحب کی حالت کا بدلنا غالبًا یہ بھی فرمایا کہ جو کچھہ نعمت ملی تھی سب چھن گئی آخر کار کئی دن تک شاہ صاحب روتے رہے اور بڑھیا کو تلاش کر کے قصور معاف کرایا اُسکی درخواست کو پورا کیا تب وہ نعمت پھر عطا ہوئی۔ بھائی نظر محمد خان مجھے بہت ڈر لگتا ہے مین تو جتنی دفعہ بھی بلایا جاؤنگا حاضری دون ہی گا"

کمال اتباع سُنت ہی کا ثمرہ تھا کہ آپ کے نزدیک اہل وطن دوسروں سے اس خاص محبت مین ممتاز تھے بمقتضائے حُبّ الوطن من الایمان آپکو گنگوہ کے بچہ بچہ کیساتھ ایک اُنس خاص تھا مولوی محمد اسمعیل صاحب گنگوہی فرماتے ہین کہ مین جب حسب عادت اپنی جائے ملازمت یعنی گوالیار سے ہر سال دو ماہ کی رخصت لیکر وطن آتا تھا اگر فورًا حضرت کی خدمت مین حاضر ہو گیا تو بہتر ورنہ بُشرہ مبارک پر ملال کا اثر محسوس پاتا تھا جو غایت شفقت کا ثمرہ تھا اسیطرح حضرت کا منشا یون معلوم ہوتا تھا کہ جب گوالیار جاؤن تو عین روانہ ہوتے وقت ملکر جاؤن ایکمرتبہ مین نے اپنے آنیکی اطلاع حضرت کو نہ دی معمولی طور پر ایک عزیز کو لکھدیا کہ حضرت سے بھی اطلاع کر دین مین عنقریب حاضر ہونیوالا ہون اتفاق سے اُنکو یاد نہ رہا کہ حضرت کو اطلاع دین جب بندہ حاضر خدمت ہوا تو جواب سلام کے بعد پہلا فقرہ یہ تھا کہ "کیون ہمین اطلاع بھی نہین" مین نے عرض کیا کہ حضرت فلان شخص کی وساطت سے اطلاع کر چکا تھا آپنے فرمایا کہ اُنھون نے مجھسے نہین کہا۔

کوئی شخص گوالیار جاتا تو آپ مولوی اسمعیل صاحب کا پتہ بتلاتے اور فرمایا کرتے تھے کہ اُن سے ضرور ملنا اور میرا اسلام کہنا وہ میرے عزیز ہین چنانچہ بہتیرے آدمی مولوی اسمعیل صاحب سے ملنے آتے اور کہتے تھے کہ حضرت کے حکم کی تعمیل مین ملنے آئے ہین ایک مرتبہ مولوی اسمعیل صاحب بتقریب رخصت

آئے ہوئے تھے جب دو ماہ قریب ختم ہوئے تو معمول کے موافق اُنہون نے عرض کیا کہ حضرت پرسون جاؤنگا آپ نے فرمایا اچھا اور مولوی محمد یحیٰی کی طرف مخاطب ہوکر بولے "میان مولوی یحیٰی دو ماہ گذر تے ہوئے کچھ دیر نہ لگی مولوی اسمٰعیل جاتے ہین"

صغیر سن بچون کیساتھ آپ بہت محبت فرماتے تھے ایک دن مولوی محمود احمد مرحوم کی یادگار سعید احمد سلمہ جنکی عمر اُسوقت آٹھ سال کی تھی آپکے پاس آئے اور گلے مین بائین ڈالکر کوئی چیز اصرار کیساتھ مانگنے لگے اتفاق سے صاحبزادہ حضرت حکیم صاحب مدظلہ تشریف لے آئے اور میان سعید کو تیز نظر کیساتھ دیکھکر کہا کہ "حضرت یہ تو بہت گستاخ ہوتا جاتا ہے" حضرت امام ربانی مسکرائے اور یہ مصرعہ پڑھا ع برگ گل راشاخ گل برفرق خود جا مید ہد +

آپ کے نواسہ حافظ محمد یعقوب صاحب کی صاحبزادی رقیہ جسکی عمر تین چار سال کی تھی جبوقت آپ کے پاس آتی تو آپ اُسکو نہایت محبت کیساتھ اُٹھاکر چارپائی پر بٹھا لیتے تھے رقیہ سلمہا کبھی آپکی گود مین لیٹتی اور کبھی اُٹھتی تھی آپکا دست مبارک کبھی اپنے پاؤن کے بچھانور پر رکھتی اور کہتی تھی دیکھو ابا ہمنے یہ پہنا حضرت امام ربانی کو بچی کی ہر ادا بھاتی اور آپ اُسکی ہان مین ہان ملایا کرتے تھے۔ کبھی کہتی کہ ابا تم مجھے بیٹی بناؤ آپ فرماتے ہان تو تو میری بیٹی ہے ہی کبھی کہتی کہ ہمین چیز دو آپ مولوی محمد یحیٰی صاحب کو آواز دیتے اور فرمایا کرتے تھے کہ بھائی کچھ ہو تو رقیہ کو دو غرض جبتک پاس رہتی لاڈ اور پیار کی باتین کرتی اور حضرت امام ربانی نہایت ہی مہربانی اور لطف کیساتھ رقیہ کا دل بہلایا کرتے تھے اُسوقت دیکھنے والون کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حسنین رضی اللہ عنہما کیساتھ محبت کا برتاؤ یاد آتا اور خیر القرون مین سردار امت کی شفقت و رافت کا نقشہ نظر کے سامنے پھر جاتا تھا۔

حضرت امام ربانی کو گوارا نہ تھا کہ بچون کیساتھ ضرورت سے زیادہ سختی کا برتاؤ کیا جاوے اگر کسی صغیر سن بچہ کے پٹنے یا کراہنے کی آواز آپکے کان مین پڑتی تو آپ بیچین ہوجاتے اور کبھی باپ کے اپنے لڑکیکو زیادہ مارنیکی شکایت آپ سُنتے تو آپکو صدمہ ہوتا اور مناسب الفاظ مین باپکو نصیحت فرمایا کرتے تھے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب گنگوہی نے اپنے لڑکے محمد جلیل کو ایکمرتبہ مارا انکی پھوپھی نے حضرت سے جا شکایت کی اگلے دن جو مولوی اسمٰعیل صاحب حاضر ہوئے تو حضرت نے فرمایا

مولوی اسمعیل ادھر آؤ مولوی اسمعیل صاحب ہنسنے لگے کیونکہ سمجھ گئے تھے کہ کل لڑکے کے مارنے کی چغلی کھائی گئی ہے حضرت نے فرمایا کہ ہنستے کیا ہو ادھر آؤ اور مولوی یحییٰ تم بھی آؤ (مولوی یحییٰ صاحب بھی اپنے صاحبزادہ محمد زکریا کو بہت مارتے تھے) اسکے بعد چارپائی پر بیٹھکر فرمایا مولوی یحییٰ مین تمسے مسئلہ پوچھتا ہون کہ لڑکے کو کسقدر مارنا چاہیئے؟ نصیحت کیلئے اتنا ہی کافی تھا اب مولوی یحییٰ صاحب جواب دین تو کیا دین حضرت نے کئی مرتبہ اس فقرہ کو دوہرایا آخر فرمایا کہ مولوی اسمعیل تم عہد کرو کہ جلیل کے مارنے مین سختی نہ کرونگا اگر عہد نہین کرتے تو مین جلیل کو گوالیار نہ جانے دونگا مین اسکو خود پڑھاؤنگا کیونکہ یہ میرا دو وجہ سے عزیز ہے اول تمہاری وجہ سے کہ تم میرے عزیز ہو اور دوسرے بھائی عبدالمجید کا نواسہ ہے آخر مولوی اسمعیل صاحب نے وعدہ کیا کہ حضرت انشاء اللہ اب ایسا نہ ہوگا۔ صاحبزادہ حکیم مولانا مسعود احمد صاحب بھی اسوقت حاضر تھے کہنے لگے کہ حضرت مین بھی تو سعید کو مارتا ہون آپنے فرمایا تمہارا مارنا بھی سعید کو مجھے معلوم ہے لڑکے کو اسقدر مارنا چاہیئے ایک دو طمانچہ مارنیکا مضائقہ نہین" اس عجیب نرم انداز پر حضرت امام ربانی نے کئی متعلقین کو بالتخصیص اور عام متوسلین کو علی العموم نصیحت فرمائی۔

عالم مین ہدایت کا پھیلنا آپکو اسدرجہ مرغوب تھا کہ شاید اس سے زیادہ کسی شے مین لذت نہ تھی اور مخلوق کی گمراہی وجہالت سے آپکو اسدرجہ صدمہ اور رنج ہوتا تھا کہ اس سے بڑھکر کوئی کلفت آپکے حق مین نہ تھی حق کی اشاعت اور باطل کی اضاعت مین آپ جی توڑ کر کوشش کرتے اور ہمہ تن متوجہ ہو کر پوری سعی کام مین لاتے تھے دین مین جو فتنہ نیا پیدا ہوتا آپ اسکے انسداد مین اپنی ہمت وقف فرماتے اور جو تدبیر آپسے بن پڑتی اسکو عمل مین لے آتے تھے مناظرہ اور مباحثہ سے آپکو طبعًا نفرت تھی مگر بدعات اور معصیت کے پھیلانیوالی تحریر دیکھکر آپ ضبط نہ کرسکتے تھے آپکی آنکھو نمین آنسو بھر آتے بلکہ سچ پوچھئے تو غصہ اور رنج کے باعث گویا خون اترآتا تھا آپکے ہاتھ پاؤن کانپنے لگتے اور اسکے جواب مین سنت کا دامن پکڑ کر غایت ضبط کیساتھ کام لیکر جواب تحریر فرماتے تھے پھر اسکا طبع ہونا اور کثرت شیوع آپ کو پسند آتا اور جو باہمت شخص اسکا متکفل ہوتا اس سے آپ خوش ہوتے اور دعا دیا کرتے تھے چنانچہ فتوے ظہر احتیاطی سبیل الرشاد ہدایت المعتدی ہدایت الشیعہ رسایل شریفہ اسی قبیل سے ہین

مردہ سنتون کے زندہ کرنیکی جو تمنا اور طلب آپکو تھی اُسکی نظیر اس زمانہ مین دکھائی نہین دیتی مخلوق کی دینی نفع رسانی کے بدلہ مین جو کوفت آپکو اُٹھانی پڑتی اور آپ اُسکے متحمل ہوکر ہر لحظہ ایک جہاد اکبر کا اجر حاصل فرماتے رہے وہ اِس فقرہ سے ظاہر ہے جو ایکمرتبہ آپکی زبان سے صادر ہوا کہ "بہت جی چاہتا ہے کہ سب چھوڑکر مکہ چلا جاؤن مگر پھر سوچتا ہون کہ مخلوق کی جہالت اور بڑھیگی اسلیئے مجبور ہون"۔

قوت غضبیہ کے اعتدال کا ثمرہ تھا جسکو کرامت عظمیٰ کہنا چاہیئے کہ مخالفین کے جن فتوؤن مین آپ کی جانب کفر و زندقہ نسبت کیا گیا اور جن تحریرون یا تقریرون مین نہایت گستاخانہ کلمات آپ کی شان مین لکھے گئے اُن پر آپ مُسکرائے اور روگردانی فرمائی مگر انوار ساطعہ کی دل آویز تحریر کو آپ ضبط نہ کرسکے اور براہین جیسی ضخیم کتاب جسکے لفظ لفظ سے غصہ و رنج ٹپک رہا ہے چند ہفتون مین آپ کے حکم سے لکھی گئی اور چھپکر اطراف عالم مین شایع ہوگئی غصہ پر یہ خود اختیاری کی حکومت کہ بحکم شرع جہان غصہ کرنا فرض ہے وہان غصہ لاسکے اور جہان کظم و ضبط مستحب ہے وہان اشتعال طبع کا نام بھی نہ آئے وہ خاص مردانگی ہے جسکو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے باین الفاظ ظاہر فرمایا ہے کہ "وہ شخص پہلوان نہین جو کسی کو پچھاڑدے پہلوان وہ ہے جو نفس کو پسپا کرے" کہ غصہ کو جب چاہے ضبط کرے اور مغلوب بنالے اور جب چاہے غالب و ظاہر کرے۔

غلط مسئلہ کا رواج حضرت امام ربانی کو نہایت گران گزرتا تھا اور دین کے بارے مین موقع اور محل پر تشدد کرنا آپکو غایت درجہ پسندیدہ تھا اپنے متوسلین پر چونکہ کسی درجہ کا زور تھا اسلیئے اگر کسی کی غلطی پر مطلع ہوتے تو فوراً متنبہ فرماتے اور ایسی شفقت بھری سختی کے ساتھ منع فرماتے تھے کہ اُسکو پھر کبھی جرأت نہوتی تھی ایکمرتبہ پیرجی محمد حسن نے جو حضرت کے خادم تھے اور ایک گانون کی مسجد مین رہتے تھے گانون والون سے یہ روایت بیان کردی کہ "جمعرات کو ارواح موتی چھٹی پاتی ہین کہ اپنے اپنے گھر جاکر سبکو دیکھ بھال آوین" گانون والون نے حضرت مولانا سے اِس روایت کی تصدیق چاہی آپنے فرمایا کہ یہ مسئلہ کون کہتا ہے اُنہون نے کہا کہ پیرجی جو آپ کے پاس بیٹھے ہین حضرت نے پیرجی سے پوچھا کہ تمنے یہ مسئلہ کہان سے کہا پیرجی نے عرض کیا کہ حضرت مقاصد الصالحین مین لکھا ہے حضرت نے بہت ناخوشی ظاہر فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ

از مولوی محمد اسمٰعیل گنگوہی

ایسی کتابین غلط ہین کبھی کوئی بات ایسی مت کہو جو معتبر ذریعہ سے نہ ملی ہو"
اسی طرح ایکدفعہ مولوی محمد اسمعیل صاحب گنگوہی کو اپنے گھر کے پاس لال مسجد مین نماز پڑھانیکا اتفاق ہوا تو عادت کے موافق یہ محراب صحن سے باہر قدم نکالکر کھڑے ہوئے لوگون نے کہا کہ حافظ علی حسن امام مسجد نے تو باہر کی محراب مین کھڑا ہونا جائز کر رکھا ہے حضرت مولانا کے ایک خادم نے بھی کہا کہ ہان حضرت نے بھی جواز کا فتویٰ دیدیا ہے مولوی اسمعیل صاحب کو یقین نہ آیا اور حضرت کی خدمت مین حاضر ہوے تو تصدیق چاہی حضرت مولانا کو غصہ آگیا اور فوراً قائل کو بلا کر دھمکایا کہ مین نے کب یہ فتوی دیا ہے میری زندگی ہی مین مجھپر یہ بہتان باندھتے ہو" دو چار دن کے بعد حافظ جی آئے تو حضرت مولانا اس مسئلہ کو بھولے نہین بلکہ حافظ جی سے بیٹھتے ہی یہ سوال کیا کہ کیون جی تمنے صلوۃ فی المحراب کا فتویٰ کہان سے دیا حافظ جی نے عرض کیا کہ حضرت فلان اردو کی کتاب مین لکھا ہے آپنے ترشروئی کیساتھ انکو جواب دیا اور فرمایا کہ بس اپنی کتاب کو رہنے دو امام کو محراب کے اندر کھڑے ہوکر نماز پڑھانا خواہ محراب اگلی ہو یا پچھلی بہر حال مکروہ ہے۔
اپنے لوگون کے ساتھ حضرت امام ربانی کا برتاؤ نہایت اتحاد اور یگانگت کا تھا سب کو مثل اولاد اور بھائی کے سمجھتے تھے جس طرح اولاد کا گھر مین آنا چونکہ کوئی عجیب اور نئی بات نہین اسلئے بچون کی آمد ورفت پر التفات بھی نہین ہوتا باپ پوچھتا بھی نہین کہ کب آئے اور کیون چلے اسی طرح آپکی خدمت مین بھی جو خدام حاضر ہوتے وہ آنے یا رخصت ہونے مین اجنبیانہ تکلفات اور آؤ بھگت کے ساتھ نہ پوچھے جاتے تھے یہانتک کہ بعض لوگون کو یہ وہم ہوتا تھا کہ حضرت نے توجہ نہین فرمائی مگر اسکے ساتھ ہی یہ ضرور تھا کہ جس مقصود کیلئے انکا آنا ہوتا تھا اسکو پورا کرنیکی جانب حضرت کی قلبی توجہ پوری طرح متوجہ ہوتی تھی آپ اپنے لوگون کے اصلاح حال کا حاضر وغائب ہر وقت فکر رکھتے اور ہمیشہ باطنی ہمت اور شب کے آخری حصہ مین بالخصوص دعا کیساتھ امداد فرمایا کرتے تھے اگر کسی بات پر آپکو وہم ہوتا کہ یہ بات شاید نووارد کو ناگوار گذرے اور بدگمانی پیدا ہو اور فساد قلب کا سبب بنے تو فوراً اصل وجہ بصورت معذرت ظاہر فرماکر خدام کو اپنا دالہ وشیدا بنا لیا کرتے تھے مولوی عبداللہ صاحب گنگوہی ایکمرتبہ مہمانون کا کھانا لانے کو دولتخانہ پر گئے تو راستہ مین حضرت کو آتے ہوے پایا فوراً آپنے ارشاد فرمایا کہ" بھائی ایک دو مہمانون کا کھانا تو مین خود بھی لے آیا کرتا تھا لیکن جب سے

آپکی بے تکلفی اور سادگی

اندھا ہوگیا ہوں ایک ہاتھ مین لکڑی رہتی ہے دوسری سے ٹوہ کر چلتا ہوں اسلئے معذور ہوگیا۔

ایکدن طبیب اُمت حضرت مولانا اشرف علی صاحب مدظلہ حاضر خدمت ہوئے اور پیرون کی جانب بیٹھ گئے حضرت امام ربانی چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے فرمانے لگے کہ بھائی میری گھٹنون مین درد رہتا ہے اسلئے بیٹھ نہین سکتا تم بُرا نہ ماننا۔

جس درجہ بے تکلف سادگی اور منکسرانہ معمولی الفاظ کا استعمال کرنا حضرت امام ربانی کی عادت مین داخل تھا اُسکی کیفیت کوئی کیا بیان کرے گفتگو مین ہم کے لفظ سے خاصکر اپنی ذات کو تعبیر فرمانا شاید ہی ہے کہ کہین آپ کی زبان سے ظاہر ہوا ہو اسی طرح دوسرون کو آپ اور حضور کے ساتھ مخاطب کرنا بھی غالبًا آپسے کہین صادر نہین ہوا اس قسم کے الفاظ کو آپ تکلف سمجھتے تھے اور ما انا من المتکلفین کے آپ تابع فرمان تھے ہان اکابر دین کے تذکرون اور مشایخ و علماء کے حالات بیان کرتے وقت حضرت اور جناب کا استعمال آپکی عادت مین داخل تھا۔

آپکی بے تکلفی اسدرجہ بڑھی ہوئی تھی کہ مسایل مین بھی جس مسئلہ کا جواب آپکو معلوم نہوتا تھا بے تکلف لا ادری ظاہر فرما دیتے اور نہ جاننے کا اعتراف فرمالیا کرتے تھے حضرت مولانا اشرفعلی صاحب فرماتے ہین کہ ایک شخص کے پاس مین نے چند سوالات لکھے ہوئے دیکھے جنکے جوابات حضرت مولانا نے تحریر فرماکر اُنکے پاس بھیجدیئے تھے اُسی پرچہ مین ایک سوال یہ بھی تھا کہ بچون کو نزع کی تکلیف زیادہ کیون ہوتی ہے؟ اسکا جواب حضرت نے صرف یہ لکھا تھا کہ "مجھے تحقیق نہین"۔

دنیاوی حوادث و صدمات پر صبر کرنے مین آپ کوہ استقلال تھے مولوی اسمٰعیل صاحب فرماتے ہین کہ تھوڑے عرصہ کے اندر حضرت مولانا کو خاص کنبہ کی پانچ موتون کے پے درپے صدمے واقع ہوئے یعنی اوّل آپکے نواسہ حافظ محمد اسحٰق نے انتقال کیا پھر نور نظر مولوی محمود احمد چل بسے انکے بعد آپکی اہلیہ نے مفارقت اختیار کی جو تھے نمبر پر محمود احمد مرحوم کی اہلیہ شیر خوار بچہ چھوڑکر راہی دار البقا ہوئین اور پھر حکیم مسعود احمد صاحب کی صاحبزادی نے دادا کیساتھ تمام دنیا کو الوداع کہا مجھے بارہا خلوت و جلوت مین حضرت کے پاس حاضر ہونیکا برسون اتفاق ہوا مگر مین نے ان موتون کا حضرت کی زبان سے ایکمرتبہ بھی ذکر نہین سنا بندہ اکثر متردد و اُمیدوار رہا کہ جہان اور ذکر مذکور ہوتے ہین کبھی ان حوادث و واقعات جانکاہ کا بھی ذکر آوے مگر توبہ توبہ کبھی ایک حرف بھی

نہین سننے مین آیا ہان عمر بھر مین صرف ایکمرتبہ یہ قصہ پیش آیا کہ آپ نے غسل کے بعد جب حجرہ مین تشریف لائے تو مولوی محمد یحییٰ صاحب سے کورتہ طلب فرمایا اتفاق سے مولوی یحییٰ صاحب نے وہ کورتہ نکال دیا جو حضرت کی منشا کے خلاف تھا آپ نے فرمایا مولوی یحییٰ تمہاری عقل کو تو ہیضہ ہوگیا یہ کورتہ نہین دوسرا نکالو اتنی گفتگو کے بعد مولوی محمد یحییٰ صاحب تو کورتہ دوسرا دیکر وضو کیلئے باہر چلے گئے فقط مین حجرہ مین رہگیا تب حضرت نے فرمایا بھائی مین نے مولوی یحییٰ سے ویسے ہی کہدیا ورنہ ہمارے گروہ مین مولوی یحییٰ کو سب لوگ عقلمند ملانے ہوئے ہین مین نے عرض کیا "حضرت بجا ہے واقعی مولوی محمد یحییٰ صاحب عقلمند شخص ہین" اُسوقت حضرت مولانا نے اتنا ارشاد فرمایا کہ "مزاج دانی تو مسعود احمد کی مان ہی کو تھی" اسدن کے اس فقرہ کے علاوہ میرے کانون نے مرحومین کا کوئی تذکرہ آپ سے نہین سُنا۔

مرحومین کے ذکر نہ کرنیکا یہ مطلب نہین ہو کہ آپکو ان حوادث کا صدمہ نہین ہوا۔ صدمہ کا کیا ٹھکانہ ہے جسپر گذرتی ہی وہی جانتا ہے اولاد کا مرنا تو ایسی چیز ہے کہ حیوان لایعقل بھی مصدوم و متاثر ہوتا ہے اور انسان تو صاحب عقل مخلوق ہی متعلقین کی دنیاوی مفارقت پر حزن و غم لازمہ بشریت ہے جسکے ہاتھون انبیاء علیہم السلام مجبور ہین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے شیرخوار صاحبزادہ ابراہیمؑ کے انتقال پر آنکھون سے آنسو بہا رہے اور رو کر یون فرماتے تھے انا بفراقك یا ابراهیم لمحزونون کہ اے ابراہیم تیری مفارقت نے ہمین غمگین بنا دیا" اور بات بھی یہی ہے کہ بی بی بچے خدا کی دی ہوئی نعمتین ہین انکی علیحدگی پر غم نہ کرنا قساوت قلبی اور سخت دلی ہے خدا کی نعمتون سے بندہ کسی وقت بھی مستغنی اور بے نیاز نہین بنسکتا چنانچہ ایک موقع پر حضرت امام ربانی قدس سرہٗ کی زبان سے یہ الفاظ بھی صادر ہوئے کہ "محمود احمد نے میری کمر توڑ دی" مولوی فتح محمد صاحب حضرت کے خادم ہین محمود احمد مرحوم کے انتقال کی انکو اطلاع نہوئی تھی عادت کے موافق خطون مین ہمیشہ محمود احمد کو سلام لکھتے رہے آخر دو سال کے بعد امام ربانی نے انکے کسی خط کے جواب مین یون تحریر فرمایا آپ خط مین "حافظ مسعود احمد کو سلام لکھا کرین حافظ محمود مرحوم دو سال ہوئے کہ اس عالم سے رحلت فرما کر مجھ ناکارہ کو پریشان و حیران کر گئے ہین جب تم اُسکو سلام لکھتے ہو مجھکو بیقراری ہو جاتی ہے آیندہ اُنکا نام مت لکھنا" قلب مومن کی حالت معتدلہ جسکو استقلال کہتے ہین اس تحریر سے ظاہر ہے کہ کامل

دو سال ضبط بھی فرمایا اور آخر صدمہ کا اظہار بھی فرمایا۔ استقلال محمود شریعت مین اسی کا نام ہے کہ قلب بصدمہ مغموم محزون ضرور ہو مگر انسان از خود رفتہ بلکہ از جا رفتہ نہ بنے کہ مشغولیت بحق اور طاعت و خدمت مولیٰ مین فرق آئے۔

دین کی اشاعت چونکہ آپکو بالطبع مرغوب تھی اسلئے فتاویٰ نویسی اور مسایل کا جواب لکھنے مین کبھی آپسے کاہلی ظاہر نہین ہوئی امراض اور صدمات کے زمانہ مین بھی خطوط کے جوابات آپ اسی التزام کیساتھ لکھتے تھے جیسے صحت کے وقت مین حضرت مولانا اشرف علیصاحب فرماتے ہین کہ جب سنہ ۱۳۰۵ ہجری مین والد مرحوم کا انتقال ہوا مین نے کچھ سوالات جائداد ترکہ کے متعلق ایک حجام کے ہاتھ حضرت کی خدمت مین بھیجے اور جلدی جواب عطا فرمانیکے لئے عرض کر دیا سوالات بہت سے تھے اور اتفاق سے اُسوقت حضرت کو آشوب چشم کی تکلیف تھی مگر اللہ رے دین کی خدمت کہ اُسی حالت مین سب جواب تحریر فرما دیئے اور اختصار اجوبہ کی وجہ مین یہ بھی تحریر فرمایا کہ "آشوب چشم مین مبتلا ہون چنانچہ چشم بند کردہ جواب لکھ رہا ہون"

اللہ تعالیٰ شانہ اور اسکے سچے رسول کی محبت کا ثمرہ تھا کہ آپ خدمت دین مین ایسی مشقت گوارا فرماتے تھے بسا اوقات بیس بیس اور پچیس پچیس خطوط آپ کے پاس آتے تھے جنمین بہتیرے سوالات ہوتے اور دیگر ضروری امور کا بھی حال کیا جاتا تھا ان سبکے جوابات آپ اپنے قلم سے تحریر فرماتے اور دن کے دن کام پورا کر دیتے تھے کبھی ایسا بھی ہوتا کہ مہمانون کی کثرت یا دوسری دینی خدمات مین مشغولیت کے سبب آپکو دن مین فرصت نہ ملتی اُس روز آپ عشا کے بعد جوابات خطوط لکھتے اور سونے کے معمولی وقت مین کمی فرماتے مگر ڈاک کی روانگی اگلے دن پر نہ رکھتے تھے۔

دلجوئی اور تسلی جس بلیغ اور سلیس طرز پر حضرت قدس سرہ مین دیکھی گئی بہت کم اُسکی نظیر پائی جا سکتی ہے ایکبار ایک شخص نے اپنا خواب آپسے بیان کیا کہ گویا آپکی وفات ہو گئی ہے" اس خواب نے اُس شخص کو بہت پریشان کر رکھا تھا آپنے بیساختہ جواب دیا کہ "بھائی تمھارے سامنے زندہ تو بیٹھا ہون اور آخر کبھی تو مرونہی گا مگر کیا ضرور ہی کہ خواب کیساتھ ساتھ تعبیر بھی واقع ہو جاوے"

حق پرستی کی یہ شان تھی کہ اگر کسی مسئلہ مین بمقتضائے بشریت خطا واقع ہوئی تو اطلاع پاتے ہی فوراً رجوع فرماتے اور غلطی کا بالتصریح اقرار فرمالیا کرتے تھے ایکبار میرٹھ سے حضرت کی خدمت مین

استفتا گیا واقعہ یہ تھا کہ حافظ محمد امیر نے رمضان کے عشرۂ آخرہ مین بحالت اعتکاف میان بھورے خزانچی کو بلوانے کے لئے کچھ زیور دیا وہ بیچارے مسجد کی الماری مین رکھکر وضو کرنے لگے اور پھر اسکو بھولکر چلدیئے حضرت کے یہان سوال بھیجا گیا آپنے قاعدہ کلیہ سے جواب تحریر فرما دیا کہ بھورے خزانچی امین ہین اور کوئی تعدی انہون نے امانت مین نہین کی اسلیئے ضمان لازم نہ آویگا مولانا اشرف علی صاحب فرماتے ہین کہ اتفاق سے کانپور جاتا ہوا مین میرٹھ اترا تو ان صاحبون نے مجھ سے بھی یہ سوال کیا مین نے کتاب نہونیکا عذر کیا اور صرف سوال کی نقل لیکر کانپور چلا گیا وہان طحطاوی مین ایک جزئیہ نظر پڑا کہ اگر امین امانت کو رکھکر بھولکر کھڑا ہو جاوے تو یہ نسیان عذر نہین ہے مین نے اس جزئیہ کیموافق جواب لکھکر بھیجدیا پھر جوان صاحبون سے ملاقات ہوئی تو انہون نے ذکر کیا کہ ہمنے وہ جواب حضرت کی خدمت مین ملاحظہ کیلئے بھیجدیا تھا حضرت نے اسکی تصحیح اور جواب سابق سے رجوع کی تصریح فرمادی۔

آپ اپنے خدام و منتسبین مین اتفاق کو بہت محبوب رکھتے اور کبھی کسی کی شکر رنجی پر مطلع ہوتے تو توافق مین سعی فرمایا کرتے تھے۔ اپنے مخلصین کیساتھ حسن ظن آپکا اسدرجہ بڑھا ہوا تھا کہ بعض لوگون کو اندیشہ ہوتا کہ ہمارا مخالف کوئی بات حضرت کے گوش گذار نہ کردے حالانکہ یہ اندیشہ غلط تھا کیونکہ جسطرح حضرت کے دیگر خصائل حسنہ توسط و اعتدال پر قایم تھے اسیطرح حسن ظن کی صفت محمودہ حد اعتدال پر آپ مین موجود تھی اور آپ کو کسی کی شکایت سننی گوارا ہی نہ تھی اگر کسی شخص سے سنتے تو جھڑک دیتے اور چغلخوری سے منع فرمادیتے تھے جس مضمون کی شکایت ہوتی اسکی تاویل فرماتے اور محمل حسن پر حمل کیا کرتے تھے مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور مین جب فتنہ اٹھا تو کسی شخص نے مولوی عنایت الٰہی صاحب مہتمم کی بھی شکایت کی کہ انہون نے کتاب تجاویز مدرسہ مخالفین کو دکھادی آپنے فوراً جواب دیا کہ مولوی عنایت الٰہی بہت سیدھے آدمی ہین ہمیشہ سے ان لوگون کے محکوم رہے ہین روزگار کے خوف سے دبگئے اور دیکھ ایسا کر بیٹھے ہونگے "۔

انسان کو جب کسی کے ساتھ محبت ہوتی ہے تو اسکے تمام متعلقات سے الفت پیدا ہو جاتی ہے چونکہ حضرت امام ربانی قدس سرہ کے سواد قلب مین حق تعالیٰ شانہ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت راسخ ہوگئی تھی اسلیئے حرمین شریفین کے خس و خاشاک تک کو آپ محبوب سمجھتے اور خاص وقعت کی نگاہ سے دیکھا کرتے تھے۔ مدنی کھجورون کی گٹھلیان پسوا کر صندوقچہ مین رکھ لیتے اور کبھی کبھی

سفوف بنا کر پھانکا کرتے تھے ایکمرتبہ فرمانے لگے کہ لوگ حرمین شریفین کی چیزون زمزمی کے ٹین اور تخم خرما کو یون ہی پھینکدیتے ہین یہ نہین خیال کرتے کہ ان چیزون کو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کو ہوا لگی ہے" مولوی محمد اسمعیل صاحب فرماتے ہین کہ ایکمرتبہ مدنی کھجور کی گٹھلی پسی ہوئی حضرت نے صندوقچہ مین سے نکالکر مجھے عطا فرمائی کہ لو اسکو پھانک لو ایکمرتبہ مدینہ منورہ کی املی مجھے کھلائی اور ایکدفعہ مدینۃ الرسول کی مٹی عطا فرمائی کہ لو اسکو کھالو مین نے عرض کیا کہ حضرت مٹی کھانا تو حرام ہے آپنے فرمایا میان وہ مٹی اور ہوگی"۔

ایثار کی صفت آپ مین اسدرجہ بڑھی ہوئی تھی کہ اگر کوئی بدن کے کپڑے آپسے مانگتا تو فوراً اُتار کر عطا فرما دیتے تھے مولوی ابوالبرکات صاحب جب وطن کو چلنے لگے تو عرض کیا کہ حضرت کوئی ملبوس خاص عطا فرمایئے آپنے فوراً عمامہ سر سے اُتار کر حوالہ کر دیا کہ لو۔ حجاج زیارت حرمین سے فارغ ہو کر آپکی زیارت کو حاضر ہوتے اور تسبیح زمزم مصلّی وغیرہ تبرکات نذر گزرانا کرتے تو آپ بڑی خوشی کیساتھ قبول فرماتے کہ ہدیہ دینے والیکا جی خوش ہو جاتا اور پھر فوراً ہی مجمع پر تقسیم فرما دیتے تھے بہتیرے خدام آپکی خدمتمین حاضر ہوتے اور تسبیح مانگا کرتے تھے آپ بڑی دریا دلی سے عطا فرماتے اور سایل کی درخواست کے موافق ایک دو بار اُس پر پڑھکر سایل کے حوالہ فرما دیتے تھے اس دریا دلی مین اسکا امتیاز مطلق نہ تھا کہ تسبیح قیمتی ہے یا معمولی ایکدفعہ ایک صاحب آئے اور عرض کیا کہ حضرت مجھے تسبیح دیجیے آپنے اُسیوقت ایک تسبیح جو بہت خوبصورت اور قیمتی تھی اُنکے حوالہ کی اور فرمایا پڑھتے رہنا ایسا نہو کہ ویسے ہی رکھی ہوئی سڑجے"۔

حرمین شریفین سے آئے ہوئے تبرکات کو جب آپ اپنے خدام پر تقسیم فرماتے تو چہرۂ مبارک پر بشاشت اور آوازکے لہجہ مین مسرت و انبساط محسوس ہوتا تھا آپکا دل چاہتا تھا کہ دوسرے بھی ان اشیا کا احترام کرین ایکمرتبہ مولوی حسین احمد صاحب مہاجر مدنی نے ایک گھڑا بھر کر غسالہ شریفہ کا بھیجا۔ جس وقت اور اہتمام کیساتھ گنگوہ پہونچا ہوگا وہ ظاہر ہے آپنے اُسکے پہونچتے ہی اُسکو کھلوایا اور سبیل لگادی اُسدن جو بھی آیا جواب سلام کے بعد آپکا یہ ارشاد ہوتا تھا میان مولوی یحیی انکو بھی پانی پلاؤ بندہ بھی خوش نصیبی سے اُسدن جا پہونچا اور تبرک سے فیضیاب ہوا مین دیکھ رہا تھا کہ نو وارد مہمان آتے جاتے تھے اور آپکے فرمان کے موافق پانی پیتے جاتے تھے تھوڑی دیر کے بعد آپنے

یہ قصہ نقل فرمایا دہلی مین ایک سقہ مشک لیئے پھر رہا اور آواز لگا رہا تھا کہ سبیل ہے سبیل گانون کا ایک گنوار بھی آنکلا جس نے اوّل ہی اوّل دہلی دیکھی تھی تھوڑی دیر تک تو کھڑا سنتا رہا کہ سبیل کیا چیز ہے پھر دوسرون کی دیکھا دیکھی اسنے بھی جا اونجہ لگائی اتفاق سے پانی مین ایک مینگنی نکلی اسکو چبا کر نگل گیا جب پانی پی چکا تو لگا کہنے کہ غل تو اتنا اور بس سبیل ایک ہی" اس قصہ کے بعد آپ نے فرمایا" کوئی کیا جانے کہ یہ پانی کیا چیز ہے"

حضرت امام ربانی کا جی چاہتا تھا کہ ہر مسلمان حق تعالیٰ اور اُسکے رسولؐ کی اسدرجہ محبت لیئے ہوسے ہو کہ حرمین کی ہوا لگی ہوئی اشیاء کو جان سے زیادہ عزیز سمجھے مولوی سمٰعیل صاحب فرماتے ہین کہ ایک مرتبہ حضرت مولانا نے موم کی بتّی کا ذرا سا ٹکڑا مجھے عطا فرمایا اور کہا کہ اسکو نگل جاؤ اور ایکبار غلاف کعبہ کے ریشم کا ایک تار اُیثار فرمایا اور کہا کہ اسکو کھالو۔

شعائر اسلام کی ترویج آپکو اسدرجہ محبوب تھی کہ خلاف سنت سلام پر آپ غصہ کو ضبط نہین فرما سکتے تھے ایکدفعہ ایک صاحب تشریف لائے حضرت اُسوقت بیت الخلا تشریف لیگئے تھے اندنون اسے مسافر کچھ ایسے مغرور وجری تھے کہ بیٹھے ہوئے مجمع سے نہ سلام نہ دعا مونڈھا اُٹھا سب سے آگے بڑھا حضرت کی چارپائی کے پاس جا بیٹھے حضرت استنجا سے فارغ ہو کر تشریف لائے تو دور ہی سے اُنھون نے پکارا "جناب آداب" حضرت نے بے ساختہ جواب دیا" کون بے ادب ہین جنکو شریعت کا ایک ادب بھی نہین معلوم" ایکمرتبہ ایک صاحب آئے اور بولے" حضرت سلامت" آپ کے چہرہ پر غصہ کا اثر ظاہر ہوگیا اور فرمایا" مسلمانون والا اسلام چاہیئے یہ کون ہے حضرت سلامت والا" اس شخص نے عرض کیا "میں کچہری مین رہتا ہون وہی عادت ہے آپنے ارشاد فرمایا" یہان تو کوئی کچہری نہین ہے بھائی مین تو فقیر آدمی ہون"

غلبہ اتباع سنت وحب سلام جو حضرت کے قلب مبارک مین عشق کے درجہ پر پہونچا ہوا تھا وہ ان لوگون کی نظرون مین جو سنت کی محبت سے عاری اور محبت کے ثمرات سے ناواقف ہین حضرت امام ربانی کی بدخلقی نظر آتا تھا جس زمین قلب مین محبت کا بیج ہی نہین پڑا اُنکو کوئی کیونکر سمجھائے کہ یہ واقعات خلاصہ اصلاحات قلب ہین" اندھون کے سامنے روئے اور اپنی آنکھین کھوئے" یا اللہ اوّل دل کی آنکھین کھولدیجئے اور اپنی محبت دیدیجئے تاکہ محبوب کے قانون کی ذرہ برابر خلاف ورزی کر

جو ناگواری ہوا کرتی ہے اپنے اوپر پیدا ہونے لگے ورنہ دلیل کے دائرہ مین تو بجز شکوک واہیہ کے کچھ کام چلتا اور مقصود ہاتھ آتا نظر نہین آتا۔

محبت کاملہ پیدا ہوئے پیچھے ہر وہ ادا جسمین محبوبیت کا رنگ نہو کیسی ہی چھوٹی ہو ایک بڑا پہاڑ معلوم ہوتی اور دلکو برچھی وتفنگ سے زیادہ صدمہ پہونچاتی ہے جن عورتون نے زلیخا کو غلام کی طرف میلان مین احمق اور ضعیف الہمت خطاب دیے تھے حسن یوسفی کا نظارا کر کے چھری سے اپنے ہاتھ تراش لئے اور ان ھذا الا ملک کریم پکار اٹھین اسی طرح اہل حق کی جو ادائین آج نظر مین کھٹکتی ہین خدا کرے کہ دلکو چاٹ اور محبت کا چسکا لگ جائے اسوقت پوچھا جاے کہ ایسی خفیف اور معمولی باتون پر کیون نظر ہے جنکے ترک سے مسلمان کافر نہین ہوتا حضرت امام ربانی کا سنت مصطفویہ کیساتھ عشق اسدرجہ بڑھا ہوا تھا کہ آپکو عربی مہینے چھوڑ کر بلا ضرورت انگریزی مہینون کا استعمال بھی گران گذرتا تھا مولوی اسمعیل صاحب حضرت کی خدمت مین حاضر تھے کہ کسی شخص نے پوچھا گوالیار کب جاؤگے اُنھون نے جواب دیا جولائی کی فلان تاریخ کو حضرت مولانا نے تاسف کیساتھ ارشاد فرمایا کہ ”اور ماہ وتاریخ نہین ہے جو انگریزی مہینون کا استعمال کیا جاوے“ یہی وجہ ہے کہ حضرت کی تحریرات مین کہین انگریزی یا ہندی مہینون کا نام نہین اسی طرح منطق و فلسفہ کیساتھ آپکا تنفر عداوت کے درجہ پر پہونچا ہوا تھا ایک مرتبہ آپنے ارشاد فرمایا کہ میرا جو مرید اور شاگرد فلسفہ کا شغل رکھیگا وہ میرا مرید اور شاگرد نہین اسکے بعد ایک قصہ نقل فرمایا کہ ایک انگریز لندن سے لکھنؤ مین حاکم ہوکر آیا اُسکو معلوم ہوا کہ یہان مولوی لوگ بہت ہین اور علم کا بہت چرچا ہے اسنے علماء کو طلب کیا اور ہر ایک سے دریافت کیا کہ تمکو کس کس علم مین دستگاہ ہی؟ ہر ایک نے منطق وفلسفہ کا ذکر کیا وہ سنکر خاموش ہوگیا پھر اتفاق سے وہی انگریز دہلی مین تبدیل ہوکر آیا یہان بھی علماء کی کثرت اُسکو معلوم ہوئی دہلی کے مولویون کو بھی اسنے بلاکر وہی سوال کیا کہ کون سے علم مین دستگاہ ہے یہان بھی اکثر کی زبانی منطق وفلسفہ ہی کا نام نکلا صرف ایک عالم نے کہا کہ مجھے علم فقہ آتا ہے اسپر وہ انگریز بہت خوش ہوا اور کہا بس تم عالم ہو کیونکہ فلسفہ اور منطق کے عالم تو دنیا کے عالم ہین اپنے دین کے عالم نہین یہ علم تو ہم مین بھی ہے بلکہ تمسے زیادہ۔

حضرت امام ربانی بارہا فرمایا کرتے تھے کہ اس منطق وفلسفہ سے تو انگریزی بہتر کہ اُس سے دنیا کے

نفع کی اُمید تو ہے" یہ سب کچھ محض ثمرہ تھا حبِ خدا و رسول کا جسنے حضرت مولانا کو سنت کا دلدادہ و جان نثار اور شیدائی و عاشق زار بنا رکھا تھا آپکے بال بال اور روئیں روئیں سے بطحای پیغمبر کی ہر ہر ادا پر شیفتگی ٹپکتی تھی اور آپکا ہر بن مو گویا زبان بنا ہوا تھا جس سے بجز اتباع شریعت کی آواز کے دوسری صدا نکلتی ہی نہ تھی آپ اس محبت کے جام سے اس درجہ سرشار تھے کہ عضو عضو فَفِرُّوا اِلَی اللّٰہِ اور فَاتَّبِعُونِی یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ پکار رہا تھا آپ کو اس جانفروش عشق میں کچھ ایسی لذت حاصل ہوئی تھی کہ ہر لحظہ ھل من مزید کا سوال تھا آپ نے اپنا مال اپنی اولاد اپنا گھر اپنی راحت اپنا ناموس اپنی عزت یہانتک کہ اپنی جان اسکے ہاتھوں بیع کردی تھی آپکی زبان اس سے قبل کہ کوئی کلمہ نکالے سوچ لیتی تھی کہ شرع کے موافق ہے یا مخالف؟ اور آپکی آنکھیں اس سے پہلے کہ اوپر اٹھیں اور کسی شی پر نظر ڈالیں یہ پوچھ لیتی تھیں کہ پیغمبر اجازت دیتے ہیں یا نہیں؟

خدا بخشے مولوی محمود احمد مرحوم عنفوان شباب میں صحبت بد کے ہاتھوں کچھ آوارہ ہو گئے اور پہلوانی کے فن یعنی کسرت وغیرہ میں مبتلا ہو کر دینی تعلیم اور قید شرع سے کچھ باہر چل نکلے تھے آپنے یہ حالت دیکھی تو ضبط نفرما سکے حق تعالیٰ کی محبت کے مقابلہ پر بیٹے کی محبت چیز ہی کیا ہے جسکی پرواہ کیجائی آپنے گھر سے باہر نکالدیا اور کہلا بھیجا کہ محمود مجھے صورت نہ دکھلائے جب حق تعالیٰ کے فضل و توفیق نے صاحبزادہ کے دل پر دستک دی اور حالت کی اصلاح کا وقت آیا تو حضرت مولانا نے انکو بلا بھیجا اور یوں نصیحت فرمائی "محمود کیا ابھی تیرے سنبھلنے کا وقت نہیں آیا خدا کے بندے اس بدن کے فربہ کرنے میں کیا دہرا ہے اُسوقت کو یاد کر جب گور میں کیڑے مکوڑونکی غذا بنیگا سنبھل اور اپنی بدعادتیں چھوڑ"

اس مختصر مگر جامع نصیحت کا صاحبزادہ مرحوم پر وہ اثر ہوا کہ گویا کایا پلٹ گئی وہی مولوی محمود احمد مرحوم چند روز کے بعد حافظ عالم ذاکر شاغل نکلے اور شیخ وقت باپکے اسدرجہ لاڈلے ہوئے کہ بیان سے باہر ہے افسوس کہ عمر نے وفا نہ کی ورنہ مرحوم آج جس درجہ پر ہوتے ہوتے یاد حالت تھی کہ باپنے باختیار خود گھر سے نکالا اور نظر سے اوجھل کر دیا تھا اور یا یہ حالت ہوئی کہ تفرقہ ڈالنے والی موت کے بعد آپکا دل محمود احمد کو یاد کرتا اور ملایا کرتا تھا ایکمرتبہ آپنے یہ الفاظ فرمائے کہ آج کہتا ہوں بارہ برس ہو گئے جب سے محمود مرا ہے مجھے ہنسی نہیں آئی اور ایک خط میں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ "۱۶ جمادی الاولیٰ کو میرے فرزند حافظ محمود احمد کا اسہال دموی میں انتقال ہو گیا یہ صدمہ اسقدر جانکاہ ہوا کہ کیا کہوں حق تعالیٰ

اسکو بخشے ایک فرزند دو ماہ کا اسنے چھوڑا حق تعالی اسکی عمر کرے کہ اس سے ہی دل بہلاؤن"۔

یہ محبت حقیقت مین مولوی محمود احمد کے ساتھ نہ تھی ورنہ صورت سے بیزاری کے وقت محمود احمد بدل نہ گئے تھے یہ محبت تھی اعمال حسنہ اور اتباع سنت کی کہ جب اسکا وجود [illegible] مین نہ تھا تو [illegible] محبت نفرت تھی اور انہی جسم وجان مین جب اسکا اثر نمودار اور [illegible] ہو گیا تو محبت عشق کے درجہ پر پہونچ گئی۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مومن کامل [illegible] ہو سکتا جب تک کہ مین اسکے نزدیک مال واولاد اور جان سے زیادہ عزیز ومحبوب نہ بنجاؤن حضرت امام ربانی کو کمال ایمان کے امتحان اور محبت رسول ومحبت اولاد ومال وجان مین مقابلہ کے بہتیرے واقعات پیش آئے مگر الحمد للہ چھوٹا یا بڑا ایک قصہ بھی ایسا نہ ملیگا جسمین حب الرسول مغلوب ہوئی ہو اور حب المال والولد یا حب النفس غالب رہی ہو سارے واقعات کا احاطہ کرنا نہ میری طاقت مین ہے اور نہ سوانح کا یہ مقصود ہے مقتضائے تخلقوا باخلاق اللہ یہ ظاہر کرنا تھا کہ سچا خلق جسکا مفہوم کمال اتباع شرع اور انتہاء اتباع و موافقت سنت ہے حضرت امام ربانی مین اسدرجہ غالب اور ظاہر تھا جسکی نظیر نظر آنی مشکل ہے خلاصہ یہ ہے کہ آپ شریعت غرا کی متابعت اور سنت بیضاء کی محبت مین ایسے فنا تھے کہ اپنے نفس کی باگ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مین دیدی تھی کہ جدھر آپ چلانا چاہین ادھر قدم اٹھے اور جس جانب سے منع کرین اور روکین فوراً باز آجائے اور تھم جائے حقتعالی نے آیت مقدسہ قُل اِن کُنتم تحبون اللہ فاتبعونی مین چونکہ اسی اتباع کامل پر محبوبیت کا وعدہ فرمایا ہے اسلئے آپنے اپنے دعوے محبت خداوندی کو پورا فرمایا اور ایسا پورا فرمایا کہ موتوا قبل ان تموتوا کے مصداق ہوگئے" اپنے اختیارات بالکلیہ سلب فرمادئے اور اپنی عزیز جان کو نہایت شوق اور محبت کیساتھ آستانہ محمدیہ پر ڈالکر حق تعالیٰ کے نام پر نچھاور اور نثار کر دیا آپکی روح اور آپکا بدن دونون خدا کے ہو چکے تھے آپ کے ہاتھ اور آپکے پاؤن دونون دیگر اعضا کی طرح شریعت کی سنگین قید مین مقید ہو کر آپکے اختیار اور ارادہ سے باہر ہو لئے تھے دنیا آپکے لئے قید خانہ تنگی تھی اور آزادی یعنی اپنے خود مختار ارادہ کا کام مین لانا آپ جانتے ہی نہ تھے کہ کسکو کہتے ہین؟

عاشقی چیست بگو بندۂ جانان بودن	پا بدستے دگرے دست بدستے دگرے

اطاب اللہ ثراہ وجعل الفردوس مثواہ۔

حسن صورت اور ادراک حواس

کمال حسن سیرت کے مناسب خلاق عالم نے حسن صورت بھی آپکو اسدرجہ عطا فرمایا تھا کہ بہت ہی کم کسی کی نظر سے گذرا ہوگا آپکا سراپا نہایت خوش انداز اور خوبصورت تھا آپ متناسب الاعضا حسین وجمیل اور اسدرجہ وجیہ تھے کہ ہزاروں کے مجمع مین پہچانے جاتے تھے آپکا قد مستوی اور میانہ تھا بدن دوہرا سر مبارک متوسط بال نرم اور جوانی کے زمانہ مین نہایت سیاہ تھے پیشانی کشادہ اور آئینہ کی طرح شفاف تھی جبین سے پیشانی بوجہ کثرت عبادت کا نشان دمکتا تھا دونون ابرو مین تبیان اور کمان کی طرح خمیدہ ایک دوسرے سے علیحدہ تھین آنکھین بڑی اور سرمگین تھین جنکی سپیدی کے اندر سرخی کے ڈورے جھلکتے تھے پتلی سیاہ اور ضعیفی کے زمانہ تک بینائی قایم تھی اسوقت دوربین اور نہایت تیز نظر تھی [illegible] بدر کے ہلال کی طرح روشن اور چمکتے ہوئے مژگان دراز اور رخسار [illegible] نرم و نازک اور پر گوشت تھے بینی [illegible] اور درازی مایل لب کشادہ اور سرخی مایل دندان [illegible] گویا موتیون کی لڑی سپید چمکدار [illegible] ریش مبارک گنجان اور [illegible] گردن چمکدار گویا چاندی کی [illegible] سینہ فراخ اور شکم سینے سے ہموار ہاتھ سڈول اور بھرے ہوئے ہتھیلی فراخ اور نرم انگلیان سیدھی اور پرگوشت [illegible] شفافت ولطیفت پائے مبارک چکنے اور بلند آواز نہایت لطیف اور ایسی تھی کہ بات سمجھنے مین کسی کو تکلف نہ ہوتا تھا خوش [illegible] تبسم کنان راست گو اور فصیح و بلیغ تھے شجاعت وقوت مین مشہور تواضع اور حسن معاشرت مین [illegible] ذکر و فکر مین ہر وقت مستغرق عقیل و مدبر الرائے اور عادل تھے بہادر حلیم صابر عفت مآب شاکر جمیع اوصاف حمیدہ سے متصف اور تمام خصائل رذیلہ سے طبعاً متنفر تھے۔

خلقی طور پر آپکی طبع نفاست پسند تھی اور کثرت ذکر کے سبب لطافت کا یہ عالم تھا کہ ادنی ادنی چیزوں سے متاذی ہوتے تھے ایکمرتبہ استنجا کیلئے بیت الخلا تشریف لئے جاتے تھے [illegible] قریب پہونچکر [illegible] اور فرمایا کہ تمباکو کی بو آتی ہے آپ تو یہ فرماکر چلے گئے خادم نے غور کیا تو دیکھا [illegible] پان کی پیک پڑی ہوئی تھی جو خشک ہوئی تھی غرض اسکو کھرچا اور زمین کو صاف کردیا جب واپس تشریف لائے تو فرمایا اب نہین ہے مگر اسکے ساتھ ہی ضبط اس کمال کا تھا کہ جہان اظہار سے کسی کی تاذی کا احتمال ہوتا تو تحمل اور سکوت فرماتے یا ملیح اشارے سے کسی مخلص خادم پر ظاہر فرمادیتے تھے کہ نصیحت کردی

ہو جاوے اور ناگوار بھی نہ گذرے ایکمرتبہ چند آدمی آپکے پاس بیٹھے تھے جنکے کپڑون سے میلے
اور عرق آلود ہونیکی وجہ سے بو آتی تھی آپ دلشکنی کے اندیشہ سے انکو تو صاف طور پر فرما نہ سکے
مولوی محمد یحییٰ صاحب سے مخاطب ہوکر فرمایا "میان مولوی یحییٰ کبھی نہا بھی لیا کرو" دیکھو بدن مین
پسینہ کی بو آنے لگی ہے"۔

آپکی خوش الحانی کے متعلق حضرت مولانا خلیل احمد صاحب فرماتے ہین کہ آپکی قرأت قرآن و
خطبہ وغیرہ سنکر بے اختیار زبان سے نکلتا تھا "لقد اوتیت مزمارا من مزامیر آل داؤد"
آپکو کبھی نہین سنا کہ شعر خوش الحانی سے پڑھا ہو ہان نمازون مین قرآن شریف اور جمعہ عیدین مین خطبے
پڑھتے ہوئے سنا آپ اگرچہ کسیقدر تیز اور چلتا ہوا روان پڑھتے تھے تاہم طبعی و خلقی خوش الحانی کی
یہ کیفیت ہوتی تھی کہ گویا تمام بدن مین سے روح سمٹ کر کانون مین آگئی ہے آپ آواز مین تصنع
سے نہایت درجہ احتیاط اور احتراز فرماتے تھے اور جب قرأت تمام ہوتی تھی تو دل یہ چاہتا تھا کہ
اور بھی پڑھتے خوش الحان دیکھے اور مختلف خوش آوازین سنی ہین مگر مین کہہ سکتا ہون کہ مین نے
ایسی خوش آواز نہ ہند مین سنی نہ عرب مین۔

آپکا خط نہایت پاکیزہ تھا آپ قلم برداشتہ اور جلد لکھتے تھے تاہم آپکی لکھی ہوئی سطرین موتیون
کی لڑیان یا پھولون کی کلیان معلوم ہوتی ہین قلم پر مہینون قط کی نوبت نہ آتی تھی تاہم خط کے
حسن انداز مین فرق نہ آتا تھا اسوقت آپکے قلم کی تحریرین خطوط و فتاوے صدہا موجود ہین جنکو اب
لوگون نے تعویذ بنا کر بحفاظت رکھ چھوڑا ہے نمونہ دکھانے کیلئے رسالہ مکاتیب رشیدیہ مین ایک خط
کو بجنسہ عکسی فوٹو لوا کر شامل بھی کر دیا گیا ہے جسکا جی چاہے دیکھ لے۔ آپ تعلیق لکھتے تھے خط نسخ آپکا نظر
سے نہین گذرا۔ اکثر تحریرین آپکی باریک ہین جنمین ایک عجیب کمال یہ ہے کہ طویل مضامین مین بھی کسی حرف
کے کاٹنے یا چھیلنے کا نشان نہین ہے اکثر لکھتے لکھتے آپ حاضرین سے باتین کرتے اور سوالات کے جواب
دیتے رہتے تھے با این ہمہ دقیق عبارتون کے اسلوب ربط مین کہین مطلق فرق نہین انتشار و فکر کی
حالت کے لکھے ہوئے خطوط و فتاوے یون معلوم ہوتا ہے کہ بہت ہی غور و فکر کے بعد اطمینان و سکون
سے لکھے گئے ہین۔

حسن تقریر مین بھی آپ بے نظیر تھے آپکا کلام مختصر اور جامع ہوتا تھا جسمین جوامع الکلم کا پورا نقشہ

جھلکتا تھا جب آپ مسلسل تقریر فرماتے تو وہ گویا موتیون کی مسلسل لڑی ہوتی تھی آپ کے بعض شاگردون
نے آپکی تقریرات کو جو درس احادیث کے وقت فرماتے تھے لکھ بھی لیا ہے وہ اُنکے پاس موجود ہین۔
چنانچہ مولانا محمد یحییٰ صاحب کاندھلوی مقیم گنگوہ اور مولانا ماجد علی صاحب مدرس مدرسہ ریاست
مینڈھو کے پاس موجود ہین اور اگر حق تعالیٰ کو منظور ہوا تو شایع بھی ہونگی۔

آپکی تحریر کا انداز بھی مثل تقریر تھا یعنی مختصر اور جامع حسب ضرورت مقام ماله وما علیہ پر مشتمل چنانچہ
آپ کے رسایل وتحریرات شاہد ہین جسکا جی چاہے دیکھے علاوہ مسائل دین کے دنیاوی معاملات
مین بھی آپکی تحریر لاجواب اور بے نظیر ہوتی تھی بیعت کے بعد جب آپکو تھانہ بھون آنے جانے کی
نوبت آئی اُن ایام مین مولانا شیخ محمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مقدمات ہو رہے تھے جب اُنکو حضرت امام
ربانی کے حسن لیاقت اور حسن تحریر کا حال معلوم ہوا تو مقدمات کے متعلق آپ ہی سے تحریرات لکھواتے
تھے یہانتک کہ آپ نے مجبور ہو کر اور تنگ آکر حضرت حافظ صاحب شہید کے ذریعہ سے اپنا پیچھا چھڑایا
اور حافظ صاحب نے فرمادیا کہ یہ اس کام کے لئے نہین آتے

حق تعالیٰ شانہ نے غنا اور وقار آپکے اندر ودیعت رکھا تھا آپکے اوضاع سے لجاجت کا شائبہ
بھی پیدا نہوتا تھا علی الخصوص امراؤ دولتمندون سے تو اسدرجہ غنا اور بے نیازی ظاہر ہوتی تھی کہ
روکھاوٹ سمجھی جاتی تھی ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ کوئی دولتمند حضرت کیخدمت مین حاضر ہوئے چونکہ اخلاص
لیکر آئے تھے اسلئے حضرت نے ضیافت کی اتفاق سے مولانا محمود حسن صاحب اُس روز وہان حاضر تھے دوپہر کو
جب دسترخوان بچھا اور حضرت مہمان کو لیکر کھانا کھانے بیٹھے تو مولویصاحب وہان سے سرکے مبادا رئیس مہمان کو میری ساتھ
کھانا ناگوار ہو حضرت نے پیچھے ہٹتے دیکھا تو فرمایا آتے کیون نہین مولویصاحب نے عرض کیا کہ حضرت آپ نوش فرمائین
ہم بعد مین کھالینگے حضرت سمجھ گئے اور بیساختہ فرمایا یہ نہین ہوسکتا کہ تم ساتھ نہ کھاؤ اگر انکو تمہارے ساتھ کھانا گوارا نہو تو
یہ اُٹھ جائین مجھے انسے کیا لینا ہے تمہارے ساتھ تو میری موت زندگی کا ساتھ ہے اتنا سُنتے ہی مولویصاحب دسترخوان پر
آبیٹھے کہ مبادا حضرت کی یہ تقریر طویل ہو اور مہمان کی دلشکنی کا سبب بنے بعض وہ لوگ جو اپنی آؤ بھگت اور تعظیم و
تکریم کے متوقع ہو کر آتے تھے اُنکو آپکی اس خصلت محمودہ پر یہ خیال ہوتا تھا کہ معاذ اللہ آپ متکبر ہین حالانکہ آپ
مین تکبر کا شائبہ بھی نہ تھا یہ صرف آپکا استغنا تھا جسنے دنیا ذربار احدیت کی جبہ سائی کے طفیل مخلوق کی جانب
احتیاج ولجاجت کو اطوار و اوضاع تک سے سلب کر لیا تھا مولوی انور محمد فرماتے تھے کہ جس زمانہ مین

مجھے گنگوہ کی حاضری نصیب تھی اور حضرت سے حدیث پڑھا کرتا تھا دیکھتا تھا کہ طالب علم ہو یا مسافر
جو بھی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتا اسکو تین روز تک حضرت اپنا مہمان سمجھتے اور دسترخوان پر پاس
بٹھا کر یا مکان سے کھانا منگا کر اپنے روبرو کھلایا کرتے تھے جب طلبہ کی آمد زیادہ ہوئی اور حضرت کے
مشاغل بہت بڑھ گئے تو طلبہ کو کھانا کھلانیکا وہ اہتمام آپ سے نہ ہوسکا جو کبھی کبھی آنیوالے مسافر کا ہوتا
تھا اگر تین دن کی ضیافت تو اب بھی ضرور تھی تاہم اتفاق سے ایک پنجابی طالب علم آئے اور خدا جانے کیا وجہ پیش
آئی کہ مکان سے انکا کھانا نہ آیا چونکہ یہ طالب علم میرے پہلے ملاقاتی تھے اسلئے مجھے رنج ہوا اور میں نے
حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر بیباکانہ غصہ کیساتھ عرض کیا کہ طلبہ کیا مہمان نہیں ہیں دوسرے لوگ ہی
مہمان ہیں آخر اسکی کیا وجہ کہ جو بھی مہمان آتا ہے آپ اسکو خود کھانا کھلاتے ہیں اور ان بیچاروں کو دوسرے وقت
پوچھتے بھی نہیں کہ انہوں نے کھانا کھایا یا نہیں [illegible] حضرت [illegible] گستاخی [illegible]
پر بہت ندامت ہوئی مگر اسوقت [illegible] زیادہ [illegible] اس [illegible]
حضرت نے ندامت کیساتھ گردن جھکا لی اور [illegible] کہ ادھر [illegible] اگر [illegible] یہ فقرہ فرمایا
کہ بیشک میری غلطی ہے انشاء اللہ آئندہ [illegible] دیکھو گے [illegible] اس تاریخ سے [illegible] دیکھا کہ حضرت طالب علم
کی مہمانی کسی معتقد سے [illegible] شخص سے [illegible] نہیں کی [illegible] آیا خود اسکو کھانا کھلایا آپکی یہ بے نفسی
اور للہیت دیکھکر مجھے یقین ہوا کہ حضرت بلند پایہ کے شیخ ہیں۔

جس زمانہ میں تعلیم کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور بڑے زور شور کیساتھ دورہ حدیث ہوتا تھا دورہ میں بھی
پچاس طالب علم مختلف ملکوں کے ہوتے تھے اور ان میں ہر قسم کے [illegible] ذکی و غبی [illegible] استعداد
جمع تھے اس زمانہ میں بھی آپ کے اخلاق کا یہ عالم تھا [illegible] کو لکنت ہو [illegible] عبارت پڑھتا ہو
یا سمجھنے میں کتنا ہی کیوں نہ الجھتا ہو اور کتنا ہی بے موقع سوال کرکے وقت ضائع کرتا ہو آپ کبھی ناخوش
اور چین بہ جبین نہوتے تھے اور نہ اسکو روکتے تھے اسقدر اخلاق کیساتھ درس دینا شاید دوسری
جگہ نظر نہ آئیگا حقیقت میں آپنے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد فاستوصوا بہم
خیرا کی پوری تعمیل کرکے دکھلائی آپکی کسر نفسی و تواضع یہانتک بڑھی ہوئی تھی کہ عام مسلمانوں
سے اپنے لئے دعا کراتے اور یوں فرمایا کرتے تھے کہ لوگوں کے حسن ظن کیوجہ سے نجات کی امید ہے
من آنم کہ من دانم بیسیوں خطوط میں آپکے یہ الفاظ موجود ہیں کہ مجھے دعا میں ضرور شامل رکھنا اور

خدا کرے کہ تمھارے ظن کیموافق مجھسے حق تعالی کا معاملہ ہو ایکبار مولانا حکیم محمد حسن صاحب نے اپنے حال قلب کی کچھہ شکایت کی کہ مجھے کچھہ نفع اور اثر محسوس نہین ہوتا جی چاہتا ہے کہ چھوڑ دون آپنے انکو تشفی دی اور فرمایا کہ میان کام کئے جاؤ ہمت نہین ہارتے چلتے کام کا چھوڑنا کسنے بتایا ہی بہتیرا کچھہ ہو رہا ہے انہون نے عرض کیا کہ حضرت مجھے کیونکر اطمینان ہو جبکہ مین دیکھتا ہون کہ قلب مین کچھہ اثر نہین ہے اسوقت آپ کی آنکھون مین آنسو بھر آئے اور بھرائی ہوئی آواز مین یون کہا کہ خدا کے بندے تمہین اپنے بڑے کے کہے پر بھی اعتماد نہین مجھے نہین دیکھتے کہ عام مسلمانون کے حسن ظن پر جی رہا ہون۔

مکاتیب رشیدیہ مین ایک خط ہے جسکے اندر حکیم عبد العزیز خان کو آپنے یون تحریر فرمایا ہی کہ بخدا اپنے علم مین بحلف کہتا ہون کہ تمہارے واسطے ہر روز تو دعا یقینًا کرتا ہون مگر پانچ وقت مین شاید کسی وقت ترک ہوتی ہو لیکن آپکے اس حسن ظن سے سخت پریشان ہوتا ہون کہ تمکو میرے ساتھہ اسقدر عقیدت بے محل ہو گئی مجھہ جیسے صدہا عالم مین موجود اور بہتر بھی بہت ہین بندہ کا حال تو ابھی سے واضح ہو جائیگا کہ تا ایندم شب و روز آپ کے باب مین دعا کرتا ہون اور کچھہ اجابت کے آثار نہین جس سے صاف روشن ہی کہ مثل دیگر عوام مومنین کے مین بھی ایک ہون کوئی شخص اپنی تعریف کو برا نہین جانتا مین بار بار اپنا عیب اور حقیقت جو ظاہر کرتا ہون سو اس سبب سے کہ میرے سبب تم اپنے مقصود سے نہ رہجاؤ میری عقیدت تمکو مضر نہو جاوے ناقص کے ساتھہ ہو کر اپنا نقصان ہوتا ہے دوسرے قیامت کو جب اپنا حال ظاہر ہوگا تو مجکو ندامت نہو کہ خلاف توقع ظاہر ہووے گا الخ اس تحریر سے کسر نفسی و تواضع کی سچی کیفیت اور راسخ القلب حالت کا جسقدر جیتا لگ رہا ہے وہ خود ناظرین کے سامنے ہے مجھہ مین طاقت نہین کہ بلفظ لفظ کا کمال ظاہر کرون۔ مکاتیب مقدسہ مین سیکڑون فقرات نظر آئینگے جنسے اس صفت خاصہ کا کمال علو ظاہر ہے یہ بات مسلّم ہے کہ حضرت امام ربانی کے نزدیک مادح و ذام یکسان تھا جسقدر لوگ آپکی خدمت مین محبت و تعظیم اور تواضع و تکریم کرتے اسیقدر حق تعالی کی جناب مین آپ تواضع و الحاح زیادہ کرتے اور یون دعا مانگتے تھے کہ یا اللہ مین جیسا ہون تو جانتا ہے لیکن میرے ساتھہ انکے حسن ظن کیموافق معاملہ فرمانا۔

آپکی شان رفیع تکلف اور شان و شوکت سے بالکلیہ عاری تھی آپ کی طبیعت نہایت سادہ اور سادگی پسند تھی باوجود غایت خُلق اور کرم و تلطف کے حق تعالی نے آپکو ایک رعب عطا فرمایا تھا کہ ہمیشہ

حاضر ہونیوالے مزاج شناس خدام بھی بعض دفعہ بے تکلف بات کرنیکی طاقت نہ رکھتے تھے اور جو آپکی خدمت مین رہنے لگ جاتا تھا وہ آپکی محبت مین دنیا و مافیہا سے یکسو ہو جاتا تھا اور اخلاق کا شیدا و شیفتہ بنجاتا تھا کسی نے کبھی نہ دیکھا ہوگا کہ آپنے کسی کو مارا ہو یا برا بھلا سخت سست کہا ہو با این ہمہ آپکے چہرہ مبارک پر وہ ہیبت و عظمت نمایان تھی کہ حاضرین دربار پر ایک عالم سکوت طاری رہتا تھا بڑے بڑے جہاندیدہ آپکی خدمت مین حاضر ہوئے اور دم بخود رہگئے مولانا اشرفعلی صاحب تحریر فرماتے ہین کہ سنہ ۱۲۹۰ھ مین جب میرا نکاح ہوا والد صاحب مرحوم کی درخواست پر شیخ غلام محی الدین مرحوم یعنی حافظ عبدالکریم صاحب رئیس لال کرتی کے بڑے صاحبزادہ شادی مین شامل ہونیکے لئے میرٹھ سے تشریف لائے اور گنگوہ بھی تشریف لیگئے تھے نکاح حضرت قدس سرہ نے پڑھا تھا جب حضرت مولانا مجلس نکاح سے تشریف لیگئے تو شیخ صاحب مرحوم بھی ساتھ ہو لئے ایک موقع پر خود احقر سے فرماتے تھے کہ مین نے بہت سے بزرگ دیکھے بڑے بڑے حکام سے ملا اور کھلکر باتین کین لیکن جو رعب و ہیبت حضرت کی دیکھی وہ کسی مین نہین دیکھی یہ حالت تھی کہ بات کرنی چاہتا تھا مگر ہمت نہ پڑتی تھی بڑی مشکل سے اتنی جرت ہوئی کہ نذر پیش کر سکا" شیخ صاحب مرحوم مردم شناس و عالی حوصلگی مین مسلم و معروف تھے آنکی یہ شہادت ایک باوقعت شہادت ہے اسی ہیبت کے باب مین کہا ہے۔

ہیبت حق است این از خلق نیست	ہیبت این مرد صاحب دلق نیست

حضرت امام ربانی تمام حاسون کے اعتبار سے نہایت زکی الحواس تھے یہیون تعجب انگیز قصے آپکی زکاوت حس اور کمال ادراک کے مشہور ہین حضرت مولانا خلیل احمد صاحب نے لکھا ہے کہ بھائی عبدالرحمن صاحب فرماتے تھے مجھے چاء کا بہت شوق تھا اور اپنے ہاتھ سے پکایا کرتا تھا حضرت جب چاء پیتے تو فرماتے کہ چاء مین کچھ پانی کا ذائقہ آتا ہے مین نے ایکروز دلمین کہا اچھا آج اسقدر پکاؤنگا کہ بھاپ پانی بنجائے چنانچہ کئی گھنٹہ تک پکائی جب تیار ہوئی اور حضرت کو پلائی فرمایا کہ کچھ پانی کا ذائقہ تو اسمین بھی ہے مین نے عرض کیا کہ حضرت یہ وہم کا درجہ ہے پھر مجھے خیال ہوا کہ مین نے اسمین کچھ دودھ گھر سے لاکر ڈالا تھا جو کڑھا ہوا تھا پوچھون کہین اسمین تو پانی نہ تھا" آخر گھر جاکر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ گھر کے لوگون نے اسمین کچھ پانی ڈال دیا تھا۔

مولوی سید احمد صاحب مدنی ایکدن چاء کو ٹھنڈا کرنیکی غرض سے ایک پیالی سے دوسری پیالی مین لوٹ پوٹ رہے تھے کچھ دیر مین حضرت نے فرمایا اسکی جھلک سے معلوم ہوتا ہی کہ پینے کے قابل ہوگئی

جن ایام مین مولوی حبیب الرحمن صاحب دیوبندی حضرت کیلئے چاء پکایا کرتے تھے کئی دن ایسا قصہ پیش آیا کہ جب حضرت کو چاء پلائی حضرت نے فرمایا کچے پانی کی بو آتی ہے ہرچند مولوی صاحب نے چاء کو جوش دینے مین کوشش کی مگر جب فرمایا حضرت نے یہی فرمایا کہ کچے پانی کی بو موجود ہے آخر بہت پریشان ہوئے کہ یا اللہ کیا بات ہے پانی کو بہتیرا پکاتا ہون دودھ اونٹا ہوا ڈالتا ہون پھر کچا پانی کیسا؟ آخر بہت غور کے بعد پتہ چلا کہ جس پیالی مین چاء نکالی جاتی ہی وہ دھوکر خشک نہین کیجاتی چنانچہ اُسدن پیالی کو دھوکر کپڑے سے صاف کیا اور چاء لیکر حاضر ہوئے حضرت نے چاء پی اور فرمایا آج کچے پانی کی بو نہین ہے"

حضرت کے مہمان سہ دری مین بیٹھکر کھانا کھاتے تھے حالانکہ دسترخوان اُٹھاکر بوریہ جھاڑ دیا جاتا تھا مگر حضرت تشریف لاتے تو جو کھانا کھایا جاتا اُسکا نام لیکر فرمادیتے کہ فلان شے کی خوشبو آتی ہے ایکمرتبہ کھانا کھاتے مین آپنے فرمایا کہ آمین کو کھمیر کی خوشبو آتی ہے ہرچند غور کیا مگر مجمع مین سے کسی کو احساس نہوا تحقیق کیا تو پکتی ہانڈی مین پانچ چار پتہ ڈالدیئے گئے تھے۔

آپ کے ادراک کے متعلق ایسے ایسے عجیب اور حیرت انگیز قصے لوگون نے دیکھے کہ بغیر دیکھے غالبًا کہنے والے کا یقین بھی نہ آتا ایک مرتبہ جمعہ کے بعد مجمع کثیر آپکی خدمت مین حاضر تھا کہ مولوی محمد یحیٰی صاحب کے چھوٹے بھائی مولوی محمد الیاس جنکی عمر اُسوقت دس گیارہ برس کی تھی دبے پاؤن آئے اور چپکے ہی ایک کونہ مین بیٹھ گئے معًا حضرت نے گردن اوپر اٹھائی اور فرمایا "بچے کا سا سانس ہے" اُسوقت کسی نے کہا کہ حضرت محمد الیاس آئے ہین۔ ایکبار نمبردار فضل حق کا لڑکا اکرام الحق بعد نماز مغرب حاضر خدمت تھا حضرت کو خبر نہ تھی کہ کون کون موجود ہے جب کھانا کھانیکو مکان جانے لگے اور اکرام الحق کے قریب پہونچے تو حضرت ٹھیرے اور فرمایا نمبردار کی سی بو آتی ہے تب کسی نے کہا کہ نمبردار کا لڑکا اکرام کھڑا ہے مولوی محمد یحیٰی صاحب فرماتے تھے کہ عرصہ ہوا میری یہ عادت تھی کہ جب حضرت مکان تشریف لیجاتے تو مین آپکے تکیہ پر سر رکھکر لیٹ جاتا اور آپکے پاؤن کی آہٹ پاتے ہی اُٹھ جاتا تھا دو ایکبار تو ایسا ہوگیا حضرت نے کچھ نفرمایا ایک مرتبہ تکیہ پر سر رکھ کر لیٹے تو فرمایا کہ بچہ کی بو آتی ہی

اسکے بعد ہین نے آپکے تکیہ پر کبھی سر نہین رکھا۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت امام ربانی حسن سیرت اور حسن صورت دونون سے بہرہ ور اور بہمہ صفات موصوف تھے آپکی ذات مقدس ایسی مجموعہ محاسن تھی کہ ظاہر و باطن جس پہلو پر نظر ڈالی جاتی ہے عقل سلیم کو تحیر ہوتا ہے ہر اہل بصیرت صاحب ذوق سلیم رات دن کے چوبیس گھنٹو مین جسوقت بھی آپکی خدمت مین حاضر ہوا آپکے کمال حسن سیرت کا معترف و شیدا ہو کر بے اختیار پکار اُٹھا کہ ماھذا بشراً ان ھذا الا ملک کریم اسی طرح حسن صورت کے قدر شناس صاحب بصارت شخص نے طفولیت و شباب اور کہولت و پیری کے چارون زمانون مین جس زمانہ کے اندر بھی آپ کو دیکھا آپکے حسن صورت کا عاشق و شیفتہ بنکر کہہ پڑا کہ ؎

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام	بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزی دیگری

عادات مرضیہ اور معمولات

کل امرء فی امور الدھر مشتغل	وانت عن کلھا فی احسن الشغل
باز گو از نجد و از یاران نجد	تا در و دیوار را آری بوجد
یاد یاران یار را میمون بود	خاصہ کان لیلے و این مجنون بود

انسان سے جو کام باقتضاے طبع ہمیشہ یا اکثر صادر ہوتے ہین وہ انسان کی عادت اور خو کہلاتے ہین۔ حق تعالی کا فرمانبردار مسلمان بندہ جب اپنے اعضا اور جوارح سے کام لیتا ہے تو جن کامو نمین حق تعالی کی خوشنودی و رضا جوئی اور امتثال و اطاعت حکم خداوندی مطلوب ہوتی ہی وہ عبادت کہلاتے ہین اور جن کامونمین یہ نیت سبب صدور نہین بنتی وہ عادت محضہ سمجھے جاتے ہین مگر تحریر گذشتہ سے معلوم ہو چکا ہے کہ خاصان خدا کے دل جسوقت مشکوٰۃ نبوت کی روشنی سے جگمگا اُٹھتے ہین تو طلب رضای حق قلب مین مستحکم اور وہ نسبت یادداشت ثابت و قایم ہو جاتی ہے جو تمام اعضا کو حرکت سے قبل ٹوکتی اور متنبہ کیا کرتی ہے کہ "دیکھو بندہ بنے رہو اور اس خدائی عطیہ کو خدا کے سوا کسی دوسرے کے کام مین نہ لاؤ" پس کسی ساجد دل اور اہل اللہ کے حق مین یہ کہنا کہ فلان عمل اُنکا عبادت مین داخل ہے اور فلان کام عادۃً مین شامل ہی محض صورت

کے اعتبار سے ہے ورنہ درحقیقت ان حضرات کی تو یہ شان ہے کہ انکے پاس نہ اختیار ہے اور نہ ارادہ انکی زندگی کے جملہ احوال مین جو کچھہ بھی انسے ظاہر ہوتا ہے یا عبادت ہوتا ہے یا ذریعہ عبادت اور چونکہ وسیلہ عبادت بھی عبادت ہے اسلئے انکا کوئی تحرک اور کوئی سکون عبادت مقصودہ یا غیر مقصودہ سے باہر نہین نکلنے پاتا۔ اسکا یہ مطلب نہین ہے کہ اولیاء اللہ سے معصیت نہین ہوتی حاشا وکلا بندہ خاکی بشر اور سوائے انبیاء ہر وقت خطاوار ہے صدور معصیت سرداران اولیاء امت یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ثابت ہے دیگر اولیاء امت کا تو کہنا ہی کیا مگر بات یہ ہے کہ غلبہ نفس یا بقتضائے ضعف بشریت مجرم ضرور بنا دیتا ہے لیکن اصل ایمان جسکو نسبت سے تعبیر کیا جاتا ہے معصیت پر فوراً متنبہ کرتا اور منوّر و بیدار قلب پر اس سیاہ دھبّہ کو نمودار پاکر کھٹکتا اور ململا اُٹھتا ہے توبہ کرتا ہے اور نادم ہوتا ہے روتا ہے اور بلبلا اُٹھتا ہے پس ان حضرات کی معصیت بھی شان غفاری کی مظہر اور صدور توبہ و زیادہ خشیہ کا سبب بنکر باعث ترقی مراتب و قرب خداوندی ہو جاتی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اہل اللہ کی عادات بے شبہ عبادات مین داخل ہین اور ان حضرات کے صبح سے شام تک نوم و یقظہ اکل و شرب بول و براز سکوت و تکلم راحت و محنت حرکت و سکون وغیرہ جملہ افعال ذریعہ عبادت ہونیکی حیثیت سے طاعت مین داخل ہین اور چونکہ حضرت امام ربانی قدس سرہ اس صدی مین اپنے زمانہ کی اس پاکباز جماعت کے پیشوا اور سردار تھے اسلئے آپکی عادات کا عبادت ہونا تو اظہر من الشمس ہے۔ اتباع سنت جسکا اصل عبادت ہونا مسلّم ہے وہ سرنامہ ہے جسکی تفصیل حضرت مولانا کے اعضا اور جوارح کے افعال قرار پائے ہین آپکی خدمت مین حاضر ہونیوالون کی تعداد ہزاران ہزار سے متجاوز ہے انمین سے ایک متنفس بھی یہ نہین کہسکتا کہ آپکا فلان کام آداب شرع کی چار دیواری سے باہر نکل گیا تھا۔ اتباع شریعت آپکا ایسا طبعی امر ہوگیا تھا کہ غفلت سے بھی کوئی امر خلاف شرع صادر نہوتا تھا اور چونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم چلنے اور محکوم و تابع رسول بنکر زندگی گذارنے سے مقصود محض رضای حق تعالیٰ شانہ تھی اسلئے آپکی حیات کے زمانہ کو اگر سرتاپا عبادت کہین تو بیجا نہین ہے شریعت پر استقامت اور ثبات قدم آپکو اسدرجہ حاصل تھا کہ بلا عذر شرعی کبھی بھولکر بھی آپ سے ترک مندوب یا ارتکاب مکروہ نہین ہوا۔ رات اور دن کے آٹھون پہر مین جسقدر اقوال و افعال آپ سے سرزد ہوتے تھے وہ یقیناً یا نفع رسانی خلایق مین

ہوتے تھے یا رضائے خالق میں پس نفع رسانی خلائق کام اور کلام کا نام اگر عادت رکھ لیا جائے
اور رضائے خالق کو عبادت کہا جائے تو اس صوری تفریق سے آپکی عادت اور عبادت مین تشقیق
ممکن ہی اور اگر یہ معلوم ہو جائے کہ خلق کی نفع رسانی بھی جزو مرضیات خالق ہی بلکہ شاہی عہدہ دار
کیلئے رعایا پروری ہی بڑی خدمت اور اعلیٰ رضا کے حصول کا سبب ہے تو پھر عادت اور عبادت مین
امتیاز دشوار پڑ جائیگا آپکا بیدار دل سمجھ چکا تھا کہ زندگی کا مقصود اپنے خالق کی بندگی ہے اسلئے
یہی عبودیت آپکی عادت تھی اور یہی اطاعت آپکا معمول ہے

گر تو خواہی حرّی و دل زندگی	بندگی کن بندگی کن بندگی
زندگی مقصود بہر بندگی است	زندگی بے بندگی شرمندگی است
جز خضوع و بندگی و اضطرار	اندرین حضرت ندارد اعتبار
ہر کہ اندر عشق یابد زندگی	کفر باشد پیش او جز بندگی
ذوق باید تا دہد طاعات بر	مغز باید تا دہد دانہ شجر

حضرت امام ربانی قدس سرہ کا روزمرہ جو مشغلہ تھا اسکو حاضرین نے آنکھون سے دیکھا اور غائبین
نے کانون سے سنا ہے کہ آپ کہین ملازم نہ تھے اور نہ دنیا مین کسی کے محکوم و پابند آپکی متوکلانہ گذران
نے کسب معاش کے مخمصون سے مستغنی اور آزاد بنا کر آپکو مخلوق کا سرپرست و راہبر بنا بیٹھا یا تھا کہ
تَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا کے محکوم بنکر ہدایت و رشد خلائق مین بالکلیہ مشغول ہو جائین۔ آپ کی
استقامت اور دین پر جماؤ کے استحکام نے جو معمول آپ کا قرار دیا تھا اسکو حضرت مولانا خلیل احمد
صاحب مدظلہ باین الفاظ تحریر فرماتے ہین:۔

جب کبھی مجکو حاضری کا شرف حاصل ہوا ہی آپکا معمول اس طرح دیکھا کہ نماز فجر سے فارغ ہو کر
آٹھ نو بجے تک ذکر و فکر مین خلوت کے اندر مشغول رہتے تھے بعد ازان نوافل پڑھتے اور اسکے بعد
طلبہ کا سبق شروع کرا دیتے تھے آپ ابتداءً صرف علوم دینیہ یعنی فقہ اصول تفسیر حدیث کی
تدریس تعلیم فرماتے تھے اور آخر مین دورہ صحاح ستہ کی تدریس پر انحصار رہگیا تھا۔ لیکن جب ظاہری
بینائی نہ رہی تو تدریس ترک ہو گئی اور ارشاد و تحقیق کا باب زیادہ کھلگیا تھا۔ اثناء سبق مین اگر
کوئی مریض دوا پوچھتا تو اسکو دوا بھی بتلا دیتے تھے آپ نے علم طب استاد سے نہین پڑھا تھا اور

اور نہ کسی طبیب سے حسب قاعدہ و معمول مطب کیا تھا مگر آپکا ذہن و حافظہ اس درجہ تیز اور قوی تھا کہ جب آپ نے چند کتب طب دیکھکر مطب شروع کیا ہے تو سبحان اللہ بڑا سے تجربہ کار طبیب بھی ایسا مطب نہیں کر سکتے۔ اوّل باقاعدہ مطب فرمایا بعد ازاں قارورہ دیکھنا چھوڑ دیا لطافت نسبت اسکی متحمل نہو سکی صرف نبض اور بیان حال پر تشخیص کا مدار رہا پھر جب صاحبزادہ حافظ مولوی حکیم مسعود احمد صاحب دہلی سے طب حاصل کر کے آگئے تو مطب بالکل ترک فرمادیا تھا اور تدریس کا مشغلہ بھی زیادہ بڑھ گیا تھا۔ تدریس سے فارغ ہو کر خطوط اور استفتا کے جوابات تحریر فرماتے آپکی عادت تھی کہ جو خطوط و استفتا خدمت مین آتے اُنکے جواب جلد بھیجتے تھے آپکی خدمت مین اسقدر خطوط و استفتا آتے تھے کہ باوجود اسقدر مشاغل کثیرہ کے سب کا جواب لکھنا اور دن کے دن کام کا نمٹا دینا آپکا ہی کام تھا جبتک بینائی قایم رہی تمام جوابات اور فتاوے اپنے قلم سے تحریر فرمائے بعد ذہاب بصر مولوی محمد یحییٰ صاحب کاندہلوی اپکی طرف سے جوابات خطوط و فتاوی لکھنے لگے تحریر سے فارغ ہو کر آپ کھانا کھاتے اور پھر تھوڑی دیر قیلولہ و استراحت فرماتے تھے نماز ظہر سے فارغ ہو کر قرآن شریف مین دیکھکر تلاوت فرماتے اور جب ظاہری بینائی نہ رہی تو حفظ پڑھتے تھے پھر تا عصر تدریس ہوتی تھی۔ عصر سے مغرب تک مجلس عام ہوتی تھی حسب موقع کلمات نصایح اور قصص اکابر بیان فرماکر عوام خواص کی تربیت فرماتے تھے بعد مغرب نوافل اوّابین پڑھکر مکان پر تشریف لیجاتے اور بعد فراغ عشا استراحت فرماتے تھے اسکے بعد جسوقت اللہ تعالیٰ چاہتا آپ بیدار ہوتے اور ضروریات سے فارغ ہو کر نوافل تہجد مین مشغول ہوجاتے تھے ابتدا مین آپ آٹھ رکعت پڑھتے تھے اور آخر مین دس رکعات آپکا معمول تھا۔ رکعات آپکی طویلہ ہوتی تھین قرآن شریف اُن مین زیادہ زیادہ پڑھتے تھے قبیل صبح تک آپ نوافل سے فارغ ہوتے بعد فراغ اگر کچھ کسل طبع محسوس ہوتا تو ذرا لیٹ رہتے تھے ورنہ ذکر و فکر مین مشغول رہتے تھے۔ علی الدوام اسی طرح آپکا معمول تھا البتہ رمضان المبارک مین آپکی مشغولی عبادات کے اندر خصوصًا شب کو زیادہ بڑھجاتی تھی۔

اپنے معاملہ مین آپکا تقویٰ اور احتیاط اسقدر تھا کہ مسئلہ مختلف فیہا مین قول راجح اور اقرب الی الاحتیاط کو اختیار فرمایا کرتے تھے باوجود ضرورت کے احتیاط کو ہرگز نہین چھوڑتے تھے۔ آپکی احتیاط کی ادنیٰ مثال یہ ہے کہ آپنے اپنے امراض مین کیسا ہی شدید مرض کیون نہو کبھی

بیٹھکر نماز نہین پڑھی۔ مرض الموت مین جبتک اسقدر حالت رہی کہ دو آدمیون کے سہارے سے کھڑے ہوکر نماز پڑھ سکے اسوقت تک اسی طرح پڑھی کہ دو تین آدمیون نے بمشکل اُٹھایا اور دونون جانبون سے کمر مین ہاتھ ڈالکر لیکر کھڑے ہوگئے اور قیام و رکوع و سجود اُن ہی کے سہارے سے نماز ادا کی ہر چند خدام نے عرض کیا کہ حضرت بیٹھکر نماز ادا کر لیجئے مگر نہ کچھہ جواب دیا نہ قبول فرمایا ایکروز مولوی محمد یحییٰ صاحب نے عرض کیا کہ حضرت اگر اسوقت بھی جایز نہین تو پھر وہ کونسا وقت اور کونسی حالت ہوگی جسمین بیٹھکر نماز پڑھنا شرعًا جایز ہے" آپنے فرمایا کہ امام صاحب کے نزدیک قادر بقدرۃ الغیر تو قادر ہوتا ہے اور جب میرے دوست ایسے ہین کہ مجکو اٹھاکر نماز پڑھاتے ہین تو مین کیونکر بیٹھکر نماز پڑھ سکتا ہون" آخر جب نوبت ضعف اسقدر پہونچگئی کہ دوسرون کے سہارے بھی کھڑے ہونیکی قدرت نہ رہی تو اسوقت چند وقت کی نمازین آپ نے بیٹھکر پڑھین گویا تبلا دیا کہ اتباع شرع اسکو کہتے ہین تقویٰ اسکا نام ہے اور اختیار احوط اس طرح ہوتا ہے۔

لباس آپنے گاڑھا دھوتر بھی پہنا اور شال وغیرہ اعلیٰ قسم کا بھی استعمال فرمایا آپکے نزدیک دونون برابر تھے نہ ادنیٰ سے کراہت و نفرت اور نہ اعلیٰ سے رغبت و محبت مگر چونکہ طبع مین نفاست و لطافت زیادہ تھی اسوجہ سے میلے لباس سے تکدر ہوتا تھا لہذا آپکا معمول تھا کہ آپ ہر روز غسل فرماتے تھے حق گوئی مین آپ کسی ملامت گر کی ملامت کا اندیشہ نہین فرماتے تھے بلکہ اگر حق گوئی پر لوگ آپکو برا کہتے تو اُسپر نہایت فرحت و سرور ہوتا تھا جس زمانہ مین آپنے دیسی کوّے کی حلت کا فتویٰ دیا اور اُسپر جہلا مین شور و غوغا اُٹھا ہے تو آپنے بارہا فرمایا کہ "مجکو کیا خبر تھی کہ اسمین حق تعالیٰ نے اسقدر اجر رکھا تھا"۔

آپ کو وہ تحمل تھے خلاف طبع امر پر کبھی طبع مین تغیر پیدا نہوتا تھا بعض مبتدعین نے خطوط مین سب و شتم لکھکر بھیجدئے تو آپنے فورًا خط چاک کر دیا اور خدام کے اصرار پر یون فرمایا کہ "میرے دوستون کی اگر نظر پڑجاتا تو انکو صدمہ ہوتا" ۱۲ انتھی التحریرۃ الشریف۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ کی عادت جاریہ اور معمول دائمی کے اظہار مین ایک تحریر اور ہدیہ ناظرین کرتا ہون جو حضرت کے شاگرد رشید اور مجاز طریقت عالم العلمین صاحبدل شیخ مولانا الحاج المولوی

محمد اسحاق صاحب نہٹوری دام مجدہ کے قلم کی لکھی ہوئی ہے وہو ہذا :۔
"عادت شریف یومیہ بلیلہ مین اس طرح تھی ابتدا سے بعد نماز صبح خلوتخانہ مین مشغول بذکر و فکر و مراقبہ جاڑون مین نو بجے تک اور گرمیون مین آٹھ ساڑے آٹھ بجے تک رہتے پھر حاجت ضروری سے فارغ ہوکر آبشار توفیق سے وضو فرماکر اشراق وچاشت کی نوافل ادا کرتے کبھی چار رکعات اور کبھی آٹھ رکعات۔ کبھی اشراق خلوتخانہ مین پڑھکر باہر تشریف لاتے اور چاشت گیارہ بجے کے قریب ادا کرتے پس بعد اداے صلوۃ ضحیٰ جو چاشت و اشراق دونونکو شامل ہے مشغول بتدریس ہوتے دو گھنٹہ یا کچھ کم یہ شغل حدیث رہتا پھر کھانا تناول فرماکر بارہ بجے وقت استوا کے دھوپ گھڑی اور دائرہ ہندیہ سے گھڑی کو مطابق و درست کراتے پھر قیلولہ فرماتے جاڑونمین ایک بجے اور گرمیونمین ڈیڑھ بجے سے پہلے بیدار ہوکر نماز ظہر سے سردیمین ڈیڑھ بجے تک فارغ ہوتے اور گرمی مین دو بجے تک فارغ ہوتے بعد نماز ظہر تلاوت قرآن شریف کا معمول تھا اور خطوط کا ملاحظہ اور انکا جواب معہ فتویٰ نویسی صبح کو بعد صلوۃ ضحیٰ قبل تدریس معمول تھا اگر جواب خطوط باقی رہتے تو بعد تلاوت یا بعد نماز عصر پورا فرماتے اور موسم گرما مین قبل نماز ظہر غسل فرمانیکا معمول تھا اور کبھی دوسری بار قریب عصر کے بھی غسل فرماتے پھر بعد تلاوت تدریس طلبہ مین عصر تک مشغول رہتے بعد عصر تسبیح لیکر طالبین کی طرف متوجہ ہوکر بیٹھ جاتے اسمین کوئی مسئلہ پوچھتا کوئی کچھ حال عرض کرتا کوئی مراقبہ مین مشغول ہوکر مستفید ہوتا بعد نماز مغرب صلوٰۃ اوابین چھ رکعات ادا فرماتے اُن مین کسیقدر قرآن شریف آدھے پارہ سے لیکر ایک پارہ تک تخمیناً پڑھتے بعد فراغ نوافل صحن حجرہ مین ذرا دیر مہمانون سے بات چیت کرکے گھر مین تشریف لیجاتے وہان سے کھانا تناول فرماکر قریب اذان عشا تشریف لاکر زائرین و حاضرین سے مخاطب ہوتے کبھی لیٹ جاتے اور کبھی بیٹھے رہتے نماز عشا جاڑون مین نو بجے گرمیون مین دس بجے شروع کرتے اگر نمازی جلدی جمع ہوتے تو دیر نفرماتے خصوصاً اس نماز مین تخصیص مخصوص نتھی بعد فراغ نماز عشا ذرا بیٹھکر لیٹ جاتے اور گیارہ بجے کے قریب تک خدام خاص پانو دباتے اسمین بعض خواص کو عجیب و غریب کیفیات اور انوار مشاہد ہوتے بعد گیارہ بجے یا ساڑھے گیارہ بجے سب کو رخصت کردیتے پھر قدر مقدر استراحت فرماکر بیدار ہوتے

اُسوقت بنفس نفیس سب کام خود کرتے اُسوقت استعانت وخدمت غیر کو پسند نفرماتے تہجد کو بقراءۃ طویلہ بجہر غیر مفرط بلحن داؤدی ادا فرماتے اسوقت اُٹھنے مین عادت شریف مختلف تھی کبھی بالکل نسوتے جب خدام کو رخصت کیا اور جانا کہ سب لوگ لیٹ گئے ہونگے اوٹھ بیٹھتے اور عشاء کے وضو سے نفلین ادا فرماتے جب تھک جاتے قاعدہ استراحت فرماتے بعد استراحت پھر نفلین شروع کرتے صبح تک یہی طور رہتا۔ باوجود ضبط کامل کبھی گریہ اسقدر مستولی ہوتا کہ تمام شب گریہ مین گزر جاتی عدد رکعات اور قدر قراءۃ کا حال معلوم نہین الغرض پچھلی رات نوافل مسنونہ اور ذکر وفکر و مشغولی مین گزرتی تھی پھر نماز صبح بوقت ابتداء یا توسط اسفار ادا فرماتے فرض نماز آنحضرتؐ بہت مختصر اور کامل پڑھاتے تھے پارہ عم کی سورتون کے سوا دوسری سورتین شاذ و نادر پڑھتے تھے صبح کی نماز مین سورہ عم سے لیکر لا اقسم تک کوئی سی دو سورتین پڑھتے اور عشاء مین اکثر والضحی سے لیکر والعادیات تک پڑھتے مغرب مین القارعۃ سے آخر تک اکثر چھوٹی سورتین پڑھتے تسبیح رکوع و سجود کے فرایض مین پانچ بار کہتے اور قومہ و جلسہ فرایض مین ادعیہ ماثورہ نہ پڑھتے تھے لیکن نوافل مین اکثر پڑھتے اس رات دن کے عمل مین مریضون کی دوا اس طرح ہوتی تھی کہ اُسکے واسطے وقت ممتاز نہ تھا معمولی مشغولی مین جب کوئی مریض آتا آپ اُسیوقت اکثر دوا مفرد بتلاکر رخصت کر دیتے تھے نسخہ لکھنے اور مرکب دوا بتلانے کا اتفاق بہت کم ہوتا تھا آپ کی برکت سے مریضون کو بکثرت شفا ہوتی اور امراض عسیرہ و ممتدہ کا علاج بھی بطور مختصر فرماتے اور ہر قسم کے مریضونکو شفا ہوتی یہ معمول دوازدہ ماہ کا تھا لیکن رمضان شریف مین صبح کو دیر مین خلوتخانہ سے برآمد ہوتے موسم سرما مین اکثر دس بجے تشریف لاتے نوافل و قراءۃ قرآن و سنوت و مراقبہ مین بہ نسبت دیگر ایام بہت زیادتی ہوتی سوتا اور استراحت نہایت قلیل کلام بہت کم کرتے بعد نماز مغرب ذرا دیر خلوت نشینی کا ذایقہ لیکر کھانا تناول فرماتے تراویح کی بیس رکعات اوائل مین خود پڑھاتے تھے اور آخر مین صاحبزادہ مولوی حافظ حکیم محمد مسعود احمد صاحب کے پیچھے پڑھتے بعد وتر دو رکعات طویل کبھی کھڑے ہوکر کبھی بیٹھکر پڑھتے پھر دیر تک متوجہ بقبلہ بیٹھکر کچھ پڑھتے رہتے پھر ایک سجدۂ تلاوت کرکے کھڑے ہوجاتے بندہ نے بعض الفاظ سنکر انداز کیا ہی

کہ اس درمیان میں سورۂ تبارک الذی اور سورۂ سجدہ اور سورۂ دخان پڑھتے تھے اکثر تمام عشرہ ذی الحجہ اور عاشوراء اور نصف شعبان کا روزہ رکھتے تھے۔

آپ اپنے نفس کیوجہ کبھی غصے نہوتے البتہ خلاف شرع پر آپکو سخت غضب آتا اگر کوئی آپ کو اپنی شقاوت کیوجہ سے بُرا کہتا آپکو ہرگز پرواہ نہوتی اور اصلا تغیر نہ آتا اور اگر کوئی آپکی مدح کرتا تو کچھ خوشی نہوتی اور اصلا تغیر نہوتا۔ قسم کھانیکی ہرگز عادت نہین تھی۔ اگر بنظر کشف و فراست حضرت کو معلوم ہوجاتا کہ نذر دینے والا خود حاجتمند ہے تو اسکا نذرانہ اس طرح رد فرماتے کہ نذر دینے والیکو گران نہ گذرے ایسا امر کاتب الحروف کے ساتھ بھی کبھی پیش آیا ہے اسی طرح مُرائی اور غیر معتقد کا نذرانہ بھی قبول نفرماتے البتہ مخلصین کا ہدیہ بطیب خاطر منظور فرماتے۔ بعد ذہاب بصر ظاہری جو وقت تدریس کا تھا وہ بھی ملاحظہ اور مراقبہ مین گذرنے لگا اور اس قسم کی مشغولی بہت زیادہ بڑھگئی آپکے حالات سے کبھی یہ معلوم ہوتا کہ آپ کو اسوقت کسی کا بولنا یا کچھ پوچھنا مکروہ معلوم ہوتا ہے اور کبھی معلوم ہوتا کہ اسوقت آپ کو باتون کی طرف رغبت ہے۔

آپکی مجلس مبارک کو غور کرکے دیکھا ہے تو نمونہ محفل سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پایا آپکی مجلس مبارک مین بے ضرورت کوئی کلام نکرتا جسوقت آپ کوئی بات فرماتے سب خاموش متوجہ ہوکر سنتے اور جب کوئی شخص کچھ سوال کرتا جب بھی سب خاموش رہتے آپ جواب دیتے مجلس مبارک مین شور وشغب غل غپاڑا لغو باتین ہرگز نہوتین اکثر مسائل کا تذکرہ یا آیت وحدیث کی تحقیق یا توضیح کسی مسئلہ تصوف کی ہوتی یا تذکرہ اولیاء اللہ وعلماء کرام کا کسی کی ہجو یا غیبت اُس مجلس شریف مین ہرگز نہوتی بعض جہال جو اپنے شومی سے اُس ذات بابرکات سے عداوت کھُلم کھُلا رکھتے اُنکا تذکرہ بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ اپنی مجلس مین نہونے دیتے اگر احیاناً کسی نے اُس بے ادب کا ذکر کیا تو آپنے جھٹ روک کر دوسری طرف متوجہ کردیا چونکہ اُس مجلس شریف مین حسب ضرورت تکلم ہوتا تو اکثر اوقات حاضرین ساکن وساکت کَاَنَّ عَلٰی رُؤُسِهِمُ الطَّيْرُ رہتے برکات وانوار وخیرات سے مجلس شریف معمور اور شرور وفساد سے بمراحل دور تھی چونکہ آنحضرت خود ہروقت باوضو رہتے تھے تو حاضرین مجلس بھی چار وناچار باوضو اور بخوف و

توجہ حضرت دل سے رجوع الی اللہ رہتے بعض حاضرین ذکر خفی لسانی اور بعض ذکر قلبی مین مشغول رہتے اور بعض فکر و مراقبہ مین غریق رہتے تھے اور بعض بندہ جیسے صرف منتظر کہ یا حضرت خود کوئی کلام فرماوین یا کسی سائل کا جواب ارشاد فرماوین مجلس کا لطف نااہل و فارغ القلب کو بھی معلوم و محسوس ہوتا تھا رحمۃ اللہ علیہ و علی احزابہ وجعلنا فی زمرتہ

حضرت امام ربانی قدس سرہ کی عادت شریفہ زیادہ بولنے اور باتین کرنیکی نہ تھی آپ کم گو تھے قلت کلام اور کثرت ذکر کا مصداق اتباع سنت کی حدود دکیساتھ آپکی برابر کسی دوسرے مین شاید کسی نے کم دیکھا ہوگا ذکر کا یہ عالم تھا کہ مسجد تک تشریف لانے اور واپسی مین حجرہ تک تشریف لیجانے مین بھی ذکرہی کے اندر مشغول پائے جاتے تھے۔ یون تو ہروقت ہی ذکر مین مستغرق اور محو رہتے تھے سوتے سوتے آنکھ کھلتی تو بے اختیار کلمۂ توحید یا استغفار زبان سے نکلتا تھا جس گفتگو سے کوئی دینی نفع حاصل نہو اُسکا سننا بھی آپکو گوارا نہ تھا۔ جب کوئی شخص آپسے کوئی سوال دریافت کرتا یا بات کہتا اور اُسمین ضرورت سے زیادہ تقریر ہوتی تو آپ اُسکو روکدیتے اور یون فرمایا کرتے کہ "اچھا اچھا اس قصہ سے کیا فائدہ بات کہو" لغو و فضول باتون سے آپکو کمال درجہ نفرت تھی ذکر اللہ اور دین مین کام آنیوالے مشغلہ کے علاوہ دوسرے جھگڑے مین مصروف ہونا اپنے خدام کا بھی آپکو پسند نہ تھا مولانا مولوی سراج احمد صاحب نے ایکمرتبہ چاہا کہ مولوی احمد رضا صاحب کی فحش گوئی کا ترکی بہ ترکی جواب دین ہرچند حسن تقریر سے انہون نے کوشش کی کہ حضرت صراحتہً حکم نہ دین تو ایماہی فرمادین مگر حضرت نے فرمایا تو یہ فرمایا میان کیا دھرا ہے ان قصون مین اُنکی تحریر کا جواب لکھنے سے کوئی نفع نہین تضیع اوقات ہے امید نہین کہ وہ مانین" ایسی صورتون مین جب آپکے خدام کی خواہش جواب لکھنے کی ظاہر ہوئی تو آپنے اُنکو روکدیا اور یون ارشاد فرمایا کہ "آدمی جسقدر وقت کسی کی برائی مین صرف کرے اتنے وقت اگر اللہ اللہ کرے تو کتنا نفع ہو۔

خُدام کی تربیت و اصلاح اسدرجہ آپکو محبوب تھی کہ کسی وقت ہمت و توجہ سے غفلت نفرماتے تھے برتاؤ اسدرجہ سادگی کا تھا کہ کوئی پاؤن دبانے کھڑا ہوگیا تو منع نہین فرمایا اور نہ کھڑا ہوا تو فرمایش نہین کی آخر شب مین حالانکہ آپ استعانت غیر کو پسند نفرماتے تھے لیکن اگر کوئی مخلص خادم اسکا متکفل ہوگیا کہ وقت پر پانی کا بھرا ہوا لوٹا مسواک وغیرہ چوکی پر لا رکھے تو آپنے انکار بھی

نہین فرمایا اور اگر کسی روز خادم کی آنکھ نہ کہلی تو اس خدمت کا اُنکی انتظار بھی نہین فرمایا سید صوفی کرم حسین صاحب فرماتے ہین کسی زمانہ مین یہ خدمت مین نے اپنے ذمہ لے رکھی تھی اتفاق ایسا ہوا کہ ایک شب میری آنکھ دیر مین کہلی گھبراکر حاضر خانقاہ ہوا تو دیکھا کہ حضرت بیٹھے وضو فرمارہے ہین مجھے اپنی غفلت پر ندامت تھی کہ باوجود تکفل نباہ نہو سکا اور آج حضرت کو خود پانی بھرنا پڑا مین خاموش پاس کہڑا تھا کہ حضرت نے خاص شفقت کیساتھ فرمایا مُیان بات ہی کیا ہے بندہ بشر ہے آنکھ لگ ہی جاتی ہے۔

عبادات مین جملہ مستحبات وآداب کا لحاظ رکھنا آپکی خاص عادت تھی نماز آپ خود پڑھاتے اور آنیوالے مہمانون کی اس امر مین عام ائمہ کیطرح خاطر و مدارات نہین فرماتے تھے ہان آپکے اُستاد زادے حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب تشریف لاتے تو عموماً اُنکو مصلے پر کہڑا کرتے اور اقتدار فرمایا کرتے تھے طبع مین چونکہ نفاست زیادہ تھی اسلیئے عموماً روزانہ قبل ظہر غسل فرماتے اور گرمی مین بعد عشا بھی اکثر نہایا کرتے تھے جمعہ کیدن غسل ہی کے وضو سے نماز پڑھنے کی عادت مستمرہ تھی۔ نماز آپکو تمام مرغوبات سے زیادہ مرغوب اور محبوب تھی اسکا اہتمام جسدرجہ آپکے یہان دیکھنے مین آیا شاید دوسری جگہ کسی نے کم بلکہ نہ دیکھا ہوگا طلوع وغروب کا دوازدہ ماہی نقشہ لکڑی کے چوکھٹے مین لگا ہوا چارپائی کے قریب ہمیشہ لٹکا رہتا اور ہر شمسی مہینہ کی پہلی تاریخ کو بدلدیا جاتا تھا بجز اس نقشہ کے انگریزی مہینون اور تاریخون کا آپکے یہان کہین پتہ نہ تھا حجرہ شریفہ مین کئی گہڑیان اور گھنٹے رہتے تھے جنکو روزانہ دھوپ گھڑی سے ملایا جاتا تھا اگر ایک بگڑ جاتا تو دوسرا کام دیتا اور دوسرا خراب ہوجاتا تو تیسرا وقت بتلایا کرتا تھا خانقاہ مین سہ دری کے سامنے والے حجرہ کی دیوار پر دھوپ گھڑی لگی ہوئی تھی جبتک آپکی بینائی قایم رہی اسکا اہتمام خود فرماتے تھے کہ پورے بارہ بجے گہڑیان ملائی جائین بعد مین یہ خدمت مولوی محمد یحیٰی صاحب کے سپرد ہوئی اکثر دیکھا گیا کہ جبتک دھوپ گہڑی سے گھنٹے ملا نہین لیئے گئے اُسوقت تک حضرت کو نیند نہین آئی یا تو بیٹھے رہتے تھے اور اگر لیٹ بھی گئے تو کروٹین بدل بدلکر بارہا دریافت فرمایا کرتے تھے کہ کیا بجا ہے بارہ بجے یا نہین۔ لٹکے ہوے نقشہ مین مثلین اور شفق کی غیبوبت کا حساب بھی مسطور تھا اُسکے مطابق پورے سنی وقت پر نماز پڑھی جاتی اور دن کی روزانہ ایک منٹ یا کچھ کم وبیش زیادتی وکمی کے باعث گویا روزانہ ہر نماز کا وقت آپکے یہان نیا ہوتا تھا

لباس اگرچہ کم قیمت ہو مگر صاف ستھرا آپکو پسند تھا خصوصًا نماز کو کھڑے ہوتے وقت عمدہ سے عمدہ لباس جو آپ کے پاس موجود ہوتا اُسکو زیب تن فرماتے اور یون ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ خدا کی دی ہوئی نعمتین اُسکے دربار مین حاضر ہوتے وقت بدن پر ہونی چاہئین یہ تعمیل تھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد فَلْيُرَ اَثَرُ نِعْمَتِہٖ عَلَیْکَ کی حق تعالیٰ کی حلال و لذیذ نعمتون سے آپکو نفرت نہ تھی آپنے معمولی کھانا بھی کھایا اور عمدہ سے عمدہ غذائین بھی استعمال فرمائین کبھی کسی خاص غذا کے پابند نہوئے نہ کسی شئے کا بذاتہٖ کوئی اہتمام فرمایا ہان البتہ ٹھنڈا پانی آپکو نہایت مرغوب تھا اور اسکا آپکی خانقاہ مین اہتمام بھی خاص کیا جاتا تھا گرمی کے موسم مین مشکیزہ گولر کے درخت مین لٹکایا جاتا اور جو تدبیر بسہولت ہو سکتی پانی ٹھنڈا کرنیکے لئے اُسکو عمل مین لایا جاتا تھا ٹھنڈا پانی پیکر آپ بہت خوش ہوتے اور یون فرمایا کرتے تھے کہ یہ بڑی نعمت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹھنڈا پانی بہت مرغوب تھا اسی لئے آپنے دعا فرمائی ہو اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ مَّالِیْ وَاَھْلِیْ وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ اوکما قال خمیری روٹی اور شوربے سے بھی آپکو خاص رغبت تھی کیونکہ ملایم اور سریع الہضم ہونیکی وجہ سے معدہ مین گرانی اور عبادت مین کسل نہین ہونے پاتا تھا۔

خوشبو کیساتھ آپکو بہت محبت تھی ہر قسم کے عطر کا برغبت استعمال فرماتے خصوصًا گلاب۔ ایکمرتبہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب گنگوہی سے خطاب فرمایا کہ مولوی محمد قاسم صاحب کو گلاب سے بہت محبت تھی سمجھتے بھی ہو کہ اسکا سبب کیا تھا انہون نے عرض کیا کہ حضرت شاید یہ وجہ ہو کہ ایک حدیث ضعیف مین آیا ہی گلاب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عرق مبارک سے بنا ہوا ہی" آپنے فرمایا ہان اگرچہ حدیث ضعیف ہے مگر ہے تو حدیث ۔ ابتداء مین اگر کوئی اصرار کرتا تو پان آپ کھالیتے جب دانت نہ رہے تو پھر پان آپکو کبھی کھاتے نہین دیکھا چونہ کو پان مین جائز فرماتے تھے مگر ممکن ہے کہ خود احتیاط فرماتے ہون چاء آپ پیتے تھے مگر عادی نہ تھے کسی نے پلادی تو انکار نہین فرمایا اور نہین پلائی تو کبھی مانگی یا پکوائی نہین اکثر ایسا اتفاق ہوا ہی کہ ہفتون متواتر آپنے چاء پی اور دفعۃً چھوڑ دی پھر کبھی پینے کے وقت پر اُسکی جانب خیال بھی نہین کیا۔ ایک شخص نے آپسے عرض کیا کہ حضرت کیا پینے کی چیز مین پھونک مار کر پینا منع ہے آپ نے فرمایا ہان مگر چاء کہ اسکا نفع ہی گرم پینے مین ہے۔

حلاوت ایمان کا ایک ثمرہ یہ بھی تھا کہ آپکو میٹھے سے زیادہ رغبت تھی عام آدمی دودھ یا چاء مین جتنا میٹھا کافی سمجھتے ہین آپ اسکو پھیکا فرماتے یا کم میٹھا ظاہر کیا کرتے تھے پھلون مین قلمی آم اور الہ آبادی دمریزی امرود بھی آپکو مرغوب تھے مگر ایک دو قاش سے زیادہ نہین کھاتے تھے شیرین لوکاٹ اور ملایم آڑو بھی آپ رغبت سے کھاتے تھے اور یون تو کسی فصلی پھل سے آپکو نفرت نہ تھی سامنے آگیا اور خواہش ہوئی تو کھالیا ورنہ جس شغل مین آپ مشغول رہتے تھے وہ کسی شی کا خیال بھی نہین آنے دیتا تھا۔

بینائی جانے پر بھی حضرت کی یہ عادت نہ تھی کہ لاٹھی کوئی تھامے یا راستہ بتاتا ساتھ ساتھ چلے آپ کو اول تو اٹکل تھی دوسرے لاٹھی ہاتھ مین رہتی تھی کہ دیوار تھامکر اور ٹوہکر چلتے تھے۔

کھلکھلا کر ہنسنے کی آپکی مطلق عادت نہ تھی زیادہ سے زیادہ خفیف تبسم فرماتے تھے حق تعالی کا خوف وخشیۃ آپ پر اسقدر غالب تھا کہ ہر وقت مغموم ومحزون نظر آتے تھے مگر باوجود اسکے طلاقۃ وجہ اور تلطف ومداراۃ کا یہ عالم تھا کہ اکثر ایسے قصے نقل فرماتے کہ سامعین ہنستے ہنستے لوٹ جاتے تھے جن باتون کے سننے والون کے پیٹ مین بل پڑتے اور درد ہونے لگتا تھا آپ پر ہلکی مسکراہٹ سے زیادہ اور وہ بھی کبھی کبھی مطلق اثر نمایان نہوتا تھا تقریر کا سادہ لہجہ کچھ ایسا عجیب تھا کہ بڑے بڑے ضبط والے ہنسی کے ہاتھون مجبور ہو جاتے تھے جو لطف اور خاص کیفیت آپکے بیان کے وقت آتی تھی وہ کسی دوسرے کی نقل یا تحریر مین نہین آسکتی تاہم ایک قصہ عرض کرتا ہون جسکو بندہ کے سامنے جبکہ پندرہ سولہ خدام کا مجمع تھا حضرت نے بیان فرمایا اور شاید کوئی بچا ہو جسکے پیٹ مین ہنستے ہنستے درد نہوگیا ہو رسومات کا تذکرہ تھا کسی شخص نے دریافت کیا کہ حضرت مروجہ فاتحہ کی ابتدا کیونکر ہوئی فرمانے لگے میان کسی مسجد مین ملا رہتا تھا محلہ بھر کی روٹیان اسکے پاس جمع ہوتی تھین اسنے ذہنون مین ڈالنا شروع کیا کہ مین کھانے پر پڑھکر مردون کو ثواب پہنچاتا ہون محلہ والے ان پڑھ اور جاہل یون سمجھتے تھے کہ ثواب پہنچانیکی کوئی ترکیب ہوگی جو ہر کسی کو نہین آتی ایکدن کوئی بڑھیا روٹی لیکر آئی تو ملان جی موجود نہ تھے بیچارہ ایک مسافر بیٹھا تنگ رہا تھا اسکو ترس آیا اور اسکو روٹی دیدی کہ لو میان جی یہ میری بیٹی کو ثواب پہنچیگا مسافر نے لیکر کھانی شروع کردی کہ اتنے مین ملان جی آگئے دیکھا تو ساجھی بیٹھا انکا حق نگل رہا تھا تن بدن مین غصہ کی آگ لگ گئی قہر درویش بجان درویش کچھ بولے نہین حجرہ مین گئے اور موٹا سا ڈنڈا نکالکر لائے مسجد مین اکر دیوانہ وار دیوارون کو چھیتنا شروع کیا ادھر آئے دھم ادھر بھاگے دھم مجنونانہ لہجہ اس سبب ہوئے

سر کے بال بکھیرے ہنیٹی کے سے بیسیون چکر لگا دیے اور ساتھ ہین بکواس بھی کہ نہین جانیکی گھڑی تورہ
لی چکھ مزا غرض محلہ والون نے جو شور سنا تو بھاگے ہوئے آئے کہ ملّان جی کو جنون ہو گیا لوگ ہین کہ ملّان
جی کو کولی بھرتے ہین اور ملان تپی ہین کہ آپے سے باہر انکے ہاتھون سے نکل نکل کر اسی سونٹہ بازی
اور بکواس مین سرگرم ہین آخر جب تھک گئے تو لگے پسینہ پوچھنے محلہ والون نے جو ہوش مین آیا دیکھا تو
پوچھا "ملان جی کیا ہو گیا تھا؟" کہنے لگے ہو کیا گیا تھا تم جاہلون نے آج مجھے مروا کے چھوڑا ہوتا کوئی
کمبخت فاتحہ کی روٹیان لائی اور اجنبی اناڑی آدمی کو دیگئی جسے نہ محلہ کے مردون کی خبر نہ اتر یہان
رہے ہے تو مردونکی شناخت بھی ہو ناواقف آدمی پہنچائے تو کیونکر پہنچائے آخر ساری روحین جمع ہو گئین
اور لگین باہم لڑنے وہ کہے میرا ہے وہ کہے میرا جس بیچاری کو پہنچانی تھین اسکے ہاتھ سے چھینے لیوین
جب ڈنڈا لیکر نکلا تو مارنے بھگانے اور بڑھیا کی لونڈیا کا پیچھا چھڑانے مین خون پسینہ ایک ہو گیا خدا
خدا کرکے فتح پائی اگر ایکدفعہ اور ایسا ہوا تو مین تو مرمٹا" محلہ والون پر اس ڈھونڈ کا اتنا اثر ہوا کہ کچھ
ٹھیک نہین سب کو یقین ہو گیا کہ میان ہمیشہ کا رہتا ملان سبکی روحون سے واقف ہے یہ جسکو پہنچائی
اوسیکو پہنچے ہے اجنبی آدمی کو کھانا دینا تو ضایع ہی کرنا ہی جب اسے مُردہ ہی معلوم نہین تو پہنچائیگا کسے؟
گو صدمات متواترہ نے آپکو شکستہ خاطر بنا دیا اور باقتضائے بشریت آپکو مجسم حزن و غم بنا چھوڑا تھا۔
تاہم آپ اسدرجہ زندہ دل تھے کہ بعض اوقات اپنے خدام کیساتھ اسقدر انبساط اور خوش طبعی فرماتے
کہ اجنبی آدمی آپکے مرتبہ کے خلاف سمجھتا یون تو عام مخلصین کیساتھ بے تکلف خوش خلقی کا برتاؤ ہو جاتا
تھا مگر بعض اہل خواص کیساتھ تو بہت ہی کھلکر باتین ہونے لگتی تھین آپکی طبع کا اسوقت یہ انداز دیکھکر
خواص کا انبساط بھی بڑھجاتا اور مسنون مزاح کی حد مین داخل ہو کر سبب اجر و ثواب بنجاتا تھا ایک
مرتبہ جبکہ حضرت قدس سرہ عشا کے بعد پلنگ پر لیٹ رہے تو مولوی محمد یحییٰ صاحب پاؤن دبانے کھڑے
ہو گئے حضرت نے فرمایا "میان کیون شرمندہ کرتے ہو تم ایسے کام کرتے ہو تو بہت ہی شرم آتی ہے"
مولوی یحیی صاحب بولے کہ حضرت ایک خادم تھا مولوی محمد اسمعیل صاحبؒ کا جب اسکا انتقال ہو گیا
تو کسی نے اسکو خواب مین دیکھا کہ سارے بدن مین آگ لگی ہوئی ہے مگر ہتیلیان سالم اور محفوظ ہین اسنے
پوچھا کیون بھئی کیا حال ہے اسنے کہا کیا کہون اعمال کی سزا مل رہی ہے سارے بدن کو تکلیف ہی مگر
یہ ہاتھ حضرت مولانا کے پاؤن کو لگے تھے اسلئے حکم ہوا کہ انمین آگ لگاتے ہمین شرم آتی ہے" بیساختہ

حضرت نے جواب دیا "کیا خوب اسکا تو یہ مطلب ہوا کہ تم لیٹ جاؤ اور میں بدن دباؤں اچھا میاں یہ بھی نہ
ایکدفعہ کا ذکر ہے آپ پلنگ پر بیٹھے تھے اور پیچھے ایک مونڈھا پڑا تھا آپکے دو خادم پنکھے پر لگے
جھگڑنے ہر ایک یوں چاہے کہ میں مونڈھے پر بیٹھکر حضرت کو پنکھا جھلوں حضرت نے تھوڑی دیر اس
جھگڑے کو سنا پھر فرمانے لگے "دو پیرزادے ایک خانقاہ کے دروازے پر بیٹھا کرتے تھے جو کچھ آتا نصفا
نصف بانٹ لیتے بعض چیزوں میں جھگڑا بھی ہوتا وہ کہتا میں لوں وہ کہتا میں لوں ایکمرتبہ ایک
شخص کو دیکھا ہاتھ میں پیالہ لئے سیج آرہا ہے سمجھے کہ دہی ہے لگے باہم جھگڑنے یہاں تک کہ لپٹ
ہوگئے جب وہ قریب آیا تو ایک کی نظر جا پڑی دیکھا کہ خالی ہے بڑا نادم ہوا کہ سوائے شرمندگی کے کیا ملا ہے
سے لٹھم لٹھا فوراً الگ ہوکر لگا کہنے "اچھا بھئی تو ہی لے لے" اتنا فرماکر حضرت مولانا نے پاؤں نیچے لٹکائے
اور فرمایا لو میں تو گھر جاتا ہوں تم دونوں لڑے جاؤ۔

ایک مرتبہ بیت الخلا سے تشریف لاے مولوی محمد یحییٰ صاحب حجرہ میں بیٹھے لکھ رہے تھے فرمایا کیوں جی
ایک بات پوچھیں تم بڑے ذہین کہلاؤ ہو بھلا اسکی نحوی ترکیب کیا ہے " اللہ کرے تو مرجا" مولوی صاحب
بولے حضرت میں بتادونگا آپنے فرمایا ہاں بھئی اسیواسطے تو تمسے پوچھا ہے مولوی یحییٰ صاحب نے کہا
التفات ہے اول دعا ہے کہ یا اللہ تو ایسا کر اور پھر اسکی طرف توجہ ہے یعنی یہ کہ تو مرجا وسے " حضرت مسکرائے
اور خاموش ہورہے۔

تکلف
مولوی محمد یحییٰ صاحب کی اہلیت و سعادت خاصہ کے سبب حضرت امام ربانی کو جس درجہ بے
اور محبانہ و محبوبانہ تعلق انکے ساتھ تھا اسکی نظیر شاید حضرت کے متوسلین میں دوسری جگہ نظر نہ
آئیگی انکے ساتھ بہتیرے واقعات ایسے پیش آئے جنکو مزاح محمود اور انبساط مسنون کی مثال بنایا
جاتا ہے ایکمرتبہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مولانا عبد الرحیم صاحب اور حافظ قمر الدین صاحب
تینوں حضرات کھانا کھانیکو سہ دری میں بیٹھے مولوی محمد یحییٰ صاحب جو آئے تو مولانا نے فرمایا میاں
مولوی یحییٰ جب جانیں کہ آج حضرت کیساتھ کھانا کھلواؤ انہوں نے جواب دیا جناب بہت اچھا
یہ کون بڑی بات ہے اتنا کہا اور اندر جا بیٹھے قلم ہاتھ میں لیکر اس طرح لکھنا شروع کیا کہ حضرت قدس سرہ
نے محسوس فرمایا اور بولے کون؟ مولوی یحییٰ؟ عرض کیا جی حضرت! آپنے فرمایا کیوں تمنے کھانا
کیوں نہ کھایا؟ کہنے لگے حضرت کوئی کھانے بھی دے یوں فرمادیں ہیں کہ اگر حضرت کو ہمراہ کھلادو تو

تو بھی کھا ورنہ تو بھی اُٹھ جا حضرت امام ربانی نے مولوی یحییٰ صاحب کا یہ فقرہ سُنا اور مسکرا کر یہ فرماتے ہوئے اُٹھے اچھا میاں ع این ہم اندر عاشقی بالائے غمہائے دگر" باہر تشریف لائے اور کھانے مین شرکت فرمائی - ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت نے مولوی محمد یحییٰ صاحب کو ایک تعویذ بتایا پھر فرمانے لگے" ایک پیرزادے تھے اُنہون نے ایک شخص سے کہا "ہمارے ساتھ رہا کرو جو کچھ ملا کریگا آدھا ہمارا آدھا تمہارا تھوڑی دور چلے تھے کہ ایک چنا پڑا پایا بولے لو میان اوٹھاؤ چھیلو آدھا ہمین دو آدھا تم لو اسکے بعد فرمایا دیکھو یارون کے ساتھ رہوگے تو یہ مزے ہین -

ایکبار مولوی ولایت حسین صاحب حاضر خدمت ہوئے جب مصافحہ کیا تو حضرت نے حسب عادت شریفہ پوچھا کون؟ اُنہون نے جواب دیا ولایت! آپنے فرمایا سیدھا ولی کیون نہین کہتے؟ -

آپکے مزاح مین صداقت کی شان چونکہ جلوہ گر تھی اسلیئے نبوی مزاح کا پورا نمونہ تھا ایک مرتبہ پوتے سعید احمد سلمہ جامن کھا رہے تھے حضرت نے فرمایا بھائی گٹھلی ست نگلیو باقتضائے طفولیت و ناز انہون نے جواب دیا کیون؟ ہم تو گٹھلی بھی کھا جائینگے" حضرت نے فرمایا" گٹھلی سے درخت اُگ آتا ہے" سعید احمد ڈر گئے اور لگے گٹھلی تھوکنے آپکی ظرافت مین جسدرجہ لطافت تھی اُسکی نظیر بھی دوسری جگہ کم ملیگی ایکبار حدیث کے درس مین اہل جنت کا ذکر آیا کہ مرد سبزہ آغاز بے ریش ہونگے ایک طالبعلم نے عرض کیا کہ حضرت مرد کے چہرہ کی زیبایش تو ریش سے ہوتی ہی جنتیون کیلئے یہ حسن کیون تجویز ہوا؟ بیساختہ آپنے مسکرا کر جواب دیا" اسکا مزہ اُن سے پوچھو جو ڈاڑھی منڈاتے ہین -

مولوی محمد سہول صاحب ایکبار کسی مسئلہ پر حجت کرنے لگے اعتراض پر اعتراض اور شبہ پر شبہ جب تقریر طویل ہوئی تو فرمایا تمہارا نام سہول کس نے رکھا تم مین سہولت بالکل بھی نہین تمہارا نام ہونا چاہیئے سئول کہ سوال بہت کرتے ہو -

تالیف قلب اور متوسلین کا رنج و فکر زایل کرنیکے لئے یہ انبساط اکثر ظاہر ہوتا تھا ایکبار آپ سخت علیل ہوئے مولوی حکیم محمد اسمعیل صاحب آپ کے معالج تھے دوران علاج مین اتفاقاً حضرت کو تکلیف بڑھ گئی جسکی بنا پر صاحبزادہ حضرت مولوی حکیم مسعود احمد صاحب نے اُنکا علاج چھوڑ کر باپ کا معالجہ جسمانی اپنے ہاتھ مین لے لیا حکیم اسمعیل صاحب کو رنج ہوا اور دو ایک وقت محجوبانہ حاضر خدمت نہو سکی حضرت امام ربانی نے اُنکو بلوایا اور نہایت شفقت کیساتھ فرمایا" بھائی محمد اسمعیل کیا خفا ہو گئے؟ اور

ازمنشی تفضل حسین [illegible]

یہ فرما کر یہ شعر پڑھا ؎ مصحفی یاد بھی ہے روٹھ کے جانا انکا ۔ اور یہ کہنا کہ ہمین اب منائے کوئی "۔ حکیم محمد اسمٰعیل
صاحب کا سارا رنج وتکدر رفع ہوگیا ہنس دیئے اور عرض کیا کہ حضرت مین تو آپکا خادم ہون جس عنوان سے
آپکو راحت پہونچے میری عین آرزو ہے "۔

اشعار پڑھنے یا تصنیف کرنیسے حضرت مولانا کو مناسبت مطلق نہ تھی خلق نبی کریم ﷺ وَمَا عَلَّمْنَاهُ
الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ کا آپکو حظ وافر عطا ہوا تھا اسیوجہ سے آپکی زبان اور قلم پر تقریر وتحریر مین اشعار
شاذ ونادر ہی کہین آئے ہین اور جہان آئین ہین بیساختہ وبلا تکلف آگئے ہین جیسا کہ سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے الفاظ کا صدور جسمین بلا فکر وتکلف سجع اور موزونیت پیدا ہوگئی حضرت
امام ربانی کی سوانح مین اگر وہ اشعار جمع کئے جاوین جو برمحل آپکی زبان سے گاہے ماہے صادر ہوئے
تو شاید بمشکل بیس پچیس کی گنتی پوری ہو تاہم جہان آپنے شعر پڑھا یا لکھا ہی باوجود بلا غور وتامل
مستحضر ہوجانیکے ایسا برمحل اور باموقع ہی کہ گویا خاص اسی جگہہ کیلئے شاعرنے یا خود آپنے تصنیف
فرمایا ہے۔ مرض الموت سے چند سال قبل جب آپ سخت مرض مین مبتلا ہوئے اور ہر چند کہ ہر قسم
کا معالجہ کیا گیا مگر صورت افاقہ نہوئی تو بعض خدام کا خیال اس طرف گیا کہ کیا عجب ہے کسی نے
سحر کیا ہو چنانچہ یہ خیال صحیح بھی تھا اس شبہ پر آپکے جان نثار خدام حضرت مولانا خلیل احمد صاحب
وغیرہ حضرات نے ایک شخص کو دیوبند آپکی خدمت مین روانہ کیا جسکو سحر وغیرہ کے معالجہ مین کمال تھا جب وہ
معالج بنکر گنگوہ پہونچا تو حضرت امام ربانی کو من اللہ معلوم ہوا کہ یہ تو سحر کرنیوالیکا مرید اور شاگرد ہے اسلئے
اسکو واپس فرمادیا اور جب حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مدظلہ حاضر خدمت ہوئے تو مصافحہ کرتے وقت آپنے یہ شعر پڑھا

؎ میر کیا سادہ ہین بیمار ہوئے جسکے سبب ۔۔۔ اُسی عطار کے لڑکے سے دوا لیتے ہین

ظہر کے بعد جب حضرت خلوتخانہ مین تشریف لیجاتے اور حجرہ کے کواڑ بند ہوجاتے تھے تو بعض
مرتبہ آپ پر وہ کیف غالب ہوتا کہ دیر تک خلوت پسند رہتے اور کسی کا آنا اچھا معلوم نہوتا تھا
یہ مزاج شناسی حق تعالی نے کچھ مولوی محمد یحیی صاحب ہی کو عطا فرمائی تھی اور یہی وجہ تھی کہ حضرت
اُس خاص محبت کیساتھ جسکو یک گونہ عشق کہا جاوے تو شاید نازیبا نہو مولوی محمد یحیی صاحب کو
اپنی خدمت مین رکھتے تھے چنانچہ بارہا آپنے فرمایا کہ " مولوی یحیی تو میری آنکھین ہین " خدا مبارک
کرے مولوی محمد یحیی صاحب کو وہ نرالا انداز جسکو ناز کہا جاسکتا ہے شاید انکے علاوہ دوسرے کو نصیب

نہین ہوا ایکمرتبہ گھر والون کے بار بار باصرار بلانے پر حضرت سے عرض کیا کہ اجازت ہو تو ایکروز کیلئے ہو آؤن کئی مرتبہ تو حضرت نے ٹالدیا کیونکہ مولوی محمد یحییٰ صاحب کا اجازت طلب کرنا بھی کچھ ایسا ہی تھا انکا خود جی نہ چاہتا تھا کہ حضرت کی خدمت سے ایک لحظہ کیلئے بھی علیحدہ ہون اور نہ حضرت ہی کا دل چاہتا تھا کہ مولوی محمد یحییٰ صاحب ایک لمحہ کو کہین جائین بارہا ایسا ہوا اتفاقیہ کسی ضرورت کیلئے مولوی محمد یحییٰ صاحب لال مسجد تک گئے یا ادھر اُدھر ہوئے تو حضرت بےچین ہوگئے اور بار بار پکارا آخر جب آئے تو یون فرمایا "میان کہان چلے گئے تھے؟ ایکمرتبہ کسی کام مین مولوی محمد یحییٰ صاحب کو دیر زیادہ لگی اس اثناء مین حضرت نے کئی بار پکارا اور فرمایا خدا جانے کہان بیٹھ رہے آخر جب آئے تو آپنے فرمایا ؎ مت آئیو او وعدہ فراموش تو اب بھی + جس طرح کٹا روز گذر جائیگی شب بھی۔

غرض جب اللہ کے متعدد تقاضے آئے کہ یحییٰ کی صورت دیکھنے کو دل ترستا ہی تو مجبوراً انکو گھر جانا پڑا اور حضرت نے خود ہی فرمایا کہ "بھئی ہو آؤ" رخصت کیوقت مصافحہ کیا تو عرض کرنے لگے حضرت دعا فرمائے کہ جلد دوبارہ ایسی نصیب ہو بے ساختہ حضرت کی زبان سے نکلا "کیا تمھارے کہنے سے؟ میان اپنی لگی کو آپ نکلیگی۔ حضرت کی مزاج شناسی مولوی محمد یحییٰ صاحب مین اس درجہ بڑھگئی تھی (اور واقع مین یہ بھی حضرت ہی کی جوتیون کا طفیل تھا) کہ جب کبھی حضرت کو معمول سے زیادہ خلوت پسند ہوتی تو مولوی محمد یحییٰ صاحب کے قلب پر اسکا اثر پڑا اور انہون نے حجرہ نہ خود کھولا نہ کسی کو کھولنے دیا ایکبار ایسا ہی اتفاق پیش آیا اور مولوی یحییٰ صاحب دیر کے بعد کواڑ کھولکر اندر آئے دیکھا حضرت بیٹھے تسبیح پڑھ رہے ہین فرمایا ابتک کہان تھے انہون نے عرض کیا حضرت جی نہ چاہا کہ ابھی حجرہ کھولون فرمایا پھر اب کیون آئے عرض کیا کہ اب دفعۃً جی چاہا کہ کواڑ کھولدون آپ مسکرائے اور یہ شعر پڑھا ؎

وہ نہ آئین تو تو ہی چل رنگین	اسمین کیا تیری شان جاتی ہے

ایکمرتبہ آپ دولتخانہ مین تشریف لیگئے کہین سے خمیری روٹی اور قورمہ آیا تھا نوش فرماکر خانقاہ مین تشریف لائے چہرہ پر بشاشت تھی اور قلب پر انبساط حجرہ مین آکر بیٹھے تو مولوی محمد یحییٰ صاحب سے مخاطب ہوکر فرمایا میان تمہین بھی کچھ بھاوے ہے؟ انہون نے عرض کیا کہ حضرت کچھ نہین ایک ارہر کی دال تو بھاتی نہین باقی جو کچھ ملگیا سب پسند ہی آپنے بیساختہ یہ شعر پڑھا ؎

کیا کہون حیرت کہ کچھ بھاتا نہین	کچھ تو بھایا ہے کہ کچھ بھاتا نہین

ایکبار آپ نے فرمایا بھئی ہمین تو حضرت کے درد نالہ مین ایک شعر بہت بھایا ؎

مرا اک کھیل خلقت نے بنایا — تماشہ کو بھی تو میرے نہ آیا

۱۳۱۸ھ مین بعد رمضان دوسری مسواک نکالی گئی تو مستعمل مسواک کیلئے مولوی مخلص الرحمن صاحب بنگالی نے عرض کیا کہ مجھے عطا فرمادیجئے مولوی ولایت حسین بولے کہ اسکی نسبت تو میرا خیال تھا مولوی مخلص الرحمن نے کہا تم تو پاس کے رہنے والے ہو پھر لے لینا یہ تو مجھے ہی لے لینے دو مولوی ولایت حسین صاحب بولے اچھا اوپر کا حصہ ہم کاٹ لین باقی تم لے لو دونون کی گفتگو حضرت سن رہے تھے فرمانے لگے کسی شخص نے مکان تقسیم کیا اسطرح ؎ از صحن خانہ تا بہ لب بام از ان من ؎ وز سقف خانہ تا بہ ثریا از ان تو

مرض کی حالت مین معالجہ کرنے اور دوا پینے کے متعلق بھی آپکی عادت وہی تھی جو دیگر اسباب دنیاویہ کے متعلق تھی یعنی محض توکل پر مدار تھا اگر کسی نے دوا تجویز کی اور طبیاً ر کرکے پیش کردی تو سنّت سمجھکر بے تکلف پی لی ورنہ اپنی طرف سے کبھی اہتمام نہین فرمایا بعض دفعہ پاؤن مین یا کسی جگہ چینٹ آگئی ہی تو مکھی سے بچانیکو آپنے صرف ذرا سا کاغذ لب لگا کر اسپر رکھ لیا ہے جب وہ اتر گیا پھر کبھی خیال آگیا یا ہاتھ جا پڑا اور احساس ہوا تو پھر کاغذ لگا لیا ورنہ یون ہی آرام ہوگیا البتہ بینائی کیجانے پر ہر چند آپکے متوسلین نے کوشش کی کہ آنکھین بنوائی جائین مگر آپنے نہ مانا کبھی تو یون فرمایا کہ ”آدمی اپنے قویٰ کو دیکھے آنکھ ہی درست ہوکر کیا ہوگی دیکھو قاری عبدالرحمن صاحب مرحوم نے آنکھ بنوائی چھ مہینہ کے بعد انتقال ہوگیا“ اور کبھی یہ جواب دیا کہ آنکھ بنوانے مین بڑی سخت تکلیف ہوتی ہے نماز پڑہنا مشکل ہو جاتا ہے اتنی تکلیف کون اُٹھائے؟ اور بعض وقت یہ فرمایا کہ بمبئی مین نہین بنواتا سنتا ہون کہ آنکھین بننے پر چند روز حرکت کرنیکی طبیب ممانعت کرتا ہے اور مجھسے بڑھاپے مین نماز نہین چھوڑی جاتی لیکن جب ڈاکٹر سبحان علیخان سول سرجن نے جو اس فن مین مشہور ڈاکٹر اور ماہر و سند یافتہ طبیب ہین خود حاضر خدمت ہوکر واثق وعدہ کیا کہ حضرت نماز آپکی کوئی بھی قضا نہوگی صرف چند گھنٹہ تحرک سے پرہیز کرنا ہوگا جو فجر و ظہر کے مابین ممکن ہی آپ بخوشی رکوع و سجدہ کے ساتھ نماز ادا فرمائین تب آپنے دوسری طرح ٹالا اور یہ فرمایا کہ مجھسے تکلیف برداشت نہین ہوسکتی اور آنکھون بغیر میرا کوئی کام حرج بھی نہین ہے پھر خواہ مخواہ کیون تکلیف اُٹھاؤن غرض آپنے قبول نفرمایا مولوی عبیداللہ صاحب نے جب عرض کیا تو اُنکو آپنے یون جواب دیا کہ حدیث قدسی مین آتا ہی کہ خدائے تعالیٰ جسکی آنکھ لے لے اور وہ اُسپر صبر کرے تو اُسکا

بدلہ جنت ہی سو شاید یہی ایک ذریعہ حصول جنت ہو اسلیئے مجھے تو اندھا رہنا ہی پسند ہے اور خاص لوگون سے
ایکمرتبہ یون بھی فرمایا کہ میان پہلے تو آنکھین بند کرنی پڑتی تھین الحمد للہ اب خود بند ہو گئین پھر ان کے
کھلوانے کی تمنا کیسی؟

کوئی لفظ آپکا تکیہ کلام نہ تھا جسکو جاؤ بیجا بلا قصد و اختیار برتنا جاتا ہے اور نہ قسم کھانیکی آپکی
عادت تھی عمر بھر مین شاید ایک دو مرتبہ واللہ یا خدا کی قسم آپکی زبان مبارک سے نکلا ہو تو نکلا ہو
ذومعنین فقرات کا استعمال کہین کہین آپ سے ضرور ثابت ہے مگر ایسی جگہہ جہان اسکی ضرورت تھی ورنہ
عموماً آپکا جواب نہایت صاف اور کہلا ہوا دو ٹوک ہوتا تھا جہان آپنے ذومعنین لفظ کا استعمال
فرمایا ہے وہ اسدرجہ ملیح ہے کہ اگر بہ تکلف بھی استعمال ہوتا تو داخل کمال تھا چہ جائیکہ برمحل باموقع
بیساختہ و بلا تکلف زبان پر ایسا فقرہ آئے صاحب ذوق سلیم اس ملاحت کی لذت حاصل کر سکتا ہے
ایکبار مولوی بدر الدین صاحب نے درخواست کی کہ حضرت میری تحصیل علم ختم ہو چکی اب چند روز خدمت
مین رہکر ذکر شغل کرنا چاہتا ہون آپنے فرمایا "میان پڑھ چکے ہو تو اب پڑھاؤ تاکہ یاد رہے یہان تو
وہ آوے جسے اپنے علم پر پانی پھیرنا ہو"۔

ایک شخص حضرت کی خدمت مین حاضر ہوئے انکے دل مین وسوسہ آیا کہ یہان تو امیرانہ ٹھاٹھ ہے اس انداز
کو درویشی سے کیا مناسبت؟ باوجود اس وسوسہ کے انہون نے بیعت کی درخواست کی حضرت نے انکار
فرمایا کہ ابھی نہین پھر دیکھا جائیگا تھوڑی دیر کے بعد انہون نے پھر عرض کیا اور باصرار کہا کہ حضرت مین
تو مرید ہونے ہی کو آیا تھا اتفاق سے اسیوقت کسی شخص نے آپکو چار یا پانچ روپیہ مد تعمیر مسجد مین دئے تھے
جنکو حضرت نے جیب مین ڈال لیا تھا جب اس شخص نے بیعت پر اصرار کیا تو آپنے جیب کو ہلایا اور
روپیون کو چھنکار کر فرمایا "میان یہان کیا دہرا ہے مین تو روپیون کا آدمی ہون" اسکے بعد یہ شعر پڑھا۔
دست زر آلود سیہ میشود ہر قلب زر آلود ولا احوال چیست + مسائل کے باب مین آپکا یہ انداز معلوم
ہوا کہ گو اپنے نفس پر تشدد فرماتے اور احوط و بلا خلاف شق معین فرما لیتے مگر مستفتی کو جہانتک گنجایش
نکلسکتی سہل صورت بتایا کرتے تھے البتہ بدعات و معصیات مین آپکو تشدد پسند تھا اور سداً للباب
مبادی و مقدمات پر بھی عدم جواز کا فتوی دیتے تھے ایکمرتبہ ایک شخص نے دریافت کیا کہ حضرت دس دن
محرم کو اگر شہادت کا سچا قصہ پڑھا یا سنا جائے تو اسمین تو کچھ حرج نہین؟ آپنے فرمایا "ناجایز ہے

رفض کا مقدسہ ہی اگر جھوٹی روایت کے گناہ سے بچا تو رافض کی مشابہت تو کی مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ۔ حق تعالی نے چونکہ آپکو پیغمبر بنا کر بھیجا تھا اسلئے آپ مخلوق پر تنگی نہین فرماتے تھے شریعت سے جہانتک سہولت نکلسکتی تھی آپ اسکو ظاہر فرماتے تھے اور عموم بلوے کا بہت خیال رکھتے تھے ایکمرتبہ حقہ نوشی کا مسئلہ چھڑا آپنے فرمایا حقہ پینا مکروہ ہے کیونکہ منہ مین بدبو آتی ہی اور حقہ پر کیا منحصر ہے بدبو کی اور چیزین مثلاً پیاز لہسن مولی وغیرہ سب کچی کھانا مکروہ ہین مولوی محمد اسمعیل صاحب نے عرض کیا کہ حضرت حقہ کے باب مین تو مولویون نے بہت غلو کیا ہے بعض نے تو مثل شراب کے حرام بتایا ہی آپنے ارشاد فرمایا کہ سب غلط ہی تمباکو مثل اور مأکولات کے مباح ہی اسپر کسی خادم نے عرض کیا کہ حضرت رمضان شریف مین جو حقہ پی دم لگاتے ہین وہ تو اکثر بیہوش ہوجاتے ہین اس سے معلوم ہوا کہ تمباکو نشہ کرتا ہے آپنے فرمایا خلو معدہ مین کالی مرچ سنگھائی جاے تو وہ بیہوش کردیتی ہی میان تمباکو نشہ نہین کرتا بلکہ اسکی تیزی خلو معدہ کیوقت البتہ بیہوش کردیتی ہی جس زمانہ مین رنگت کی پوڑیہ شایع ہوئی اور آپکو یون محقق ہوا کہ اسمین شراب کی آمیزش ہی تو آپنے اس طرح فتوی دیا کہ اوّل تو اس رنگ سے کپڑے مت رنگو اگر رنگنا ہی ضرور ہی تو بعد رنگنے کے خوب دھو ڈالو اسپر ایک خادم نے عرض کیا کہ حضرت دھونے کے بعد جو اجزا رنگ کے کپڑے مین باقی رہینگے وہ بھی تو ناپاک ہین آپنے فرمایا نہین کپڑا پاک ہوگیا چونکہ سایل حضرت کے خاص شاگرد اور بے تکلف تھے بولے حضرت میرے نزدیک تو ناپاک ہی ہے آپ خاموش ہوگئے مولوی اسمعیل صاحب جو اس مجمع مین حاضر تھے انہون نے سایل کو الزامی جواب دیا اور کہا کہ فقہا نے لکھا ہے اگر گوبر وغیرہ کپڑے کو لگ جائے اور اچھی طرح دھو ڈالے تو جو رنگت کپڑے پر رہجائیگی وہ معاف ہی اسپر حضرت نے فرمایا درست ہے۔

احباب کیساتھ حضرت کی بے تکلفی اسدرجہ بڑھی ہوئی تھی کہ اسکی نظیر ملنی مشکل ہی جب کبھی آپکا اور حضرت مولانا قاسم العلوم یا حکیم ضیاء الدین صاحب کا اجتماع ہوتا تو باہم مزاح اور مہذب و متین انبساط کا جو عالم ہوتا تھا اسکو دیکھنے اور سننے والونکا دل آج چارطرف ڈھونڈتا ہی اور نہین ملتا چھوٹے چھوٹے چٹکلے اور نمک مرچ لگے ہوئے فقرات حضار جلسہ کو پھڑکاتے اور بیداری کیساتھ خوش طبعی و مخلصانہ توافق کا سبق پڑھایا کرتے تھے مولوی نظر محمد خان آبہہ کے رہنے والے حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے معتقد اور بیعت سے متمنی تھے حضرت مولانا قاسم العلوم عادت شریفہ کیموافق ٹالتے اور ادھر ادھر کی باتون مین دل بہلا دیتے

تھے ایکمرتبہ انہون نے اپنی خواہش پرچہ پر مفصل لکھی اور مولانا محمد قاسم صاحب کے حضور مین پیش کی مولانا نے پرچہ کو پڑھا اور جیب مین رکھ لیا اُسکا بھی کچھ جواب نہ دیا یہ سمجھے کہ حضرت مولانا نے توجہ نفرمائی اتفاق سے تھوڑے عرصہ کے بعد حضرت امام ربانی قدس سرہٗ نانوتہ تشریف لائے تو مولوی نظر محمد خان صاحب بھی خبر پاکر حاضر ہوئے اب انہون نے دوسری بار درخواست کا اعادہ کیا اور پرچہ پر یہی مضمون لکھکر حضرت امام ربانی کے حضور مین پیش کیا اس تحریر مین اتنا اور لکھدیا کہ مین نے یہ درخواست ایک پرچہ پر لکھکر حضرت مولانا محمد قاسم صاحب کیخدمت مین بھی پیش کی مگر مولانا نے کچھ جواب نہین دیا جسوقت یہ تحریر حضرت کے سامنے کیگئی حضرت مولانا ظہر کیلئے وضو کرنے بیٹھے تھے آپنے پرچہ لے لیا اور پڑھکر جیب مین رکھا ہی تھا کہ مولانا محمد قاسم صاحب بھی پانی کا بھرا لوٹا لیکر وضو کرنیکو حضرت کے پاس آبیٹھے مولوی نظر محمد خان سامنے کہڑے تھے کہ حضرت نے مولانا قاسم العلوم کیطرف دیکھکر تبسم فرمایا اور مولوی نظر محمد خان سے اسطرح فرمایا "ایسے گونگے پیر کو خط کیون دیا تھا جنہون نے جواب بھی نہ دیا" مولانا محمد قاسم صاحب بھی ہنسے اور فرمایا "لو اب بولتے پیر کے پاس آ گیا آپ جواب دین"۔

یہی مولوی نظر محمد خان فرماتے ہین کہ ایکمرتبہ حضرت رامپور تشریف لائے اور حسب عادت حکیم ضیاء الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حجرہ مین قیام فرمایا مین بھی خبر سُنکر حاضر ہوا صبح کو جب ایک بڑی چارپائی پر حکیم صاحب اپنا صندوقچہ کھولکر جسمین ادویات وعطریات وغیرہ اور دوات قلم تھا سامنے رکھکر بیٹھے تو حضرت نے مسکراکر فرمایا حکیم جی دنیا کی طرف بہت ہاتھ پھیلانے لگے ہو حکیم صاحب نے فرمایا "نہین حضرت" اتنے مین ایک شخص قارورہ لیکر آیا اور حکیم صاحب کے سامنے پیش کیا حضرت ذرا فاصلہ پر بیٹھے تھے آپنے دور ہی سے قارورہ پر ایک نظر ڈالی اور خاموش ہوگئے جب وہ شخص قارورہ پھینکنے گیا تو آپنے فرمایا حکیم جی اس مریض کا علاج ذرا سنبھلکر کیجو" حکیم صاحب حیران ہوئے اور فرمایا حضرت کیون آپنے فرمایا "اُسکا حال ابتر ہے" غرض جب وہ شخص قارورہ پھینککر واپس آیا تو حکیم صاحب نے مریض کا حال پوچھا اُسنے ہچکی وغیرہ کی وہ حالت بیان کی جو جانکنی کے وقت ہوتی ہے تب تو حکیم صاحب گھبرائے اور اسکو حیلہ بہانہ سے ٹالا

رامپور کے قیام مین آپکی خوش طبعی وانبساط کا حال معلوم کرکے طالبعلم آپکو آگھیرتے بہتیری اِدھر اُدھر کی باتین پوچھا کرتے تھے ایکبار عشا کے بعد آپ چارپائی پر لیٹے تھے طلبہ نے آگھیرا پاؤن دبانے سوالات کرنے شروع کئے ایک طالبعلم بولا حضرت اڑد کی دال کے خواص کیا ہین؟ آپ نے اُسکی

خاصیتین بیان کرنی شروع کین اور بہت دیر تک بیان کین سارے طلبہ اور نیز حضرت حکیم صاحب بیٹھے سن رہے اور حیران و ششدر رہتے تھے جب آپ اڑد کے خواص ختم کر چکے تو طالبعلم نے پوچھا اچھا حضرت گاجر کی کیا تاثیر ہی آپ نے فرمایا سیدائی کھو شجائی کھو سنلائی کھو سب ہنسنے لگے پھر اس نے پوچھا کہ شلغم کی کیا تاثیر ہے؟ آپ بولے یہ تو بیچارہ جولاہ ہے مصفی خون ہی پھر طالبعلم نے پوچھا مولی کی کیا خاصیت ہے؟ فرمایا یہ تو چماری ہے۔

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ جسوقت تکلم فرماتے تو آپکے دہن سے پھول جھڑتے اور سکوت فرماتے تو شاہانہ رعب برستا تھا آپ اسدرجہ خلیق تھے کہ کوئی شخص کیسا ہی پھٹے پرانے یا میلے کپڑوں مین کیون نہ آئے آپ اسکو پاس بٹھلانے مصافحہ کرنے اور میٹھی میٹھی باتین کرنے سے کبھی تنفر نفرماتے اسی طرح کوئی شخص کیسی ہی قلب کی حالت بگاڑ کر کیون نہ حاضر ہو آپ کبھی اس سے روکھا و رش نہ ہوتے تھے خادم نوازی آپکی خاص شان تھی اور عیب پوشی مین آپکو پورا ملکہ تھا آپ خود بلند ہمت تھے اور اپنے خدام کو عالی حوصلہ بنانے مین سعی فرمایا کرتے تھے انکی پست شدہ ہمتون کو ابھارتے اور بلند کیا کرتے تھے بارہا آپنے فرمایا کہ جو کچھ حق تعالیٰ توفیق دے کئے جاؤ [illegible] آخر زبان سے ذکر [illegible] اک [illegible] تھوڑا نفع ہی جب زبان اللہ کی یاد کے سبب [illegible] سے بچیگی تو دل بھی [illegible] جائیگا آپ اپنے متوسلین کے دل مین [illegible] پیدا [illegible] رہتے تھے مگر اسکے ساتھ ہی [illegible] بحالت [illegible] آپکو [illegible] تھا [illegible] غرض [illegible] ہر پہلو [illegible] توجہ الی اللہ کی [illegible] دلاتے اور یون فرمایا کرتے کہ [illegible] کرو اور حق تعالیٰ کا شکر ادا کرو [illegible] اس سے ترقی ہوگی وَلَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ [illegible] إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ

آپ ذکر اللہ کی تحریص و ترغیب مین یکتائے زمانہ تھے [illegible] ہو یا ادنیٰ شہری [illegible] یا دہقانی امیر ہو یا غریب جو کوئی کبھی آپکی خدمت مین حاضر ہوتا [illegible] الی الآخرۃ کا [illegible] آپکی [illegible] اسوقت خدا کی مخلوق [illegible] گفتار [illegible] ان مضمون [illegible] کی [illegible] صورت دیکھ [illegible] یاد آتا اور آپ کی صحبت مین بیٹھکر [illegible] اتباع شریعت اور تمسک بالسنۃ کی تعلیم کیلئے صرف آپکی زبان نہ تھی بلکہ صبح سے شام اور شام سے صبح تک جو افعال آپسے صادر ہوتے وہ سب یہ سبق پڑھاتے اور یاد کرایا کرتے تھے کہ حق تعالیٰ شانہ [illegible] انسان کا [illegible]

ہے اور یہی پیغمبر کا اتباع مسلمان کا اصل مقصود اور رضاے خالق کا مضبوط وسیلہ۔

حق تعالیٰ نے آپکو جس شغلہ مین لگایا تھا اُسکے اندر آپکو اسدرجہ پختگی عطا کیگئی تھی کہ کبھی فرق نہین آیا۔ آفتاب عالمتاب صبح کو طلوع ہوتا اور شام کو افق مغرب مین غروب ہوجاتا تھا ماہتاب کبھی ہلال بنکر نکلتا اور کبھی بدر بنتا کبھی دکھائی دیتا اور کبھی عالم کی نظرون سے چھپ جاتا تھا کبھی روز روشن ہوتا تھا اور کبھی شب تاریک کسیوقت سردی جلوہ گر ہوتی اور کسیوقت گرمی غرض عالم حادث ہر روز مختلف ہوتا اور دنیا اپنے انقلاب عظیم کو ہر لحظہ پلٹتی اور بدلتی رہتی تھی مگر حضرت امام ربانی قدس سرہ کا ایک دم تھا کہ مضمون واحد یعنی خداے یکتا وحدہ لاشریک معبود کی عبادت مین یکسان مصروف تھا آپ اپنے نفس نفیس کی حیثیت سے اس خاصیت مین فرد تھے کہ متغیر عالم کے تغیرات کا اثر آپکے مستحسن مشغلہ پر نہ پڑا۔ آپکے حالات زمانہ کے ماتحت بنکر بیشک مختلف تھے مگر سنت کے اتباع کا امر مشترک سب کو شامل اور ہر حالت مین موجود تھا آپکا دل اندر سے یون چاہتا تھا کہ دنیا مین ایک متنفس بھی ایسا نہو جس سے حق تعالیٰ کی معصیت اور جناب رسول اللہ علیہ وسلم کی مخالفت ظاہر ہو آپ شفقت کے درجہ مین اپنے نفس ہی کے خیر طلب نہ تھے بلکہ تمام عالم کیساتھ آپکو یہ ہمدردی تھی کہ کاش دوزخ مین جانیوالا ایک بشر بھی نہ رہے آپ اسدرجہ رقیق القلب تھے کہ کسی کی حالت تکلیف یا تنگی و بدحالی سنتے تو بے چین ہوجاتے تھے واقف ہو یا ناواقف یگانہ ہو یا بیگانہ کسی شخص کی بدحالی و عسرت آپکو گوارا نہ تھی جس طرح دنیا کی عسرت و بدحالی آپکو صدمہ پہونچاتی اس سے زیادہ آخرت کے افلاس پر آپ تنگدل اور بے چین ہوتے تھے کسی شخص کی معصیت اور بد دینی سنکر آپکو بدرجہ حزن لاحق ہوتا اور اُسکے لئے آپکا دل رویا اور دعا کیا کرتا تھا شاید اپنے فقر و افلاس پر بھی ایسا کسیکو رنج نہ ہوتا ہوگا دشمن سے دشمن کیلئے بھی آپنے کبھی بددعا نہین کی اور اگر منجانب اللہ آپکا دشمن کسی آفت سماوی مین مبتلا ہوا تو اُسکو سنکر آپ کبھی خوش نہین ہوئے بدگوئی و خرافات نویسی کی جتنی ایذائین آپکو مولوی احمد رضا صاحب بریلوی سے پہونچین شاید اتنی نہ دوسرے کو مولوی احمد رضا صاحب نے پہونچائی ہون اور نہ دوسرے سے حضرت امام ربانی کو پہونچی ہون مگر واللہ العظیم کہ حضرت کی زبان سے عمر بھر مین کبھی ایک کلمہ بھی ایسا سُننے مین نہین آیا جس سے یہ بھی معلوم ہوجاسکے کہ حضرت اُن کو اپنا دشمن سمجھتے ہین جس زمانہ مین مولوی احمد رضا صاحب کو مرض جذام لاحق ہوا اور نوبت [illegible]

آیا تو بعض لوگون کو مسرت ہوئی کہ سب وشتم کا ثمرہ دنیا مین ظاہر ہوا مگر جسوقت کسی شخص نے حضرت سے عرض کیا کہ "بریلوی مولوی کوڑھی ہوگئے" تو حضرت گھبرا اُٹھے اور یہ الفاظ فرمائے کہ میان کسی کی مصیبت پر خوش نہونا چاہیئے خدا جانے اپنی تقدیر مین کیا لکھا ہے ایکدن آپ ڈاک مین آئے ہوئے خطوط سننے بیٹھے سب سے پہلا خط جو پڑھا گیا بمبئی سے آیا ہوا کارڈ تھا جسمین لکھا تھا کہ مولوی ہدایت رسول کو ایک منکوحہ عورت سے نکاح کرنیکے جرم مین علی الحساب سزائے قید کا حکم سنایا گیا بعض سامعین کو تو مسرت ہوئی کہ یہ حضرت کے بڑے مخالف تھے مگر آپکی زبان سے بیساختہ نکلا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

زیادہ سے زیادہ رنج کا اثر جو کسی بدگو مبتدع کیطرف سے آپکو پیش آتا یہ ہوتا تھا کہ آپ اُسکے لئے دعا کرنی چھوڑ دیتے تھے مگر یہ بھی اُسکے لئے جسکی ایذا رسانی آپکی ذات سے متجاوز ہوکر آپ کے مخلصین اور احباب تک جا پہونچی ہو ایکبار کسی شخص نے آپکو خط لکھا اور کسی مصیبت مین مبتلا تھے اُس سے رہائی کی دُعا کرانی چاہی آپنے بیساختہ یہ الفاظ فرمائے کہ یہ وہی تو ہین جنہین مولوی خلیل احمد سے عداوت ہے میرے دوستون سے دشمنی رکھین اور مجھسے دُعا کرانی چاہین یہ مجھسے نہین ہوسکتا اگرچہ کسی کے لئے بددعا بھی نہین کرتا۔

جس زمانہ مین آپکی بینائی قایم اور دہن مبارک مین دانت موجود تھے اُسوقت کھانا مکان سے آتا اور آپ مہمانون کیساتھ بیٹھکر نوش فرماتے تھے مگر بینائی جانیکے بعد آپ دولتخانہ مین کھاتے اور مہمانون کیلئے کھانا باہر آجاتا تھا مگر آپکو مہمانون کا اسقدر خیال تھا کہ نوالہ توڑنے سے پہلے مہمانون کو کھانا بھجواتے اور پھر باہر آکر بھی دریافت فرمایا کرتے تھے کہ سب نے کھالیا کوئی رہا تو نہین؟ سادگی چونکہ آپکی عادت و طبیعت مین داخل تھی اسلئے مٹی اور تانبے کے برتن آپکے نزدیک برابر تھے گھر مین جو کچھ پکتا وہ مہمانون کے سامنے لاکر رکھدیا جاتا اور ایک برتن مین دو دو بلکہ کبھی تین تین کو شریک کردیا جاتا تھا۔

یہ نمونہ ہے عادات و معمولات اور شمائل و خصائل مین سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع تام اور اقتداء کامل کا جو حق تعالی نے حضرت امام ربانی کو عطا فرمایا تھا چونکہ احاطہ مقصود نہین اور نہ ہوسکتا ہے محض نمونہ دکھانا مطلوب ہے اور امید ہے کہ انشاء اللہ اتنی بات کیلئے سطور مذکورہ کافی ہون اسلئے اس عنوان کو ختم کرتا ہون حق تعالی توفیق دے ہم ذلیل و خوار کم ہمت و جفاکار خدام کو کہ انتساب کی شرم رکھین اور جہانتک ممکن ہو نبوی سنت کو دانتون سے مضبوط تھام لین کہ اسی مین نجات محصور اور فلاح آخرت محدود ہے واللہ الموفق والمستعان الیہ الانابۃ وعلیہ التکلان ؏

اخذ بیعت

گر ہوا ے این سفر داری دلا
دامن رہبر بگیر و پس برآ

در ارادت باش صادق اے فرید
تا بیابی گنج عرفان را کلید

بے رفیقے ہر کہ شد در راہ عشق
عمر بگذشت و نشد آگاہ عشق

ایک تحریر طبیب امت حضرت مولانا الحافظ الحاج القاری شاہ **اشرف علی** صاحب تھانوی مدظلہ العالی نے سوانح شریفہ مین اندراج کیلئے **یاد یاران** کے نام سے موسوم فرما کر کمترین کے پاس ارسال فرمائی تھی جسمین تیس تذکرے تھے جو بضرورت عنوانات مختلفہ مین اپنے اپنے موقع پر درج کئے گئے۔ بیعت کے متعلق اُس تحریر کے مضمون کو تبرکاً مقدم کرتا ہون وہو ہذا۔

سب سے اوّل اس نا اہل کو اُس مرکز دائرہ ارشاد کی زیارت اُسوقت ہوئی جب مین مدرسہ دیوبند مین پڑھتا تھا اور وہان حضرت اپنی تشریف آوری سے اہل مدرسہ و اہل شہر کو گاہ گاہ مشرف فرمایا کرتے تھے سنہ یاد نہین رہا۔ دیکھنے سے میرے قلب مین جو عقیدت و محبت پیدا ہوئی وہ میرے لئے باعث اسکی ہوئی کہ باوجود حقیقت وغایت بیعت کی نہ سمجھنے کے مین نے بیعت کی درخواست کی۔ چونکہ طبیب حاذق کو مریض کی رائے کا اتباع ضرور نہین بلکہ اگر ایسا کیا جائے تو مریض کیلئے مضر ہوتا ہے اسلئے آپنے ارشاد فرمایا کہ جبتک علم سے فراغ نہو جاوے اُسوقت تک ایسا خیال وسوسہ شیطانی ہے اُسوقت میرے ذہن مین اس جواب کی حقیقت اور غایت اور حکمت متعلق نہ آئی اور غلط فہمی سے اسکو دفع الوقتی پر محمول کیا لیکن اب معلوم ہوتا ہے کہ یہ جواب حضرت کی اعلیٰ درجہ کی شان ارشاد و تربیت کی دلیل ہے تفصیل اسکی یہ ہے کہ شیطان کا اصل مقصود انسان کو ضرر پہنچانا ہے اور ضرر معصیت ہی مین منحصر نہین اگرچہ وہ اعلیٰ درجہ کا ضرر ہے لیکن ایک فرد ضرر کی یہ بھی ہے کہ کسی طاعت سے اور اُسکے ثواب سے محروم کردے گو اُس سے کم درجہ طاعت مین مشغول کر دینے ہی سے کیون نہو پس ضرر قسم اوّل کا ادراک تو اکثر صلحاء بلکہ عامہ مسلمین کو بھی ہوجاتا ہے لیکن دوسری قسم کے ضرر کا ادراک کرنا مخصوص ہے محققین بلکہ صدیقین کے ساتھ اسی لئے حدیث مین ہے **فَقِيهٌ وَاحِدٌ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ أَلْفِ عَابِدٍ** فقیہ ایسے ہی شخص کو کہتے ہین جو حقایق و علل خفیہ و دقیقہ کو سمجھ سکے

پس شیطان اس طریقہ اغوا کو بڑی گہری نظر کے بعد تجویز کرتا ہے اور واقع مین یہ بھی گہری بات کیونکہ جہان گناہ کرا سکنے پر قادر ہونے مین کامیابی کی امید نہو وہان نقص ثواب ہی کو غنیمت سمجھنا نہایت گہرے درجہ کی عداوت ہے اور یہ دقیقہ مبصر نور وہبی سے اسکا ادراک کرکے اسکی قلعی کھول دیتا ہے اور اُسکا بنا بنایا منصوبہ ایکدم مین غلط کرتا ہے پس آپ پر نہایت شاق ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ تحصیل علوم دینیہ بوجہ اسکے کہ خود بھی انسان کیلئے بہت مواقع زلت مین آلہ ہدایت ہے نیز اسوجہ سے کہ اسکا نفع متعدی بھی ہے لاریب کثرت نوافل و اوراد و نحوہا سے افضل ہی اور تجربہ سے یہ بات بھی تقریبًا متیقن ہے کہ بیعت کے خواص لازمہ عادیہ سے ہے کہ اسکے بعد ان امور کی طرف میلان و رغبت کی زیادتی ہوتی ہے اور عقلی مسئلہ ہی کہ اَلنَّفْسُ لَاتَتَوَجَّهُ اِلَی الشَّیْئَیْنِ فِیْ آنٍ وَّاحِدٍ پس اس توجہ کا لازمی نتیجہ علوم دینیہ سے بیرغبتی ہوتا ہے اور کسی امر کی تکمیل بلا رغبت ہو نہین پس ضروریات دینیہ مین علم ناقص رہیگا جسپر کبھی تو بوجہ جہل بعض امور ضروریہ مین ضرر اعتقادی یا عملی مرتب ہو جاتا ہے جو ضرر قسم اول ہے اور اقل درجہ حالت اعظم سے حرمان تو ضرور ہی ہوتا ہے جو ضرر قسم دوم ہے اس مضمون کی بعض مثالین حضرت قطب الوقت ابن عطاء اسکندری نے اپنے رسالہ تنویر مین خوب لکھی ہین اور اسی مضمون پر حضرت عارف سعدی یک رج فرماتے ہین ؎

اے قوم بحج رفتہ کجائید کجائید	معشوق در اینجاست بیائید بیائید

سو اسمین خطاب عام نہین ہے بلکہ خاص اُن لوگون کو ہے جنپر حج فرض نہین اور اس سے زیادہ ضروری طاعت صلاح نفس کو چھوڑ کر حج کو جاتے ہین یہ حقیقت ہی حضرت قدس سرہ کے ابا یا صواب کی فَلِلّٰہِ دَرُّہٗ وَلِلّٰہِ بِرُّہٗ ۱۲ انتہی تحریرہ الشریف ۔

مؤلف عرض کرتا ہے کہ حضرت امام ربانی قدس سرہ کے دربار گہربار مین سیکڑون بلکہ ہزارون واقعات پیش آئے کہ کسی شخص نے بیعت کی آپ سے درخواست فرمائی اور آپنے انکار فرمایا پھر آپکے انکار فرمانیکے بھی اتنے مختلف مراتب اور متعدد درجے تھے کہ اسکی کیفیت اور کنہ کا ادراک کرنا ہر شخص کا کام نہین آپکا لہجہ آپکا انداز گفتگو آپ کا طرز انکار کچھ ایسا متفاوت ہوتا تھا کہ صاحب وجدان سلیم البتہ سمجھ جاتا تھا کہ کیسا انکار ہے ۔ عام افہام کیا جانین کہ راہبر و مرشد عالم کے انکار بیعت مین کیا مصلحت ہے ؟ چونکہ آپکی سوانح شریفہ مین بعض کج فہم اصحاب کے نزدیک انکار بیعت کسی درجہ مین وقیع بنگیا اور اسی

کے رفع کرنیکو طبیب اُمت مولانا تھانوی مدظلہ نے اپنی تحریر کو مبسوط فرمایا ہے اسلئے بنظر توضیح بقدر ضرورت اسکا اظہار مناسب معلوم ہوا۔ بات یہ ہے کہ تصوف حقیقت مین نام ہے روحانی امراض کے علاج کا پس جس طرح کسی لایق طبیب کو جسمانی امراض کے معالجہ مین اپنی حذاقت و دانائی سے کام لینا پڑتا ہے اس سے زیادہ شیخ طریقت کو روحانی علاج مین اپنی بصیرت و فقاہت سے کام لینا پڑتا ہے جسم چونکہ ظاہر ہے اسلئے اُسکے امراض واضح اور علاج و تدبیر بھی ظاہر ہی مگر روح چونکہ باطنی شے کا نام ہے اسلئے اُسکی بیماریان خفی ہین اُسکی شناخت و معرفت بھی اُنہین باطنی آنکھون سے ہوتی ہے جنکو بصیرت کہا جاتا ہی اور جو فقیہ و حکیم صاحب دل ولی کے قلب مین کھولی جاتی ہین۔ امراض جسمانی کی معالجہ کی صعوبتین کسی ایسے طبیب سے دریافت کرنی چاہین جو مخلوق کی جانونکا ذمہ دار بنکر مطب مین آ بیٹھا ہو اور سہل و دشوار ہر قسم کی بیماریون والے مریض اُسکی نظر اور ہاتھ کے نیچے سے گذرتے ہون یہی طبیب خوب سمجھ سکتا ہی کہ کس مریض کا کیونکر معالجہ کرنا چاہیے اور کس مرض کو کس قسم کی دوا یا تدبیر سے نفع ہوگا اسی طرح روحانی معالجہ کی دُشواریان اُس حکیم سے معلوم کرنی چاہئین جو مخلوق کے ایمانون کا محافظ و نگران بنایا گیا ہو اور ہادی و مرشد قرار دیکر دنیا کے کسی خطہ مین بھیجا گیا ہو۔

بہتیرے امراض مزمنہ ایسے لاعلاج ہین جنکی دوا تجویز کرنا نسخہ لکھنا اور معالجہ کرنا طبیب کو اپنے بیش قیمت وقت کا ضایع کرنا معلوم ہوتا ہے بجز اسکے کہ اپنا وقت دوسرے مفید معالجہ مین صرف کرنیکے لیئے صاف انکار یا حیلہ حوالہ سے ایسے بیمارونکو ٹالا جائے اُنکا اور کچھ علاج نہین ممکن ہے کہ ناواقف و کوتاہ نظر ین اس طبیب کو حقارت کے ساتھ دیکھین اور سخت دل یا بے رحم کہین مگر جسکو فن طبابت سے کچھ بھی مناسبت ہے وہ سمجھ سکتا ہے کہ مرض لاعلاج کا یہی ایک علاج ہے اسی طرح خدا کی بہتیری مخلوق حکیم امت راہبر کے ہاتھ پر بیعت ہونیکی اکثر طلبگار ہوئی مگر شیخ کی باطنی حذاقت نے اسکے روحانی امراض کو لاعلاج پاکر ہمیشہ انکار سے کام لیا اگرچہ جہلا نے یون کہا کہ گمراہ کو ہدایت پر لانے سے گریز کیا گیا جو معصیت ہے مگر اس فن سے ادنی تعلق رکھنے والے صاحب بصیرت ہی کو اسکا ادراک ہوسکتا ہے کہ انکار ہی اس بدنصیب کا آخری علاج تھا جس طرح بہتیرے صحیح الاعضا موٹے تازے آدمی بسا اوقات تندرستون کی طرح باتین کرتے اور چلتے پھرتے محسوس ہوتے ہین مگر حاذق طبیب شناخت کرلیتا ہے کہ دق مین مبتلا اور چند روز کا دنیا مین مہمان ہی جانبری دُشوار اور حیات

ستعار کا بقا محال ہی اسی طرح بہتیرے وجیہ و شکیل پڑھے لکھے صاحب شعور اشخاص اپنے کمال علم وفضل کے مدعی اور سلامت روح کی صورت لئے ہوئے ہین مگر مبصر فقیہ فوراً ادراک کر لیتا ہے کہ تکبر و خود ستائی کے اُس دریائے ناپیدا کنار مین غرق ہی جس سے نکلنا دشوار اور رہائی کے بغیر حیات آخرت کا حصول ناممکن و محال ہے ؎

با مدعی مگوئید اسرار عشق و مستی		بگزار تا بمیرد در رنج خود پرستی	

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سراپا سعادت کو جون جون بُعد ہوتا جاتا ہے دون و دون برکات وفیضان نبوت مین اضمحلال اور روح کی اہلیت و استعداد مین تنزل و انحطاط ہوتا جاتا ہے جو دن آتا ہی باعتبار دین گذشتہ یوم سے بدتر آتا ہے اور جو لحظہ گذرتا ہے بحیثیت عروج روح لمحہ ماضیہ سے کمزور اور ضعیف گذرتا ہے مگر افسوس کہ اُسکا احساس نہین ہوتا اور احساس ہو کیونکر آخر مرض سے آگاہی یہ بھی تو قوت حس ہی کا ثمرہ ہے جب قلب سرتاپا مرض بنجائے تو مرض کا احساس و ادراک بھی دشوار ہے اس عدم احساس ہی کا یہ نتیجہ ہے کہ ہر شخص اپنے آپکو اہل صلاح اور معالجہ سے مستغنی سمجھے ہوئے ہے اوّل تو طبیب کے پاس جانے اور مرض کی تشخیص کرانے یعنی بیعت کرنیکی ضرورت ہی نہین سمجھتے اور اگر کسی مطب کو لوگون سے بھرپور دیکھکر بنظر تفریح جانیکا اتفاق بھی ہو گیا تو نبض دکھاتے شرم آتی ہی کہ مریضون کے رجسٹر مین نام درج ہو جائیگا اور اگر ہمت کر کے یہ بھی کر گذرے تو طبیب کے معمولی ایک امتحان کی بھی برداشت نہین کر سکتے اگر کسی ایسے شخص سے جسکی آنکھون مین پانی اُتر آیا طبیب یون کہدے کہ اسوقت علاج نہ کرونگا پھر کبھی آنا اور آنکھ دکھانا جسوقت قابل علاج سمجھونگا اُسوقت بناؤنگا تو وہ شخص جسکو واقعی علاج کرانا مقصود ہی اور جو یہ سمجھے ہوئی ہی کہ آنکھین بڑی نعمت ہین بیسیون بار حاضری دیگا اور جسکو طبیب کا مذاق ہی اور اڑانا مقصود تھا وہ بیشک اس جانب رُخ کرنے کی سوئیگا بھی نہین اسی طرح اس زمانہ پرآشوب کی یہ حالت عموماً دیکھی جاتی ہے کہ شیخ کا یہ کہدینا کہ اسوقت مرید نہ کرونگا پھر کبھی آنا بھالا اور برچھی بنکر لگ جاتا ہے اور یہ کلمہ اسدرجہ ناگوار گذرتا ہی کہ دوبارہ آنا تو در کنار پہلے انکار پر عمر بھر سب و شتم کرین تب بھی اُسکی تلافی نہو سکے یہی خود ستائی اور نفس کی بڑائی دلیل ہی اُس نا اہلیت کی جسنے مرض کا لا علاج ہونا ظاہر کر دیا مگر اُسی کیلئے نافع ہو سکتا ہے جسمین شعور و احساس ہو اور جو سرتاپا مرض کبر کا بیمار بننے کے باعث اپنے کو متکبر ہی نہین سمجھتا وہ اس شخص

پر ظاہر ہو جانیوالے مرض کا کیونکر اعتراف کرے ؎

از ساحت دل غبار کثرت رفتن	خوشتر کہ بہرزہ در وحدت سُفتن
مغرور سخن مشو کہ توحید خدا	واحد دیدن بود نہ واحد گفتن

حضرت امام ربانی قدس سرہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی روحانی نعمتون کے قدردان جوہری تھے بیشک آپ نہین چاہتے تھے کہ یہ انمول جواہرات کسی نااہل کے ہاتھ پڑین آپکی غیرت وحمیت دین اور فیضان نبوت کی مرتبہ دانی کبھی اسکو گوارا نہین کر سکتی تھی کہ موتیونکا ہار کسی حبشی سیاہ رو کے گلے مین پہنا دیا جاے زمانہ سے آپکو کیا لینا تھا مخلوق کی طرف سے جو استغنا خالق جل وعلی شانہ نے آپ کو عطا فرمایا تھا وہ ایسی لازوال دولت تھی جسپر ہفت اقلیم کی ہزارہا سلطنتین نثار کردی جائین آپ اسدرجہ حاذق روحانی طبیب اور اُمت مرحومہ کے سندیافتہ حکیم تھے کہ اس فن سے مناسبت رکھنے والی جماعت نے متفق اللفظ آپکی حذاقت و دانائی اور فراست و حکمت کا اعتراف کیا بلکہ کنہ معلوم کرنے سے حیران ہو ہو گئے آپکے باطنی حواس اور روح کی ذکاوت جسکو فراست کہا جاتا ہے اس درجہ قوی اور تیز تھی کہ قلب کی ادنی کھوٹ جسکو بہتیرے صاحب بصیرت بھی ادراک نہ کر سکتے تھے آپ کے یہان پرکھی جاتی اور تشخیص مین داخل ہو کر دقت پر اپنا اثر ظاہر کیا کرتی تھی آپ ارشاد نبوی اِتَّقُوْا فِرَاسَۃَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ کے مظہر تھے جسکو عالم کے مشایخ طریقت اور اہل نظر صاحبدل اولیاء زمانہ نے مان لیا تھا سیکڑون واقعات آپکے دربار اُنہربار سے ایسے پیش آئے ہین جنکو آج آپ کی فقاہت کے کمال مین بطور مثال پیش کیا جاتا ہے بہتیرے [illegible] آپکی خدمت مین حاضر ہو کر بیعت کے متمنی ہوئے اور آپنے صاف انکار فرمادیا کہ مین بیعت نہین کرونگا۔ ہان بیسیون مثالین ایسی بھی ہین کہ اول انکار فرمایا اور چند روز کے بعد جب [illegible] ہٹ جاتی رہی تو اپنے [illegible] انتظار ہی نہین [illegible] حلقہ مین داخل فرماکر اپنا دامن سایل کو پکڑا دیا آپ آخرت کی جاوید نعمتون کے خرچ کرنے مین ہرگز بخیل نہ تھے اگر آپ بخل فرماتے تو آج آپکے مریدین کی جماعت ہزارہا تک کیونکر پہونچتی مگر اسکے ساتھ ہی یہ بھی تھا کہ آپ مسرف ومبذر نہین تھے آپ خوب سمجھتے تھے کہ دنیا کا فنا ہو جانیوالا زر ومال بے محل خرچ کرنے سے انسان خداوندی نعمت کا ناقدردان ناشکرگذار بنجاتا اور اخوان الشیاطین کے زمرہ مین داخل ہو جاتا ہے تو اللہ جل شانہ کی رضا کا انمول جوہر نااہل و ناکس کے حوالہ کرنا اور بیجا و بے موقع استعمال مین لانا

غیور ذات کو کیونکر گوارا اور پسند ہو سکتا ہے۔ آپکے قلب مبارک کو مشکوٰۃ نبوت کا جو چمکتا دمکتا نور عطا کیا گیا تھا اُس سے طالبین کے قلوب کو روشن کرنیکی اجازت دینے مین آپکو مطلق تامل نہ تھا اگر تامل ہوتا تو آج تیس سے زیادہ آپکے خلفار کی تعداد کیونکر پہونچتی مگر ہان اسکے ساتھ ہی آپ یہ بھی اچھی طرح سمجھے ہوئے تھے کہ مُفت حاصل ہو جانیوالا مال بے رحم و فضول خرچ شخص کا اسراف زیادہ کر دیتا ہے اسلیئے کہ وہ اُسکی قدر نہین پہچان سکتا پس بغیر پوری محنت لیئے اور بلا مشقت تامہ برداشت کرائے مشعل ہدایت و فیضان قدسی کسی ناقدردان کے حوالہ کر دینا اُس لاشریک نور السمٰوات والارض شاہنشاہ کو کب پسند آسکتا ہے۔ جسکا یہ سب ظہور ہے۔

آپنے شاہراہ ہدایت بالکل کھولدی تھی مگر اُسپر کسی ایسے نجس ذی روح کو آپ چلنے کی اجازت نہین دیسکتے تھے جو راستہ کو خراب اور مکدر و بودار بنائے آپ حق تعالیٰ کی طرف سے امین تھے اور اسواسطے دنیا مین بھیجے گئے تھے کہ قسّام ازل کی لذیذ نعمتین لذت پسند اور صاحب ذوق سلیم جماعت پر تقسیم کرین اہل حق کو حق پہونچائین اور امانت داری کا حق پورا ادا فرماوین سخاوت جو مثل دیگر اوصاف کے اس حالت معتدلہ کا نام ہے جسمین نہ بخل و تنگ دلی کا نام ہو کہ باوجود ضرورت کے خرچ نہ کیا جاے اور نہ اسراف و فضول خرچی کا شائبہ آنے پائے کہ بلا ضرورت یا ناوقت و بے محل صرف کیا جائے منصب ارشاد مین زیادہ قابل اہتمام سمجھی گئی ہے حضرت امام ربانی قدس سرہ نے سخاوت کا مفہوم اپنی سوانح مین پورا ظاہر فرمادیا آپ کی فراست اسدرجہ ذکی تھی کہ دوسری جگہہ شاید دیکھنی نصیب نہو آپکی فہم جسکو فقاہت کہا جاتا ہے ایسی قوی اور وسیع الادراک تھی کہ نظیر ملنی مشکل ہے آپ اہل زمانہ کے سرتاج اور اہل حق کے پیشوا تھے لَا یَخَافُوْنَ فِی اللّٰہِ لَوْمَۃَ لَائِمٍ آپکی شان تھی اگر آپکے قلب مین بڑائی کا جسکو تکبر کہتے ہین ذرہ کی برابر بھی اثر ہوتا تو حاضر آستانہ ہونیوالون مین ایک متنفس بھی بیعت سے محروم نہ آتا۔ مرید بنا لینا اور ہاتھ پکڑ کر توبہ کرا دینا آخر ایسا کون بڑا کام ہے جسکو حضرت امام ربانی نہ کر سکتے ہون۔ جو کام آپنے کیئے وہ تو ایسے ہین کہ آپکے زمانہ مین کسی دوسرے سے نہو سکے آپ اپنی ہمت و طلب کے اعتبار سے جس طرح فرد تھے ایسے ہی مشاغل و ثمرات سعی کی حیثیت سے یکتائے زمانہ تھے انہین کمالات علیہّ فردہ کے ضمن مین یہ کمال بھی داخل ہے جو حقیقت مین ثمرہ حذاقت و فراست اور فریضہ منصب ارشاد و ہدایت تھا یعنی یہ کہ ہر شخص کو آپنے بیعت نہین کیا

بلکہ جسکو طلب کے امتحان میں ثابت قدم پایا اُسکو سلسلہ میں داخل کیا اور جسکو اس کسوٹی پر پرکھنے سے
کھوٹا پایا اُسکو صاف جواب دیدیا یا طلب کے صادق ہونے تک ڈھیل دیئے رکھا۔ اسی حذاقت
کی ایک شاخ یہ بھی تھی جو طبیب اُمت حضرت مولانا اشرفعلی صاحب مدظلہ نے تحریر فرمائی کہ دوا
کے مفید ہونیکے وقت کا انتظار فرمایا اور متعدی نفع یعنی علم دین کی تعلیم کے زمانہ میں نفع لازم
یعنی ذکر و شغل تلقین نہیں فرمائے خلاصہ یہ ہے کہ سب سے پہلے طالب کی طلب کا آپ امتحان لیتے
تھے کہ صادق ہے یا کاذب؟ اگر کچھ بھی اسمیں کمی ہوتی تو آپکی فراست و نگاہ بصیرت فوراً اُسکو
ادراک کر لیتی اور آپ اُسکی بیعت سے ہاتھ کھینچ لیتے تھے اس امتحان کے بعد عطاء نعمت کیلئے
وقت و حال کی مناسبت طبع کا انداز مہلت گنجایش مشغلہ صحبت ملازمت سب کچھ دیکھا
بھالا جاتا اور تلقین و ارشاد کا جو طریق اُسکے لئے نافع ہوتا وہ اُسکے لئے تجویز کیا جاتا تھا جس طرح
مطلق غذا کے لئے اشتہاءِ صادق کی ضرورت ہے کہ سچی بھوک کے بغیر کوئی غذا کیسی ہی بیش قیمت
اور لذیذ کیوں نہو کھانیوالے کیلئے نافع نہیں بلکہ مضر ہے البتہ اشتہاء صادق کے بعد طبیعت کے میلان
گنجایش وقت موسم فصل اور میٹھے نمکین وغیرہ ذائقوں کا لحاظ ہوتا ہے اسیطرح تعلیم باطنی یعنی طلب
جملہ اذکار و اشغال کی منفعت کیلئے اصل الاصول ہے اور جب یہ کامل ہو جاوے تو طرق اربعہ میں
چشتیہ و نقشبندیہ اور قادریہ و سہروردیہ کی مناسبت اور ذکر و فکر و مراقبہ و پاس انفاس وغیرہا کی
ملائمت بلحاظ وسعت وقت و فرصت اور اطمینان و سکون معیشت ایک خاص طریق پر طالب کو
چلا دیا جاتا ہے۔ مولوی ولایت حسین صاحب فرماتے ہیں کہ بندہ جب طالب علمی سے فارغ ہو کر غالباً ۱۳۱۲ھ
میں بعد امتحان مدرسہ عالیہ دیوبند سے گنگوہ بغرض زیارت حاضر ہوا اور بذریعہ تحریر بیعت کیلئے عرض کیا
تو ارشاد فرمایا کہ اسوقت نہ بیعت جایز اور نہ نافع آخر ایک روز رہکر جب روانگی کیوقت رخصت کیلئے
حاضر ہوا تو فرمایا کہ یہ سب شیطانی دھوکے ہیں کہ شغل علم سے باز رکھکر ورد و وظایف کی طرف مشغول کرتا ہے
تمنے حدیث میں پڑھا ہے کہ شیطان پر ہزار عابد سے ایک عالم زیادہ بھاری ہے جاؤ اور کتب درسیہ پڑھاؤ
آخر بے نیل مرام واپس ہوا با اینہمہ جو وجہ حضرت نے فرمائی وہ تو ظاہر ہی ہے۔ دوسری وجہ یہ معلوم
ہوتی ہے کہ اسوقت میرے دلمیں تردد تھا کیونکہ مولوی فضل الرحمن صاحب گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ
علیہ کیساتھ عقیدت خاص تھی اور تذبذب تھا کہ یہاں مرید ہوں یا گنج مرادآباد پس بیعت سے انکار

فرمانا میرے خیال مین بر سبیل کرامت تھا آخر جب دلمین ادھر کا خیال پختہ ہوگیا اور یکسوئی حاصل ہوئی تو حضرت نے درخواست منظور فرمائی اور بیعت کر لیا۔

حضرت امام ربانی کے دربار گہر بار مین بیعت کا طریق اس طرح دیکھنے مین آیا کہ اکثر گنوار اور ان پڑھ یا سپاہی پیشہ طالبین کو درخواست کرتے ہی بیعت فرما لیتے تھے کیونکہ انہین کنج وکاؤ کی استعداد نہین ہوتی اور عموماً اپنے آپکو ناکارہ و نادار اور شیخ کے دامن پکڑنیکا حاجتمند سمجھتے ہین اور صاحبان سلیقہ و شعور خصوصاً طلبہ و علماء اور پیرزادون کو چند روز ٹالکر بعد دریافت پختگی بیعت فرمایا کرتے تھے اسلئے کہ اس گروہ مین عموماً اپنی سیادت و بڑائی ہوتی ہے خواہ بلحاظ پیرزادگی ہو کہ اولیاء اللہ کی اولاد مین ہین یا بنظر علم و فضل ہو کہ جہلا کے سرپرست و سردار اور نائب رسول مولوی ہین۔

ایک نوجوان شخص جنکی صورت پر صلاحیت برستی تھی ایکمرتبہ گنگوہ آئے اور حضرت سے بیعت کی درخواست کی آپنے صاف جواب دیدیا کہ مین تمہین ہرگز بیعت نہ کرونگا مولوی یحیےٰ صاحب سے انہون نے سفارش بھی کرائی مگر منظور نہ ہوئی حضرت امام ربانی کے نام ایک خط پہونچا جو فحش گالیون اور بے تہذیب کلمات سے لبریز تھا مولوی محمد یحییٰ صاحب نے جنکے ہاتھ مین خطوط آتے تھے اس خط کو پڑہنا اور سنانا شروع کیا مگر ایک دو فقرہ پڑہنے پر جب دیکھا کہ بدگوئی کے سوا کچھ نہین اسلئے علیحدہ کیا حضرت نے ارشاد فرمایا "تمہین معلوم بھی ہے کہ بھیجنے والے کون بزرگ ہین؟ انہون نے عرض کیا کہ حضرت کیا خبر؟ آپنے آہستہ سے فرمایا وہی تو ہین جنکے مرید کر لینے کی بیسون تم سفارش کر رہے تھے سہارنپور پہونچکر عقیدت ظاہر کی ہے"۔ ایک مولوی جنکا نام لینا خلاف مصلحت ہے ایکمرتبہ آپکی خدمت مین حاضر ہوئے دیکھا کہ نہ آؤ بھگت ہے نہ تعظیم و تکریم اسلئے بہت ہی رنجیدہ ہوئے بادل ناخواستہ بیعت کی بھی درخواست کی آپنے انکار فرمایا اور کہا "یہان کیا دہرا ہے مین مرید نہین کرونگا" یہ صاحب جبتک رہے نہ کسی سے بات کی نہ کھلے آخر چلدئے اور پھر جس کسی سے ملے تو یون بولے کہ "میان کیا دہرا ہے بس دور کے ڈھول ہین جسکا نام خلق ہی اسکا پتہ بھی نہین ہم تو امتحان لینے گئے تھے جب یہ رنگ دیکھا تو چلے آئے مرید ہو کر لیتے کیا؟" سچ ہے اگر مولوی صاحب کی تعظیم و تکریم ہوتی تو آپ ہی سب کچھ بنجانے آنیوالے روحانی مریض کی خاطر و مدارات ہی تو طبیب کی حذاقت کا معیار ہے اگر یہ نہین تو علیم حکیم نہین ؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ۔ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ۔

ایک دن دو شخص خانقاہ مین آئے اور حضرت سے مصافحہ کرکے بیٹھ گئے آپنے دریافت فرمایا کون؟ انہون نے عرض کیا کہ حضرت ہم آپکے مرید ہین" بیساختہ آپنے فرمایا نہین تم میرے مرید نہین انہون نے پھر عرض کیا کہ حضرت آپکو یاد نہین رہا مگر حضرت نے پھر وہی ارشاد فرمایا کہ نہین تم میرے مرید نہین انہون نے پھر عرض کیا کہ حضرت آپکو یاد نہین رہا مگر حضرت نے پھر وہی ارشاد فرمایا کہ نہین تم میرے ہرگز مرید نہین" آخر دونون صاحب حجرہ سے باہر آئے اور مولوی کفایت اللہ صاحب کے پاس بیٹھکر ادھر اُدھر کی باتین کرنے لگے اسی اثناء مین کہنے لگے کہ" مولوی صاحب یہان کھانا بھی ملیگا یا نہین"؟ مولوی کفایت اللہ صاحب اس سوال پر چونکے اور کہا کہ میان لنگر تو یہان ہے نہین کہ جسکا جی چاہے کھائے حضرت کے مہمان جو آتے ہین وہ کھانا بھی کھالیتے ہین باقی خیر صلّا ہے" خدا کا شکر ہے کہ آنیوالے مسافر بھی تھے صاف گو یہ صاف گوئی کا جواب سنکر بولے" میان ہمنے تو کھانیکے واسطے یہ ڈھنگ ڈالے تھے مگر مولویصاحب پہچان گئے۔

ایک مرتبہ ایک صاحب تشریف لائے اور اسدرجہ اخلاص و عقیدت کا اظہار کیا کہ سننے والے بھی سمجھے کہ کوئی بڑا ہی جان نثار اور حضرت کا والہ و شیدا شخص ہے جسوقت حضرت کے سامنے آئے اور لجاجت کے ساتھ بیعت کا قصد ظاہر کیا تو حضرت نے جھڑکدیا اور فرمایا" جاؤ میرے یہان تمہارا کام نہین مین ہرگز مرید نہین کرونگا" سایل رودیا اور مخلصین سے گڑ گڑا کر سفارش کرائی مگر جسنے بھی سفارش کی اُسکو بھی گھڑکی ملی اور یون ارشاد ہوا" مین کہہ چکا مرید نہین کرونگا اُس سے کہدو یہان نہ ٹھیرے روٹی کا کہین فکر کرے" اگر نہ جاے تو نکالدو اسباب باہر پھینکدو حضرت امام ربانی کی خلاف عادت اس بے توجہی پر دوسرونکو بھی کچھ افسوس ہوا مگر تعمیل کے بغیر چارہ نہ تھا اسباب خانقاہ سے باہر کردیا اور مسافر سے کہدیا گیا کہ حضرت کے مکان سے تمہارا کھانا نہین آئیگا اس برتاؤ پر بھی مسافر نے حسن عقیدت کا اظہار نہ چھوڑا اور رو کر کہا کچھ ہی ہو مین تو بیعت ہی ہونگا حکیم محمد یوسف صاحب کو یہ حالت دیکھکر ترس آیا اور مسافر کو اپنی بیٹھک مین ٹھیرا کر تسلی تشفی کے کلمات کہے کہ بوقت مناسب مین سفارش کرکے تمہین مرید کرادونگا۔ اگلے دن حکیم صاحب نے قصد کیا کہ حضرت سے عرض کرین ابھی کچھ کہنے نہ پائے تھے کہ حضرت نے خود ہی فرمایا آنیوالا کہان ہے تمنے اُسے کیون ٹھیرا رکھا ہے ٹوکرا یہ کردو

اور کہدو کہ چلتا ہو" اب یہ کہین تو کیا کہین خاموش چلے آئے کہ دوسرے وقت کہونگا عصر کے بعد
پھر چاہا کہ تقریب کرین مگر حضرت نے بولنے سے پہلے ہی فرمایا اُسکو ابھی چلتا نہین کیا؟ دبی زبان سے
حکیم صاحب بولے کہ حضرت آئے مہمان کو کہین اسطرح نکالا جاسکتے ہے" آپنے مُنہ پھیر لیا اور فرمایا
"کیسی مروت" آخر پھر چپکے چلے آئے بیٹھک مین قدم رکھا تو دیکھا کہ مسافر کتاب کھولے کچھ لکھ رہا ہی
حکیم صاحب کے آتے ہی جلدی سے کتاب بند کر جزدان مین لپیٹ حمایل بناکر گلے مین ڈال لی اب تو
انکا دل کھٹکا اور فکر ہوا کہ کسی طرح حمایل دیکھون کہ اسمین کیا ہے؟
بآسانی محفوظ کتاب کا معائنہ حکیم صاحب کر نہین سکتے تھے اسلئے تدبیر کو کام مین لائے اور
رات بھر مسافر کو باتون مین لگائے رکھا یہانتک کہ نیند کے غلبہ سے عاجز آگیا جب انہون نے دیکھا
کہ اب حواس بجا نہین تو یہ کہکر اُٹھے "اچھا اب سو رہیئے" مُسافر لیٹا اور لیٹتے ہی گہری غفلت کی نیند
سو گیا اُسوقت اُنہون نے گردن مین سے حمائل نکالی لیمپ کے سامنے لاکر کھولی دیکھا تو کہین انگریزی
ہے کہین فارسی کہین اُردو اور کہین عربی عجلت کیساتھ ورق گردانی مین ایک جگہ کسی انگریز حاکم کے نام
چٹھی کی نقل نظر پڑی جسمین یہ بھی لکھا تھا کہ مین نے گورنمنٹ کی خیر خواہی مین جان توجان اپنے
ایمان کی بھی پروا نہین کی مگر افسوس کہ میری قدر جیسی ہونی چاہیئے تھی وہ نہوئی" اس عبارت کو
دیکھکر حکیم صاحب کانپ اُٹھے اور کتاب کو بند کر اوسی طرح حمائل مسافر کے گلے مین ڈالکر باہر چلے
آئے علی الصباح کرایہ کا ٹٹو بیٹھک کے دروازہ پر لا کھڑا کیا اور مسافر سے بولے کہ جناب سواری
تیار ہی مہربانی فرماکر سوار ہو لیجیئے ٹھنڈے ٹھنڈے پہونچ جائیگا۔ اس روکھے انداز پر مسافر بھی
کچھ سمجھا کہ رات بیہوشی کی نیند مین مکاری کھُل گئی معلوم ہوتی ہے اسلئے کچھ بولے نہین بستر بغل
مین داب کر کھڑے ہوگئے اور گردن جھکائے خاموش وہان سے رخصت ہوئے۔
حکیم صاحب حضرت کیخدمت مین حاضر ہوئے تو حضرت مسکرائے اور آہستہ سے فرمایا ہمنے تو پہلے ہی
کہا تھا کہ اُسکو چلتا کرو تم ہی نے نہ مانا"۔
غرض ایسے واقعات ایک دو نہین سیکڑون ہین کہ حضرت امام ربانی نے بہتیرے بیعت کی
درخواست کرنیوالونکو کوراجواب دیا اور بعد مین ظاہر بھی ہوگیا کہ حقیقت مین یہ لوگ اہل نہ تھے عوام نے
جسطرح اس مسئلہ شریعت مین غلطی کھائی کہ سایل کو بھیک دینا ثواب ہے اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْھَرْ

کا مطلب یہ سمجھے کہ قوی ہو یا کمزور تندرست ہو یا معذور مکار و دغاباز ہو یا واقع مین حاجتمند جو بھی بھیک مانگے اور سوال کرے اُسکو جو کچھ مقدور ہو دیدینا چاہیئے کسی کا بھی سوال رد کرنا جایز نہین حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غنی اور صاحب قوت کسب کو سوال کرنا حرام فرماتے ہین اور حرام کی اعانت حرام ہی اسلئے ایسے سایل کو بھیک دینے کی حرمت بھی شریعت سے ثابت ہوگئی ہے اسیطرح بہتیرون نے بعض اہل ارشاد کے توسع محدود و محمود کی محض صورت دیکھکر اس بحث مین بھی غلطی کھائی ہے کہ ہر طالب بیعت کو مرید کرلیا جاے عام ہے کہ اہل ہو یا نااہل متکبر ہو یا خاشع و متواضع حقیقت مین اللہ کے نام کا طلبگار ہو یا دیکھے دکھائے اور سُنے سُنائے خواہش ظاہر کرنے لگا ہو حالانکہ نااہل کو علم پڑھانیکی ممانعت خود جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حدیث مین فرمائی ہے کہ جو اہل نہین اُسکو پڑھانا گویا خنزیر کے گلے مین جوتیون کا ہار پہنانا ہے خصوصًا علم باطنی جو افضل العلوم اور خلاصہ عالم و عالمیان صاحب عز و شرف علم الٰہی ہے اُسکو عام بنا دینا اور کس و ناکس یعنی اہل و نااہل کی تمیز اُٹھا دینا بدترین معصیت اور شان ارشاد کے بالکل خلاف ہے جس حکیم اُمت مین نہ استعداد اور قابلیت فہم و معرفت نہین وہ حاذق اور سند ارشاد راہبری کا اہل نہین اور جس طبیب روحانی مین تشخیص نہین اُسکا معالجہ ناکافی مطب غیر مفید اور نسخہ نویسی و مداوا ناکمل بلکہ مضر ہے

اس زمانہ مین دنیا کے اندر اکثر سایل وہ ہین جو محض صورت سوال اور باوجود عدم احتیاج کے اپنے کو محتاج و تنگدست بنائے ہوئے ہین اس سوال پیشہ جماعت کو بھیک دینا شرعًا حرام و معصیت ہے اسی طرح اس عصر پرفتن مین بہتیرے طالب حق وہ ہین جنکو حق کی طلب کے معنی بھی معلوم نہین ہوائے نفسانی کا نام طلب رکھ لیا اور اس پاک فن کو منجملہ دیگر رسومات عادیہ کے ایک رسم ٹھیرالیا ہے کسی شے کی طلب اُسکے حصول کی جن تدابیر اور اسباب کے اختیار کرنے پر مجبور بنا دیتی ہے اگر ان طالبون کو معلوم ہوجائے تو واللہ طلب کا نام بھی لینا چھوڑدین۔ اگر کوئی شخص کہے کہ مین اولاد چاہتا ہون مگر جسوقت اس سے کہا جاے کہ نکاح کرنا پڑیگا مہر دینا ہوگا بی بی کے نان نفقہ کی فکر کرنی ہوگی اُسوقت گھبرا اُٹھے اور کہے کہ ان بکھیڑون سے معاف رکھئے پس ایسے شخص کی طلب طلب نہین بلکہ بوالہوسی ہے ایسے ہی بیعت کا طالب جسوقت ظاہر کرے کہ مین وصول الی اللہ تعالیٰ چاہتا ہون مگر جسوقت اسکے کان مین ڈالا جاے کہ اپنے کو ملیامیٹ کرنا پڑیگا شب و روز ایک دُھن مین لگنا ہوگا

قدم قدم پر سنت کے اتباع اور جواز و عدم جواز کی محافظت و مراعات کرنی پڑیگی اُسوقت یہ کہے کہ بس
جناب تو یون کہئے کہ ہاتھون مین اور پیرون مین بیڑیان ڈالکر جیلخانہ مین مقید ہونا پڑیگا معاف کیجئے
ہمسے تو دو وقت کھانیکی برسون سے پڑی ہوئی عادت بھی نہین چھوٹ سکتی پس ایسے شخص کو طلبگار
کہنا جہل مرکب ہے ہان بوالہوس کہین تو بجا ہے۔

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ کے یہان اسی طلب کا امتحان ہوتا تھا۔ اسی ایک کسوٹی پر جو شخص کھرا
اور خالص اُترا وہ سلسلہ مین داخل ہوا اور کچھہ نہ کچھہ لے ہی آیا اور جو کھوٹا نکلا وہ بدنصیب بیعت ہی
سے محروم نہین رہا بلکہ اُس لازوال دولت سے محروم رہا جسکی طلب کا مدعی ہوا تھا۔ اس باطنی امر مین
امتحان کے اندر کامیابی یا ناکامی کا عوام پر ظاہر ہونا کچھہ ضرور نہین ہے حکیم اُمت شیخ کی بصیرت کا ادراک
کافی ہے پس ہمین ضرور نہین کہ جہان حضرت نے بیعت لینے سے انکار فرمایا ہے سب جگہہ وجہ اور سبب تلاش
کرین اور جدا جدا علت و کھوٹ بیان کرین۔

غربا و مساکین کی مراد آپکے دربار مین عموماً جلد پذیرا ہوتی اور امراء و رؤساء کو ذرا تامل کے بعد بیعت
فرمایا کرتے تھے بلکہ حتی الوسع بچتے اور احتیاط و احتراز مناسب سمجھا کرتے تھے ذی وجاہت اور
خاندانی لوگون مین چونکہ عموماً نخوت کا اثر ہوتا ہے اسلئے اُنکی بیعت بھی آپکے ہاتھ پر بدشواری ہوتی
تھی مستورات کے بیعت فرمانے مین اکثر آپکو مطلق تامل نہین ہوا جب کوئی سوال کرتا آپ منظور
فرماتے اور توبہ کرادیا کرتے تھے مگر پردہ کے پیچھے بٹھاتے اور ہمیشہ نظر سے اوجھل رکھا کرتے تھے کبھی
رومال کا ایک گوشہ خود تھامتے اور دوسرا گوشہ بیعت ہونیوالی کے ہاتھ مین پکڑا دیتے اور کبھی اس علاقہ
سے بھی احتیاط فرمایا کرتے تھے مولوی نظر محمد خان صاحب فرماتے ہین کہ میری اہلیہ جسوقت آپ سے
بیعت ہوئین تو چونکہ مجھے طبعی طور پر غیرت زیادہ تھی اسلئے عورت کا باہر آنا یا کسی اجنبی مرد کو آواز سُنانا
بھی گوارا نہ تھا اسوقت بھی یہ وسوسہ ذہن مین آیا کہ حضرت میری اہلیہ کی آواز سنینگے مگر یہ حضرت کی
کرامت تھی کہ کشف سے میرے دل کا وسوسہ دریافت کیا اور یون فرمایا کہ اچھا مکان کے اندر بٹھلا کر
کواڑ بند کردو چنانچہ مین نے ایسا ہی کیا جب حضرت گھر مین تشریف لائے تو اُس مکان کے دروازہ کی
جانب پشت کرکے بیٹھ گئے جہان میری اہلیہ بیٹھی تھی اور کپڑا بھی نہین دیا بلکہ زبانی اسطرح فرمایا کہ "دیکھو
جو کچھہ مین کہون تم بھی وہی کہتی رہنا مگر آواز تمھاری میرے کانون تک نہ آوے" بچون کو بیعت

کرنیکی آپکی عادت مطلق نہ تھی اگر کوئی خادم اپنے بچہ کو لاتا اور عرض کرتا کہ اسکو بیعت فرما لیجیے تو اسکے سر پر ہاتھ رکھا برکت و صلاحیت کی دعا فرماتے یا کچھ پڑھکر دم بھی کرتے اور یون فرمایا کرتے تھے کہ جب وقت آئیگا دیکھا جائیگا ابھی یہ کیا جانے پیری مریدی کیا شے ہے؟

مستورات کا بلا ضرورت شدیدہ سفر کرنا چونکہ آپکو ناگوار تھا اسلئے بیعت کی غرض سے عام عورتونکا گنگوہ آنا بھی آپکو زیادہ پسند نہ تھا اگر اپنے شوق سے کوئی آگئی تو آپ اُس سے ناراض بھی نہین ہوئے کہ دلشکنی ہو اور نہ آئی تو آپنے اس طرح جواب لکھوا دیا کہ یہان آنے اور خواہ مخواہ سفر کرنیکی ضرورت نہین ہے بس مین نے تمہین بیعت کرلیا" یہ بیعت عثمانی کہلاتی ہے اور شرفا کی مستورات مین اس نوع کی زیادہ مثالین ملینگی۔

بیعت سے قبل اکثر طالبین کو آپ استخارہ کا حکم دیتے اور یون ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ بطریق مسنون اس نیت سے دو رکعت پڑھو اور دعائے استخارہ وہی ہی جو حدیث مین آئی ہے یعنی اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ الخ استخارہ کے بعد جب دوبارہ خواہش ظاہر کرتا تو آپ اُسکو بیعت فرما لیتے تھے بعض لوگون کو آپنے دو دو بلکہ تین تین مرتبہ استخارہ کرایا اور پوری پختگی اور سچی طلب ظاہر ہونے پر سلسلہ مین داخل فرمایا ہے۔

ذی شعور یا پڑھے لکھے جسوقت آپ سے بیعت ہونا چاہتے تو اول آپ اُنکو ٹالتے اور یہ فرما کر مجھے کیا آتا ہے اور یہان کیا رکھا ہے اُنکی طلب کا پہلا امتحان لیا کرتے تھے اگر اسپر بھی اُنکی خواہش قائم رہتی تو پھر اُنکو بیعت کی غایت سمجھاتے اور یون فرمایا کرتے تھے کہ بیعت کا مقصود تو یہ ہے کہ آدمی کچھ کرے اور دو چار مہینہ یہان آکر رہے اگر یہ نہ کرسکے تو پھر مرید ہونے سے کیا نفع؟ اسکے بعد اگر سایل کا سوال پھر ہوا کہ حصول برکت سلسلہ بھی بڑا نفع ہے تو آپ اسکو داخل سلسلہ فرماتے اور توبہ کرا دیا کرتے تھے طلبہ کو جبتک کہ علم دین مین کتب درسیہ ختم نہ کرلین آپ بہت کم بیعت فرماتے بلکہ یون کہئے کہ بیعت ہی نہین فرماتے تھے ایکبار کوئی طالب العلم پانی پت سے آیا آپنے فرمایا اول تحصیل ختم کرو اسکے بعد دیکھا جائیگا طالب علم کی عموماً حجت کرنیکی عادت ہوتی ہے اسلئے انہون نے بھی عادت سے کام لیا اور کہا کہ حضرت فراغت کے بعد خدا جانے کیا ہو کون مرے کون جیے" آپنے فرمایا دین کا کام بند نہین رہتا اگر تمہین توفیق ہوئی تو میرے بعد دوسرے تمہین بیعت کرینگے" طالب العلم نے پھر جواب دیا کہ

حضرت ممکن ہے کہ مین ہی مرجاؤن آپ نے فرمایا "طلب مین مرجاؤگے تو اچھا ہے اجر ملیگا" جب اسپر بھی
طالبعلم کی تقریر ختم نہوئی اور بار بار یہی سوال ہوا کہ میرا جی چاہتا ہے مجھے تو مرید کرہی لیجیئے تو آپکو غصہ
آگیا لیٹے سے اوٹھ بیٹھے اور فرمایا تم طالبعلم ہو اچھا بتاؤ مرید کے کیا معنی؟ طالبعلم نے جوابدیا کہ "ارادہ
کرنیوالا کسی کام کا" آپ نے فرمایا جبھی تو کہتا ہون تمھین ابھی مرید کے معنی بھی نہین معلوم اور مرید ہونے
آگئے یہ باب افعال ہے ہمزہ سلب کا ہے مرید کے معنی ہین مسلوب الارادہ کہ جو پیر کہے وہی مان لے!
اپنی طرف سے ارادہ ہی نہ کرے" اس تقریر پر طالب علم نادم اور خاموش ہوگئے پھر نہین کہا کہ مجھے مرید
کر لیجیئے۔ اکثر طلبہ کی عادت تھی کہ مدرسہ سے فارغ ہوکر سند لیتے اور وطن جاتے وقت حضرت کی خدمت مین
بیعت ہونے حاضر ہوتے تھے کہ چلتے چلاتے اس سے بھی فارغ ہولین یہ طلب بھی حضرت کے نزدیک معتبر
نہ تھی اکثر ناپسند فرماتے اور بہتیرون کو صاف انکار بھی فرمادیتے تھے خصوصاً بنگالیون مین یہ شان زیادہ
تھی اور اسپر طرہ یہ تھا کہ بعض بعض محض بیعت پر وطن جاکر دوسرونکو مرید بنانے لگتے تھے ایکمرتبہ کسی شخص کے
اس حال کی حضرت کو اطلاع ہوئی تھی آپکو غصہ بھی آیا اور رنج بھی بہت ہوا اسکے بعد بنگالیون کو بیعت
کرنے مین عموماً آپ تامل فرمانے لگے کئی بار یون ارشاد فرمایا کہ "یہ لوگ گھر جاکر پیر بنجاتے ہین خود گمراہ ہوتے
اور مخلوق کو گمراہ کرتے ہین"۔

بیعت کو باوضو آپ محبوب سمجھتے تھے اور چونکہ آپ اکثر باوضو رہتے تھے اسلیئے بیعت کا آپ کے یہان
کوئی وقت مخصوص نہ تھا جسوقت بھی آپ کا منشا ہوا طالب کو وضو کرنیکا حکم دیا اور جب وہ وضو کرکے حاضر ہوا
تو آپنے توبہ کرادی مگر پھر بھی صلوٰۃ مکتوبہ کے بعد خصوصاً عصر یا جمعہ کے بعد آپ اکثر بیعت فرمایا کرتے تھے۔

جس خوش نصیب کی تقدیر مین آپکے دامان عاطفت سے وابستگی حق تعالیٰ نے لکھدی تھی وہ آپکے
ہاتھ پر بیعت ہوئے انفراد یا اشتراک کی کوئی قید ملحوظ نہوئی کبھی آپنے ایک ہی کو بیعت فرمایا اور کبھی آٹھ
آٹھ دس دس لوگون کو ایکبار توبہ کرادی اور کسی وقت تو بیعت ہونیوالون کی تعداد بیسیون تک پہونچ
گئی ہے آپکی اکثر یہ عادت تھی کہ طالبین کے دونون ہاتھ ملاکر اپنے دونون ہاتھون کے درمیان تھام لیتے اور
کئی آدمی ہوتے تو سب کے ہاتھون کو باہم ملاکر ہر دو دست مبارک کے بیچ مین لے لیتے تھے مگر بعض وقت اسکا
بھی التزام آپنے توڑ دیا ہے طالبین کے مجمع کو سامنے بٹھاکر توبہ کرادی اور داخل سلسلہ فرمالیا ہے۔

بیعت کرتے وقت عموماً آپ کے الفاظ ایک ہوتے تھے ہان اگر کسی طالب مین کوئی خاص مضمون

قابل اصلاح سمجھا یا کسی خاص معصیت میں ابتلا محسوس فرمایا تو الفاظ معمولہ کو کچھ بدلا اور حسب حال توبہ کے لفظ کہلوائے ہیں اور بیعت کے بعد بھی خصوصیت کیساتھ اُسی امر کی نصیحت فرمائی ہے جسکی اس موقع پر خاص ضرورت دیکھی یعنی اگر کوئی مرید ہوا اور ایسا شخص ہوا کہ حج نہیں کیا یا زکوۃ نہیں دیتا تو اسی کی نصیحت فرمائی اور اگر کسی بدعتی خاندان کا ہوا تو بدعت کے متعلق وعظ فرمایا غرض چونکہ مقصود اصلاح حال اور مافات کی تلافی تھی عبارت کا دوہرانا یا الفاظ رٹانا اور کہلوانا مطلوب نہ تھا اسلئے ہمیشہ اور ہر جگہ ایک طریق آپنے کافی نہیں سمجھا تاہم جن الفاظ سے آپ تجدید ایمان اور توبہ کا عہد و پیمان کرایا کرتے تھے وہ اسدرجہ جامع مانع تھے کہ تمام ضروریات پر مشتمل تھے اسلئے فرق کی شاذ و نادر حاجت پیش آتی تھی۔

بیعت حقیقت میں تجدید توبہ کا نام ہے جسپر اللہ کے مقبول بندہ شاہد عدل یعنی شیخ کو گواہ بنایا جاتا ہے اسلئے اس مضمون میں آپ شرع کے پابند بنکر اُسی آیت مقدسہ کا ترجمہ کیا کرتے تھے جو حق تعالیٰ نے اسی ضرورت کیلئے قرآن میں نازل فرمائی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول رہا جب وقت آپ کسی کو بیعت فرماتے تو گردن نیچے جھکا لیتے اور طالب کو مخاطب بنا کر یوں فرمایا کرتے تھے "کہو ایمان لایا میں خدا پر اُسکے فرشتوں پر اُسکی کتابوں پر اُسکے نبیوں پر اور تقدیر پر کہ بھلا برا سب خدا ہی کیطرف سے ہے اور مر نیکے بعد زندہ ہو نیپر اقرار کی میں نے کفر سے شرک سے بدعت سے اور ساری معصیت سے عہد کیا میں نے جھوٹ نہیں بولونگا چوری نہیں کرونگا زنا نہیں کرونگا کسی پر جھوٹا بہتان نہیں باندھونگا پانچ وقت کی نماز پڑھونگا رمضان کے روزے رکھونگا اگر مال ہوگا تو حج کرونگا زکوۃ واجب ہوگی تو زکوۃ دونگا اگر کوئی قصور ہو جائیگا تو فوراً توبہ کرونگا بیعت کی میں نے رشید احمد کے ہاتھ پر خاندان چشتیہ نقشبندیہ قادریہ سہروردیہ میں۔

اسکے بعد آپ ہاتھ چھوڑ دیتے اور مختصر مگر جامع نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ بیعت نام عہد کا ہے جو خدا سے کیا جاتا ہے سو اسکا دھیان رکھنا چاہئے کہ ٹوٹنے نہ پائے اصل بیعت یہی ہے کہ آدمی اپنے وعدہ کا پکا رہے اور حق تعالیٰ کی رضا کا طالب رہے سنت کا اتباع ہر وقت ملحوظ رکھے اس سے قدم نہ ہٹائے اسکے بعد بزرگوں نے جو طریق ذکر شغل کا تجویز کیا ہے وہ اسی کی مضبوطی کیلئے ہے جسکو ہمت ہو وہ کرے اور نہ ہو سکے تو اپنی نماز روزہ کو درست رکھے یہی سب کچھ ہے بیعت کیوقت اپکا گردن مبارک جھکانا اُس باطنی توجہ کیلئے ہوتا تھا جسکی ہر وقت اور اس حالت میں خصوصیت کیساتھ طالب کو ضرورت ہوتی ہے اپکی اس گردن جھکانیکا ثمرہ آج نظر آتا ہے کہ وہ شخص جسکو اسوقت کے علاوہ

کبھی دوسرے وقت آپکی زیارت کا بھی اتفاق نہین ہوا وہ بھی اس معاہدہ کا پاس ولحاظ کسی نہ کسی درجہ مین ضرور لئے ہوئے ہے خدا ہی خوب جانتا ہے کہ اس توجہ مین کیا مقناطیسی اثر تھا جس نے سیکڑون سخت دلون کو ایک نگاہ مین آپکا اسدرجہ عاشق بنادیا کہ آج انکی نظرین آپکو ڈھونڈھتی پھرتی ہین منشی ممتاز احمد صاحب محرر مال تحصیل آنولہ کی جو تحریر میرے پاس آئی ہو اُسمین وہ خود لکھتے ہین کہ مجھے صرف ۱۱ جمادی الاول ۱۳۲۲ ہجری کو حضرت کی زیارت کا اتفاق ہوا اُسیدن مین بیعت ہوا اور واپس چلا آیا اسکے بعد حاضری نصیب نہوئی مگر اسپر بھی انکی تحریر کا لفظ لفظ پکار رہا ہو کہ حضرت امام ربانی معشوق ہین اور وہ عاشق آپ مطلوب ہین اور وہ طالب چنانچہ ایک رباعی جو اسی حالت مین اُنہون نے لکھی ہے ہدیہ ناظرین ہے۔ رباعی

گنگوہ مین ایک خدا رسیدہ دیکھا	اللہ کا برگزیدہ بندہ دیکھا
کیا وصف کرون مین اُسکا ممتاز	انسان کی شکل مین فرشتہ دیکھا

حضرت امام ربانی کی ہمیشہ عادت تھی مجھے علم نہین کہ کبھی اسکا خلاف ہوا ہو آپ اپنے متوسلین سے تعارف حاصل فرماتے اور کیسا ہی اجنبی شخص کیون نہ مرید ہو کم سے کم اُسکا نام ضرور دریافت فرمالیا کرتے تھے اسکے بعد اگر کوئی مرید کچھہ پڑہنے کیلئے دریافت کرتا تو حدیث کے اوراد تعلیم فرماتے اور یون ارشاد فرمادیا کرتے تھے کہ اپنی گنجایش دیکھ لینا جتنا ہوسکے اوتنا کرنا چاہیے تھوڑا ہو مگر ہمیشہ ہو نباہ بڑی چیز ہے یہ بات ٹھیک نہین کہ آج کیا اور کل چھوڑا کوئی کام ٹھانے بغیر نہین سنورتا خاصکر دین کا کام اسمین تو بڑی پختگی کی حاجت ہے پیر کی مٹھی مین کچھہ نہین دہرا ہوتا کہ مریدون کو پکڑا دے پیر کا کام تو بتادینا ہے کرنا اپنا کام ہے بندہ سے جو کچھ ہوسکے کرے اور کوتاہی کی توبہ کرتا رہے کہ بشر ہر وقت خطاوار ہے۔

دیہاتی مخلصین جو آپکی خدمت مین حاضر ہوتے آپ اُن سے بہت ہی بشاشت کیساتھ باتین کیا کرتے تھے اور چونکہ صحابہ کرام کی سادگی کا نمونہ آپکو انہین مین نظر آتا تھا اسلئے جب کسی گاؤن کا کوئی باشندہ آپکی خدمت مین حاضر ہوتا تو یون معلوم ہوتا کہ آپنے اپنے ہمجنس کو پالیا عموماً آپ انکے ساتھ دیہاتی زبان مین گفتگو فرماتے اور بہت ہی سادہ عام فہم چھوٹے چھوٹے لفظ استعمال فرمایا کرتے تھے یہ نظارہ بھی حیرت انگیز اور فرحت بخش اور دیکھنے کے قابل ہوتا تھا مخلص بے ریا سادے اور بے تکلف خادم جس بے تکلفی کیساتھ امام ربانی سے گفتگو کرتے تھے اُسکو شاید شہری حضرات معیوب اور کسی درجہ مین گستاخی سمجھتے ہون مگر سچی بات یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مبارک کا نمونہ اُسوقت آنکھون کے سامنے پھر جاتا تھا اور

ان مبارک قدمون کے طفیل حاضرین کو اکثر ظاہری و باطنی وہ منافع حاصل ہوجاتے تھے جنکا حصول اس صورت
کے بغیر دشوار تھا۔ اس جماعت کو حق تعالی نے اسدرجہ بھولا بنایا ہے کہ بعض دفعہ حمق کہلاتا اور مدعی تہذیب
گروہ کے خیال مین بے ادبی وحیوانیت معلوم ہوتا ہے ایکبار بھرے مجمع مین حضرت کی کسی تقریر پر ایک نوعمر
دیہاتی نے بے تکلف پوچھ بیٹھا کہ حضرت جی عورت کی شرمگاہ کیسی ہوتی ہے؟ اللہ ری تعلیم سب حاضرین نے گردنین
نیچے جھکالین مگر آپ مطلق چین بہ جبین نہوئے بلکہ بیساختہ فرمایا جیسے گیہون کا دانہ۔ کنج وکاؤ اور تصنع و
بناوٹ کی منافقانہ جہلک سے چونکہ یہ جماعت عموماً محفوظ ہوتی ہے اسلئے انکے بیعت کرنے مین کبھی حضرت
کو تامل فرماتے نہین دیکھا اکثر جمعہ کی نماز کیلئے یہ لوگ گنگوہ آتے اور بعد فراغ گوہار کی گوہار حضرت کیخدمت
مین جمع ہوجاتے تھے "حضرت جی سلام" کہا اور جہان جگہ پائی بیٹھ گئے جو مسئلہ پوچھنا ہوا کھول کھولکر
پوچھا اور جو شبہ رفع کرنا ہوا صاف صاف رفع کیا جو کوئی نیا آیا اور بیعت ہونا منظور ہوا وہ پاس آبیٹھا
اور کہا کہ حضرت جی مجھے مرید کرلو اُسیوقت حضرت اُسکو توبہ کراتے اور سلسلہ مین داخل فرمالیتے تھے ایک مرتبہ
چند دیہاتی آپسے بیعت ہوئے اور مسئلہ مسائل پوچھکر تھوڑی دیر بعد رخصت ہوئے کندھون پر لاٹھیان رکھ
"حضرت جی سلام" کہتے ہوئے چلدئے سلام کے جواب مین امام ربانی کے چہرہ اور لہجہ سے بشاشت ٹپکتی تھی جب وہ
چلے گئے تو آپنے فرمایا "بس بیعت توانکی ہے کہ سہلا ڈھونڈھ لیا اور بیفکر ہوگئے" منتسبین سے نذرانہ قبول فرمانے
مین بھی حضرت قدس سرہٗ کا انداز مختلف دیکھا گیا کسی کی نذر بخوشی قبول فرماتے اور کسی کی بالکل رد کرتے اور
صاف انکار فرمادیا کرتے تھے البتہ بعض مخلص حاجتمند خدام جسوقت کچھ پیش کرتے تو اوّل آپ انکار فرماتے کہ
مجھے حاجت نہین اور تم حاجتمند ہو اپنے صرف مین لاؤ مگر جب دیکھتے کہ خادم کا دل ٹوٹتا اور روئے دیتا ہے تو
آپ قبول فرمالیتے اور لیکر پاس رکھ لیا کرتے تھے۔

غیبی فتوحات سے حضرت امام ربانی کو نفرت نہ تھی متوکل کی شان یہی ہے کہ جو شے بلا طلب ملے اُسکے
لینے سے ناک نہ چڑھائے کہ نعمت رب ہے کسی وقت استغنا نہین ہوسکتا ہان اگر نہ ملے تو نفس کو اُسکے پیچھے
نہ لگائے سو یہ شان جسدرجہ حضرت امام ربانی مین پائی گئی شاید دوسرے مین کم نظر آیگی باوجودیکہ آپ کے
متوسلین مین اکثر خدام گویا آپکے جان نثار عاشق تھے مگر ایک دفعہ بھی ایسا نہ ملیگا کہ کبھی کسی خادم سے آپنے
کسی خاص شی کی فرمایش کی ہو یا اپنی حاجت وضرورت ظاہر فرماکر جتایا ہو کہ کچھ معاونت وصلہ کرین ہان
جو کوئی اخلاص کیساتھ بطور خود اور بطیب نفس کچھ لے آیا تو اُسکو آپنے رد بھی نہین فرمایا لیا اور ایسی بشاشت

کیساتھ لیا کہ دینے والیکا جی خوش ہوگیا۔

آپ کا قلب چونکہ محبت خدا و رسول کی لازوال دولت سے مالا مال تھا اسلئے دنیا اور دنیا کے فانی مال و متاع سے آپکو استغناء تام حاصل تھا۔ غناء قلبی کا اثر آپکے چھپائے چھپ نہ سکتا تھا ہر چند کہ ہدایا اور تحایف کے بخوشی قبول فرمانے سے آپ استغنا کی اندرونی کیفیت کو مستور و مخفی رکھنے کی بہتیری کوشش فرماتے تھے مگر جو پیمانہ کسی خاص شراب سے لبریز ہوچکا ہو اسکا چھلکنے اور اپنی مہک پھیلائے بغیر رہنا دشوار ہے آخر عمر مین آپ بہتیرے مخلصین کے تحائف و ہدایا اور نذرون کے قبول فرمانے سے بھی گھبرانے اور صاف انکار فرمانے لگے تھے ایکمرتبہ مولوی اسمٰعیل صاحب نے نذر پیش کی اور چونکہ بچپن سے مورد عنایات خاصہ رہے اسلئے کرمہائے تو مارا کرد گستاخ بار بار باصرار عرض کیا کہ یہ تو آپکو لینی ہی ہوگی مگر آپنے نہ مانا اور ہر بار یہی فرمایا میان مجھے ضرورت نہین ہے ایک دوسرے مخلص نے نذر گزرانی تو انکو بھی آپنے انکار فرمادیا اور یہ الفاظ کہے مجھے حق تعالی نے اتنا دی رکھا ہی کہ مجھسے اور میرے مہمانون سے کھایا بھی نہین جاتا مین لیکر کیا کرونگا" تیسرے خادم سے جبکہ انکی نذر بھی منظور نہوئی یہ ارشاد فرمایا اس سے کیا نفع کہ اسکو بھی دوسرے روپیون مین ملاکر رکھدون تمہارے تو اب سے بیسیون کام نکلینگے میرے پاس بجز جمع کرنیکے کس کام مین آئیگا؟ آخر جب انکا اصرار بہت ہی زیادہ ہوا تو آپنے روپیون پہ ہاتھ رکھدیا اور فرمایا لو بس مین نے لے لی اب اسکو میری طرف سے تم لیکر بال بچون مین خرچ کردو۔

زمانہ کی رسم کے موافق بیعت کے وقت مٹھائی کا ہونا آپکو پسند خاطر نہ تھا بلکہ اسکا اہتمام و التزام بدعت سمجھتے تھے اسلئے عموماً آپکے ہاتھ پر بیعت ہونا نہایت سادہ ہوتا تھا جسوقت مناسب سمجھا طالب کو بلاکر بطریق مسنون آپنے بیعت فرمالیا ہان اگر اخلاص کیساتھ بسہولت تھوڑی بہت مٹھائی کوئی شخص لے آیا تو مجمع پر اسکو تقسیم کردینے مین آپنے مزاحمت نہین فرمائی غرض ہر انداز مین وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ کا نور جگمگاتا اور ہر امر مین سادگی تھی کہ محب سنت قلب بیچین ہو ہوجاتا تھا بقول شاعر؎

اس سادگی پہ کون نہ مرجاے اے خدا	لڑتے ہین اور ہاتھ مین تلوار بھی نہین

حضرت امام ربانی کے متوسلین کی جماعت مین افراد عالم کے چیدہ اور ایسے منتخب حضرات موجود ہین کہ ایک ایک فرد پر جماعت کا اطلاق صحیح اور جم غفیر کا مصداق بنانا مسلم ہے خصوصاً وہ علماء ربانی کہ جنکی شان مین فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلَى أَدْنَاكُمْ حدیث مین وارد ہوا اور جنکے بارے مین فَقِيْهٌ وَاحِدٌ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہو باغ عالم مین نہال اسلام کا

گروہ اگر تختۂ گلاب ہے تو امام ربانی کے فیض و سند یافتہ متوسلین کا ہر ہر فرد بمنزلہ روح گلاب ہے جسکا ایک قطرہ منون اور ان گنت پھول کی پتیون کا خلاصہ و ماحصل ہو چہ جائیکہ گنتی اور شمار کے اعتبار سے بھی آپکے متوسلین کی تعداد غالبًا پچاس ہزار سے کم نہوگی جنمین کئی ہزار سے زیادہ حاملین علم دین علماء و طلبہ شامل ہین۔ آپکے یہان کوئی رجسٹر نہ تھا جسمین متوسلین کے نام درج ہوتے ہون اسلئے صحیح تعداد کا بیان کرنا محال ہو مگر آپکی عمر شریف کا پچاس سال سے زیادہ زمانہ مخلوق کی رہبری اور دستگیری مین صرف ہوا اس دراز مدت مین اکثر دن ایسے واقع ہوئے ہین جنمین پچاس پچاس سے زیادہ طالبین کو آپنے بیعت فرمایا ہے آخر عمر مین جبکہ آپکا مرجع خلائق ہونا عالم پر کھلگیا تھا اسوقت مخلوق کی گنگوہ کیجانب مستانہ وار گروہا گروہ لپکنے اور مرکز دائرہ ارشاد کی طرف جوق جوق کھنچے ہوئے چلے آنیکی جو کیفیت تھی اُسکا احصاء و شمار کسی سے ہو نہین سکتا آپکے خلفاء اور چند مشاہیر متوسلین کے نام باب آئندہ مین بیان ہونگے مگر یہان صرف اتنا ظاہر کرنا ہے کہ جو پاکباز جماعت آپکے دامان عاطفت سے بلاتوسط وابستہ ہے اُسمین زیادہ تر علماء ہین اور سب سے کم امراء باقی شہری و دیہاتی شرفاء و صلحاء تاجر و زمیندار مزدور و کاشتکار اہل حرفت و صنعت ہر ملک اور ہر صوبہ کے آپ کے متوسل اور منتسب ہین۔ آپکی ہدایت عامہ اور قطبیت نے فیضان سے ہندوستان ہی نہین بلکہ سرزمین کا خلاصہ اور اصل الاصول ملک حجاز بھی بہرہ مند ہوا۔ ہند کی زرخیز زمین کے آفاق و اطراف اور ساتون صوبون مین کوئی کنارہ ایسا باقی نہین جہان آپکا انتساب نہ پہونچا ہو بنگال و پنجاب جسطرح اس دریائے مواج سے سیراب ہوئے اسی طرح سندھ و دکن اور مدراس و ممالک متوسط سرسبز و شاداب ہوئے اس احاطہ اور خصوصًا اُن چند اضلاع کا تو پوچھنا ہی کیا ہے جہان سے مخدوم العالم نے مسکن بنایا انکو جسقدر قرب و اتصال بھی حاصل تھا۔

بمقتضائے اِنَّ الْاِسْلَامَ بَدَءَ غَرِيْبًا وَسَيَعُوْدُ كَمَا بَدَءَ بیکس و غریب الوطن مذہب اسلام اور بے یار و مددگار جاوید نعمت کے متعلق ہمیشہ یہی حالت رہی کہ فقراء و مساکین ہی نے دامن پھیلانے اور سمیٹ سمیٹ کر پلے باندھنے مین جلدی کی ہے اسلئے مشکوٰۃ نبوت سے روشن ہونیوالی گنگوہی شعل کا چمکتا نور بھی زیادہ تر انہین مین پھیلا اُمراء و متمولین جنکو فنا ہو جانیوالی ہیچ در ہیچ لذتون مین مشغولیت کے باعث اس جانب نگاہ کرنیکی فرصت ہی نہین ملی وہ عالمتاب آفتاب کے نور سے مستفیض نہوسکے الا من شاء اللہ بس رئیس یا رئیسہ کو قسّام ازل نے فقر و مسکنت کی محبت کے باعث اُسی زمرہ مین شمار کیا ہے جنکی شان مین

سرور عالم نے فطوبیٰ للغربآء ارشاد فرمایا ہے وہ بیشک آسمانی خوان کی پایدار لذت سے بہرہ مند اور مستفیض ہوئے ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ؁

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ ہر قوم کے معزز امیر کا اکرام کریں خصوصاً وہ امیر جو خاص اپنی جماعت کا ہو اسلئے اعلیٰ طبقہ رؤسا ء و والیان مملکت میں حضرت امام ربانی کی بیعت کا شرف حاصل کرنیوالوں میں اگر مثال بیان کیجائے تو جناب نواب **سلطان جہان بیگم** صاحبہ فرمانروائے ریاست بھوپال خلد اللہ ملکہا کی بیعت کا قصہ ہدیہ ناظرین ہوگا کہ حق تعالیٰ نے رئیسہ ممدوحہ دام اقبالہا کو دنیاوی جاہ و اقتدار اور شاہانہ عزت وجلال کیساتھ دین کی سدا بہار عزت کیساتھ بھی مالامال فرمایا اور فقراء وصلحاء کی محبت کا یہ ثمرہ ملا کہ تخت وتاج حاصل ہونیکے اگلے سال مخدوم العالم قطب الوقت شیخ سے بیعت عثمانی کا شرف حاصل ہوا

سرکار عالیہ کو ابتداء زمانہ ولیعہدی سے شیخ کامل کی تلاش تھی اور اس خیال میں تھیں کہ مکہ معظمہ کا سفر نصیب ہو تو اعلیحضرت حاجی **امداد اللہ** شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت کریں مگر ادھر ممدوحہ کو سفر حجاز میں عجلت کا موقع نہ ملا اور اُدھر اعلیحضرت وصال فرماگئے اسلئے اب رئیسہ ممدوحہ کو اعلیحضرت کے خلفاء میں حضرت امام ربانی قدس سرہ کے سوائے کسی کی طرف عقیدت نہوئی چنانچہ مراسلت شروع ہوئی اوّل حضرت امام ربانی نے حسب عادت انکار فرمایا اور درخواست کے جواب میں ملیح طرز سے طلب کا امتحان لیا مگر خوش نصیب وعفت مآب خاتون کی طلب حقیقت میں تھی اور پختہ طلب تھی اسلئے درخواست پر اوائل ربیع الثانی سنہ ۱۳۲۳ ہجری نبوی میں حضرت کے مخلص متوسل جناب مولانا قاضی **محی الدین** صاحب مرادآبادی قاضی ریاست بھوپال ممدوحہ کا والانامہ لیکر وکیل وسفیر بنکر گنگوہ تشریف لائے اور حضرت قدس سرہ نے رئیسہ کی بیعت قبول فرمائی۔

میر منصب **علی** صاحب منشی دام مجدہٗ کی وساطت سے یکے بعد دیگرے دو خطوط اسی درخواست میں حضرت امام ربانی کے پاس پہونچ چکے تھے اُسکا جواب جو حضرت قدس سرہ کی طرف سے بھیجا گیا تھا چونکہ اسی میں والیہ ممدوحہ کی طلب کا امتحان تھا اسلئے اُسکو ہدیہ ناظرین کرنا مناسب معلوم ہوا وہو ہذا۔

از بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔ عنایت فرمائے برحال بندہ۔ بعد سلام مسنون الاسلام مطالعہ فرمایند بندہ بخیریت ہے آپ کیلئے دست بدعا ہے آپکا عنایت نامہ مشتملہ استدعائے بیعت نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ کئی روز ہوئے آیا تھا مگر چونکہ بمقتضائے سن وبوجہ عروض عوارض مختلفہ میری طبیعت مضمحل رہتی ہے نیز دربارہ تحریر جواب مجھے تردد بھی تھا اسلئے تحریر جواب کی ہنوز نوبت نہ آئی تھی کہ آپکا دوسرا عنایت نامہ بغرض تقاضا آیا

جواب آگیا اسلئے اب جواب لکھواتا ہون کہ بیعت دو وجہ سے کیجاتی ہے ایک تو بغرض تحصیل نسبت وحصول برکات طریقت۔ اسکے لئے ایک مدت دراز مرشد کے پاس رہنا ضروری ہی اور یہ ظاہر ہے کہ نہ مین وہان آسکتا ہون نہ بیگم صاحبہ کی یہان تشریف آوری مناسب ہے اور بدون اسکے یہ بیعت بیکار ہے دوسری بیعت بغرض شرکت وتعلق بزرگان جسمین محض دخول سلسلہ ہوتا ہے اور اسکو اول تو بندہ کچھہ مفید نہین جانتا دوسرا اسوجہ سے رئیسہ دام اقبالہا کو جو میرے حال پر نظر عنایت وتوجہ اور التفات ہوگی اُس سے مجھے سخت ندامت ہوگی نیز اسکی شہرت سے اہل حاجات بھی بندہ کو روز روز تنگ کرینگے جنمین سے کیسکی سعی وسفارش مناسب ہے گی کیسکی غیر مناسب پھر یہ کہ جب رئیسہ دام اقبالہا کو میرے ساتھہ محبت واخلاص ہی تو یہ تعلق واتحاد حاصل ہی بااینہمہ اگر اصرار ہو تو دو شرط سے مجھے منظور ہے ایک یہ کہ میرے ساتھہ قدیمی برتاؤ مین کوئی تفاوت نہ آوے اور میرے ساتھہ کسی قسم کی مروت واحسان نہو دوسرا اس امر کا اظہار نہو اگر یہ دونون امر منظور ہون تو مین اُنکی بیعت اس امر پر قبول کرتا ہون کہ اتباع سنت اور اجتناب بدعت کو اپنا شعار رکھین اور حق پرستی وعدل گستری وانصاف سے رعایا پروری مین مصروف رہین والسلام۔

اس والانامہ کے جواب مین قاضی محی الدین صاحب ممدوحہ کا جو مکتوب لیکر آئے یہ تھا۔

بجناب فضایل مآب حقیقت انتساب حضرت مولانا رشید احمد صاحب دام فیوضہ۔ بعد سلام سنت الاسلام انجاح مرام آنکہ۔ مکرمت نامہ سامی میرے منشی سید منصب علی کے نام صادر ہوا۔ اُسکے جواب مین منصب علی کا عریضہ اور مولوی محمد محی الدین احمد صاحب قاضی ریاست حاضر خدمت سراپا برکت ہوتے ہین میرا مدعا منصب علی کی نگارش اور قاضی صاحب معزکی زبانی گذارش سے مبرہن خاطر عاطر ہوگا امید ہی کہ انشاء اللہ تعالیٰ فیضان والا سے مستفید ومستفیض ہونگی باقی والسلام مع الاکرام فقط مورخہ دویم ربیع الثانی سنہ ۱۳۲۳ ہجری۔ | مہر |

رئیسہ عالیہ کی خوش تقدیری تھی کہ زیارت حرمین سے مشرف ہوکر قطب العالم قدس سرہ کے وصال سے دوماہ قبل اس امر سے وابستگی ہوگئی اگر خدانخواستہ آٹھہ ہفتہ کی تاخیر ہوجاتی تو ممدوحہ کا وہ افسوس دوچند ہوجاتا جو ۱۲ رجب الاخری سنہ ۱۳۱۰ ہجری کو اعلحضرت حاجی صاحب کے وصال پر ہوا تھا مگر فرخندہ بخت صاحب نصیب ممدوحہ کی تقدیر مین کاتب ازل نے دنیاوی زر ومال کے ساتھہ جاوید نعمت کے اس بھرپور خزانہ سے لامال ہونا چونکہ لکھدیا تھا اسلئے ممدوحہ سے اس گوہر شہوار کی تحصیل مین صبر نہو سکا اور پے درپے خطوط آتے رہے یہانتک کہ غالباً ۵ یا ۶ ربیع الثانی ۱۳۲۳ھ کو حضرت امام ربانی نے بشارت قاضی صاحب ممدوح بیعت کی قبولیت کا اظہار فرمایا اور اسی سال بتاریخ ۸ رجمادی الثانی کو رحلت فرمائے عالم جاودانی ہوئے۔

نسبتِ مسلسلہ و شجرات

دامن آن نفس کش را سخت گیر		نفس نتوان کشت الا ظل پیر

مخدوم العالم امام ربانی مرشدنا و مولانا الحافظ الحاج المولوی رشید احمد محدث گنگوہی قدس سرہ العزیز کو نسبت بیعت و ارتباط صحبت و خرقہ و اجازت حاصل ہے اعلیحضرت مولانا حاجی امداد اللہ شاہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے اور اعلیحضرت حاجی صاحبؒ کی نسبت و صحبت کا اتصال سرور عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک متعدد طرق سے ضیاء القلوب میں مذکور ہے ناظرین سوانح اور متوسلین آستانہ گنگوہیہ کی آگاہی کیلئے مختصراً عرض کرنا ضرور ہوا

(خاندان چشتیہ صابریہ قدس سرہم) امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد انصاری ایوبی نعمانی محدث گنگوہی

وصال ۸ جمادی الثانیہ ۱۳۲۳ھ مرقد گنگوہ

قدس سرہ از اعلیحضرت حاجی امداد اللہ شاہ فاروقی مہاجر مکیؒ از میانجیو نور محمد علوی جھنجھانویؒ از حاجی سید عبد الرحیم فاطمی شہید

۱۲ جمادی الثانی ۱۳۱۷ھ جنت المعلیٰ مکہ معظمہ — ۴ رمضان ۱۲۵۹ھ جھنجھانہ — ۲۷ ذیقعدہ ۱۲۴۶ھ

ولایتی از شاہ عبد الباری صدیقی امروہی از شاہ عبد الہادی صدیقی امروہی از سید عضد الدین از شاہ محمد مکی جعفری

۱ شعبان ۱۲۲۶ھ امروہہ — جمعہ ۱۴ رمضان ۱۱۹۰ھ امروہہ — ۲ رجب ۱۱۷۲ھ — ۱۱ رجب امروہہ

از شاہ سید محمدی از شیخ محب اللہ صدیقی الہ آبادی از شاہ ابو سعید نعمانی نوشیروانی گنگوہی از شاہ نظام الدین بلخی

۳ رجب ۱۱۰۷ھ اکبرآباد — پنجشنبہ ۹ رجب ۱۰۵۸ھ الہ آباد — ۲ ربیع الاول ۱۰۴۹ھ گنگوہ محلہ سراے — ۸ رجب ۱۰۳۶ھ بلخ

فاروقی از شاہ جلال الدین تھانیسری فاروقی از قطب العالم عبد القدوس گنگوہی نعمانی از شیخ محمد فاروقی ردولوی از شیخ احمد

جمعہ ۱۴ ذیحجہ ۹۸۹ھ تھانیسر — دوشنبہ ۲۳ جمادی الثانی ۹۴۴ھ گنگوہ سرائے — ۹۸۹ھ ردولی — ۱۴ صفر

فاروقی ردولوی از شیخ عبد الحق فاروقی ردولوی از شیخ جلال الدین محمد عثمانی پانی پتی از شیخ شمس الدین ترک علوی پانی پتی

ردولی — ۱۵ جمادی الثانی ۸۳۷ھ ردولی — ۱۳ ربیع الاول ۷۶۵ھ پانی پت — ۱۹ شعبان ۷۱۶ھ پانی پت

از امام الملت مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر حسینی از شیخ فرید الدین شکر گنج فاروقی از شیخ قطب الدین بختیار کاکی

۱۳ ربیع الاول ۶۹۰ھ پیران کلیر — ۵ محرم ۶۶۸ یا ۶۶۴ یا ۶۹۰ھ پاک پٹن — ۱۴ ربیع الاول ۶۳۳ھ دہلی

اوشی حسینی از امام الطریقہ خواجہ معین الدین حسن سنجری از شاہ ابو النور عثمان ہارونی از سید الدین حاجی شریف زندنی از

دوشنبہ ۶ رجب ۶۳۳ھ اجمیر — ۵ شوال ۶۳۳ھ مکہ معظمہ — ۳ رجب ۵۸۰ھ زندنہ (بخارا)

قطب الدین مودود چشتی حسینی از سید ناصر الدین ابو یوسف چشتی حسینی از سید ابو محمد محترم چشتی حسینی از سید ابو احمد ابدال حسنی

غرہ رجب ۵۲۷ھ چشت (خراسان) — یکم جمادی الاولیٰ ۴۵۹ھ چشت — ۴ ربیع الاول ۴۱۱ھ چشت — یکم یا ۲ جمادی الثانی ۳۵۵ھ چشت

از خواجہ شرف الدین ابو اسحاق شامی از خواجہ کریم الدین ممشاد علو دینوری از خواجہ امین الدین ابو ہبیرہ بصری از خواجہ

۱۴ ربیع الثانی ۳۲۹ھ مکہ (شام) — ۱۴ محرم ۲۹۹ھ — ۷ شوال ۲۸۷ھ بصرہ

سدید الدین حذیفہ مرعشی از سلطان العارفین ابو اسحاق ابراہیم بن ادہم فاروقی از خواجہ ابو الفیض فضیل بن عیاض

۱۴ یا ۲۴ شوال ۲۵۲ھ — یکم شوال ۱۵۱ یا ۱۶۲ھ شام — محرم ۱۸۷ھ مکہ معظمہ

از خواجہ ابو الفضل عبد الواحد بن زید از سید نا امام حسن بصری از مولانا ابو الحسن و ابو تراب عمزادہ و داماد
۲۷ صفر ۱۷۶ھ بصرہ — یکم رجب ۱۱۰ھ محرم ۱۱۰ھ بصرہ — شب دوشنبہ ۲۱ رمضان ۴۰ھ

رسالتمآب علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ از نبی الحرمین سیلتنا فی الدارین محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم۔
نجف اشرف عالیا — دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ ہجری نبوی مدینہ منورہ زاد ہا اللہ شرفا و تعظیما۔

(خاندان چشتیہ نظامیہ قدسیہ) حضرت امام ربانی قدس سرہ کا سلسلہ نسبت و اجازت تا قطب العالم شیخ عبد القدوس گنگوہی قدس سرہ مثل سابق ہے اور آگے سلسلہ اس طرح ہے کہ شیخ عبد القدوس گنگوہی اجازت طریقہ نظامیہ از مرشد خود شیخ درویش بن محمد قاسم اودھی از سید بڈھن بہرائچی از سید اجمل بہرائچی از سید جلال الدین بخاری از مخدوم جہانیان جہان گشت از خواجہ نصیر الدین روشن چراغ دہلی از سلطان المشائخ امام شیخ نظام الدین اولیاء بن محمد احمد بدایونی از خواجہ فرید الدین شکر گنج تا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم۔

نیز قطب العالم عبد القدوس گنگوہی کو اس سلسلہ کی اجازت اپنے مرشد شیخ درویش بن محمد قاسم اودھی سے اس طرح بھی حاصل ہے کہ شیخ درویش از مرشد خود شیخ سعد اللہ از شیخ افلح اللہ از شیخ صدر الدین طبیب دلہا از سلطان المشائخ شیخ نظام الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اس سلسلہ کا نام چشتیہ نظامیہ افلحیہ ہے۔

نیز قطب العالم کو اپنے مرشد شیخ درویش سے اس سلسلہ کی اجازت باین طور حاصل ہے کہ شیخ درویش از مرشد خود میاں بن حکم اودھی از سید صدر الدین اودھی از سید محمد گیسو دراز از خواجہ نصیر الدین از سلطان المشائخ شاہ نظام الدین اولیاء، تا آخر۔ اور اس سلسلہ کا نام چشتیہ نظامیہ گیسو درازیہ قاسمیہ ہے۔

(خاندان علیہ قادریہ قدوسیہ) کی نسبت بیعت و ارتباط صحبت وحصول خرقہ و اجازت امام ربانی مولانا گنگوہی قدس سرہ کو اعلیحضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کیساتھ بوسائط مذکورہ قطب العالم عبد القدوس گنگوہی سے اس طرح حاصل ہے کہ قطب العالم عبد القدوس گنگوہی از درویش محمد بن قاسم اودھی از سید بڈھن بہرائچی از سید اجمل بہرائچی از مخدوم جہانیان جہان گشت از سید جلال الدین بخاری از شیخ ابو المکارم فاضل از شیخ قطب الدین ابو الغیث از شیخ شمس الدین علی افلح از شیخ شمس الدین حداد از امام الاولیا سید الطائفہ شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی از شیخ ابو سعید مخزومی از شیخ ابو الحسن قرشی علی الہکاری از شیخ ابو الفرج طرسوسی از شیخ عبد الواحد تمیمی از شیخ ابو بکر شبلی از شیخ جنید بغدادی از شیخ سری سقطی از شیخ معروف کرخی از شیخ داؤد طائی از شیخ حبیب عجمی از امام حسن بصری از امیر المومنین علی ابن ابی طالب از سرور عالم محمد مجتبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

نیز حضرت غوث الثقلین محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ کو اس سلسلہ کی اجازت جدی سلسلہ سے

باین طور حاصل ہے کہ غوث الثقلین از ابو صالح از موسیٰ جنگی دوست از سید عبد اللہ جیلی از سید یحییٰ زاہد از سید موسیٰ مورث از سید داؤد مورث از سید موسیٰ الجون از سید عبد اللہ المحض از امام حسن مثنیٰ از امام حسن از علی کرم اللہ وجہہ از سرور عالم صلی اللہ علیہم اجمعین اس سلسلہ کا نام سلسلہ جیلانیہ آبائیہ ہے۔

نیز قطب العالم عبد القدوس گنگوہی کو اس سلسلہ کی اجازت اس طرح بھی حاصل ہے از حضرت ابراہیم حسینی از شاہ موسیٰ از شیخ احمد جیلی از شیخ عبد القادر از شیخ محمد حسن از شیخ ابو النصر از شیخ ابو صالح از غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی تا سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم۔ اور اس سلسلہ کا نام قادریہ ابراہیمیہ ہے۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ کو اس سلسلہ علیہ کی اجازت اعلیحضرت حاجی صاحب سے بواسطہ حضرت شاہ رحم علی صاحب بھی حاصل ہے اسکی اسناد اس طرح ہے حضرت مخدوم العالم از اعلیحضرت حاجی امداد اللہ شاہ از میانجیو نور محمد از حاجی عبد الرحیم شہید از سید رحم علیشاہ از سید عبد الرزاق از سید عبد الحی از سید محمد غوث شاہ از سید ابو محمد از شاہ محمد از سید قمیص الاعظم از سید الیاس مغربی از سید عبد الحق مغربی از سید مولانا مغربی از سید احمد قدسی از سید عبد القادر راسی از سید عبد الوہاب از سید موسیٰ از سید یحییٰ زاہد از سید زین الدین از سید عبد الرزاق از غوث الثقلین سید عبد القادر جیلانی از ابو سعید مخزومی از ابو الحسن ہکاری از ابو الفرح طرسوسی از عبد الواحد تمیمی از ابو بکر شبلی از جنید بغدادی از سری سقطی از شیخ معروف کرخی از امام علی بن موسیٰ رضا از امام موسیٰ کاظم از امام جعفر صادق از امام محمد باقر از امام زین العابدین از امام حسین شہید کربلا از امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ از محبوب رب العلمین محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہم اجمعین وبارک وسلم۔

(خاندان عالیہ نقشبندیہ قدسیہ) اس سلسلہ کی نسبت بیعت وارتباط صحبت وخرقہ واجازت امام ربانی حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ کو اعلیحضرت حاجی صاحب کیساتھ بوسائط مذکورہ قطب العالم عبد القدوس گنگوہی کیساتھ اس طرح حاصل ہے کہ شیخ عبد القدوس از درویش محمد بن قاسم اودھی از سید بڈھن بہرائچی از سید اجمل بہرائچی از شاہ عبد الحق از خواجہ عبید اللہ احرار از خواجہ مولانا یعقوب چرخی از خواجہ علاؤ الدین عطار از امام الطریقہ خواجہ بہاؤ الدین نقشبند از خواجہ سید امیر کلال از خواجہ محمد بابا سماسی از خواجہ عزیزان علی رامیتنی از خواجہ محمود ابو الخیر فغنوی از خواجہ محمد عارف ریوگری از خواجہ عبد الخالق غجدوانی از خواجہ یوسف ہمدانی از خواجہ ابو علی فارمدی از خواجہ امام ابو القاسم قشیری از خواجہ ابو علی دقاق از خواجہ ابو القاسم نصر آبادی از خواجہ ابو بکر شبلی از سید الطائفہ جنید بغدادی از شیخ سری سقطی از شیخ معروف کرخی از شیخ داؤد طائی از خواجہ حبیب عجمی از امام الاولیا،

حسن بصری از امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ از سرور عالم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم۔
نیز اس سلسلہ عالیہ کی اجازت حضرت امام ربانی قدس سرہ کو آیۃ من آیات اللہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے توسط سے بھی حاصل ہی باین طور کہ مرشد نا گنگوہی قدس سرہ از اعلیحضرت حاجی امداد اللہ شاہ از میانجیو نور محمد از حضرت سید احمد شہید از شاہ عبد العزیز محدث دہلوی از شاہ ولی اللہ از شاہ عبد الرحیم از سید عبد اللہ از سید آدم بنوری از امام ربانی شیخ احمد مجدد الف ثانی از خواجہ باقی باللہ از خواجہ امکنگی از مولانا درویش از مولانا ناصر الدین از خواجہ عبید اللہ احرار از مولانا یعقوب چرخی از خواجہ علاؤ الدین عطار از امام الطریقہ خواجہ بہاؤ الدین نقشبند تا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور اس سلسلہ کا نام نقشبندیہ مجددیہ ولی اللہیہ ہے۔
شاہ ولی اللہ صاحب کے والد ماجد شاہ عبد الرحیم صاحب کو نسبت و صحبت و خرقہ و اجازت جن طرق متعددہ سے حاصل ہی وہ مفصل و مبسوط شافئین قول جمیل مین مذکور ہین وہان دیکھ لیجائین اُن تمام شعب و شجرات کو بجنسہا حضرت امام ربانی قدس سرہ کے شجرات و اسانید سلسلہ کہا جا سکتا ہی۔ تطویل کے اندیشہ سی یہان ذکر نہین کیا گیا۔ خواجہ ابو علی فارمدی کو نسبت اویسیت حاصل ہی ابو الحسن خرقانی کیساتھ اور انکو بایزید بسطامی سے روحی فیض پہونچا اور انکی تربیت امام جعفر صادق کی روحانیت سے ہوئی اور امام جعفر صادق کو اپنے نانا قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق کیساتھ انتساب حاصل ہی اور انکو حضرت سلمان فارسی کیساتھ اور آپکو حضرت خلیفہ رسول اللہ صدیق اکبر ابو بکر بن ابی قحافہ کیساتھ اور حضرت صدیق نے جو کچھ حاصل کیا سرور عالم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا اس نسبت اویسیت کو صدیقیہ نقشبندیہ نظامیہ قدوسیہ کہدیتے ہین۔
نیز حضرت امام ربانی قدس سرہ کو اس سلسلہ علیہ کی اجازت اعلیحضرت حاجی امداد اللہ شاہ صاحب سے باین طور بھی حاصل ہی کہ مرشد نا گنگوہی از اعلیحضرت حاجی امداد اللہ صاحب از سابق مرشد خود حضرت مولانا نصیر الدین دہلوی از شاہ محمد آفاق دہلوی از خواجہ ضیاء اللہ از خواجہ محمد زبیر از خواجہ حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی از خواجہ محمد معصوم از حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی تا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور اس سلسلہ کا نام نقشبندیہ مجددیہ نصیریہ ہے۔ نیز چونکہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کو اجازت اور بیعت تمام طرق چشتیہ قادریہ سہروردیہ کبرویہ مداریہ اور قلندریہ کی اپنے پیر و مرشد شیخ عبد الاحد سے حاصل ہی اور انکو اپنے مرشد شیخ رکن الدین گنگوہی سے اور انکو اپنے مرشد و والد ماجد شیخ عبد القدوس گنگوہی سے اسلئے حضرت امام ربانی کا سلسلہ نسبت باین طریق تمام خاندانون مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ قریب تر ثابت ہوگا۔

(خاندان علیہ سہروردیہ قدوسیہ) اس سلسلہ مین نسبت بعیت وارتباط صحبت وخرقہ واجازت حضرت مرشدنا گنگوہی قدس سرہ کو اعلحضرت حاجی صاحب کے ساتھ بوسائط مذکورہ شیخ عبدالقدوس قدس سرہ سے باین طور حاصل ہے کہ قطب العالم عبدالقدوس گنگوہی از درویش محمد بن قاسم از سید بڈہن بہرائچی از سید اجمل بہرائچی از سید جلال الدین بخاری از شیخ رکن الدین ابوالفتح از والد خود شیخ صدرالدین از والد خود شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی از امام الطریقہ شیخ شہاب الدین سہروردی از شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب سہروردی از شیخ وجیہ الدین عبدالقاہر سہروردی از شیخ ابو محمد بن عبداللہ از شیخ احمد دینوری از شیخ ممشاد علو دینوری از حضرت جنید بغدادی از معروف کرخی از شیخ داؤد طائی از خواجہ حبیب عجمی از امام الاولیاء حسن بصری از امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ از سرور عالم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ۔

نیز سید اجمل بہرائچی قدس سرہ کو طریقہ مداریہ اور قلندریہ مین امام الطریقہ شیخ بدیع الدین شاہ مدار قدس سرہ سے اجازت ونسبت بلاواسطہ حاصل ہے اور شاہ مدار کا سلسلہ اس طرح ہے کہ شاہ بدیع الدین از شاہ طیفور شامی از شاہ عین الدین شامی از شاہ یمین الدین شامی از حضرت بدیع اللہ علم بردار از امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ از سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس سلسلہ کا نام مداریہ قلندریہ قدوسیہ امدادیہ رشیدیہ ہے ۔

نیز شیخ جلال الدین بخاری کو سلسلہ کبرویہ کی اجازت شیخ حمیدالدین سمرقندی سے باین سلسلہ حاصل ہے کہ شیخ حمیدالدین از شیخ شمس الدین بن ابی محمد بن محمود بن ابراہیم بن ادہم از شیخ عطایا خالدی از شیخ احمد بابا کمال خجندی از شیخ نجم الدین کبری از عمار یاسر از ابوالنجیب سہروردی از شیخ احمد غزالی از ابوبکر نساج از ابوالقاسم گرگانی از خواجہ ابوعثمان مغربی از ابوعلی کاتب از شیخ علی رودباری از سیدالطائفہ جنید بغدادی از معروف کرخی از شیخ داؤد طائی از خواجہ حبیب عجمی از امام الاولیا حسن بصری از امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ از سرور عالم احمد مجتبی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ علی الہ واصحابہ وجمیع احبابہ اجمعین برحمتک یاارحم الراحمین ۔

سلاسل مشہورہ مین حضرت امام ربانی قدس سرہ کا سلسلہ ارتباط واجازت بطریق مشہور یہ ہے جو مذکور ہوا ان سلاسل مین جو بحیثیت اصل ایک ہونے اور فیوضات وبرکات کے باہم وابستہ اور ایک کے دوسرے کی جانب منتقل ہوتے رہنے سے جو شاخین پیدا ہوگئی ہین وہ اس کثرت سے ہین کہ احاطہ دشوار ہے اسلئے اُن سے بحث نہین کیگئی حضرت امام ربانی قدس سرہ کا تربیت باطنی وفیوضات روحانی مین قطب العالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہ کی ذات بابرکات کیساتھ زیادہ مناسبت رکھنا نسبت اویسیت

وفیضان روحانیت کے علاوہ اسلئے بھی ہے کہ سلاسل اربعہ مشہورہ مین حضرت شیخ کا واسطہ غالبًا قایم ہے حضرت
امام ربانی کی بافیض و مجمع برکات ذات سے متوسلین کو حسب نصیب مقدر ہر خاندان اور ہر سلسلہ مین
فیض پہونچا مگر چونکہ چشتیہ خاندان کا فیضان زیادہ ہوا اسلئے شجرات مین یہی شجرہ زیادہ تر طبع اور شایع ہوا
اور متوسلین کی جماعت کثیرہ کے پاس یہی موجود بھی ہے اگرچہ شیخ عبد القدوس قدس سرہ کا واسطہ اس سلسلہ
مین آنیکے سبب کہہ سکتے ہین کہ چارون خاندان بلکہ تمام شاخین اور فروعات آسمین شامل ہوگئے مگر اوپر جاکر
اس سلسلہ کا ارتباط چونکہ امام الطریقہ حضرت معین الدین اجمیری قدس سرہ سے ملتا ہے اسلئے صورۃً
فیضان کا انتساب چشتیہ کیجانب منسوب ہے عمر بھر مین حضرت امام ربانی قدس سرہ کو شعر گوئی کا صرف
ایکبار اتفاق ہوا اور اس حالت مین آپنے وہی شجرہ نظم فرمایا ہے جو عام طور پر آپکے متوسلین کی
دعاؤن کا توسل قرار پاتا ہے تبرکًا اُسکو ہدیہ ناظرین کرکے اس عنوان کو ختم کرتا ہون **شجرہ منظومہ**

بہر امداد و بنور حضرت عبد الرحیم
ہم محمدی و محب اللہ و شاہ بوسعید
ہم محمد عارف و ہم عبد حق شیخ جلال
قطب دین و ہم معین الدین و عثمان و شریف
بو اسحاق و ہم ممشاد و ہبیرہ نامور
عبد واحد ہم حسن بصری علی فخر دین
پاک کن قلب مرا تو از خیال غیر خویش

عبد باری عبد ہادی عضد دین مکی ولی
ہم نظام الدین جلال و عبد قدوس احمدی
شمس دین ترک و علاؤ الدین فرید جودھنی
ہم عبد دود و ابو یوسف محمد و احمدی
ہم حذیفہ و ابن ادہم ہم فضیل مرشدی
سید الکونین فخر العلمین بشری نبی
بہر ذات خود شفایم دہ ز امراض دلی

حضرت امام ربانی رحمہ اللہ کے متوسلین کی استدعا پر جناب قاری غیث الدین صاحب سیاڈھوری مدظلہ نے
اول مین اسی بحر پر دو شعر بڑھا کر حضرت مخدوم العالم قدس سرہ کا اسم مبارک شامل شجرہ کر دیا ہے خدام آستانہ
گنگوہیہ کیلئے وہ بھی شجرہ کے ہر دو طرف حاشیہ پر درج ہین اب نہایت ادب خلوص کے ساتھ بدرگاہ
واہب العطیات دعا و مناجات ہے کہ وہ ذات قاضی الحاجات اس مؤلف نامراد و سیہ کار اور حضرات
ناظرین سوانح کو اس جماعت مقبولہ و حزب مبرور کے فیوضات و برکات سے بہرہ مند و فائز المرام بنائے
اور اپنی سچی و نافع محبت کا شمہ عطا فرمائے انتساب کو ثبات و قرار بخشے اور میدان حشر مین ان حضرات
کی شمولیت و ہمرکابی نصیب ہو آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

تلقین و تربیتِ خدام

بین کہ اسرافیل وقت اند اولیا	مردہ را زایشان حیات است و نما
گر تو سنگ خارہ و مرمر شوی	چون بصاحب دل رسی گوہر شوی
کار پاکان روشنی و گرمی است	کار دونان حیلہ و بے شرمی است
از حدیث شیخ جمعیت رسد	تفرقہ آرد دل اھل حسد
شیخ نورانی ز رہ آگہ کند	با سخن ہم نور را ہمرہ کند

حضرت امام ربانی قدس سرہ کو حق تعالیٰ نے علم ظاہری مین جس طرح مجتہدانہ استعداد عطا فرمائی تھی اسیطرح تربیت باطنی مین بھی آپکا انداز مجتہدانہ تھا یعنی آپکی خداداد فہم و فراست اور زکاوت و حذاقت کے آثار و ثمرات شریعت و طریقت دونون علم مین بدرجہ مساوات ظاہر ہوتے تھے۔

مؤلف ناکارہ اس کوچے سے محض نابلد اور اس مبحث سے بالکل ناآشنا ہے اسلیئے لکھتے ہوئے قلم رکتا ہے مگر اپنے بزرگون سے سُنی سُنائی اور خاصان خدا کی تحریرات مین دیکھی بھالی باتونکا خلاصہ مجھ ناسمجھ کی فہم مین جو کچھ آیا ہی تمہیداً ہدیہ ناظرین کرتا ہون بات یہ ہی کہ نسبت لغت عرب مین نام ہے دو شئے کے ارتباط کا اور چونکہ مخلوق کو اپنے خالق جل و علی شانہ کیساتھ ربط ہی وہ ربط ایسا کہ جسکی کوئی انتہا نہین اسلیئے کہسکتے ہین کہ جسقدر اسماء صفات ہین اُسیقدر حق تعالیٰ اور اُسکے بندو نمین نسبتین قایم ہین مثلاً خالق و مخلوق مین نسبت خلق ہی رازق و مرزوق مین نسبت رزق ہی رحیم و مرحوم مین نسبت رحمت ہے علی ہذا این نسبتے واقع مین کوئی بھی خالی نہین اور خالی کیونکر ہو کہ خلو محال ہی اس نسبت کا سرسری علم جسکو نفس علم کہیں سب ذوی العقول کو حاصل ہی ورنہ ایمان ہی نہ رہے ظاہر ہے کہ ہر عامی سے عامی مسلمان حق تعالیٰ کو خالق و رازق و رحیم جانتا اور سمجھتا ہے بلکہ اس ربط کا علم کسی درجہ مین کفار کو بھی حاصل ہی کہ اصل فطرت ہی اگرچہ عند اللہ اتنی واقفیت معتبر اور کافی نہین سمجھی گئی اور اسیوجہ سے خطاب کفر کے مستحق اور عذاب دائمی کے سزاوار قرار پاے الغرض یہی ربط و نسبت جو حق تعالیٰ شانہ اور اُسکے بندہ مین قایم ہے صوفیہ کے نزدیک نسبت کے نام سے مشہور ہی اور اُسکے حاصل ہونیکے معنی یہ ہین کہ قلب مین راسخ و پیوست ہوکر موثر بنجاے اور وہ علم جو سرسری تھا علم یقین بنکر حضور کے درجہ پر پہونچ جائے جسوقت یہ اذعان بفضل اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو

حاصل ہوجاتا ہے اُسوقت وہ سالک اصطلاح اہل اللہ مین صاحب نسبت کہلاتا ہے جسکا حصول محض وہبی ہے اگرچہ طرق ووسایل کسبی اور اختیاری ہین یُضِلُّ مَنْ یَّشَاءُ وَیَھْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ

نوع انسان کو حق تعالیٰ نے طبایع مختلف عطا فرمائی ہین اور طبیعت چونکہ فطری امر ہے اسلئے اُسکی تبدیل انسان کے اختیار مین نہین پس نسبت معتبرہ پیدا ہونے پر بھی طبیعت وہی رہتی ہی جو اس سے قبل تھی مگر اُسکے آثار ومقتضایات پلٹ جاتے ہین مثلاً اگر طبیعت کسیکی تشدد پسند ہی تو صاحب نسبت بنکر بھی تشدد کا مضمون قایم رہیگا مگر ہان اوّل اہل حق کیساتھ تشدد اور سختی کا برتاؤ تھا تو اب عصاۃ اور اہل باطل پر تشدد ظاہر ہوگا یا مثلاً طبیعت مین بے پروائی تھی تو اوّل طاعات اور فکر آخرت سے بے پروائی تھی اب ایک فکر کے پیچھے پڑکر دنیا اور ساری مخلوق سے مستغنا ہوگا علیٰ ہذا القیاس تمام امور طبعیہ اسی مضمون کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہی کہ اشدّھم فی الجاھلیۃ اشدھم فی الاسلام۔

خلاصہ یہ ہی کہ نسبت معتبرہ کا اثر اخلاق وعادات پر تبدیل کے درجہ مین ظاہر ہوتا ہے کہ بدخصلتین زایل ہوجاتی اور نیک عادتین پیدا ہوجاتی ہین اور تمام خصایل رذیلہ خصایل حمیدہ سے بدلجاتے ہین مگر طبایع اور جملہ امور فطریہ پر صرف اتنا اثر پڑتا ہے کہ مصرف ومحل پسندیدہ بنجاتا ہے اور چونکہ طبایع بدرجات عدیدہ مختلف اور متنوع ہین اسلئے نسبت کے آثار بھی جنکو رنگہائے نسبت کہا جاتا ہی بکثرت پیدا ہوئے اور یہی تنوع کم فہم اور کوتاہ بینون کیلئے سبب محرومیت بنگیا کہ وہ اختلاف کو خلاف سمجھکر کسی نہ کسی گروہ کی شان مین بے ادب اور گستاخ بنگئے اور مقصود کی بے بہرگی کیساتھ انجام کار نفس ایمان مین حرمان نصیب قرار پائے اعاذنا اللہ منہ انسان کی طبیعت کا خاصہ ہی کہ تمثیل کیساتھ مضمون اچھی طرح سمجھ لیتا ہے اسلئے یون سمجھنا چاہئے کہ نور معرفت قلب سالک مین منزلہ چراغ کے ہے تاریک مکان مین یا کسی مکان مین اگر چراغ روشن ہو تو اُسکے چاندنے مین کاروبار کرنیوالا شخص جو کچھ کررہا ہے ظاہر ہے کہ دیکھا بھالا کام کررہا ہی اگرچہ خود اُسکو اپنی روشنی مین ہونیسے ذہول ہو اور اختتام کام تک اسکا خیال بھی نہ گذرا ہو کہ مین چاندنے مین بیٹھا ہون اسی طرح صاحب نسبت عارف اپنے قلب مین نور ہدایت کی مشعل لئے ہوئے جو کچھ کررہا ہے حق اور اجر وثواب کے کام کررہا ہے اگرچہ خود اُنکو اپنے افعال وحرکات کے صادر ہوتے وقت اس امر کی جانب توجہ بھی نہوئی ہو کہ میرے عضو کا یہ فعل قلبی روشنی سے مستفیض ومترشح ہوکر صادر ہوا ہے اس بنا پر اہل اللہ کے وہ حالات جو باقتضاے طبعی صادر ہوتے اور بظاہر غیر مستحسن معلوم ہوتے ہین قابل گرفت وموافذہ نہین ہوتے

اسلیئے کہ انکا منشا یعنی وہ قوت باعثہ جو اُس فعل کی محرض اور سبب قرار پائی ہی مستحسن بنچکی اور محمود تسلیم کرلیگئی ہی اسکو غلبہ حال کہتے ہین اور مغلوب الحال عقلاً و نقلاً بہر صورت معذور ہی یہ دوسری بات ہے کہ معذور کا اتباع اور اُسکے فعل کی تقلید غیر معذور کو عقلاً و نقلاً کسی حال صحیح و درست نہین طالب علم جسوقت اپنے اُستاد سے درسیات پڑھکر فارغ ہوتا اور اُستاذ اُسکو قابل اور اہل سمجھکر دستار فضیلت عطا کردیتا ہے تو گویا اسکی اجازت دیتا ہے کہ جو علم مجھسے حاصل کیا ہے اُسکو دوسرے دلومین ڈالو اور اس افاضہ کی جو تدبیر مناسب سمجھو اُسے اختیار کرو اسیطرح صاحب نسبت سالک جسوقت اپنے راہنما شیخ سے مجاز طریقت ہوتا ہے تو گویا مرشد اُسکو اجازت دیتا ہے کہ یہ نسبت مسلسلہ یعنی اذعان و علم یقین جو تمکو حاصل ہوا ہے اسکے طلبگار مسلمانون کے قلوب مین پیدا ہوجانیکا جو طریق مناسب سمجھو اُسکو عمل مین لاؤ اس اجازت کے بعد جب عملی حالت شروع ہوتی ہے تو شان ارشاد مین طبعی حذاقت و دانائی اور فطری ذکاوت و فطانت کو دخل ہوتا ہے اور ہر مرشد و عارف اپنی فہم و استعداد افاضہ کیموافق مریدین کی تربیت کرتا اور مخلوق کو تحصیل نسبت و توجہ الی اللہ مین مستفیض و فایز بناتا ہے اسدرجہ مین ممکن ہے کہ مرید عارف تشخیص طبایع مین جو شان ارشاد کا رکن اعظم ہے اپنے شیخ عارف سے اپنی حذاقت کے سبب بڑھجاے اور طریق تربیت مین تجدید و تخالف ان مسترشدین کے رشد و فلاح مین زیادہ مفید ثابت ہو۔

جنگ کا مقصود سب کو معلوم ہے کہ دشمن پر فتح پانا ہے پس جو تدبیر باقتضاے وقت و حال مناسب ہوتی ہی وہ عمل مین لائی جاتی ہے ممکن ہے کہ کسی زمانہ مین تیر و تفنگ سے یہ مقصود حاصل ہو اور دوسرے زمانہ مین توپ اور بندوق سے نیز یہ بھی ممکن ہے کہ دو بہادر سرداران فوج اس مقصود متعین کے حاصل کرنے مین اپنی اپنی تدبیر مختلف کرین اور تو تعلیم یافتہ کی تدبیر پرانے تجربہ کار کے خلاف ہو مگر یہ خلاف وہ خلاف نہین جسکو بغاوت و مخالفت کہتے ہین چنانچہ ظاہر ہی کہ مسائل شریعت و طریقت کی تعلیم کا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین جو طریق تھا وہ آج نہین ہی اُس زمانہ مین اُٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے مسایل کا بتادینا اور ضروریات پر متنبہ کردینا یا رسالت مآب علیہ الصلوۃ والسلام کا اپنے خدام و منتسبین کو صرف اپنی صحبت مین بٹھالینا ہر دو مقصود کے انتہائی مرتبہ پر پہونچا دینے کو کافی تھا مگر آپکے بعد اُسی مقصود کے حاصل کرنیکو آپکے سچے جانشینوں یعنی آپکی مشعل ہدایت سے منور ہونیوالے خلفاء و ائمہ سنے اسی مقصود کے حاصل کرانے اور دوسرون تک پہونچانیکا دوسرا طریق اختیار کیا کہ تعلیم شریعت کیلیے

مدارس وقرٲت کتب درسیہ اور طریقت کیلئے ذکر و شغل و مراقبہ پس یہ خلاف وہ خلاف نہین جسکو بدعت کہا جاسکے اور ضلال و ضلال مین داخل ہو اسی طرح ہمیشا و رہر زمانہ مین اہل اللہ نے مقصود معین کے پھیلانے اور اسکے حصول و تحصیل سکے درپے ہوجانے پر اپنے جانشینون کو مختار و مجاز بنایا ہے کہ جو طریق مناسب سمجھو عمل مین لاؤ عام ہے کہ وہی ہو جو حصول کیوقت اپنے ساتھ برتا ہوا دیکھا ہے یا دوسرا آسان انداز تربیت وطریق ارشاد مین تجدید و تنوع کو شیخ یا مشایخ کا خلاف معیوب کہنا مقصود کے معین ہوتے ہوی کسطرح مناسب نہین اسلئے کہ زمانہ سراپا برکت سے آج تک اہل اللہ مین ہمیشہ ایسا ہوا اور قیامت تک قایم رہیگا

صاحب نسبت شیخ اور عارف باللہ مرشد چونکہ روحانی بیماریون کا معالج اور قلبی بد اعتدالیونکا مصلح طبیب ہے اسلئے تشخیص امراض و لحاظ طبایع اور تجویز دوا و طریق اصلاح مین جسطرح طبیب جسمانی کو اپنی حذاقت وفہم اور قوت فکریہ سے کام لینا پڑتا ہے ایسا ہی بلکہ اس سے زیادہ حکیم امت اور طبیب روحانی کو طالبین کی اندرونی حالت کے سنوارنے مین دانائی سے کام لینا پڑتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ثمرہ علاج یعنی صحت و شفاء امراض کے درجہ مین جسطرح شاگرد طبیب کا اپنے استاد سے بڑھجانا ممکن اور واقع ہے اسیطرح اصلاح و رشد خلائق کی منفعت کے مرتبہ مین بسا اوقات صاحب نسبت مرید اپنے پیر سے بڑھجاتا ہے کہ فوق کل ذی علم علیم حق تعالیٰ شانہ کا فرمان واجب الاذعان ہے۔

مقدمات مذکورہ کے ملحوظ نظر رہنے پر یہ امر واضح ہوجائیگا کہ کسی شیخ کی شان ارشاد کا تذکرہ جسمین روشن چراغ کے چاندنے مین واقع ہونیوالے حرکات و سکنات اور تدابیر و معالجات کا بیان کرنا لازمی ہے دیگر حضرات کی توہین و تنقیص یا معاذاللہ ہتک و بے حرمتی سے بمراحل دور ہے چونکہ حصہ اول کے بعض مضامین پر اسی اصل پر مرتب ہونیوالے عوام کے بعض شبہات سننے مین آئے اسلئے بصورت تمہید تربیت کے عنوان مین اس توضیح کی ضرورت ہوئی تاکہ معلوم ہوجاسے کہ جو شخص اس فن شریف سے ادنیٰ مناسبت رکھتا ہو وہ سمجھ سکتا ہے کہ اہل اللہ کے طبایع کا اختلاف رنگہاے نسبت کا تنوع خداداد حذاقت و تفقہ کی فطرۃً کمی بیشی اور خدمات و مناصب کا تفرقہ و تعدد امور دیگر ہین اور نفس نسبت کا حصول یا ولایت و کمال علم دوسری چیز ہے اگر چودہوین صدی کے کسی قطب الارشاد کے تذکرہ مین یہ بات لکھی جاسکے کہ حق تعالیٰ نے اسکو مرجع خلایق بنایا اور تلقین مین وہ برکت و شفا عطا فرمائی کہ دیگر اہل اللہ کی صحبت سے مستفیض نہو سکنے والے بھی انجام کار یہان حاضر ہوکر بامراد و کامیاب

ہوئے تو اس تقریر سے ہمعصر یا گذشتہ اولیاء اللہ کی گستاخی و بے ادبی کا الزام لگانا اُس شخص کا کام ہے جسکو اس علم شریف سے مناسبت نہین پائی مگر قلیل اور کمزور۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ آمین شک نہین کہ اپنے زمانہ مین اہل شریعت وطریقت کے مقتدا و پیشوا اور دونون شریف علم وفن کے امام تھے۔ ظاہری علم مین جسطرح آپکو وہ مجتہدانہ مرتبہ عطا ہوا تھا جسکے سبب آپ مرجع علماء بنے باطنی علم مین بھی اسی طرح آپکو وہ مجددانہ بلند و عالی درجہ عطا ہوا تھا جسکی وجہ سے اولیاء زمانہ کے آپ مربی و سرپرست قرار پائے آپکی نسبت کا رنگ اسدرجہ لطیف تھا کہ اُسکا ادراک لوگون کو دشوار تھا۔ نیابت نبوت اور منصب ارشاد وہدایت نے چونکہ آپکا سراپا عبد اور بندہ معبود تعالےٰ شانہ ہونا ظاہر کردیا تھا اسلئے آپ امتثالاً للامر سچے طالب کو بیعت کرنے مین تامل نفرماتے تھے مگر تاہم آپکی طبعی غیرت اور نسبت کی لطافت چاہتی تھی کہ مرید جبتک سرتا پا طلب نبنجائیگا اور مقصود کو قابل قدر محبوب سمجھکر اُسکی طلب اور لوہ مین بےچین نہوگا اُسوقت تک مراد یاب نہوگا۔ آپکی سوانح شریفہ مین ایک واقعہ بھی شاید نہ ملے جسمین یہ ظاہر ہوتا ہو کہ آپنے کسی کو اُسکی درخواست کے بغیر کچھہ بتایا ہو۔ اس مضمون مین آپکی غیرت یہانتک بڑھی ہوئی تھی کہ تعلیم وتلقین مین کسی درمیانی شخص کا توسط آپکو ناگوار گذرتا اور سعی وسفارش مکروہ معلوم ہوتی تھی ایکمرتبہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب دام مجدہٗ حاضر آستانہ ہوئے آپکے ہمراہ عزیز محمد یامین سلمہ آپکے داماد بھی تھے اُنہون نے حضرت مولانا سے عرض کیا کہ مجھے اعلحضرت سے بیعت کرادیجے چنانچہ موقع پاکر حضرت مولانا نے عرض کیا کہ محمد یامین داخل سلسلہ ہونا چاہتا ہے حضرت قدس سرہٗ نے خفیف اعراض کیساتھہ ارشاد فرمایا "خود بہکا کر لائے ہونگے"؟ مولانا دام مجدہ نے جرأت کرکے عرض کیا کہ حضرت مجھے تو اس امر مین ایسی غیرت ہے کہ کبھی اشارۃً بھی کسی سے یون کہنا گوارا نہین کہ حضرت کی طرف رجوع کرو۔ مین تو اپنے شیخ کو آفتاب سمجھے ہوئے ہون لاکھہ دفعہ کسیکا جی چاہے وہ آستانہ پر حاضر ہو ورنہ جہان چاہے مارا پھرے کسیکو بہلانے پھسلانے اور اپنے شیخ سے بیعت کیطرف توجہ دلانے مین مجھے تو سخت عار آتی ہے" حضرت مولانا دام مجدہ ارشاد فرماتے تھے کہ جسوقت مین یہ عرض کررہا تھا دیکھتا تھا کہ حضرتؒ کے چہرہ مبارک پر بشاشت کے آثار ہین حضرت امام ربانی قدس سرہ کا اس تقریر پر مسرور ہونا صرف اسوجہ سے نہ تھا کہ آپکی نسبت لطیفہ اور طبع غیور کا منشا پورا ہوگیا بلکہ اسوجہ سے بھی کہ آپ اپنے روحانی بیٹے کی طبیعت کو اپنے طبع کے موافق پارہے اور نسبت سلسلۂ معتبرہ مین اپنا انداز بعد وصال بھی باقی

رہنے والا کانون سے سن رہے تھے وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

حضرت قدس سرہ کی غیرت پسند طبع کا یہ انداز عنوانات گذشتہ و آیندہ مین بیسیون واقعات سے ظاہر ہوجائیگا اور گو بعض اہل ارشاد کا ذوق اسکے خلاف بھی ہمیشہ رہا کہ بتکثیر جماعت حقہ کی محبت مین مغلوب ہوکر دوسرونکو اپنے شیخ کیطرف متوجہ کرنا پسندیدہ سمجھتے رہے مگر اسکو کوئی کیا کرے کہ آپکی طبع کا یہ رنگ نہ تھا۔ آپکی حمیت کا مقتضا یہ تھا کہ طالب کی ادنے کم رغبتی آپکو شاق گذرتی اور یون فرمادیا کرتے تھے کہ کوئی پوچھنے کیلئے آوے تو بتایا جاوے یون ہی کسی کے سر چپکنے کی تو ضرورت نہین ہے چونکہ یہ امر طبعی ہے اسلئے ہر دو فریق اپنے خیال پر ماجور و مثاب ہین تاہم یہ ضرور ہے کہ حضرت قدس سرہ کے اس طبعی امر کا اثر آپکے متوسلین پر اچھا پڑتا اور نفع دن بدن بڑھتا جاتا تھا۔

آپکے اس طبعی انداز اور رنگ نسبت کا اقتضا یہ تھا کہ متوسلین کی تعداد بہت ہی کم ہوتی اور پھر منتفع اور فایز المرام تو بہت ہی قلیل نکلتے مگر یہ حق تعالی کا محض فضل اور آپکی کرامت ظاہرہ تھی کہ متوسلین اور فایزین کی شمار سیکڑون ہزارون بلکہ لاکھون تک پہونچگئی اسی کو برکت منجانب اللہ اور شفا خداداد سے تعبیر کیا جاتا ہے کہ اسباب کا مقتضی کچھ اور ہے اور نتیجہ و ثمرہ کچھ اور۔

آپ عموماً متوسلین کو بیعت کرنیکے بعد یہ تعلیم فرماتے تھے کہ فجر و مغرب کی نماز کے بعد سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ سو سو بار پڑھ لیا کرو اور ایک تسبیح استغفار کی جسوقت فرصت ملے پڑھ لو اور اگر سوتے وقت یعنی بعد نماز عشا تمام کاروبار سے فارغ ہوکر پڑھا جائے تو بہتر ہے۔ استغفار کوئی مخصوص نہ تھا جو الفاظ بھی ہون وہ پڑھے جائین بعض متوسلین کو آپنے فرمایا کہ سوتے وقت کم سے کم دس مرتبہ پڑھا کرو اسکے بعد یہ بھی ارشاد فرمایا کہ "یا اللہ میری توبہ ہے" اس طرح کہنا بھی کافی ہے غرض جس طرح اور جن الفاظ سے توبہ استغفار کرلے بہتر ہے تاہم سید الاستغفار کیساتھ آپکو زیادہ انس تھا اسلئے کہ وہ حدیث مین منقول ہے اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ

نیز عموماً متوسلین کو درود شریف پڑھنے کی تعلیم فرماتے تھے کہ کم سے کم تین سو مرتبہ روزانہ پڑھا جاوے اور اتنا نہو سکے تو ایک تسبیح مین تو کمی نہونی چاہئے آپ فرمایا کرتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت بڑا احسان ہے پھر آپ پر درود بھیجنے مین بھی بخل ہو تو بڑی بے مروتی کی بات ہے درود شریف آپکو زیادہ تر پسند وہ تھا جو نماز مین پڑھا جاتا ہے اور اسکے بعد وہ الفاظ صلوۃ وسلام جو احادیث مین منقول ہین

باقی دوسروں کے مؤلفہ درود تاج وغیرہ عموماً آپکو پسند نہ تھے بلکہ بعض الفاظ کو دوسرے معنی کا موہم ہونیکے سبب خلاف شرع فرمادیتے تھے۔ یہ اوراد قریب قریب تمام متوسلین کو آپ نے تعلیم فرمائے اور چونکہ متوسلین کی فراغت و مشغولیت کے حالات مختلف تھے اسلئے مقدار کی کمی بیشی انکے حسب حال آپ فرمادیا کرتے بلکہ اجازت دیدیا کرتے تھے کہ جسوقت ہوسکے اور جتنا بھی بسہولت ہوسکے پڑھا کریں البتہ دو امر پر آپکی توجہ زیادہ تھی ایک یہ کہ گو تھوڑا کام کیا جائے مگر نباہ کر یا التزام کیا جائے آپنے بارہا فرمایا کہ وہ قلیل جسکا نباہ ہو بہتر ہے اُس کثیر سے جو کبھی ہو اور کبھی نہو دوم یہ کہ جو وقت کسی ورد کا تجویز کیا جائے اُسکی پابندی کیجائے اسمین یہ بھی مصلحت ہے کہ انضباط وقت معمولات کے نباہ کا وسیلہ بنجاتا ہے اور ورد قضا نہین ہونے پاتا برخلاف اسکے کہ وقت معین نکیا جائے اسمین اکثر سہو و نسیان پیش آجاتا ہے اور نباہ نہین ہوتا۔

اوقات مختلفہ مین جسطرح ادعیہ ماثورہ کے آپ پابند تھے اسی طرح اپنے متوسلین کا پابند بنانا آپکو پسند تھا اور وقتاً فوقتاً تعلیم بھی فرماتے تھے مثلاً مسجد مین داخل ہوتے وقت پڑھا جائے رب اغفرلی وافتح لی ابواب رحمتك اور باہر نکلتے وقت رب اغفرلی وافتح لی ابواب فضلك پاخانہ جاتے وقت پڑھا جائے اللھم انی اعوذ بك من الخبث والخبائث اور باہر نکلتے وقت غفرانك الحمد للہ الذی اذھب عنی الاذی وعافانی اگر کسی مریض یا پریشان حال پر نظر پڑے تو پڑھا جائے الحمد للہ الذی عافانی مما ابتلاك بہ وفضلنی علی کثیر ممن خلق تفضیلا سوتے وقت داہنی کروٹ لیٹکر آیۃ الکرسی معوذتین اور آخر آیات سورۃ البقرہ پڑھی جائین اور اسکے بعد اللھم باسمك اموت واحیی صبح کو جاگتے وقت الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ النشور غرض جملہ حالات اور حرکات و سکنات مین حدیث کے اندر وارد ہونیوالی دعائین آپ خود پابندی کیساتھ پڑھنے کے عادی تھے اور اپنے متعلقین و متوسلین کو اسی کی تعلیم فرماتے تھے اسکے بعد اگر طالب آگے بڑھنا چاہتا اور سلوک کا متمنی ہو کر ذکر کا ملتجی ہوتا تو آپ ذکر و شغل تعلیم فرماتے اور پوری توجہ کیساتھ اُسکی رہبری فرمایا کرتے تھے اذکار و اشغال مین آپ کسی خاص طریق کے پابند نہ تھے طالب کی طبیعت کا رنگ دیکھکر اُس کی تربیت فرماتے اور جو صورت اُسکے لئے انفع اور انسب خیال فرماتے وہ عمل مین لایا کرتے تھے کسیکو چشتیہ خاندان کی تعلیم فرماتے اور کسیکو نقشبندیہ کی اور کبھی دو دو خاندانونکی مجموعی تعلیم ترکیب کیساتھ سے عمل مین لاتے اور مرکب شغل کا پابند بنایا کرتے تھے۔

آپکا مجتہدانہ انداز کسی خاص طرز مین محدود نہ تھا آپکی حذاقت و رسائی ذہن اور فراست و خداداد استعداد اسدرجہ بڑھی ہوئی تھی کہ مناسب طبع کی تشخیص مین غلطی نہونے پاتی تھی بہتیرے قصے ایسے پیش آئے کہ کسی شخص کو آپنے چشتیہ تعلیم کے مناسب پاکر اس خاندان کی تعلیم شروع فرمائی اثناء تعلیم مین طالب کو دوسرے اہل اللہ کی خدمت مین حاضر ہونیکا اتفاق ہوا تو اُنھون نے یا تو اول ہی تصدیق فرمائی اور یا دوسری تعلیم شروع کرانے پر جب اثر خلاف طبع دیکھا تو پہلی تعلیم پر لوٹا کر یہ الفاظ فرمائے کہ تمھین وہی تعلیم نفع دیگی جو حضرت مولانا نے فرمائی ہے۔

ایک مقصود کے حاصل کرنیکے متعدد و ان گنت طریقون مین آپکا طریق تربیت اسدرجہ اسلم تھا کہ راہزنی و قطع کا اندیشہ کمزور پڑگیا تھا شاقہ محنتین چلہ کشیان ریاضات اور کثرت نوافل و عبادات کا اہتمام آپکی تعلیم مین نظر نہین آتا آپکی عالی نظر سالک کو ذات حق تعالی شانہ کیطرف توجہ دلانیکی جانب زیادہ متوجہ تھی جسکے طرق مختلفہ مین یہ طریق آپنے زیادہ پسند فرمایا تھا کہ ذکر اللہ سے تمام تعلقات ماسوی اللہ مغلوب ہوجائین اور ایسے دب جائین کہ گویا کسی سے کوئی علاقہ ہی نہین ہے آپ سالک کو دوازدہ تسبیح تعلیم فرماتے اور اتنا اہتمام کرایا کرتے تھے کہ اگر شب کو نہو سکے تو دن کو پوری کیجائین اور آج نہو سکین تو کل کو قضا کیجائین بالجہر نہو سکین تو آہستہ آہستہ ہون بیٹھکر نہ پڑھی جاسکین تو لیٹ کر پوری کیجائین وضو قایم نہ رہسکے تو بے وضو پڑھ لیجائین غرض جہانتک ممکن ہو اور جسطرح بھی ہوسکے ناغہ نہ کیجائین اسکے بعد جب سالک کو ذکر اللہ کیطرف رغبت پیدا ہوجاتی تو اسم ذات اَللّٰہ اَللّٰہ یا نفی اثبات لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی تعداد بڑھاتے اور ایکہزار سے بارہ ہزار بلکہ چوبیس ہزار تک ذکر بالجہر کی تعلیم فرمایا کرتے تھے اسکے ساتھ ہی پاس انفاس تلقین فرماتے اور سانس کی محافظت بذکر اللہ کا طریق سمجھاتے تھے۔

کسی طالب کو پاس انفاس کی جگہ ذکر قلبی تعلیم فرماتے اور چونکہ ذکر لطیفہ قلب محدود نہین اسلئے بلا تعین عدد و شمار ہر وقت اس خاص دہیان مین لگادیتے تھے۔ اس تعلیم کی چند روزہ تعمیل پر جو کیفیت کالبد خاکی کے اندرونی و بیرونی گوشت و پوست اور نیز قلب کو حاصل ہوتی تھی وہ بیان کی حد سے باہر ہے نہ اسکے بیان کی کسی مین قدرت ہے نہ اسکے اظہار کی ضرورت یہ ابتدا تھی اُس جمال جہان آرا سے تعلق محبت کی جسکے لقا کی تمنا مین سیکڑون بندگان خدا کو تخت و تاج پر خاک ڈالنی سہل معلوم ہوئی اور مقدمہ تھا اُس شاہنشاہی اطاعت کی لذت کا جسکے پیچھے پڑکر آباد جسم کی ویرانی کو ہزارہا مخلوق نے منتہاے مرادات سمجھا کہ اِنَّ الْمُلُوْکَ اِذَا دَخَلُوْا

قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا وَجَعَلُوا أَعِزَّةَ أَهْلِهَا أَذِلَّةً

پاس انفاس یا ذکر قلبی کا اثر جب آپ اپنے متوسل سالک پر محسوس فرماتے تو مراقبہ حضوری و معیت تعلیم فرماتے یا جو شغل اُسکے لئے نافع خیال فرماتے وہ اُسکو بتلاتے تھے اس مختصر اور چند روزہ تعلیم کے آثار و ثمرات جو کچھ پیدا ہوے وہ اُنکے دلون سے پوچھئے جنپر یہ قصے گذرے مگر اُنکی زبانون پر بھی قفل لگے ہوئے ہین اُنکو حاجت کیا کہ بیان کرین ہان اتنا ظاہر ہے کہ طاعات کیساتھ اُنس بڑہتا اور معصیت سے تنفر و استکراہ زیادہ ہوتا چلا جاتا تھا شرم و حیا کا مضمون پیدا ہو کر حق تعالیٰ شانہ کی نافرمانی مین چھپے اور کھلے تامل ہونے لگتا اور کوئی روکنے والا دربان بنکر قلب پر کھڑا ہوجاتا تھا کہ ماسوی اللہ کو آنے سے روکتا تھا ذکر کا لطایف مین سرایت ہوتا اور دل و دماغ ہی کو نہین بلکہ بدن کے روئین روئین اور بال بال کو ایک ایسا حظ حاصل ہونے لگتا تھا جسکی کیفیت بیان نہین ہوسکتی اخلاق رذیلہ آہستہ آہستہ خود بخود کمزور ہو ہو کر معدوم بنتے جاتے اور اخلاق حمیدہ سہج سہج قوت پا پا کر راسخ اور مستحکم الاصل ہوتے جاتے تھے۔ دلکو ایک بیکلی محسوس ہوتی تھی گویا کسی شے کا متلاشی اور طلبگار رہے قلب مین ایک ٹوہ اور تمنا محسوس ہوتی کہ خارج از فہم و ادراک ذات وراء الوراء کے بندہ بننے کی سچی آرزو ہے یہانتک کہ وہ نور حاصل ہوجاتا جسکو نسبت سے تعبیر کرتے ہین اور وہ حضور قایم ہوجاتا جسکو یادداشت کے نام سے موسوم کرتے ہین۔

اسمین شک نہین کہ متوسلین کی طبائع کے اختلافات کی بنا پر آپکی تعلیم کے آثار بھی مختلف ظاہر ہوتے تھے کوئی کسی رنگ پر چلتا تھا اور کوئی کسی انداز پر کسی پر کوئی کیفیت پیدا ہوتی تھی اور کسی پر کوئی حالت نمودار۔ یہ حضرت قدس سرہ کا کمال علو تھا کہ سب کا نباہ اُنکی کیفیات طبایع کے موافق کرتے اور ہر ایک کی تکمیل اُسکے انداز و طرز پر فرماتے تھے واردات جن سے سالک کا قلب بہت کم خالی ہوتا ہی آپکے متوسلین پر عجیب عجیب غریب انداز پر واقع ہوتے اور آپ ہر منتسب کو اُسکی حالت اُسکے ذوق اُسکی طبیعت اور اُسکے ادراک و فہم کے مطابق اُسکی رہنمائی فرما کر اوپر چڑھاتے اور آگے بڑھاتے تھے۔

حق تعالیٰ نے مخلوق کے انداز و خواص جُدا رکھے ہین کسی درخت کا نشو و نما کھلے آفتاب کی شعاعون کا محتاج ہے اسلئے عالم آشکارا ہونے سے اُسکو مضرت نہین اور کسی سایہ پرور درخت کی شادابی و سرسبزی اخفاء و کتمان کی حاجتمند ہے کہ کھلی ہوئی دھوپ سے کمہلاتا اور مرجھایا جاتا ہے۔ چونکہ قلبی واردات کتمان پسند اور تستر و اخفا دوست ہونیکے سبب اسی درجہ مین ہین کہ اُنکو زبان سے نکالکر عالم آشکارا نہ بنایا جائے

اسلیئے مین کسی صاحب حال کی حالت بیان نہین کرسکتا۔ مؤلف ناکارہ کا منصب سوانح مین اپنے احباب کی زبانی سنی سنائی باتون کے بیان کردینے کا ہے مگر اس مبحث مین خود کچھہ آیا نہین اور دوسرون نے کچھہ سنایا نہین اور اگر ادھر ادھر سے کچھہ معلوم ہوا تو اُسکے اظہار کی اجازت نہین ملی اسلیئے واقعات غریبہ ولطائف عجیبہ وثمرات نادرہ وواردات غیبیہ کے اظہار سے یہ عنوان خالی رہا تکملہ عنوان کیلیئے اتنا عرض کرنا ضرور ہے کہ حضرت قدس سرہ کے دامان عاطفت مین پرورش پانیوالے متوسلین کے قلوب پر عجیب عجیب واردات طاری ہوتے تھے مبشرات منامیہ اور رویاے صالحہ سے انکی تسلی جدا کیجاتی آکابر سلاسل وراہنمایان خاندان کے فیوضات وبرکات کے آثار جدا محسوس ہوتے۔ کہین جوش وولہ اپنا رنگ جماتا اور کہین سکر وتحیر اپنا کیف دکھاتا تھا کسی پر قہقہہ کی کیفیت غالب ہوتی کہ جاو بیجا ہنسنے اور کھلکھلانے مین بےبسی اور کسی پر گریہ کی حالت طاری ہوتی کہ بجز آٹھ آٹھ آنسو رونے اور رخسارہ وسینہ کو آنسوؤن سے دُھونیکے دوسرا کام نہین جس زمانہ مین حضرت قدس سرہ بیمار تھے اور طبیب نے جنگلی کبوتر کا گوشت آپکی غذا قرار دے رکھی تھی اس خدمت کو آپکے ایک خادم نے اپنے ذمہ لے رکھا تھا اُن پر حالت قہقہہ غالب تھی کہ جہان بیٹھتے قہقہے مارتے اور ہنستے ہنستے لوٹے جاتے تھے حضرت کے سامنے حاضر ہوتے تو منہ مین کپڑا ٹھوستے اور قہقہہ کے ضبط کی کوشش کیا کرتے تھے مگر پھر بھی کبھی آواز نکل ہی جاتی تھی ایکبار جنگلی کبوتر پکڑنے جنگل گئے ایک غار نظر پڑا ہمراہی سے یہ کہکر کہ یہان ضرور کبوتر ہین ہنستے ہوئے اُسکے اندر ہاتھ ڈالدیا اتفاق سے اُسمین کالا سانپ تھا وہ پھنپھنا کر باہر نکلا ساتھی خوفزدہ ہوکر ایکطرف ہوگئے مگر یہ کھڑے ہوئے قہقہے اُڑاتے رہے آخر ادھر اُدھر دو تین بار ہاتھ ڈالکر دو کبوتر نکال ہی لاسے اور قہقہے مارتے ہوئے واپس آگئے حضرت امام ربانی قدس سرہ نے صحت کے بعد انکا یہ قصہ سُنکر انکو دعا دی اور فرمایا بھائی جو کوئی کچھہ کرتا ہے اپنے ہی لئے کرتا ہے۔

ایک اور شخص تھے جنپر گریہ کا غلبہ تھا کہ مبہوت ومتحیر مجنونانہ وار چیختے اور چلاتے رہتے تھے عاشقانہ اشعار پڑھتے اور زار قطار بلبلا بلبلا کر روتے تھے گویا کسی غایت صدمہ سے مصدوم اور کمال کلفت مین مبتلا ہین کہ ضبط ناممکن اور صبر محال وممتنع ہے انکی زبان حال ہر وقت یہ شعر پڑھتی تھی کہ

شدم از خویش بیگانہ نہ عقلم ماند نے ہوشم	کتاب حسن تو روزے قصنا میخواند در گوشم

کوئی اس طلب مین پڑجانا ہی حصول مراد سمجھتا اور اس تمنا مین مرجانا ہی زندگی اور عین حیات یقین کیئے ہوئے تھا

؎	برویش تا نظر کردم دل از کونین بر کندم ز بستان وصال او اگر چہ نیستم حظے	بریدم از ہمہ عالم چو شد با دوست پیوندم بتشریف خیال او بحمد اللہ کہ خرسندم	

دن کی چمکتی شعاعون اور شب کی سنسان گھڑیون مین اگر زبان سے کچھ نکلتا تو یہ نکلتا تھا کہ ؎

اگر فرہاد را حاصل نشد پیوند با شیرین	ہم آخر جان شیرینش برآمد در تمنائش

بعض ایسے بھی تھے کہ حسرت و افسوس مین جان کھپاتے اور اشتیاق لقاء محبوب مین فنا ہوئے جاتے تھے بامراد ہوتے اور اپنے کو نامراد سمجھکر تڑپتے اور بزبان حال کہتے ؎

آخر اے شاخ تر و تازۂ نو بر تا چند	خار حسرت خورم و جانب خرما بینم

الغرض کسی کے باطن کا حال کیونکر بیان ہو کسی پر غلبہ خضوع تھا کسی پر غلبہ تحیر و تفکر کوئی درجہ صبر مین تھا کوئی دایم الحزن والبکا کسی پر آثار عشق و مودت تھے کسی پر آثار سکینہ و اطمینان قلب کوئی شغف وولہ مین سرگرم تھا اور کوئی غیرت و کتمان مین مشغول و منہمک ہان مطاوعت امر محبوب اور تمنائے حصول مطلوب بصورت امر مشترک سب کے حالات مین قائم اور جملہ کیفیات مین موجود تھا ہر سالک منتسب کسی حال مین مبتلا اور کسی کیفیت مین مغلوب کیون نہو زبان حال سے اپنے آقائے لاشریک کو مخاطب بناکر یون عرض کرتا تھا کہ ؎ تو بادشاہی من گدا ہر حکم کنی باشد روا + من بندۂ فرمان تو ہان تا چہ فرمائی کنم۔

امام ربانی قدس سرہ کی مقدس و بابرکت جماعت مین ایسے نفوس بھی تھے جو آپکی طبع کے مناسب طبع لیکر دنیا مین آئے اور نسبت عبدیت کے رنگ سے مانوس ہونیوالے انداز پر ابتدا سے انتہا تک قایم رہے نہ ان حضرات پر کبھی کسی حال کا غلبہ ہوا نہ کبھی کیفیت عارضہ کا طریان ایک سادہ اور عالمانہ طرز پر طاعت مین مشغولیت اور درس و تدریس یا تعلیم و تعلم شریعت مین مصروفیت اور حضور و یادداشت قایم ہو کر نسبت حاصل ہو گئی انکی کیفیت قلبی کا ثمرہ بجز اسکے کچھ نہ تھا کہ حق تعالی شانہ کے احکامات قضا و قدر کے سامنے سر تسلیم خم ہو گیا اور اپنی رضا و خواہش رضائے محبوب کے تابع ہو گئی ؎

اگر مراد تو اے دوست نامرادی ماست	مراد خویش ازین بیش من نخواہم خواست

مطاوعت و امتثال اوامر مین لذت آنے لگی اور بندہ نواز آقا کی بندگی سے غیبت ہو کر دل کا یون تقاضا ہوا کہ

؎	از من گمان مبر کہ دل از دوست بر کنم گر بشنوی کہ قلب فلانے مرد در غمت	تا جان در این تن است ہم از عشق میزنم اول کسے کہ جان دہد اندر ہوا منم	

آپ کے بعض متوسلین ایسے بھی تھے جن پر وجد اور حال کی کیفیت طاری ہوتی اور مسجد کے فرش پر گھنٹون لوٹا کرتے اور مستانہ وار چیخین مارا کرتے تھے اور بعض ایسے بھی تھے کہ اپنے بھائیون کی رقت و بیتابی کا یہ عالم دیکھکر حیران ہوتے اور سوچا کرتے تھے کہ یہ کیفیت کس طرح پیدا ہو جاتی ہے غرض اپنا اپنا نرالا رنگ تھا اور اپنا اپنا جُداگانہ انداز ایک حضرت امام ربانی قدس سرہٗ کا دم تھا کہ مختلف الطبائع اور مختلف الاحوال منتسبین کے حالات کی نگہداشت فرماتے اور ہر کیفیت کیساتھ اُسی کیفیت کے طرز کا برتاؤ فرما کر روحانی تربیت کیا کرتے تھے آپکی دلی خواہش تھی کہ قلب پر جو کیفیت وارد ہو اسکی قدر کیجائے اور عالم الغیب والشہادۃ کا احسان سمجھکر شکر گزاری کیساتھ اُسکا تحفظ کیا جائے ایکمرتبہ ایک شخص کے قلب پر ایک کیفیت طاری ہوئی جسکو وہ ضبط نکر سکے اور گونہ تفاخر کیساتھ اُسکا اظہار غیرون پر شروع کر دیا لوگون مین اسکا چرچا ہونا تھا کہ وہ کیفیت زایل ہو گئی ۔ نعمت کا زوال ایسا نہین کہ سالک کا قلب اُسکو ادراک نہ کرے اور تلملاوے نہین چنانچہ انھون نے حضرت کی خدمت مین اپنا حال لکھ بھیجا آپنے جواب تحریر فرمایا "لطیفہ غیبی مہمانیست نازک مزاج کہ بادنی بے التفاتی رو بیگرداند"۔

اسکے ساتھ ہی آپ اپنے متوسلین کو ان حالات و واردات کیطرف متوجہ نہونے دیتے بلکہ یون ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ یہ امور مقصود نہین ہین اصل مقصود حق تعالیٰ شانہ کی اطاعت اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کا اتباع ہے اس تعلیم کا یہ نتیجہ ہوتا تھا کہ آپکے متوسلین کیفیت حاصلہ پر بس نہین کرتے تھے جون جون واردات پیش آتے اُنکو غیر مقصود سمجھکر اپنے کام مین لگے رہتے اور آگے بڑھے چلے جاتے تھے یہان تک کہ وہی سادگی کا انداز یعنی اذعان و یقین کیساتھ بطوع و رغبت اتباع شریعت کا مضمون حاصل ہو جاتا تھا جسمین راہزن شیطان کی راہزنی کا اندیشہ کمزور ہے ۔ آپکے بعض متوسلین پر ابتدائی حالت مین وہ عجیب کیفیتین پیدا ہوئی ہین کہ دوسری جگہ بہت وقیع بنکر مشہور ہوتین مگر آپکے یہان کوئی کمال کا درجہ نہین سمجھا گیا اور آپنے جب فرمایا یہی فرمایا کہ توجہ نکرو۔ ایک شخص بذریعہ خط آپ سے بیعت ہوئے اور تحریری تعلیم پر ذکر مین مشغول ہو گئے چند روز مین اُن پر یہ کیفیت طاری ہوئی اولیا وسلاسل کی ارواح طیبہ سے لقا حاصل ہوا اور پھر یکے بعد دیگری انبیا علیہم السلام کی پاک روحون سے ملاقات ہوئی رفتہ رفتہ یون محسوس ہوتا تھا کہ سر سے لیکر قدم تک رگ رگ اور بال بال مین ارواح طیبات سے وابستگی ہے اسی حالت مین ایک مدہوشی اور سکر کا عالم

پیدا ہوتا جسمین مغیبات کا انکشاف اور مجلس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دربانی کا اعزاز حاصل ہوتا تھا بسا اوقات مجذوبانہ بیہوشی طاری ہوتی اور بے حس و حرکت پڑے رہتے مگر نماز کا وقت معین آتے ہی ہوش آجاتا اور فرائض پڑھتے ہی پھر بیہوشی طاری ہوجاتی تھی اسی بیہوشی مین کبھی بے اختیاری کی صورت مین دفعتًہ اوٹھ کھڑے ہوتے اور روٹی مانگتے تھے اور جسوقت ماحضر فورًا پیش کیا جاتا مجنونون کی طرح دو چار لقمے کھا کر آخری لقمہ تھوک دیتے اور بیہوش ہوجاتے تھے انداز سے یون معلوم ہوتا تھا کہ حکمًا کھاتے اور حکمًا ختم کرتے ہین مہینون انکی یہ حالت رہی اور حضرت کو اطلاع بھی کیگئی مگر جب جواب لکھا آپنے یہی لکھا کہ یہ سب امور غیر مقصود ہین یہان آنا ہو تو ساتھ لیتے آنا اور علم شریعت پڑھانیکی تدبیر کرنی چاہیئے چنانچہ انکے والد ماجد انکو لیکر گنگوہ حاضر ہوئے تو حضرت قدس سرہ نے اپنے پاس بٹھاکر گردن جھکالی حضرت کی اس توجہ کا اثر دیکھنے والون کو صرف اتنا معلوم ہوا کہ مغلوب الحال پر خواب کی حالت طاری ہوئی اور اونگھنے کے طرز پر گردن جھک کر گویا زمین سے لگ گئی چند لحظہ کے بعد حضرت بھی باتین کرنے لگے اور وہ بھی سیدھے سادے مسلمان ہوکر بیٹھ گئے آخر دیوبند کے مدرسہ مین طالبعلم بنے اور پھر کبھی کوئی کیفیت پیدا نہوئی مگر اسکے ساتھ ہی توجہ الی اللہ اور رغبت فی الطاعۃ مین ترقی ہوگئی۔

بعد مغرب صلوۃ الاوابین مین جسوقت آپ مشغول ہوتے تو بعض متوسلین پر اکثر کیف غالب ہوتا اور وجد مین آکر بیتابانہ چیختے ہوئے فرش پر لوٹا کرتے پُردرد اشعار پڑھتے اور محزون و غمزدہ دل سے استغاثہ کیا کرتے خصوصًا جسوقت آپ فارغ ہوکر چلنے لگتے تو بے اختیار فریاد کی آوازین بلند ہوتین اور عشاق جانباز باین الفاظ دھاڑین مارا کرتے کہ حضرت خدا کیواسطے رحم فرماؤ ترس کھاؤ آپ نہایت استقلال کیساتھ یہ کلمات سنتے اور چپکے چلے جاتے تھے چونکہ یہ احوال کسی درجہ مین وقیع نہ تھے اسلئے ظاہرًا کوئی توجہ اور التفات آپکا ظاہر نہوتا تھا مگر اسکے ساتھ ہی چونکہ نیک راستہ کے نظارے اور قابل تفریح منظر تھے اسلئے آپ بنگاہ نفرت بھی نہ دیکھتے تھے ظاہر ہے کہ جو کچھ پیش آتا تھا اسی پاک ذات کی طلب مین پیش آتا تھا جسکے لئے مخلوق نے جانین کھپادین بس طلب مین مرجانا بھی بمقتضائے ومن یخرج من بیتہ مھاجرا الی اللہ و رسولہ فقد وقع اجرہ علی اللہ کسی درجہ مین مطلوب کا حاصل ہوجانا ہی ہے اسلئے آپ کا جی چاہتا تھا کہ اچھا ہے اسی حالمین مرجائین اس موت پر لاکھ زندگیان قربان اور اس فنا کو ہزارون بقا پر ترجیح ہے ایک بزرگ نے آپکے ایک متوسل مغلوب الحال کی کیفیت لکھی اور اس حالت پر ترس کھاکر سفارش کی کہ

حضرت کی توجہ سے آنکھوں میں تکلیف کی حالت سے نجات ملجائے تو بہتر ہے آپنے پلنگ پر لیٹے ہوئے سارا خط اوّل سے آخر تک سُنا اور خاص لہجہ مین یون ارشاد فرمایا کہ اچھا ہے میان مر جائین اسی حال مین۔ اسکے بعد دوسری جانب کروٹ لیلی اور بات کو نسیًا منسیا بنا دیا ؎

اے دل بہوش بر سر کارے نہ رسی چون شانہ بزیر ارہ تا تن نہ نہی	تا غم نخوری بغمگسارے نرسی ہرگز بسر زلف نگارے نرسی

تڑپن اضطراب بیخودی بیتابی سب کچھہ تھا مگر آپکی نگہداشت کا ثمرہ تھا کہ جون جون صعوبت بڑہتی وون وون اشتیاق وصل کی آگ بھڑکتی اور بیابان ناپیداکنار مین مسافرت بے سرو سامانی کی ہر مشقت فوز مرام وحصول مقصود نظر آتی تھی طلب سے ہمت ہارتی نہ تھی اور مردانہ وار قدم پیچھے ہٹنے کے بجائے ہر لحظہ آگے بڑہتا چلا جاتا تھا ؎

گرم صد دل بود ہر دم شود صد پارۂ از غم	بجنت ہر زمان شوقم بدیدارت بود افزون

حال وجد اور کیفیات کے طریان وظہور پر چونکہ رخنہ اندازی شیطان کی رخنہ اندازی کا اندیشہ قوی تھا اسلئے منتسبین کے حالات مبارکہ کی آپ تصدیق فرماتے تسلی دیکر ڈھارس بندھاتے اور بڑی تاکید و اہتمام کیساتھ تمسک بالشریعت اور اتباع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا امر فرمایا کرتے تھے آپنے ہمیشہ اپنی تحریر سے تقریر سے ترہیبًا وترغیبًا علمًا وعملًا اپنے تمام متوسلین اور خصوصًا اصحاب حالات ارجمند منتسبین کے دلو نمین یہ اعتقاد گویا پلا دیا تھا کہ شریعت مصطفویہ کا دامن عاطفت چھوڑ کر کوئی حالت اور کوئی کیفیت کیسی ہی لذیذ اور بھلی کیون نہ معلوم ہو ہیچ درہیچ اور قابل رد و طرد ہے ؎

محال است سعدی کہ راہ صفا	توان رفت جز در پے مصطفےٰ	خلاف پیمبر کسے رہگزید	کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

سالک کو زمانہ سلوک مین جو کچھہ آپ تعلیم فرماتے تھے اُسکا خلاصہ صرف اسقدر تھا کہ حق تعالیٰ کی وہ سچی محبت سودا قلب مین راسخ ہو جائے جسکا ثمرہ ہر حال مین اتباع شرع اور قدم قدم پر محبوب رب العالمین کا اقتدا ہے اسلئے کہ حق تعالیٰ شانہ نے اپنی جانب وصول اور اپنے حصول کا یہی ایک طریق بیان فرمایا اور وحی متلو بناکر صادق ومصدوق محبوب کی معرفت ہم تک پہونچایا ہے اسی طریق کی تعلیم کا خلاصۃ الانبیا سرور عالم کو حکم دیا گیا تھا اور اسکی یاد دہانی اپنے منتسبین کو امام ربانی فرمایا کرتے تھے پس اگر یون کہا جائے کہ آپکی تعلیم نائب رسول ہونیکی وجہ سے نیابۃً اسی امر کی تبلیغ وترویج تھی جسکو آیہ مقدسہ قُل اِن

کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ مین ذکر کیا گیا ہے تو بیشک حق ہے۔
آپ اپنے متوسلین کی اصلاح و ترقی حال سے کبھی غافل نہین ہوتے تھے یون تو آپکی عملی حالت اور سرتاپا آپکا وجود باجود مستقل طور پر راہبر اور رہنما تھا کہ ہر خادم آستانہ کو آپکے اتباع کی رغبت ہوتی اور کام مین مشغولیت اور زہادہ محافظت کی ہمت بڑہتی تھی مگر آپ اسپر اکتفا نفرماتے اور زبانی نصیحت و ترغیب اور باطنی تصرف و توجہ سے خدام کی معاونت فرمایا کرتے تھے ایک شخص ولایتی آپکی خدمت مین رہتے اور ذکر شغل کیا کرتے تھے چند روز بعد اُن پر ایک کیفیت پیدا ہوئی کہ حضرت امام ربانی قدس سرہ کا چہرہ مبارک اُنکو بدر کامل سے زیادہ روشن اور چمکتا ہوا آفتاب جیسا معلوم ہوتا تھا جسکے سبب حب شیخ بڑہتی اور رغبت و اعتقاد کا مضمون مستحکم ہوتا تھا یہ صاحب جسوقت اہل خانقاہ کے پاس آتے تو اُنسے دریافت کیا کرتے کہ مجھے تو حضرت کا چہرہ ایسا روشن معلوم ہوتا ہے تمکو بھی معلوم ہوتا ہے یا نہین؟ خانقاہ مین رہنے والے ذاکرین شاغلین پر کیا ضرور ہے کہ یکسان حالت طاری ہو جب دوسرون سے نفی کا جواب سنا تو شیطان نے تفاخر و تکبر کا مضمون دل مین ڈالا اور انکو یہ خیال پیدا ہوا کہ ذکر کا جو اثر مجھپر طاری ہوا یہ سب لوگ اُس سے محروم ہین میری محنت مقبول ہوگئی اور مجھے بڑی بات حاصل ہوگئی اس وسوسۂ واہیہ کا یہ اثر ہوا کہ ذکر و شغل مین کسل و کاہلی پیدا ہوگئی دو ایک دن اس حال مین گذرے ایک رات عشا کے بعد حضرت کے پاؤن دبا رہے تھے چند خدام اور بھی تھے کہ انہین صاحب نے دریافت کیا کہ حضرت اللہ تعالےٰ فرماتا ہے یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ اس آیت مین لفظ ما عام ہے جملہ اشیاء ذی روح و غیر ذی روح کو تو کیا ساری چیزین خدا کی تسبیح کرتی ہین؟ آپنے ارشاد فرمایا ہان جمیع اشیا حق تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہین یہانتک کہ چیونٹی اپنے بھٹ مین اور یہ حالت اکثر سالکون پر منکشف بھی ہوئی ہے کہ ہر چیز سے اللہ کا ذکر نکل رہا ہے لیکن انسان ہی ایسا کم ظرف ہے کہ ایک دو دن ذکر کرکے پھول جاتا اور یون سمجھنے لگتا ہے کہ مین کچھ ہو گیا کچھ انوار معلوم ہوئے اور کہدیا کہ مین بھی کسی رتبہ پر پہونچ گیا یاد رکھو ایسے خیالات مردود بارگاہ بنا دیتے ہین حق تعالےٰ کے ہمپر اتنے احسان ہین کہ ایک نعمت کا شکریہ بھی کسی طرح ادا نہین کرسکتے تھوڑا بہت ذکر شغل کرکے اپنے کو مقرب اور کسی درجہ کا مستحق سمجھنا تو کیونکر صحیح ہو سکتا ہے اسکے بعد یہ قصہ بیان فرمایا کہ پچھلے زمانہ مین ایک شخص بڑا عابد زاہد تھا اسنے اپنی ساری عمر اللہ تعالیٰ کی عبادت مین گذاری اور عبادت

بھی اخلاص سے کرتا تھا ہماری تو عبادتین ہی کیا ہین کہ ریا بھرا پڑا ہے اس شخص کی عمر ہزار سال کی
تھی اتنا کثیر زمانہ ہمہ تن اللہ کی یاد مین صرف ہوا آخر وقت مین مرنے سے قبل اسکے دلمین یہ خطرہ
آیا کہ مین نے حق تعالیٰ کی عبادت بہت کی ہے ساری عمر اُسکی یاد مین مشغول رہا ہون مجھے خدا کے
یہان بڑا مرتبہ ملیگا جب وہ شخص مرگیا اور حق تعالیٰ کے حضور مین پیش ہوا تو ملائکہ کو حکم دیا گیا کہ اسے
جہنم مین جھونکدو فرشتے حکم کے بندے اُسکو کشان کشان لے چلے اسنے عرض کیا کہ بار الہا مین نے
تیری عبادت ہزار برس کی ہے مین تو جنت کا مستحق تھا اُسوقت فرشتون کو حکم ہوا کہ اچھا ساحل جہنم
پر کھڑا رکھو چنانچہ وہ دوزخ کے کنارہ کھڑا کر دیا گیا اُسوقت اُسکو بڑی شدت کی پیاس لگی بیتاب ہو کر
اُسنے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار معبود مجھے پانی پلا دینے کی اجازت دیجیے کہ مین پیاس کے مارے
مرا جاتا ہون حق تعالیٰ نے فرشتون کو حکم دیا کہ اس شخص سے کہو یہان پانی مُفت کا نہین ہے ہزار سالہ
عبادت کے معاوضہ مین ایک کٹورا پانی خریدنا چاہے تو خرید لے ورنہ خاموش رہے یہ سُنکر اس پیاسے
عابد نے بڑی خوشی سے عرض کیا کہ مجھے منظور ہے پانی تو ملجائے کہ جان بچ جاسے اگر کئی ہزار سال
کی عبادت بھی قیمت قرار دیجاتی تو مین غنیمت سمجھتا اور منظور کرتا اُسوقت حق تعالیٰ نے ملائکہ سے
ارشاد فرمایا کہ اس شخص سے پوچھو دنیا مین ہزار سال تک ہزارہا کٹورے ٹھنڈے اور میٹھے پانیکے پی چکا
ہے پہلے اُسکی قیمت کا حساب کر دے اسکے بعد اس ایک کٹورے کے بدلہ ہزار سال کی عبادت لے لیجائیگی۔

یہ حکایت نقل فرماکر حضرت امام ربانی نے ارشاد فرمایا سو میان ہم تو حق تعالیٰ کے عطا فرمائے
ہوئے ایک کٹورہ پانی کا بھی شکریہ ادا نہین کر سکتے جو ہزارہا سال کی عبادت کے معاوضہ مین بھی ارزان
ہے چہ جائیکہ ہزارہا انعام اور لکھو کھا احسانات ملا انسان پہلے پیشگی لی ہوئی تو بیباق کردے تب ہی آیندہ
چڑھاؤ کا استحقاق قایم کرے" آپکی اس تقریر سے مخاطب متوسل کے دل سے شیطانی وسوسہ ایسا
نکلا کہ نام کو بھی اثر باقی نہین رہا اس قصہ کے چندروز بعد ان پر گریہ کی حالت طاری ہوگئی اور اپنی
بیچمدانی و ناکارگی کا اذعان بڑھتا چلا گیا۔

بعض متوسلین پر جبکہ ذکر و شغل کا اثر اپنے خیال مین ظاہر ہوتا نہ دیکھتے تو شیطانی رخنہ اندازی
یاس کی صورت مین ہویدا ہوتی اور یہ وسوسہ پیدا ہوتا تھا کہ مہینون گذر گئے کوئی کیفیت اور کسی قسم کی
لذت ہی محسوس نہین ہوتی آیندہ ہی کیا اُمید ہے اس نقص کو آپ اُمیدین بندھا کر اور بڑھاوے چڑھاوے

دیکر رفع فرماتے اور اُنکی فہم وسمجھ کے موافق یون ارشاد فرمایا کرتے کہ بعض اہل اللہ کو کئی کئی برس کے بعد خفیف سا اثر محسوس ہوا حضرت جلال تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ نے درس تدریس چھوڑ کر دو سال برابر ذکر بالجہر کیا اور کوئی اثر محسوس نہوا بجز اسکے کہ صوت سرمدی کا شروع معلوم ہوتا تھا اپنے شیخ حضرت شیخ الشیوخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین اپنا حال لکھا کہ حضرت برابر دو سال سے ذکر مین محنت کر رہا ہون اور حضرت کو معلوم ہے کہ درس تدریس چھوڑ کر مین نے اس کام کو شروع کیا ہے لیکن ابھی تک ذکر کا کچھ اثر معلوم نہین ہوتا فقط ایک آواز سر سے ذرا ذرا آتی ہے" شیخ نے جواب تحریر فرمایا گھبراؤ مت استقلال کیساتھ کام کئے جاؤ ہر چند کہ دیر ہست آہو بچنگ شیر است الخ

حضرت امام ربانی قدس سرہ اس قسم کی حکایات صالحین سے طالبین کی تسلی فرماتے اور متوسلین کی ہمت کمزور نہونے دیتے تھے بارہا آپ یہ شعر پڑھتے اور خطوط کے جوابات مین تحریر فرماتے کہ ؎

کاندرین راہ کار باید کار	کار کن کار بگذر از گفتار

آپ کے متوسلین مین وہ علماء جو آپکی تلقین کیموافق درس تدریس مین مشغول رہتے تھے یہی خدمت دین متین اُنکے لئے ریاضت ومجاہدہ اور ذکر وشغل کا کام دیتی اور مقصود پر پہونچا دیتی تھی بعض وقت ذکر و شغل مین رات دن لگے رہنے والے اہل صفہ کو یہ بھی خیال ہوتا کہ یہ لوگ گاہے ماہے حاضر خدمت ہوتے اور بہت کچھ لیجاتے ہین اور ہمین باوجود محنت ومشقت اٹھانے اور مہینون یہان پڑے رہنے کے کچھ حاصل نہین ہوتا حضرت امام ربانی ان وساوس پر مطلع ہوتے اور کسی دوسری تقریر کے ضمن مین ارشاد فرمایا کرتے کہ مقصود ذکر وشغل سے حق تعالیٰ کی یاد اور اُس طرف لگاؤ ہے چونکہ علماء کو درس وتدریس مین یہ بات حاصل ہوتی ہے اسلئے دل ودماغ کا یہ مجاہدہ اور شب و روز قال اللہ وقال الرسول مین لگا رہنا اُنکی اصلاح کا بڑا ذریعہ بنجاتا ہے علماء کو یون سمجھنا کہ ذکر شغل نہین کرتے سمجھ کی غلطی ہے۔

ایکمرتبہ آپکے کسی متوسل نے شکایت کی کہ ذکر شغل کرتے مدت گذر گئی مگر اثر کچھ بھی نہین معلوم ہوتا آپنے یہ شعر پڑھا ؎ کار کن کار بگذر از گفتار ٭ کاندرین راہ کار باید کار ٭ اسکے بعد فرمایا میان پہلون نے تو بڑی بڑی مشقتین اٹھائی اور برسون محنتین کی ہین تم اتنے ہی مین گھبرائے جاتے ہو معلوم بھی ہے حضرت جلال تھانیسری کو تین سال کے بعد سلطان الاذکار شروع ہوا تھا غرض آپ مایوس و ناامید نہونے دیتے اور کمزوردلون کو ابھار ابھار کر کام مین لگائے رکھنے کی سعی فرمایا کرتے تھے اسلئے کہ ذکر اللہ

اصل نفع یہی ہی کہ حق تعالیٰ کی یاد قایم ہے اور جب انسان کریم آقا کی دربانی پر مستعد رہتا ہے تو ایک نظر مین نواز بھی لیا جاتا ہے کیا خبر ہے کہ وہ نظر کرم کسوقت ہو؟ ؎

ہر چند نہ ام لایق درگاہ سلاطین۔ نا میدیم	کاخر بکرم ہم بنوازند گدا را۔ گاہے نہ بگاہے

حصول ثمرات مجاہدہ وظہور آثار ریاضات مین عجلت و تقاضہ کرنیوالی طبیعتین چونکہ اپنے ہادی پہ فرمایش کرتی ہین جو ایک قسم کی گستاخی و بے ادبی ہونیکے سبب محرومیت وخسران کا وسیلہ بنجاتی ہے اسلئے اس مضمون کی اصلاح سے امام ربانی بے توجہی نفرماتے تھے تقریر سے تحریر سے ارشاد سے اکابر کے قصون سے اور سب کے ساتھ باطنی توجہ اور قلبی تصرف سے آپ اس خیال بد کو طالب کے قلب سے نکالتے اور یہ مضمون ذہن مین جماتے تھے کہ دنیا مین ہر کمال کا حصول بہ تدریج ہوا آہستہ آہستہ برسون مین جاکر ہوتا ہی بچہ کتنے دنون مین جوان بنتا اور جاہل کتنی مدت مین عالم ہوتا ہے پھر بھلا حق تعالیٰ شانہ کا قرب جسکی برابر عزیز و وقیع اور باحرمت مرتبہ کوئی ہو ہی نہین سکتا چند روز مین کیونکر حاصل ہو سکتا ہے اس صاحب فضل و شرف اور قابل قدر جوہر کا حصول اگر عمر نوح خرچ کرنے پر بھی ہوجائے تو بہت جلدی اور خوش نصیبی کی علامت ہے

؎ قرنہا باید کہ تا یک کودکے از لطف طبع	عاقلے کامل شود یا فاضلے صاحب سخن
سالہا باید کہ تا یک سنگ اصلی ز آفتاب	لعل گردد در بدخشان یا عقیق اندر یمن
ماہہا باید کہ تا یک مشت پشم از پشت میش	صوفئے را خرقہ گردد یا حمارے را رسن
ہفتہا باید کہ تا یک پنبۂ از آب و گل	شاہدے را حلہ گردد یا شہیدے را کفن
روزہا باید کشیدن انتظار بیشمار	تا کہ در جوت صحبت یاران شود دُرِّ عدن

بندہ کا کام بندگی ہے اور بندگی نام ہے بیچارگی کا کسنے بتایا ہے آقا پر فرمایش کرنا اور کون جایز سمجھتا ہے محبوب پر نگاہ لطف ووصال کا تقاضہ ؎

اگر بر وصلت لیلےٰ برغبت خاطری داری	چو مجنون فرد باید شد ہم از خویش و ہم از خویشان

اس پاک راستہ مین تو جملہ آرزوؤن کا مٹا دینا ہی سچی آرزو ہے اور تمناؤن کا خون کردینا ہی عین تمنا ہی یا تو اس طلب کا نام نہ لے اور نام لے تو مردانہ وار جان کھپا دینے کے ارادہ مین پختہ ہوکر دُھن کا پکا بنے ؎

با دل گفتم مرا مبر بر در او	گو باد شہ است من گدا رم سر او	دل گفت بر حدیث بیہودہ مکن	یا بر در او کشند یا در رہ او

حضرت امام ربانی قدس سرہ کی تعلیم مین حق تعالیٰ نے کچھ ایسی برکت اور خاص تاثیر عطا فرمائی تھی کہ مہینون

بلکہ ہفتون مین وہ بات حاصل ہوتی تھی جو برسون مین بھی اگر حاصل ہوتی تو ارزان تھی آپکی خدمت مین چند لحظہ کا حضور اور قلب مین آپکے ساتھ کسی درجہ کا تعلق اور وابستگی نفع مین چلہ کشی سے بہتر اور ریاضات و مجاہدات سے زیادہ سودمند تھا صوفی کرم حسین صاحب نے کچھ اپنا حال لکھا ہے کہ جب حضرت نے مجکو ذکر تعلیم فرمایا تو یون ارشاد فرمایا کہ یکہزار مرتبہ نفی اثبات اور یکہزار مرتبہ اثبات اور تین ہزار مرتبہ اسم ذات بالجہر آخر شب مین کیا کرو اور چوبیس ہزار مرتبہ اسم ذات خفی مختلف اوقات مین پورا کرلو جسوقت حضرت قدس سرہ تلقین فرما رہے تھے اسوقت میرے قلب مین حق تعالیٰ کی محبت کا ایک جوشش پیدا ہوتا معلوم ہوا اسکے ساتھ ایک حرارت محسوس ہوئی جو قلب سے متجاوز ہو کر تمام بدن مین سرایت کرتی اور پھیلتی گئی شب کو جب مین نے ذکر جہر ختم کیا تو بیٹھے بیٹھے کچھ غنودگی طاری ہوئی اور عالم واقعہ مین یہ حالت محسوس ہوئی کہ گویا بارود مین آگ لگادی گئی مین دیکھتا تھا کہ زمین آسمان اور اسکا درمیانی خلا آگ کا ایک شعلہ ہے اور اسکو میرے جسم نے اس طرح بھر دیا کہ زمین پر بیٹھا ہون اور سر آسمان سے لگا ہوا اور دونون مونڈھے جنوب و شمال سے ملصق ہین اور جسم پتھر جیسا بنگیا زبان اسقدر بڑھ گئی کہ اسنے سارا مونہہ بھر دیا اور بات کا نکلنا مشکل پڑگیا تھوڑی دیر مین یہ حالت رفع ہوگئی مگر اسکے آثار بدن مین موجود تھے صبح کو حضرت قدس سرہ سے حالت عرض کی تو آپنے فرمایا "بارک اللہ ذکر کا اثر شروع ہوگیا" اسکے بعد مختلف رنگ کے انوارات ذکر کرنیکی حالت مین نظر آتے اور اسم ذات کا خیال بڑھتا جاتا تھا۔

حضرت کے ایک خادم ذکر بالجہر کیا کرتے تھے چندہی روز گذرے تھے شب کو حضرت کے پاؤن دبانے کھڑے ہوئے قلب پر ایک کیفیت محسوس ہوئی اور بڑھتی رہی دفعۃً حضرت نے اسی جانب کروٹ لیلی اسوقت تو کیفیت اتنا بڑھا کہ ضبط مشکل ہوگیا حضرت نے فرمایا بس جاؤ یہ حجرہ مین آکر لیٹ رہے اور چراغ گل کردیا وہ اثر جو پاؤن دباتے مین پیدا ہوا تھا یہانتک بڑھا کہ جسم معدوم معلوم ہونے لگا صرف اتنا محسوس ہوتا تھا کہ کہین ہے ضرور پھر ایک حجاب سا اٹھا اور خاکی نور ظاہر ہوا جسکی وسعت زمین و آسمان سے زیادہ معلوم ہوتی تھی اور اسکا رنگ مثل صبح کے وقت کے تھا حجرہ حالانکہ تاریک تھا مگر یون معلوم ہوتا تھا کہ فلق صبح کھلی ہوئی ہے اسکے بعد اسمین سے سرخ نور ظاہر ہوا اسکی وسعت بھی اسیقدر تھی اسکے بعد دیگر الوان اور رنگ برنگ کے انوار ظاہر ہوئے آخر مین لطیفہ اخفی کا نور محسوس ہوا صبح کو جب انہون نے حضرت سے حال عرض کیا تو آپنے فرمایا بارک اللہ یہ لطائف کے انوارات تھے۔

اسی درمیان میں صوت سرمدی شروع ہوگئی ابتداءً اسکا ورود اس شدت کیساتھ ہوا کہ بدن میں لرزہ پڑجاتا تھا کبھی مثل برق کے اور کبھی زنجیر کی کھڑکھڑاہٹ کے اور کبھی دوسری آوازوں میں اسکا احساس ہوتا یہانتک کہ ہر ہر عضو سے یہی آواز محسوس ہوتی اور اُس آواز میں سے لفظ اللہ نکلتا ہوا معلوم ہوتا تھا اسکے چند روز بعد یہ حالت ہوئی کہ ہر چیز سے یہی آواز نکلتی ہوئی مسموع ہوتی اور آخرکار اپنے قلب سے نام مبارک اللہ اس طرح مسموع ہونے لگا کہ گویا کوئی دوسرا شخص پاس بیٹھا ہوا ذکر کر رہا ہے اور یہ حالت بھی یہانتک بڑھی کہ بدن کے ہر حصہ اور عضو عضو سے ذکر کی آواز محسوس اور مسموع ہونے لگی۔

بعض متوسلین پر چند روز کے ذکر و شغل میں انوارات کا اسدرجہ ورود ہوتا تھا کہ شب کو تاریک حجرہ منور ہوجاتا اور غلبہ کے سبب راستہ چلنا مشکل پڑجاتا تھا کبھی کبھی یہ انوارات انسان کی شکل میں سبز یا سرخ پوش نظر آتے اور اپنے قریب ذکر میں مشغول یا نماز پڑھتے ہوئے معلوم ہوتے تھے بعض وقت یوں محسوس ہوتا کہ انوارات متشکلہ کو نماز یا ذکر میں کیفیت آرہی ہے یہ دیکھکر صاحب انوار سالک متوسل کو بھی جوش آتا اور لذیذ کیفیت پیدا ہوتی تھی۔ الغرض امام ربانی قدس سرہ کی تعلیم کے برکات و آثار اور ثمرات و نتائج ان کے دل مانے ہوئے ہیں جنہوں نے اس غیبی خوان نعمت کی قدر پہچانی اور تھوڑے یا بہت متمتع و منتفع ہوئے جو لذیذ بیتابی اور مزہ دار اضطراب وچٹک آپکی ابتدائی تعلیم پر پہلی شب عمل کرنے میں قلب کو حاصل ہوتی تھی وہ صیاد کا لاسہ بنکر طایر دل کو مقید بناکر ایسا جکڑ دیتی تھی کہ اُسی پر مر مٹنے کو منتہائے مرادات اور عین حصول حیات سمجھا جاتا تھا ؎

دل بسوئے دلبرے ہر لحظہ مارا میکشد	آنچنا کہ مارا میکشد این دل ہمانجا میکشد

یہ قصہ تو ایسا لذیذ ہے کہ چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا اور طویل اتنا ہے کہ ختم ہونا دشوار ہے عنوان سے مقصود یہ تھا کہ آپکی تعلیم میں سب سے بڑا اہتمام اتباع سنت مصطفویہ کا تھا اور اسکے بعد نگہداشت اہل السنۃ کے ادب و دفر کی کہ کسی خاندان کی تعلیم کا پابند کیوں نہو جملہ سلاسل اور تمام اولیاء کے ساتھ حسن ظن و عقیدت اور محبت رکھے اسکے بعد جو کچھ ذکر یا شغل پاس انفاس یا مراقبہ آپ تلقین فرماتے اُسپر نباہ کرنا اور کام میں لگجانا مثمر برکات اور وسیلہ حصول فیوضات بنتا تھا اب طبایع کے اختلاف کی بنا پر اپنا اپنا رنگ تھا اور اپنے اپنے انداز کسی کے حالات کچھ تھے کسی کے کچھ کسی پر واردات غیبیہ کا ہجوم تھا اور کسی پر اطمینان و سکون کیساتھ غلبہ حضور و استقامت فی الدین کوئی وجد و حال میں سرگرم ہوتا اور کسی پر جزع و فزع اور گریہ

زاری کا طریان کوئی سکر وتحیر مین مبہوت بنتا اور کوئی اضطراب وحزن مین مبتلا اور ستانہ وار گرفتار یہ مختلف کوائف اور متنوع احوال نہ کسی کی فہم مین آسکین نہ اظہار وبیان کے قابل نہ طریق وتدبیر معالجہ کا تذکرہ سود مند نہ کوئی خاص اور محدود طرز وروش معین کہ جسکو مسلسل ہدیہ ناظرین کردیا جائے اسلئے اُن سے سکوت کیا گیا اور یکسوئی محمود سمجھی گئی مگر ہان اتنا عرض کرنا ضرور ہے کہ آپ کے فیضان مین جوش وخروش بہت ہی کم طبایع پر پیدا ہوتا تھا اور جنپر ہوتا تھا اکثر چند روز کے بعد ہی سکون کیساتھ بدل جاتا تھا چونکہ آپکی نسبت کا رنگ بہت ہی مخفی اور بھاری بھرکم تھا آپکی عالی ظرف ذات اپنے منتسبین مین بھی اُسی سادگی کو زیادہ پسند کرتی تھی جسکی کانون کان کسی کو خبر نہونے پائے چنانچہ آپکے صاحب نسبت خلفاء مین اکثر اسی رنگ مین رنگے گئے اور الحمد للہ یہ سلسلہ باین طریق جاری وساری ہے۔

تجرد وترک تعلقات کا رنگ آپکو چونکہ پسند نہ تھا اسلئے متوسلین پر اگر یہ حالت طاری ہوتی تو آپ اُس کے سلب کی کوشش فرماتے تھے منشی قادر بخش صاحب بلندشہری جسوقت بیعت ہوکر اپنے مکان پر واپس ہوئے اور حضرت کا تعلیم فرمایا ہوا ذکر وشغل شروع کیا تو چندہی روز مین کیفیات عجیبہ اور حالات غریبہ کا ورود شروع ہوگیا۔ آخر اس لذت مین مسرور ہوکر یون خیال ہوا کہ دنیا کے جھگڑون مین مبتلا رہکر تھوڑے سے ذکر وفکر مین جب یہ لذت ہے تو سب کو چھوڑ چھاڑ کر کسی پہاڑ کی کھو مین یا سنسان جنگل کے گوشہ مین بیٹھکر اللہ کی یاد مین کیا کچھ حظ ہوگا؟ اس خیال کے آتے ہی عزلت وخلوت کا شوق بڑھنا اور اہل وعیال کی محبت کا کم ہونا شروع ہوگیا یہانتک کہ بچون سے جی گھبرانے رشتہ دارون سے نفرت اور متعلقین کے پاس آنے جانیسے وحشت ہونے لگی طبیعت کا یہ رنگ اقارب نے دیکھا تو پریشان ہوئے اور سمجھے کہ ایک مرد کا دم نظر آتا ہے وہ یون چلا منت سے سماجت سے سمجھانے خوشامدین کرتے ہاتھ جوڑتے اور روکر پوچھا کرتے کہ آخر ہمسے کیا قصور ہوا جو ہر وقت رنجیدہ اور الگ تھلگ رہتے ہو وہ شدہ شدہ سب کو معلوم ہوگیا کہ ذکر کا اثر ہے اور تنہائی کی ایسی محبت ہوگئی ہی کہ زائل ہونی مشکل ہی جب سبکو یقین ہوگیا کہ عنقریب ہمین چھوڑکر جنگل کو نکلجائینگے تو طعن وتشنیع شروع کئے کہ شاید غیرت ہی کے مارے یہ خیال دور ہو بی بی کہنے لگی کہ معلوم ہوا اب تمسے کمایا نہین جاتا اسیوجہ سے سب کو چھوڑ کر اپنا دم لیکر کہین نکل جانیکا قصد ہے مان بولی کہ مولویصاحب نے مرید کیا کیا میرا بیٹا ہی مجھسے چھین لیا دنیا مین ایک سہارا تھا وہ یون ہاتھ سے چلا مین تو مولویصاحب کو لکھونگی کہ تمنے بیٹے کو مان سے جدا کیا ہے تم ہی بتاؤ ہم عورت ذات کیا کرین غرض سب کچھ تدبیرین کی جاتی تھین مگر یہان ذرہ برابر اثر نہ تھا

آخر حضرت امام ربانی قدس سرہ کو اطلاع ہوئی آپنے منشی قادر بخش کو بلا بھیجا جسوقت وہ حاضر ہوئے آپ انکو تنہا حجرہ مین لیگئے اور پاس بٹھا کر قلب پر اثر ڈالا اسکے بعد ارشاد فرمایا میان قادر بخش کیا وہ کام کرنا چاہتے ہو جو سلسلہ کے بزرگون اور خدا و رسول سب کے خلاف ہے بہلا انکی مخالفت کر کے کہان رہوگے اور کیا پھل پاؤگے مین سنتا ہون تمنے یہ بات ٹھان رکھی ہے کہ بی بی بچون اور بوڑھی مان کو چھوڑ کر کہین نکل جاؤ سو سُن رکھو یہ بات ہرگز نہین ہوسکتی" حضرت قدس سرہ جسوقت یہ تقریر فرمارہے تھے مان اور بی بی بچون کی محبت کا ایک جوش انکے دلمین اُبل رہا اور یہ شوق پیدا ہو رہا تھا کہ کسی طرح جلد مکان پر لوٹون اور انکی صورتین دیکھون آخر مکان پر واپس ہوئے اور آج تک اسی تعلق و محبت کیساتھ مکان پر مقیم ہین اس قصہ کے بعد کبھی تجرد و رہبانیت کا وسوسہ بھی نہین گذرا۔

طبایع کی تشخیص اور ضعف و قوت کی مراعاۃ مین آپکو خاص ملکہ تھا آپکی مقبولیت کے طفیل مین آپ کے ناتجربہ کار راہروان جادہ طریقت منتسبین پر بھی رحمت خداوندی کا ابر چھایا ہوا تھا اور آپکے عہد مخلص ہونیکی بدولت آپ کی نازپروردہ روحانی اولاد اور پرخطر سفر مین قدم اُٹھانیوالے ناواقف و ناسمجھ بچون کا قدم قدم پر حق تعالیٰ کا لطف و فضل شامل حال تھا آپکے ظل شفقت مین بعافیت کیساتھ آپکی بچون نے تربیت پائی اور پھلے پھولے اُسکی واقعی قدر حق یہ ہے کہ خود اُنہون نے بھی نہ پہچانی جس دور دراز راستہ مین چلنے کا نام لیتے بہتیرے جوانمرد زہرہ آب ہوگئے الحمد للہ کہ آپکی اولاد نے اس اطمینان کیساتھ اُسکو طے کیا کہ تکان بھی محسوس نہوا اور جس خطرناک گھمسان جنگل مین بڑے بڑے شیردل بہادرون کے پتے پانی ہوتے ہین خدا کا شکر ہے کہ آپکے لاڈلے بچون نے ایسی راحت سے اُسکو عبور کیا کہ کانون کان کسی کو خبر نہوئی دوسرون کا کیا ذکر خود اُنکو پتہ نہ چلا کہ راہ مین کسی راہزن کا اندیشہ ہے یا نہین؟

منتسبین کی تحصیل معاش کے حلال و پاک وسایل کا بلا وجہ قوی ترک کرنا آپکو پسند نہ تھا اور استشارہ پر بھی کبھی یہ رائے نہ دیتے تھے کہ مسلمان بالقصد اپنے نفس کو توکل مستحب کے امتحان مین ڈالے ہان جن اصحاب کی طبایع قوی پاتے اور یون سمجھتے کہ مشاق و صعوبات پر صبر کرسکتا ہے اُسکو اشارۃً ایماءً فرمایا کرتے کہ اسباب معیشت سے مستغنی ہوکر متوکل بنکر بیٹھ جاؤ چنانچہ حضرت مولانا اشرفعلی صاحب کے استشارہ پر آپنے صاف فرمادیا کہ جایداد وغیرہ رکھو تو مباح ہے اور نہ رکھو تب بھی حق تعالیٰ تمکو روزی سے کبھی پریشان نہ کرینگے اور مولوی محمد اسمٰعیل صاحب گنگوہی نے گوالیار کی ملازمت سے گھبرا کر ترک تعلق چاہا تو آپنے اُنکے خط کا جواب

اِس طرح تحریر فرمایا "لگے تعلق کا ترک کرنا اُسکو زیبا ہے کہ بے تعلقی پر صبر کرسکے اہل علم کا منصب مسجد مین بیٹھ کے فقر و فاقہ پر گذرانیکا ہی اگر اسپر آپ صبر کرسکتے ہین ترک کردو مگر اپنی طبیعت کو جانچ لو کہ اُسوقت کیسے معاملہ پڑیگا اور نہین تو وہان کی مشاق کو گوارا کرکے وہین پڑے رہو اور بندہ آپکے واسطے دعا کرتا ہے اور تم یَا مُغْنِی کو بعد نماز فجر کے گیارہ سو بار اور یَا بَاسِطُ کو بعد نماز عشا کے گیارہ سو بار ہر روز پڑھتے رہو" چنانچہ حضرت مولانا تھانوی نے اُس ارشاد پر عمل فرمایا اور ہر قسم کی دولت سے مالا مال ہوئے اور مولوی محمد اسمعیل صاحب نے اس حکم کی تعمیل کرکے وظیفہ شروع کیا تو چند ہی روز مین پریشانیان رفع اور حالت درست ہوگئی کبھی تنگدستی پیش نہ آئی۔ سلوک مین چونکہ سب سے زیادہ نظر قلب پر ہے اور ظاہر ہے کہ کوئی کام اطمینان اور سکون کے بغیر نہین سنورتا اسلئے سالک کی یکسوئی کا لحاظ آپکے دربار مین مقدم تھا۔ پریشان حالی اور فکر اور تشویش کے دور کرنیکی جو تدبیر مستحب آپ عمل مین لاسکتے وہ لایا کرتے اور اس مبحث مین عجیب عجیب طریقون سے طالبین کی دستگیری فرمایا کرتے تھے۔ معاش ایسی چیز ہے کہ جسکے وسایل حصول کی بیڑیون مین انسان چارون طرف سے جکڑا ہوا ہے اور عموماً اسی ایک حال کی ابتری مین مخلوق کو وہ پریشانیان پیش آتی ہین جنکی اصلاح کا اگر فکر نکیا جاے تو مومن کا ایمان بھی خطرہ مین پڑجاتا ہے اسلئے قوی القلب مشایخ کی فتوحات اور یکسوئی پر ریجھ کر ابتدا سلوک مین مباح ذریعہ معاش کے ترک کا جو ولولہ پیدا ہوتا ہے وہ حاذق طبیب روحانی کے نزدیک مطلق قابل اعتبار نہین سمجھا گیا اور روزی کمانے کی صعوبتون کو ترک کے بعد پیش آنیوالی مہلک و تباہ کن تشاویش سے بہتر قابل برداشت مانا گیا ہے اسلئے حضرت امام ربانی قدس سرہ کی جماعت کثیرہ مین اسی فریق کی شمار بڑھی ہوئی ہے جو عالم الاسباب مین اسباب معیشت کے پابند اور دل بیار و دست بکار کے مصداق بنے ہوئے ہین ہان وابستگی تعلقات مین جو افکار اور یکسوئی پر حملہ کرنیوالے عوارض پیدا ہوتے ہین اُنکی مدافعت دوسرے مناسب طریقون سے آپ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کبھی بزرگون کے قصے اور صالحین کی حکایات سے تسلی دیتے کبھی صبر کی ترغیب اور احزان و آلام پر اجر و ثواب کے وعدے یاد دلا کر مسرور و جری بناتے کبھی دُعا فرمانیکا وعدہ کرکے ڈھارس بندھاتے اور کبھی کوئی وظیفہ تعلیم فرما دیتے تھے ادھر یہ عارضی امور ہمت بڑھاتے رہتے اور اُدھر آپکا تعلیم فرمایا ہوا ذکر و شغل قلب کو قوی بناتا اور حق تعالیٰ شانہ کیساتھ علاقہ محبت کو مضبوط کرتا رہتا تھا آخر کار یہی افکار جو یکسوئی کے مزاحم بنکر راہزنی کے درپے ہوتے تھے محبوب کا مرسلہ ہدیہ بنکر لذیذ معلوم ہوتے اور سبب ترقی مراتب بنجاتے تھے ؎

ہر درد و رنج کز تو رسد بر دل حزین	آن محض رحمتست مر این عافیت

غم جو کسی زمانہ مین سبب ہجر و دوری تھا اب علامت وصل ونشان قرب ہوجاتا تھا ؎

ہر دل کہ بعشق مبتلا شد	کان غم ومحنت وبلا شد	ممکن نبود کہ راست گردد	قدیکہ ز عاشقی دو تا شد
	بیگانہ شد از نشاط ہر دل	کو باغم عشق آشنا شد	

بلا ومصیبت جو کسی وقت مین وحشت ناک منظر بنا ہوا تھا اب شعار مقربین ولباس ابرار دکھائی دیتا اور زمرہ محبین مین شمولیت کی خبر دیتا ہے ؎

سریست در حروف محبت برائے ما	عشاق از دو دیدہ کشد ابتلاء ما
گہ زہر را نصیبہ حلق حسن کنیم	گہ تیغ بر حسین زند کبریاء ما
ما پروریم دشمن وما مے کشیم دوست	کس را چرا و چون نرسد در قضاء ما
ارہ بتارک زکریا فرو کنیم	یحییٰ اکشیم ودم نزند در بلاء ما

فکر معیشت وبلاء تنگدستی سے گھبرا جانیوالی بعض طبیعتین کیمیا کی طلب یا دست غیب کی تلاش مین اپنے تباہ کرنیکی خواہشمند بنتی تھین اور اسکو سہل الحصول حلال وطیب طریقہ معاش سمجھکر سرگردان ہوتی تھین چونکہ یہ علاج جُداگانہ مرض ہی کہ ایک پریشانی کا دفعیہ دوسری پریشان حالی سے اسلئے امام ربانی اس حالت سے بھی جلد نکالنے کی تدبیر فرماتے تھے کیمیا کے پیچھے پڑنیکی بدحالی وناکامی یاد دلاتے اشارۃً وصراحۃً اس واہیات مشغلہ مین مبتلا ہونیسے منع فرماتے اور حکایات صالحین کے ضمن مین اپنے قلبی تصرف اور باطنی ہمت کو کام مین لاکر ان وساوس سے طالب کے قلب کو فارغ اور خالی الذہن بنادیا کرتے تھے منشی قادر بخش تحریر فرماتے ہین کہ ملازمت نہ ملنے اور اہل وعیال کا خرچ زیادہ ہونیکی وجہ سے پریشان حال رہتا تھا طبیع کو ذکر وشغل پر مجبور کرتا مگر یہ فکر ہر وقت سوار رہتا اور انبساط کو مکدر کردیتا تھا آخر ایکدن یہ سوچکر گنگوہ روانہ ہوا کہ حضرت سے دست غیب کا عمل دریافت کرونگا تاکہ بے فکری سے گھر مین بیٹھکر یاد الٰہی کیا کرون آستانہ علیہ پر حاضر ہوا عرض معروض کا موقع نہ ملا آخر ایکدن حضرت قدس سرہ حجرہ مین تنہا تشریف فرما تھے اُسوقت کو غنیمت سمجھکر مین نے چاہا کہ درخواست پیش کرون ابھی کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ حضرت نے ارشاد فرمایا" بھئی قادر بخش یہ وظیفہ پڑھ لیا کرو تمکو بہت نفع دیگا اور انشاء اللہ کبھی کسیطرح کی تنگی پیش نہ آئیگی" اُسوقت مین نے عرض کیا کہ حضرت مجھے تو کوئی دست غیب بتادیجئے آپ نے فرمایا" ہان یہی کافی ہے" آخر کار یہ واپس وطن ہوئے جسدن سے

اُسکا ورد کیا ہے آسودگی کیساتھہ گذران کر رہے ہین کیسا ہی دشوار کام پیش آئے منجانب اللہ اُسکے اسباب مہیا ہو جاتے ہین اور سکون و راحت کیساتھ ضرورت رفع ہو جاتی ہے ؎

بندگان خاص علام الغیوب	در جہانِ جاں جواسیس القلوب
پیش او مکشوف باشد سر حال	در درون دل در آید چوں خیال

غرض ایمان کی بات یہ ہے کہ سالک جو نام ہے رونده راه خدا کا اُسکی تربیت چونکہ محافظہ خیالات و معالجہ اندرون اور تدابیر اصلاح قلب کو متضمن ہے اسلئے در مکنون کیطرح مخفی و مستور ہے قطع نظر اس سے کہ وجدانی مضمون ہے جسکو وجدان ہی سمجھ سکتا ہی عالی بھی اسدرجہ ہے کہ مجھ جیسے نا اہلون کی فہم سے بمراحل دور ہے وہ ظاہری اصلاحات جنکے کسی روحانی مرض کیلئے نافع ہونے پر اطلاع ہو گئی خود ایسے دقیق ہین کہ سمجھنا دشوار ہے حق تعالی شانہ جسوقت کسی بندہ کے قلب کی آنکھین کھولدیتے ہین وہ خود بخود سمجھ جاتا ہے کہ روح کس مرض مین مبتلا ہے اور اُسکی صحت کا بہتر طریق کونسا ہے اس عنوان سے نہ طریق تربیت کی تعلیم مقصود ہے نہ اسکی طاقت و قدرت محض یہ بات ظاہر کرنی مراد ہے کہ امام ربانی قدس سرہ کو منصب ارشاد مین حذاقت و فہم خداداد کی بدولت وہ پایہ علیا عطا ہوا تھا کہ اس فن کا بھی آپکو مجدد کہنا زیبا ہے اس مسیحا نفس خداوندی نعمت کے ہاتھون جتنے مردہ دل زندہ ہوئے وہ ایک کرشمہ تھا قدرت خداوندی کا جسکی کنہ کا ادراک اور تہ تک پہونچنا دوسرون سے نہین تو میری فہم سے ضرور خارج ہے جسمانی امراض کے معالجہ کی طرح ان روحانی امراض کی تدابیر آپ ضرور عمل مین لاتے تھے مگر تدبیر محض تدبیر ہے اور ظاہر فقط ظاہر ہی حق یہ ہے کہ سب کچھ ثمرہ تھا اُس اندرونی قوت سے سلب امراض کا جسکو باطنی تصرف اور ہمت اور توجہ سے تعبیر کرتے ہین۔

خلاصہ یہ ہو کہ آپکی تعلیم و تربیت کا خلاصہ یہ تھا کہ رونده راه خدا مسلمان اپنے آقائے وحدہ لاشریک کا ایسا بندہ بیچارہ بنجائے کہ اُسکی رضا ہر مرغوب سے مرغوب شے پر فائق و غالب ہو اور اُسکی اطاعت ہر محبوب سے محبوب کے امتثال سے بڑھی چڑھی ہو۔ بندہ طفل نوزائیدہ ہو اور ید قدرت اُسکی دایہ بندہ مردہ ہو اور حکم باری اُسکا غسال کہ جس کروٹ چاہے اُٹھائے اور جس پہلو چاہے بٹھائے لطحائی پیغمبر کی لائی ہوئی شریعت سرتاپا اعضاء و جوارح کے حرکات و سکنات ہون اور وقت ولادت سے لحد کی آغوش مین پہونچنے تک جو زمانہ حیات کہلاتا ہے نقشہ مجسم تصویر بنجائے اس عالیشان شاہی محل و مکان کا جسکی تعمیر فخر عالم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تئیس سالہ زمانہ نبوت مین فرمائی ہو نہ اپنے ارادہ سے سکون ہو نہ اپنے قصد سے

حرکت اگر سووے تو امتثال امر رسول مین سووے اور جاگے تو تعمیل ارشاد پیغمبر مین جاگے اسی کا نام محبت ہے اور اسی کا نام عشق یہی سلوک کہلاتا ہے اور یہی طریقت ہے ؎

عاشقی چیست بگو بندۂ جانان بودن	پا بدستے دگرے دست بدستے دگرے

یہی وہ تعلیم ہے جو خلاصہ اصلاحات وزبدہ تعلیمات بناکر قرآن مجید مین باین الفاظ وحی کیگئی ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم ان اللہ غفور رحیم۔ اسی محبت کی طلب پر اتباع محبوب رب العلمین متفرع ہے اور اسی مطاوعت پر محبوبیت ومطلوبیت کے تمغے ہیں یہاں کا وعدہ ہے یہی اصل ولایت وقرب ہے اور یہی مغفوریت ومقبولیت کا پروانہ اسی کے حصول مین لاکھون نے اپنی جانین کھپائین اور اسی کی تعلیم وتعلم پر عالم کا بقا موقوف ہے اسی مین مرکھپنا عین حیات ہے اور اسی پر مرمٹنا لاکھ زندگیون کی ایک زندگی اسے کاش کہ مولف نامراد بھی ایک شمہ اس مضمون کا حاصل کرے اور اس دور ودراز راہ پر خطر کے راہرو جماعت کا دامن پکڑے ہوئے مراد یاب بنجائے کہ ؎

زندگانی نتوان گفت حیاتے کہ مرا	زندہ آنست کہ با دوست وصالے دارد

تزکیہ وتصرفات

بر نویس احوال پیر راہ دان	از حدیث شیخ شور طب اللسان	دستگیر بیکسان روشن ضمیر
آن رشید احمد شہ برنا و پیر	قطب عالم غوث دوران بیمثال	گنج عرفان نور ایقان خوشخصال
زندہ دل زندہ نفس والاصفات	تشنہ گان عشق را آب حیات	ہادی گم گشتگان راہ حق
حجتے بر خلق از رب الفلق	ذیل او از فضل وامداد آنکہ	طالبان را مے برد تا پیشگاہ
ظل او زندہ کند مردہ دلان	تا بہ او روشن کند قلب جہان	بے نیاز از خلق آن خادم نواز
با خدا راز ونیاز دلگداز	گر بگویم تا قیامت نعت او	ہیچ آن را مقطع وغایت مجو

آب جیحون را اگر نتوان کشید	ہم ز قدر تشنگی نتوان برید

اس بحث کا مدار چونکہ ادراک باطنی پر موقوف ہے اور اس مضمون سے لذت یابنا وجدان کا کام ہے اسلئے پوری توضیح پر قلم یا زبان قادر نہین تاہم اتنی بات ہر شخص سمجھتا ہے کہ انسان کو جسطرح حواس خمسہ عطا کئے گئے ہین جنکے استعمال سے مرغوبات کیطرف میلان اور مکروہات سے تنفر ہوتا ہے مثلاً آنکھ کو

حسین اور عمدہ صورت کے دیکھنے سے لذت آتی ہے اور بدنما شکل کے نظارہ سے نفرت ہوتی ہے کان کو
خوش الحان مین مزہ معلوم ہوتا ہے اور بری آواز سے وحشت ہوتی ہے زبان کو مزہ دار کھانے اچھے
لگتے اور بدمزہ سیٹھے یا کڑوے پھل ناگوار گذرتے ہین علیٰ ہذا القیاس قوت شامہ کو خوشبو سے رغبت اور
بدبو سے نفرت ہے اور قوت لامسہ کو نرم و نازک شے کے مس مین لذت اور کرخت و سخت چیز کے
چھونے سے کراہت ہے اسیطرح انسان کو ایک چھٹا حاسہ عطا ہوا ہے جسکا محل قلب ہے اسکو بھی حواس
ظاہری کی طرح اپنی مرغوبات مین لذت آتی ہے اور مکروہات سے نفرت و وحشت ہوتی ہے اور جسطرح
حواس ظاہری کی تندرستی کا یہ مطلب ہے کہ واقع مین لذت والی شے سے لذت حاصل کرے اور حقیقت
مین قابل تنفر چیز سے گھبرائے اور مانوس نہو اسی طرح ادراک قلبی کی صحت سے یہ مراد ہے کہ اپنے خالق
جل وعلیٰ شانہ کی طاعت و رضا جوئی سے مانوس ہو اور لذت پائے۔ غافل انسان حق تعالیٰ کی معصیتون
مین مبتلا ہو کر گناہونکی بدپرہیزی کا جسوقت خوگر ہوجاتا ہے تو قلب کا ذوق منعکس ہو کر بالکل پلٹ
جاتا ہے جسطرح بخار زدہ شخص کی زبان میٹھی شے کو کڑوا ادراک کرتی ہے اسیطرح نشہ غفلت کا سرشار
بندہ معصیت مین لذت پاتا اور طاعت کو گران بار سمجھکر اس سے اکتانے اور گھبرانے لگتا ہے قلب کے
اس ادراک کو اپنی حالت پہ لے آنیکا نام اہتدا ہے اور اسی پر دین بلکہ دنیا کے بھی وجود کا توقف و مدار ہے۔
اللہ کے مقبول بندے جنکا باطنی ادراک صحیح و تندرست ہوچکا سلیم القلب بنکر طاعات کی لذیذ غذاؤن
کا جون جون استعمال کرتے ہین ووں ووں انکا قلب قوی و زور آور ہوتا جاتا اور اپنے ادراک مین جلا اور
صفائی بڑھاتا ہے یہانتک کہ جسطرح جسمانی قوت اجسام محسوسہ مین تصرف کرتی اور زبردست شخص
اشیاء ظاہری مین تغیر و تبدل کردینے پر بحول اللہ قادر ہوجاتا ہے اسی طرح قلبی قوت جسکو قوت قدسیہ
کہتے ہین قلوب مین موثر ہوتی اور ان تاریک و زنگ آلود دلون کے صیقل کرنے پر باذن اللہ قادر ہوجاتی
ہے جسکے دفع ہوئے بغیر باطنی ادراک حاصل نہین ہوسکتا۔ اسی قوت قدسیہ کا کام مین لانیکا نام تزکیہ
ہے اور یہی وہ تزکیہ ہے جسکو منصب نبوت کا تبلیغ احکام کے بعد دوسرا کام ظاہر کیا گیا ہے کہ یَتْلُوْا
عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ اسکے بعد جو تعلیم ہوتی ہے وہ موثر حکمت و استقامت فی الدین بنجاتی ہے وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ
الْحِكْمَةَ ہر موثر کیلئے متاثر کی قابلیت و اہلیت کا ضروری ہونا تو ظاہر ہے اور تصرفات کا دار و مدار چونکہ
متصرف شیخ کے قلب کی قوت اور روحانی طاقت پر ہے اسلئے بعض اہل اللہ کے تصرفات اس درجہ

بڑھ گئے ہین کہ جو انہام اس مضمون سے بالکل بے بہرہ ہین انکو یقین آنا بھی محال ہے اور بات بھی درست ہے جو شخص حواس خمسہ کے علاوہ اس اندرونی چھٹے حاسہ سے آگاہ ہی نہین وہ اسکے تصرفات کو کیا جانے اور سننے تو کیونکر یقین کرے اسی بنا پر ان مضامین کا تعلق اس وجدان پر رکھا گیا ہے جو ہر صاحب ذوق سلیم مسلمان کو حاصل ہے اور جو شغل ہی حق کا راستہ دکھلائیگی۔

امام ربانی قدس سرہ کو حق تعالی نے نائب رسول بنا کر چونکہ اس پرآشوب زمانہ مین تعلیم احکامات شرعیہ اور تزکیہ و تطہیر قلوب کیلئے بھیجا تھا اسلئے آپکی قوت قدسیہ کا پوچھنا کیا کہ کس حد پر تھی اپنے پیغمبر سے تیرہ سو برس بعد پیدا ہونیوالی امت جسکو زمانہ کی رسومات نے جکڑ کر فرایض کی جگہ اپنا پابند غلام بنا لیا ہو وہ جسقدر بھی باطنی ادراک سے بے بہرہ ہو ظاہر ہے خصوصاً جبکہ خواہشات نفس نے بدعات کو عبادات بنا کر دلون مین بلا دیا اور دنیادار مولویون نے مقدس اہل اللہ کے مجمع کو وہابی کے خطاب سے مشہور کرکے انکی صورت دیکھنے سے مخلوق کو بیزار اور انکے پاس بیٹھنے سے متنفر کردیا ہو ایسی حالت مین انکے نفرت کھائے ہوئے دلون کا کھینچ لینا بہت بڑے قوی القلب شیخ کا کام ہے مولوی نظر محمد خان آنبہہ کے رہنے والے ہین انکے والد بیچارے دیندار شخص تھے مگر یہ سنکر کہ دیوبندی مولوی وہابی ہین ان حضرات کی صورت دیکھنے سے بیزار تھے ایکمرتبہ حضرت امام ربانی مولانا محمد قاسم صاحبؒ اور مولانا محمد یعقوب صاحبؒ کے ہمراہ نانوتہ تشریف لائے جمعہ کا دن تھا آنبہہ سے بھی چند آدمی نماز جمعہ کیلئے نانوتہ چلے نظر محمد خان صاحب اسوقت بچہ تھے مگر سمجھدار اسلئے باپ سے کہنے لگے کہ مین بھی نانوتہ جاؤنگا سنا ہی کہ کوئی مولوی آسے ہوئے ہین" باپ نے منع کیا اور کہا "نا بھائی وہ تو وہابی ہین وہابیون کی صحبت سے بچنا چاہیے انہون نے کہا ہان وہابی تو ہین مگر مین نے کبھی وہابی دیکھے نہین جی چاہتا ہے دیکھون وہابی کیسی صورت کے ہوتے ہین؟ باپ نے صاحبزادہ کو غیرون کے ساتھ بھیجنا پسند نہ کیا آخر خود ساتھ ہولئے کہ مین نے بھی کبھی نہین دیکھا چلو دیکھ لین غرض جسوقت جامع مسجد مین قدم رکھا تو سب سے پہلے حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ پر نظر پڑی مولانا غسل فرما کر باہر کھڑے بال سکھا رہے تھے اول تو حسین تھے ہی اسپر طرہ انوار و تجلیات کا اسلئے متحیر ہو کر دیر تک کھڑے تکتے رہے کہ وہابیون کی صورت تو شیعہ سے زیادہ مسخ ہونی چاہیے اور یہ تو سرتاپا نور کے شکرشے ہین وہان سے چلے تو حضرت امام ربانی کیخدمت مین حاضر ہوئے وہان اندر ہی اندر دلون پر کچھ اور ہی اثر پڑا اور محبت کا مضمون پیدا ہوگیا بعد نماز جمعہ اعلان ہوا کہ مولانا محمد قاسم صاحبؒ کا وعظ ہوگا حضرت مولانا چونکہ

امام ربانی کا ادب بہت فرماتے تھے اسلئے انکار فرمایا مگر جب حضرت ہی فرمانے لگے کہ نہین مولانا ہی وعظ فرما دینگے تو مولانا قاسم العلوم نے فیضان چھڑکنا شروع کیا۔

مولوی نظر محمد خان خود فرماتے تھے ہمارے کانون مین یہ بات ڈالی گئی تھی کہ یہ دیوبندی گروہ رسول کا منکر اور بے ادب وہابی گروہ ہے حضرت مولانا کی کرامت تھی کہ وعظ شروع کیا تو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مناقب ہی بیان فرمائے خوش بیانی تو مولانا کی ظاہر ہی ہے مگر اس وعظ مین تو وہ نکات بیان فرمائے کہ بیچارے مولود پڑھنے والون نے خواب مین بھی نہ سُنے ہونگے۔ دل بھا کہ پھول کیطرح کھلا جاتا تھا یہانتک کہ مین نے والد صاحب سے کہا کہ جناب اگر وہابی ایسے ہی ہوتے ہین تو مین تو وہابی بنگیا والد نے جواب دیا ہان بھئی بڑی غلطی مین پڑے رہے اگر یہ لوگ وہابی ہین تو مین بھی پکّا وہابی ہون انکا ساتھ مجھسے نہین چھوڑا جاتا خلاصہ یہ کہ آئے تھے معترض بنکر تماشہ دیکھنے اور اُٹھے غلام وخادم محو جمال معتقد بنکر اسکے بعد اخلاص وللّٰہیت کے جو ثمرات پیدا ہوئے وہ دن بدن بڑھتے اور پھلتے پھولتے ہی رہے۔

اس قسم کے واقعات ایک دو نہین بلکہ سیکڑون ہین نمونۃً ایک قصہ صرف اسلئے بیان کیا گیا تاکہ معلوم ہوجائے کہ غیر معتقدین پر تصرف کرنیکی قوت حق تعالی نے اسی مقدس گروہ کو عطا فرمائی ہے ورنہ دوسرونکو باوجود خلق وتلطف کا جال پھیلانیکے اپنے معتقدین کا بھی سنبھالنا دشوار ہے۔

امام ربانی قدس سرہ کے متوسلین کی جماعت کثیرہ مین بکثرت وہ لوگ ہین جو کسی زمانہ مین بدعقیدگی لئے ہوئے تھے اور آپکی خدمت مین حاضر ہوکر آپکی قوت قدسیہ کے سامنے ایسے مغلوب ہوے کہ خوش عقیدہ ہی نہین بلکہ جان نثار خادم بنگئے اجانب پر آپکے تصرفات عامہ کا جب یہ حال ہو تو کسی قسم کا انس پیدا ہوجانے یا خادم ومنتسب بنجانیکے بعد اُن پر جو ثمرات ظاہر ہوتے تھے انکا تو شمار کرنا بھی دشوار ہے کوئی مسلمان کیسا ہی دنیا دار کیون نہو جسوقت آپکی خدمت مین حاضر ہوتا اپنے قلب مین توجہ الی اللہ اور حق تعالی کی طاعت کا وہ شوق ضرور پاتا تھا جسکا وجود حاضری آستانہ سے قبل خواب مین بھی کبھی نظر نہ آیا تھا وہ قلوب جو دنیا کے دھندون میں منہمک اور سرشار تھے آپکی صحبت مین بیٹھکر اوس رقت اور بیداری کا اثر نمایان دیکھتے تھے جو گویا اُنسے دریافت کرتے تھے کہ ناپایدار مخمصات مین کبتک پڑے رہوگے اور پائیدار لذتون کے حصول سے کیون بے خبر ہو؟ گذشتہ عمر کے بیکار گذرنے پر ندامت وپشیمانی پیدا ہوتی اور رغبت الی الآخرۃ کی جھلک نظر آتی تھی اور چونکہ یہی زینہ ہے حصول ثمرات آخرۃ کا اسلئے جون جون اسمین ترقی ہوتی وہ

وون طلب حق کا شوق دوبالا ہوتا اور قصد وہمت کا میلان حصول الی اللہ کیجانب بڑہتا چلا جاتا تھا
امام ربانی قدس سرہ کے تصرفات باطنیہ ایسے قوی ظاہر ہوئے کہ انکی کنہ کا ادراک دشوار ہی اور چونکہ
اسمین زیادہ دخل متوسل کی مناسبت و تعلق مودت کو ہے اسلئے آپ کی قوت قدسیہ کے سامنے قریب
وبعید اور حاضر وغائب اس انتفاع مین یکسان تھے صوفی کرم حسین ایکبار اپنے وطن مین مقیم تھے نماز فجر
سے فارغ ہونیکے بعد دنیاوی ایک کام مین ایسے مشغول ہوئے کہ ظہر کی اذان ہوگئی مجبور کام چھوڑکر
انہون نے ظہر کی نماز پڑھی اور پھر اسی کام مین لگ گئے یہانتک کہ عصر کا وقت ہوا مغرب کا وقت ہوا
اور نماز عصر ومغرب ادا کرکے پھر اسی دھندے مین مصروف ہوئے خلاصہ یہ کہ ایسی دُھن لگی کہ ذکر
کے اوراد واذکار سب قضا ہوگئے فرض نماز ضرور ادا کی مگر وہ بھی اس طرح کہ جسم خدا کے حضور مین اور
دل کام مین پڑا ہوا تھا بعد مغرب یہ اپنے کام مین لگے ہوئے تھے کہ دفعۃً قلب کسی بیرونی اثر سے
متاثر ہوا جو چاہتا تھا کہ یہ کام چھوڑو اور اوراد کی قضا کرو صوفی کرم حسین جون جون اس خیال کو
دفع کرتے اور اپنے دھندے مین لگنا چاہتے وون وون وہ بڑہتا اور زور کرتا جاتا تھا یہانتک کہ وہ
اثر موسلادھار بارش کیطرح قلب پر اس زور سے برسا کہ انکے ہاتھ پاؤن بے قابو ہوگئے اور کام
چھوٹ گیا آخر عشا کی نماز پڑھی اور کئی گھنٹے کامل ندامت وانابت الی اللہ کی لذت قلب کو حاصل
ہوتی رہی حافظ عبدالعزیز صاحب بریلوی نے اکیس سال کی عمر مین قرآن شریف حفظ کرلیا تھا دو تین
محرابین بھی سنائین مگر اسکے بعد حصول معاش کے دھندے مین ایسے مبتلا ہوئے کہ کلام اللہ کی تلاوت بھی
چھوٹ گئی ظاہر ہے کہ یاد کا مدار مزاولت پر ہے اور جب یہ ہی نہو تو قرآن شریف یاد کیونکر رہے چند سال
مین سب بھول بھال گئے اول اول کچھ افسوس ہوا کہ محنت سے حاصل کی ہوئی نعمت ہاتھ سے جاتی
رہی مگر آخر کار یہ حسرت بھی جاتی رہی پورے بائیس برس اسی حالت مین گذر گئے اور کبھی وسوسہ بھی
نہ آیا کہ کیا دولت حاصل تھی جو چھن گئی اور فقیر بنا گئی پینتالیس سال کی انکی عمر تھی کہ حضرت کی خدمت
مین حاضر ہوئے اور بیعت کی چند روز کے بعد انکے والد کا انتقال ہوگیا اور بجائے اسکے کہ دنیاوی افکار
کا بوجھ بڑھے دفعۃً انکو خیال پیدا ہوا کہ افسوس مجھ بدنصیب نے حفظ کلام اللہ کے منافع سے محروم یا آ
کو بھی محروم بنا یا یہ خیال اسدرجہ بڑھا کہ کسیوقت دھیان سے نہ اترا اپنی عمر پر نظر کرتے تو دماغ کمزور
اور سارے قوی خصوصاً ذہن وحافظہ گویا جواب دیچکا تھا مگر شوق تھا کہ بیچین کئے ہوئے تھا چونکہ

اس عمر میں دفعۃً اس خیال کا پیدا ہونا تصرف تھا شیخ کا اسلیئے اُسی نے ہمت بندھائی اور حضرت نے انکو اطلاعی خط کا جواب تحریر فرمایا کہ محنت کرو خدا مالک ہے ورد شغل سب چھوڑ کر اسی میں مشغول ہوجاؤ

ع مرد باید کہ ہراسان نشود ✦ مشکلے نیست کہ آسان نشود ✦ غرض توکل بخدا قرآن شریف کے دوبارہ یاد کرنے میں مشغول ہوئے اور چند ماہ میں کامیاب ہوگئے کئی محرابین سُنا چکے ہین اور اب باوجود مشاغل دنیویہ کے تلاوت سے گویا عشق ہے کہ ایک منزل کسی دن ناغہ نہین ہوتی۔

مولوی محمد سہول صاحب جس زمانہ مین مدرسہ شاہجہانپور کے مدرس تھے ایکدن عشا سے قبل لیٹ گئے اور آنکھ لگ گئی خواب دیکھا کہ گویا گنگوہ حاضر ہین جماعت ہو رہی ہے اور حضرت نماز پڑھا رہے ہین یہ بھی شرکت جماعت کیلئے وضو کرنے لگے مگر وضو پورا نہوسنے پایا تھا کہ سلام پھر گیا اور یہ معہ چند اور آدمیون کے جماعت سے محروم رہے نماز سے فارغ ہوکر حضرت امام ربانی قدس سرہ مسجد کے صحن مین کھڑے ہوکر ان لوگون کی طرف مخاطب ہوئے جو جماعت سے نماز نہ پڑھ سکے اور غصہ کیساتھ یون ارشاد فرمایا کہ لوگ میری طرف منسوب ہوکر نماز سے اسقدر غافل رہتے ہین" اس ارشاد پر مولوی سہول صاحب اپنی غفلت پر نادم ہوئے اور فوراً آنکھ کھلگئی دیکھا تو شب کے بارہ بج چکے تھے اُسیوقت اُٹھکر نماز پڑھی اور آیندہ کیلئے احتیاط کی۔

داروغہ اسد علی صاحب جو ابتدا مین پکے دنیا دار تھے ظاہر ہے کہ پولیس کی ملازمت اور اُسمین اونچے سندون کا حاصل کرنا کسی معمولی کارگذاری کا نتیجہ نہ تھا وہ خود معترف ہین کہ میری طبع نہایت تشدد پسند اور ظلم مین جری تھی سرتاپا انگریزی لباس تو برسون کا شعار ہوگیا تھا جایز و ناجایز اور خطاوار و بیگناہ مین تمیز باقی نہ رہی تھی اسی حالت مین حضرت سے بیعت ہوئے جسوقت جلسے ملازمت پر واپس ہوئے تو دنیا سے وحشت اور آخرت کیطرف رغبت کا وہ مضمون ہاتھ لیکر آیا جسنے کا ئیضب کی انجام دہی سے بھی دل اُچاٹ کر دیا ارہ کر عمر کی اضاعت کا افسوس پیدا ہوتا اور یون جی چاہتا تھا کہ نوکری چھوڑ چھاڑ کر کسی پہاڑ کی کھو مین اللہ اللہ کرین خود بخود شریعت کے اتباع سے اُنس پیدا ہوا اور بلا کسی کی نصیحت یا فہمایش کے انگریزی قطع اور لباس سے نفرت ہوتی گئی چند روز مین نیچا کرتہ اور ٹخنون سے اونچا شرعی پاجامہ پہننے والے ملا بنگئے نہ وہ جوش رہا نہ خروش ترقی کی فکر رہی نہ کارگذاری کی اُمنگ وترنگ لوگ انکا یہ انداز دیکھکر ہنستے اور مذاق اڑاتے تھے مگر انکو اپنی گذشتہ بداعمالیون پر ندامت و افسوس اتنا بڑھتا جاتا تھا کہ تنہائی مین بیٹھکر رویا کرتے اور کہا کرتے کہ افسوس کس کام کیلئے دنیا مین آیا تھا اور کیا ساتھ لیکر چلا؟ ایسی حالت مین تھانہ داری بڑ

کیونکہ ہو آخر معتوب ہوئے اور کئی جگہ تبدیلی پر تبدیلی ہوئی یہ ملازمت سے اسدرجہ گھبرا گئے تھے کہ
علحدگی کو نعمت سمجھتے تھے آخر استعفا بھیجکر حضرت کو اطلاع دی کہ مین کام سے معطل و بیکار ہو گیا اب بجز
اسکے کوئی تمنا باقی نہین کہ آستانہ پر حاضر رہکر عمر گزار دون حضرت امام ربانی قدس سرہ نے جواب تحریر فرمایا مقدر
سے جو امر پیش آوے اُسی کو خیر جانین اور اُسپر رضا مند رہین اگرچہ وہ بظاہر ناگوار طبع ہو بندہ آپکا اور سب احباب
کا بہی خواہ اور دعاگو ہے آپکی بہبودی کیلئے دست بدعا رہتا ہے اور اس عاجز سے کسی کیساتھ کیا سلوک ہو سکتا
ہے فقط والسلام نامنظوری استعفا کو بھی مصلحت خیال فرماوین" منشی اسد علیصاحب اس تحریر پر متعجب تھے
کہ حاکم کے نزدیک معتوب ہو چکا اور استعفا بھیج چکا یہ نامنظوری کیسی؟ مگر خدا جانے بھیجا ہوا استعفا کس
دفتر مین گم ہو گیا برس گذر گئے اور کچھ جواب نہ آیا اُسی ملازمت وضع پر انکی قدر ہونے لگی اور اب پشاور مین پنشن پا رہے ہین

حاجی دوست محمد خان صاحب مرحوم حضرت سے بیعت ہونیکے قبل بہتیرے بزرگون کی خدمت مین بیٹھ
چکے تھے ایکبار فرمانے لگے کہ پولیس کی ملازمت کے زمانہ مین ایک مفرور ملزم کی سراغرسانی کیلئے پیلی بھیت
گیا ہوا تھا جمعہ کی نماز کو جامع مسجد مین گیا تو نماز کے بعد ایک بزرگ کا وعظ ہوا مین بھی بیٹھ گیا اثناء وعظ
مین اُنہون نے فرمایا کہ بزرگون کے حالات عجیب ہوتے ہین اگر وہ ہنسین تو سب ہنسنے لگین اور روین
تو سب رونے لگین" یہ کلمہ انکا قال ہی نہ تھا بلکہ حال تھا اسلئے کہ ایکبار وعظ کہتے کہتے کسی بات پر ہنس پڑے
انکا ہنسنا تھا کہ ساری مجلس ہنسنے لگی تھوڑی دیر کے بعد واعظ پر گریہ طاری ہوا تو جملہ حاضرین روتے
روتے بیتاب ہو گئے حاجی دوست محمد خانصاحب جب یہ قصہ کہہ چکے تو انکے نواسہ منشی عبد العلیم صاحب نے
دریافت کیا کہ ناناجی ایسی کرامات آپنے کبھی مولانا گنگوہی سے بھی ظاہر ہوتی دیکھی ہین؟ فرمانے لگے میان
کیا پوچھتے ہو حضرت کے یہان تو وہ بات دیکھی کہ دنیا بھر مین کہین دیکھنی نصیب نہوئی اٹھائیس سال
پولیس کی ملازمت کرتے رشوت کھاتے پیسہ ہی ناکردہ گناہ مخلوق کو پھانسی دلاتے اور کالا پانی بھجواتے
ہزارہا زیادتیان اور سختیان کرتے حق کو ناحق اور ناحق کو حق بناتے گذرے تھے اس مدت مین کبھی اچھے
اور بُرے کا تمیز نہوا تھا دل ایسا سخت ہو گیا تھا کہ آخرت کی طرف متوجہ ہونا جانتا ہی نہ تھا صرف تین دن
حضرت امام ربانی کی خدمت مین حاضر رہا تھا خدا جانے کیا کیا کہ جب لوٹا ہون حلیم رحیم منصف نمازی
متبع گنہگار رشوت سے متنفر ناجائز لباس سے بیزار متبع سنت اور راہ مستقیم کا والہ و شیدا بنکر لوٹا ہون اور
یہ مضمون قبل از بیعت صرف حضرت کی صحبت سے حاصل ہو چکا تھا اسلئے کہ جبتک قلب کی پوری اصلاح نہین

ہوگئی اُسوقت تک حضرت نے بیعت بھی نہین فرمایا اور بیعت کے بعد تو حضرت کے تصرفات نے جو کچھ کیا وہ بیان کے قابل نہین۔

یہی حاجی دوست محمد خان صاحب ہین جنکو نواب محمود علیخان صاحب نے جبکہ ریاست کا انتظام کرنے ہندوستان آئے ہین تار دیکر بمبئی بلایا اور اپنا خاص منتظم ریاست بنایا تھا اسلئے کہ اعلیحضرت حاجیصاحب نے انکو نصیحت فرمائی تھی کہ دوست محمد خان کی برابر دیندار امانت دار شخص ملنا مشکل ہی انکو اپنے پاس ضرور بلالینا چنانچہ واقع مین انکی پرہیزگاری اور دیانت کے وہ وہ عجیب قصے مشہور ہین کہ سُننے سے حیرت ہوتی ہے رقت قلب اسدرجہ بڑہگئی تھی کہ قرآن شریف کی تلاوت کرنے بیٹھتے تو روتے روتے بیہوش ہوجاتے اور آنسوؤن سے اوراق بھیگ جایا کرتے تھے بعض دفعہ تو بیتابی اتنی بڑہتی کہ دیکھنے والونکو جانکنی کا احتمال ہوتا اور قبض روح کا خیال بندہتا تھا اس حالت مین اگر حضرت امام ربانی کا ذکر اُنکے سامنے ہوتا تو تڑپنے لگتے اور تمام داڑھی آنسوؤن سے تر ہوجاتی تھی آخروقت مین جب مرض الموت لاحق ہوا تو الہ آباد کے مشہور ڈاکٹر نے یہ تشخیص کیا کہ کسی بڑی چیز کے اثر سے دل اور جگر پر انکے صدمہ پہونچا ہے انکا جگر کٹ گیا اور پاخانہ پیشاب کے راستہ ہوکر نکلتا ہی انکو منع کرو قرآن نہ پڑھین انکے پیر کا انکے سامنے ذکر مت کرو ورنہ جانبری دشوار ہے مگر یہ کس سے ہو سکتا تھا کہ منع کرے اور منع کرے بھی تو مانتے کون حاجی صاحب مرحوم گویا تلاوت کے عاشق تھے مرتے دم تک قرآن شریف کا پڑہنا اور تہجد قضا نہین ہوا جس شب کی صبح کو انتقال فرمائینگے ذکر بالجہر شروع کردیا اور کم سے کم سو بار گھڑی دیکھی کہ کیا بجا ہے جب فرمایا یہی فرمایا کہ ابھی رات بہت ہے تہجد اور ذکر سے فارغ ہوکر ہاتھ پاؤن دبوائے اور نماز فجر ادا کرکے گھڑی دیکھی جسوقت چھ بجے تو یہ کہا کہ اب وقت تھوڑا ہے سب کو اپنے پاس سے علیحدہ کردیا اور آپ لیٹے لیٹے نماز اشراق مین مشغول ہوگئے اسی حالت مین چار پانچ منٹ نزع کے گذار کر انگشت شہادت اور نظر آسمان کیجانب اُٹھائے ہوئے واصل بحق ہوئے اور اپنے سلسلہ کے شیخ حضرت محب اللہ الہ آبادیؒ کی پائینتی مدفون ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون حاجی صاحب مرحوم جسوقت قبر مین رکھے گئے اور مُنہ کھولا گیا تو حاضرین پر عجیب حالت طاری ہوئی موافق ومخالف ہر شخص کی زبان سے نکل رہا تھا کہ اللہ اللہ ایسی موت پر ہزارون زندگیان قربان حضرت مولانا رشید احمدؒ کے مریدون کا یہ حال جسکو واصل بحق دیکھنا ہو انکو دیکھے یہانتک کہ منہ ڈھانپ کر تختے پاٹ دیئے گئے حضرت امام ربانی قدس سرہ کو جسوقت حاجی صاحب کے انتقال کی اطلاع ملی تو آپنے تعزیت

مین انکے بڑے صاحبزادہ نذر محمد خان بھونگامی کو خط بھیجا اور یہ بھی تحریر فرمایا کہ گھبراؤ مت تمھارے والد کی انشاءاللہ مغفرت ہوگئی اطمینان رکھو" یہ بشارت نامہ انہون نے دستاویز بنا کر اب تک رکھ چھوڑا ہے۔

امام ربانی قدس سرہٗ کے باطنی تصرفات کوئی کہانتک بیان کرے آپکے متوسلین کی جماعت کثیرہ مین جو لوگ مثمر و بارآور ہین اُنکے کمالات علمیہ و عملیہ تو سب پر کھلے ہوئے اور ظاہر ہین حق یہ ہے کہ ادنی سے ادنی خادم بھی بے بہرہ و ناکام نہین دنیادار سے دنیادار اور مشاغل فانیہ مین منہمک سے منہمک شخص جس نے آپکا دامن پکڑ لیا چند خصائل مین دوسرے لوگون سے ضرور ممتاز ہے۔ آپکے فیضان صحبت اور برکات بیعت کا ادنے کرشمہ یہ ہے کہ ہر خادم کے قلب مین فنا ہوجانیوالی دنیا پر باقی رہنے والی آخرت کو ترجیح ضرور ہے آپکے بہتیرے خدام جو غلبہ شہوات نفسانیہ کے سبب معصیت جوارح مین مبتلا ہین ادنیٰ ترہیب سے خوفزدہ ہوجاتے اور ذراسی ترغیب سے متوجہ الی اللہ بنجاتے ہین اور کچھ بھی نہو تو کبھی کبھی نقصان رات کی سنسناہٹ اُنکے لئے ناصح بنجاتی ہے کہ تباہی و بربادی دین پر متاسف ہوتے اور خلوت مین اپنے آقائے لاشریک کے سامنے شامت اعمال پر رودیتے ہین وہ تخم جو انکے زمین قلب مین جم گیا ہے کسی اندھیاؤ کے تصادم اور سمندر کے تلاطم سے زایل نہین ہوتا والحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

دلین درد آخرت کا پیدا ہوجانا جو ادراک باطنی کا پیش خیمہ ہے آپکے تصرفات مین وہ معمولی تصرف ہے جس سے میرے خیال مین آپکا ایک متوسل بھی خالی نہین اب رہے ثمرات وہ موقوف ہین توجہ قلب اور قلبی حالت کے بقا کی سعی پر جسکو حق تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی وہ آپکی صحبت سے مستفید اور خدمت سے بہرہ مند ہوکر چند روز مین وہ لیگیا جو دوسری جگہہ برسون مین حاصل ہونا دشوار تھا تحجر سوئم ہوئے برف پگھلکر پانی ہوا برودت و بلادت منقلب ہوئی حرارت و ذکاوت کیساتھ غفلت کیجگہ تنبہ آیا خواب سے بیداری حاصل ہوئی قبض کی حالت بسط سے بدلی پستی سے رفعت حاصل ہوئی اور بہتیرے راہ روندگان راہ حق کی ایک دامن کے ظل عاطفت مین وہ وہ مشکل کشائی اور حاجت روائی ہوئی کہ بال بال اور روان روان شکریہ ادا کرے تو ادا نہین ہوسکتا۔

طبیب اُمت حضرت مولانا اشرفعلی صاحب دام مجدہ تحریر فرماتے ہین:- آپکی صحبت مین یہ اثر تھا کہ کیسی ہی پریشانی یا وساوس کی کثرت کیون نہو جون ہی آپکی صحبت مین بیٹھے اور قلب مین ایک خاص قسم کا سکینہ اور جمعیت حاصل ہوئی جس سے سب کدورات رفع ہوگئین اور قریب قریب آپکے کل مریدین

عقاید کی درستی۔ دین کی پختگی خصوصًا حب فی اللہ وبغض فی اللہ بدرجہ کمال مشاہدہ کیا جاتا ہے یہ سب
برکت آپکی صحبت کی ہے۔ اوران کمالات کی شہادت مین بے شمار واقعات موجود ومشہود ہین احقر پریون
تو ہر صحبت اور ہر مخاطبت مین کچھ نہ کچھ فیض و احسان فائض رہتا تھا لیکن حسب ارشاد نبوی مَنْ لَمْ
يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ دو احسان زیادہ قابل ذکر ہین ایک علم ظاہری کے متعلق دوسرا باطن کے
متعلق اوّل کا بیان یہ ہے کہ مین مسایل اختلافیہ مین اہل حق اور اہل بدعت کے متعلق باوجود صحت عقیدہ
کے (والحمد للہ) ایک غلطی مین مبتلا رہا اور اُس غلطی پر بہت سے خیالات اور بہت سے اعمال متفرع رہے یعنی
بعض اعمال رسمیہ مثل مجالس متعارفہ میلاد شریف وامثالہ جنکو محققین بعض مفاسد کیوجہ سے عوام کیلئے مطلقًا
ممنوع بتاتے اور اُن عوام الناس کے ساتھ خواص کو بھی روکتے ہین اُن مفاسد کو تو مین ہمیشہ مذموم اور اُن کے
مباشر کو ہمیشہ ملوم سمجھتا تھا اور یہ صحت عقیدہ کی تھی اور عوام الناس کو ہمیشہ اُن مفاسد پر متنبہ اور مطلع کرتا تھا
لیکن یہ بات میرے خیال مین جم رہی تھی کہ علت نہی کی وہ مفاسد ہین اور جہان علّت نہوگی وہان معلول
بھی نہوگا پس خواص جو کہ اُن مفاسد سے مبرّا ہین اُنکو روکنے کی ضرورت نہین اور اسیطرح عوام کو بھی علی
الاطلاق روکنے کی حاجت نہین بلکہ اُنکو نفس اعمال کی اجازت دیکر اُنکے اُن مفاسد کی اصلاح کر دینا چاہیے
بلکہ اس اجازت دینے مین یہ ترجیح اور مصلحت سمجھتا تھا کہ اس طریق سے تو عقیدہ کی بھی اصلاح ہو جائیگی
جسکا فساد مدار نہی ہے اور بالکل منع کر دینے مین عوام مخالفت سمجھینگے اور عقیدہ کی اصلاح بھی نہوگی ایک
مُدّت اسی حالت مین گذر گئی اور باوجود دائمی درس وتدریس فقہ وحدیث وغیرہما کے کبھی ذہن کو اسکے خلاف
کی طرف انتقال والتفات نہین ہوا۔ حضرت قدس اللہ سرہ کا شکریہ کس زبان سے ادا کرون کہ خود ہی غایت
رافت وشفقت سے مولوی منور علیصاحب دربھنگوی مرحوم سے اس امر مین میری نسبت تاسف ظاہر فرمایا
اور اُسی غلطی کے شعبون مین سے ایک شعبہ یہ بھی واقع ہوا کہ بعضے درویشون سے جنکی حالت کا انطباق
شریعت پر تکلف سے خالی نہ تھا مین نے بہ خیال خُذْ مَا صَفَا وَدَعْ مَا كَدَرَ بعض اذکار واشغال کی تلقین
بھی حاصل کرلی تھی اور آمد ورفت وصحبت کا بھی اتفاق ہوتا تھا اور لزوم مفاسد کی نسبت وہی خیال تھا کہ
خواص کے عقاید خود درست ہوتے ہین وہان مفسدہ لازم نہین اور عوام کو حق وباطل پر تقریرًا متنبہ کرتے
رہنا دفع مفسدہ کیلئے کافی ہے سو حضرت نے خصوصیت کیساتھ اسپر بھی تاسف ظاہر فرمایا اور غایت کرم
یہ قابل ملاحظہ ہے کہ جیسا حدیث مین ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم غایت کرم وحیا سے بالمشافہہ کسی پر عتاب

نفرماتے تھے اسی طرح حضرت قدس سرہٗ نے باوجود حاضری کرۃً بعد مرۃٍ کے بالمشافہہ کبھی اس سے تعرض نہین
فرمایا اور اس سے زیادہ لطف وکرم یہ کہ اگر کبھی کسی نے اعتراض کیا تو میرے فعل کی تاویل اور اُسکو
محمل حسن پر محمول فرمایا اُسی غلطی کی ایک فرع یہ بھی کہ حضرت پیر و مرشد قبلہ و کعبہ حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے
ایک تقریر درباب ممانعت تنازع و اختلاف مسایل معہودہ مین اجمالاً ارشاد فرمائی اور مجھکو اسکی تفصیل کا حکم
دیا چونکہ میرے ذہن مین وہی خیال جما ہوا تھا اسلئے اسکی تفصیل بھی اُسی کے موافق عنوان سے تحریر مین
لایا اور حضرت حاجی صاحب کے حضور مین اُسکو سنایا چونکہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو بوجہ لزوم خلوت وقلت اختلاط
مع العوام و بنا برغلبہ حسن ظن عوام کی حالت اور جہالت وضلالت پر و التفات نہ تھا لا محالہ اُس مفصل
تقریر کو پسند فرمایا اور کہین کہین اُس مین اصلاح اور کمی بیشی بھی فرمائی اور ہرچند کہ وہ عنوان میرا تھا مگر چونکہ اصل مضمون
حضرت نے از خود ارشاد فرماکر قلمبند کرنیکا حکم دیا تھا لہذا حضرت نے اُس تقریر کو اپنی ہی طرف سے لکھوایا اور خود اپنے
دستخط و مہر سے مزین فرمایا اور اپنی ہی طرف سے اشاعت کی اجازت دی جو بعنوان "فیصلہ ہفت مسئلہ" شائع
کردیا گیا جسکو بعضے کم سمجھون نے اپنی بدعات کا موید سمجھا وَاَنّٰی لَھُمْ ذٰلِکَ کیونکہ اُن مفاسد کا اسمین بھی صراحۃً
رد ہی صرف خوش عقیدہ وخوش فہم لوگون کو البتہ رخصت و وسعت اسمین مذکور ہے جسکا مبنی وہی خیال مذکور
ہے کہ عوام کے مفاسد کا خود خواص پر کیون اثر پڑے؟ غرض حضرت قدس اللہ سرہ نے اس سب کے متعلق
مولوی منور علی صاحب سے تذکرہ فرمایا۔ مولوی صاحب نے احقر سے ذکر کیا تو حضرتؒ کے قوت فیضان سے اجمالاً
تو مجھکو فوراً اپنی غلطی پر تنبیہ ہو گیا لیکن زیادہ بصیرت کیلئے مین نے اس بارہ مین مکاتیب کی بھی ضرورت
سمجھی چنانچہ چند بار جانبین سے تحریرات ہوئین جنکی نقل دوچار جگہہ محفوظ بھی ہے بالجملہ نتیجہ یہ ہوا کہ مجھکو بصیرت
و تحقیق کیساتھ اپنی غلطی پر بفضلہ تعالیٰ اطلاع ہو گئی اور اُسپر اطلاع ہونے سے ایک باب عظیم علم کا جو کہ مدت
تک مغلق تھا مفتوح ہو گیا جسکا ملخص یہ ہے کہ مدار نہی فی الواقع فساد عقیدہ ہی ہے لیکن فساد عقیدہ
عام ہے خواہ فاعل اُسکا مباشر ہو خواہ مرتکب اُسکا سبب ہو پس فاعل اگر جاہل عامی ہے تو خود اُسی کا عقیدہ
فاسد ہوگا اور اگر وہ خواص مین سے ہے تو گو وہ خود صحیح العقیدہ ہو مگر اُسکے سبب سے دوسرے عوام کا عقیدہ فاسد
ہوگا اور فساد کا سبب بننا بھی ممنوع ہے اور گو تقریر سے اُس فساد پر تنبیہ عوام کی ممکن ہے مگر کل عوام کی اس
سے اصلاح نہین ہوتی اور نہ سب تک اسکی تقریر پہونچتی ہے پس اگر کسی عامی نے اس خاص کا فاعل ہونا
تو سُنا اور اصلاح کا مضمون اُس تک نہ پہونچا تو یہ شخص اُس عامی کے ضلال کا سبب بنگیا اور ظاہر ہے

۵ اسی تذکرہ کا حصہ ذیل مین بعنوان اسرار [illegible] شائع ہو گئے مع [قلیل] ۱۲ مؤلف

کہ اگر ایک شخص کی ضلالت کا بھی کوئی شخص سبب بنجاوے تو بُرا ہے اور ہرچند کہ بعض مصلحتین بھی فعل مین ہون لیکن قاعدہ یہ ہی کہ جس فعل مین مصلحت اور مفسدہ دونون مجتمع ہون اور وہ فعل شرعًا مطلوب بالذات نہو وہان اُس فعل ہی کو ترک کردیا جائیگا پس اس قاعدہ کی بنا پر اُن مصلحتون کی تحصیل کا اہتمام نکرینگے بلکہ اُن مفاسد سے احتراز کیلئے اُس فعل کو ترک کردینگے البتہ جو فعل ضروری ہو اور اُس مین مفاسد پیش آوین وہان اُس فعل کو ترک نہ کرینگے بلکہ حتی الامکان اُن مفاسد کی اصلاح کیجائیگی چنانچہ احادیث نبویہ اور مسایل فقہیہ سے یہ سب احکام و قواعد ظاہر ہین ماہر پر مخفی نہین اُن مین سے کسیقدر رسالہ اصلاح الرسوم مین بندہ نے لکھ بھی دیا ہی جب میرے اس خیال کی اصلاح ہوگئی تو اسکے سب فروع و آثار کی اصلاح بفضلہ تعالی ہوگئی چنانچہ خلاف شریعت درویشون کی صحبت و تلقی سے بھی نجات ہوئی اور فیصلہ ہفت مسئلہ کے متعلق بھی ایک ضروری ضمیمہ لکھکر شایع کردیا گیا جس سے اُسکے متعلق اہل افراط و تفریط کے سب اوہام کو رفع کردیا گیا۔

دوسرا احسان متعلق باطن کے ہے اُسکی تفصیل مین چونکہ مخفیات کا اظہار بھی ہے اور وہ قصہ بھی نہایت دردناک اور ناگوار ہے اسلئے محض اس اجمال پر اکتفا کرتا ہون کہ میری شامت اعمال و کثرت معاصی سے مجھپر ایسی ایک حالت شدید طاری ہوئی تھی کہ باوجود صحت بدنی کے زندگی سے مایوسی تھی بلکہ موت کو ہزارہا درجہ حیات پر ترجیح دیتا تھا اور اُسکو اس سے زیادہ عنوان کیساتھ تعبیر نہین کرسکتا کہ ؎

دوگونہ رنج و عذاب است جان مجنون را	بلائے فرقت لیلےٰ و وصلت لیلےٰ

اُسوقت حضرت قدس سرہ نے دعا و تعلیم و ہمت سے خاص توجہ فرمائی جس سے ہوش و حواس درست ہوئے اور جان مین جان آئی اور اُس حالت کے طریان کے فواید اور پھر اُسکے زوال کے منافع بحمداللہ محسوس ہوئے ان دونون احسانون کو اُمید ہے کہ عمر بھر نہ بھولونگا اور حکم بھی یہی ہی مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ انتھے

ایکمرتبہ آپ درس حدیث مین مشغول تھے ایک شخص نہایت پریشان حال حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضرت للہ میری طرف توجہ فرمایئے آپنے جواب دیا بھائی مین تو مُلّا ہون کوئی مسئلہ پوچھنا ہی تو مجھسے پوچھو درویشون کی باتین درویش جانین" اُس شخص نے کہا حضرت مین زندگی سے تنگ آگیا کیا آپکو گوارا ہے کہ مین خودکشی کرلون اور مر رہون آپ مُسکرائے اور فرمایا اچھا مجھے پڑھانے دو سامنے دیوار سے لگ کر جا بیٹھو اتنا فرماکر آپنے درس شروع کرادیا اور وہ شخص مواجہہ شریفہ مین دیوار سے کمر لگا کر بیٹھ گیا پڑھاتے پڑھاتے دو تین مرتبہ آپنے اُس مبتلا کی جانب نظر فرمائی اور پھر تقریر مین طلبہ کی طرف مخاطب ہوگئے سبق ختم

نہوئے پایا تھا کہ وہ شخص ہنستا ہوا اُٹھا اور اس درجہ مسرور ہوکر چلا کہ سلام کرنا بھی بھول گیا جب وہ چلا گیا تو بعض طلبہ نے حضرت سے دریافت کیا کہ حضرت یہ کون تھا اور کس مرض مین مبتلا تھا؟ آپ نے فرمایا درویش ہی قبض طاری تھا الحمدللہ رفع ہوگیا اتنے مسرور ہوئے کہ چلتے وقت سلام بھی نہ کیا۔

ایک بزرگ ذاکر شاغل تھے انکو عادت پڑگئی مغرب وعشا کے مابین سوجانیکی ہرچند اسکے ترک کی کوشش کرتے تھے مگر عشا سے قبل نیند کا اتنا غلبہ ہوتا کہ بے اختیار ہوجاتے اور آنکھ لگجاتی تھی انکو خیال ہوتا تھا کہ حدیث مین اس عادت کی مذمت بھی آئی ہے اور نیز عشا کی نماز مین وقت مستحب کے ہاتھ سے جاتے رہنے یا کم سے کم کسل وضمحلال پیدا ہونیکا سبب ہے اسلئے ہمت ضرور کرتے تھے کہ نہ سوؤن مگر کچھ مجبوری کی سی حالت ہوگئی تھی کہ آنکھ لگ ہی جاتی تھی آخر گنگوہ حاضر ہوئے جسوقت خانقاہ مین پہونچے ہین مغرب کی نماز ہوچکی تھی اور حضرت دولتکدہ تشریف لیگئے تھے چھپر کے نیچے چارپائی پر بیٹھ گئے اور عادت کے موافق جب نیند کا غلبہ ہوا تو راستہ کیجانب پشت کرکے وہین پڑکر سوگئے خواب مین دیکھا کہ حضرت دولتخانہ سے تشریف لائے اور انکی کمر مین لات مارکر غصہ کیساتھ ارشاد فرمایا کہ کیا واہیات حرکت ہے حدیث کے خلاف یہ کوئی وقت سونے کا ہے؟ دفعۃً آنکھ کھل گئی تو کروٹ بدلکر دیکھا کہ نہ آدمی ہے نہ آدمزاد خیال ہوا کہ شاید حضرت تشریف لے آئے ہون خانقاہ مین گئے تو معلوم ہوا کہ حضرت ابھی دولتخانہ سے واپس نہین آئے خواب کو خیال سمجھکر دوبارہ چارپائی پر آلیٹے ہرچند کوشش کی کہ سورہون مگر آنکھ ہی نہ لگی تھوڑی دیر کے بعد حضرت تشریف لائے تو یہ بھی حاضر خدمت ہوئے اُسدن کے بعد پھر کبھی مابین المغرب والعشا انکو نیند نہین آئی اگر لیٹ بھی گئے تو عشا کا فکر ایسا دلپر سوار رہا کہ بیچینی کیساتھ کروٹین بدلتے رہے اور جبتک نماز سے فراغت نہولی آنکھ ہی نہ لگی۔

حکیم عبدالرحیم صاحب مالک دواخانہ فیض عام بمبئی بارہ تیرہ سال کی عمر تھی کہ بھوپال سے روانہ ہوکر حاضر آستانہ ہوئے حضرت عصر کا وضو فرماکر مسجد کیجانب چلنے لگے تو بالتخصیص انکو ارشاد فرمایا آؤ عبدالرحیم نماز پڑھین" یہ بھی وضو کرکے شریک جماعت ہوگئے اُسدن سے نماز کیساتھ انکو ایسا اُنس اور شوق پیدا ہوگیا ہے کہ جب تک پڑھ نہ لین بیتاب رہتے ہین اگر کبھی قضا ہوجاے تو دل ایسا تلملاتا ہے جیسے کسی بڑی نعمت کے چھن جانے سے تلملایا کرتا ہے۔

ایک شخص ذاکر شاغل حضرت کیخدمت مین رہتے تھے انکا کھانا قصبہ مین ایک شخص کے مقرر تھا وہین جا

مین نماز پڑھانے جایا کرتے تھے شیطان تو ہر مسلمان کیساتھ لگا ہوا ہے اتفاق سے انکو کسی عورت سے تعلق
ہوگیا اور یہانتک نوبت پہونچی کہ ملاقات کا وقت مقرر ہوگیا شیطانی حرکت کسی پر ظاہر کرنیکے قابل نہ تھی
اسلئے کسی کو خبر بھی نہوئی کہ چلتے چلاتے کام مین شیطان نے کس رخنہ اندازی کا انداز اختیار کیا ہے
وعدہ کی شب مین عشا کے بعد حضرت کے پاؤن دبا کر جب سمجھے کہ حضرت سوگئے وہان سے کھسکے اور آہستہ
آہستہ قدم اُٹھاتے خانقاہ سے باہر ہوئے جسوقت باہر قدم نکالا تو مطلع بالکل صاف تھا دو چار قدم
چلے تھے کہ آسمان پر سیاہ بدلی نظر آئی جون جون یہ آگے بڑھتے رہے وون وون بادل بڑھتا اور
اوپر چڑھتا رہا یہانتک کہ جسوقت اُس مکان کی دیوار کے نیچے پہونچے جہان عورت حسب وعدہ کھڑی
ہوئی تھی تو اس سے قبل کہ بات کرین دفعۃً بادل اس زور سے گرجا کہ دونون گھبرا گئے اُدھر عورت بھاگی
کہ گھر والے جاگین اور مجھے نہ پائینگے تو کیا گل کھلیگا اور اِدھر یہ سراسیمہ دوڑے کہ حضرت کی چارپائی باہر بچھی
ہوئی ہے مین ہی قریب سوتا ہون حضرت آواز دینگے اور مین نہونگا تو کیا نتیجہ ہوگا غرض بذیل مرام دوڑتے
ہانپتے خانقاہ مین پہونچے جسوقت اندر قدم رکھا مطلع بالکل صاف ہوگیا تھا آہستہ آہستہ حضرت کیطرف
چلے جھانک کر دیکھا تو حضرت امام ربانی چارپائی کی دونون پٹیون پر ہتھیلیان ٹیکے گردن جھکائے اسطرح
بیٹھے ہین جیسے توجہ دینے کی حالت مین شیخ مستغرق ہوکر بیٹھتا ہے یہ چپکے ہی چپکے دبے پاؤن چلکر
اپنی چارپائی تک پہونچے جو حضرت کی چارپائی سے کچھ ہی فاصلہ پر گولر کے نیچے بچھی ہوئی تھی جسوقت
وہان پہونچ لئے حضرت نے گردن اوپر اُٹھائی اور لیٹ رہے۔

صبح ہوئی تو اشارۃً حضرت نے نصیحت فرمائی اور امتحان کے موقع پر نفس کے قابو مین رکھنے کے
فضایل بیان کئے یہ چند کلمات سُنکر ندامت کا قلب پر اتنا غلبہ ہوا کہ جس حد تک معصیت ہوئی تھی اُسکو
یاد کرکرکے رویا کرتے اور گڑگڑا گڑگڑا کر توبہ کیا کرتے تھے چندماہ مین حق تعالیٰ نے نسبت معتبرہ سے نوازا
اور مجاز طریقت ہوکر اپنے وطن واپس ہوئے آہین شک نہین کہ حضرت امام ربانی کا ہر خادم آپکے فیضان
کا کچھ نہ کچھ حصہ ضرور لئے ہوئے ہے اور ہر شخص پر آپکے تصرفات کا اثر کبھی نہ کبھی لابد ہوا ہے باقی کسی کو
اطلاع ہوئی اور کسی کو اطلاع نہوئی کوئی سمجھ گیا کہ بیرونی قوت کا زور ہے جو معصیت سے روکتا یا
طاعت پر آمادہ کررہا ہے اور کوئی نہ سمجھا اتفاق وقت پر محمول کرکے روحانیت سے بے خبر رہا۔ اس
باطنی قوت قلبیہ کی تاثیرات کے جتنے قصے لوگون کو معلوم ہین انکا عشر عشیر بھی بیان کرنیکی گنجایش

نہین سچ یہ ہے کہ آپکو جو منصب عطا کیا گیا تھا اُسکے لئے قالب مین اتنی قوت کا ہونا لازمی تھا جو گروہا
گروہ کو ایک بندش مین باندھسکے اور تعلیم و تزکیہ کی جو خدمت آپکے سپرد کیگئی تھی اُسکے لئے اسی اہلیت و
استعداد کی ضرورت تھی کہ اقارب و اباعد اور اصاغر و اکابر کو یکسان قابو مین لاسکے۔ آپکے فیضان صحبت سے
بہتیرے وہ لوگ بھی مستفیض ہوئے جو بڑے بڑے درباروں مین بھی کچھ نہ حاصل کر سکے حضرت مولانا خلیل احمد
صاحب بیان فرماتے تھے کہ مولوی منظور احمد صاحب ایک عالم تھے جو حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ
علیہ سے بیعت تھے وہ بھی حج کو جارہے تھے اور مین بھی شریک سفر تھا اتفاق سے ہم دونون ایک ہی اونٹ
پر سوار ہوئے راستہ مین انہون نے اپنا حال بیان کرنا شروع کیا اور کہا کہ شاہ صاحب سے بیعت ہو کر جب
ذکر شغل کرنے لگا تو چند روز کے بعد ایک بات حاصل ہوئی تھی تھوڑے دنون قایم رہکر جاتی رہی اب
اُسکو دل تلملاتا ہے اکثر بزرگون کی خدمت مین حاضر ہوتا ہون اور اسی نیت سے بیٹھتا ہون مگر گئی ہوئی
حالت واپس نہین ہوتی مین نے معمولی طور پر انکو جواب دیدیا کہ اگر ہمارے حضرت کی خدمت مین بھی حاضری کا
اتفاق ہوجائے تو وہان بھی بیٹھکر دیکھنا مولانا خلیل احمد صاحب فرماتے تھے کہ مجھے اسکا وسوسہ بھی نہین
گذرا کہ یہ بات انکے ذہن مین جم گئی ہوگی یا کبھی انکو ہندوستان واپس آکر گنگوہ جانیکا اتفاق ہوگا مین تو
حج کر کے واپس چلا آیا مولوی منظور احمد صاحب وہین مقیم رہے خدا کی شان کہ اگلے سال حضرت امام
ربانی قدس سرہ حج کیلئے عرب روانہ ہوئے اور وہین مولوی منظور احمد صاحب کو زیارت حاصل
ہوئی مولوی صاحب حضرت کیخدمت مین حاضر ہوئے اور سارا حال عرض کر کے یہ بھی کہدیا کہ مولوی خلیل احمد
صاحب نے یہ کہا تھا کہ حضرت کیخدمت مین بیٹھکر دیکھنا حضرت مسکرائے اور فرمایا "اچھا" چند ہی روز
کے بعد مولوی منظور احمد صاحب خوش ہوگئے اور فرمایا کہ جو بات چاہتا تھا ملگئی بلکہ کچھ زیادہ۔

اس قسم کے واقعات بیسیون ہین کہانتک بیان کئے جائین خلاصہ یہ ہے کہ آپکا وجود باجود ظاہراً و
باطناً اس زمانہ مین عالم کیلئے رحمت خداوندی تھا کہ اپنی اپنی استعداد کیموافق سب ہی آپکے فیضان سے
مستفید ہوئے ؎ شکر فیض تو چمن چون کند ای ابر بہار * کہ اگر خار و گر گل ہمہ پروردۂ تست۔

شان تربیت کیساتھ آپکی مقبولیت ایسی کھلی ہوئی شے ہے کہ محتاج بیان نہین اسی مقبولیت کا ثمرہ
تھا کہ جو کوئی بھی عملاً یا اعتقاداً آپکے آستانہ کا ہورہا خداوند کریم نے اُسکو تہید ست نہین پھٹنے دیا حضرت
دل کے اندر آپکی ذات سے محبت رکھنے والے مسلمان آج جس دولت سے مالامال نظر آتے ہین ایسی

لازوال اور قابل شکر گذاری ہی کہ دوست کے دروازون پر سالہا سال جبہ سائی کے بعد بھی حاصل ہونی شاید دشوار تھی آپ دنیا سے تشریف لیگئے مگر آپکے تصرفات عالم مین اپنا کام برابر کر رہے ہین اور جس باغ کی باغبانی کیلئے آپ تشریف لائے تھے وہ ایسا شاداب اور بار آور ہوگیا ہے کہ مخلوق سالہا سال تک انشاء اللہ اُس سے متمتع ہوتی رہیگی۔ جن مقدس ذوات ستودہ صفات کو آپکی روحانیت نے کامل و مکمل بنا کر دنیا مین چھوڑا ہے اُنکے کمالات علمیہ و عملیہ مستقلاً آپکے فیضان کی قوت ظاہر کر رہے ہین اور وہ تصرفات باطنیہ جو آپکی تربیت یافتہ جماعت کے سرگروہ خلفاء کو حق تعالیٰ نے عطا فرمائے ہین صاحب ذوق اور اہل فہم کیلئے امام ربانی قدس سرہ کے تصرفات کی وہ زندہ مثالین ہین جو انشاء اللہ برسون اور مدتون قایم رہینگی۔

مین عرض کر چکا تھا کہ اس عنوان کا مدار وجدان اور ذوق پر ہے ظاہر ہے کہ دل پر گذری ہوئی باتین دل ہی سے معلوم ہوسکتی ہین زبان مین یارا نہین کہ ادا کر سکے اسلئے جو کچھ لکھا گیا بیشک ناتمام لکھا گیا آج حضرت کے متوسلین پر نظر اُٹھا کر دیکھتا ہون تو ساری جماعت مین سب سے ادنےٰ اور کمتر اپنے نفس کو پاتا ہون لیکن اگر یون کہون کہ محروم ہون تو ناشکر گذاری و کفران نعمت ہی عملاً بدحال اور سرتاپا خطادار ضرور ہون مگر الحمد للہ سنت نبویہ کیساتھ آستانہ گنگوہیہ کی بدولت اتنا اُنس قلب مین ضرور ہے کہ خود اتباع کی توفیق نہین تو اتباع کرنیوالے مقدس فرقہ کے قدم چومنے کو بے اختیار جی چاہتا ہے جب اس ناکارہ پر باوجودیکہ عمر کا ابتدائی بڑا حصہ بدعات کی محبت مین صرف ہو چکا تھا امام ربانی کے تصرفات کا یہ رنگ ہے تو دوسرون کا حال کیا پوچھنا جو کچھ بھی ہو تھوڑا ہے۔

آپکے قلبی تصرفات کے ثمرات کا خلاصہ یہی تھا جو آپکی تعلیم و تربیت کا خلاصہ تھا یعنی یہ کہ سالک اپنی مرادات کا منتہا اتباع سنت مصطفویہ کو سمجھکر حق تعالیٰ شانہ کی رضاجوئی مین جو کچھ سعی کر سکے کرے اور منہیات و معصیات سے بچکر طاعات و عبادات مین مشغولیت کا جو کچھ حصہ لے سکے لے سو الحمد للہ تیس پینتیس نفوس اس مضمون سے مستفید ہو کر اُس کمال پر پہونچے کہ دوسرون کو اس مضمون سے متاثر بنانیکی اُن مین طاقت آئی نسبت مسلسلہ معتبرہ سے فایز المرام ہو کر مجاز طریقت اور امام ربانی کے خلفاء و سچے جانشین قرار پائے باقی حسب نصیب مقدر توجہ الی اللہ کی کھٹک اور چھٹے حاسہ کی سلامتی و ادراک قلب کا فایدہ تو ہزارہا مخلوق نے حاصل کیا یہ لوگ اگر دوسرون کو کامل نہین بنا سکتے تو انشاء اللہ ایسے مستحکم ہین کہ دوسرون کے بگاڑے باآسانی بگڑ بھی نہین سکتے بدعات سے اجتناب نے نفرت کا مادہ انکے دلون مین ایسا

مستحکم ہوگیا ہے کہ دشمنان سنت کے دیئے ہوئے وہابیت کے خطاب سے انکو عار نہین آتی طعن وتشنیع سے
انکو توحش نہین ہوتا چونکہ لَا یَخَافُوْنَ فِی اللّٰہِ لَوْمَۃَ لَائِمٍ کا مفہوم تخم بنکر انکے زمین قلب مین جم چکا
ہے اسلئے ہر حال مین اپنی دُھن کے پکے" اور آج بھی اُسی پختگی کیساتھ اپنے طریقہ مرضیہ پر قایم ہین جیسا
کہ اب سے تین سال قبل حضرت امام ربانی کی حیات مین تھے البتہ چند نفوس کی حالت مین آپکے وصال کے بعد
تغیر آیا اور انقلاب حالت نے اپنا اثر ضرور دکھایا ہے وَقَلِیْلٌ مَّا ھُمْ یہ وہ لوگ ہین جنکے کمزور دلون پر امام ربانی
کی محبت کا سکہ" جم نہ سکا اور محبت کے راسخ نہونیکے سبب تصرفات وفیوضات سے پوری طرح مستفیض نہو سکے
ایسے لوگون کا وجود جنکو امام ربانی کے بعد آپکے طریقہ مرضیہ سے انحراف پیش آیا سنت اضطراری ہونیکے سبب حضرت
قدس سرہ کا کمال علو ظاہر کر رہا ہے ان لوگون کے نام ظاہر کرنیکی ضرورت نہین اسلئے کہ جب امام ربانی کا مسلک
اور مشرب ہر شخص کو معلوم ہے اور سنت کیساتھ آپکا تمسک اور بدعات مروجہ سے تنفر عالم آشکارا ہے تو آپکے متوسلین
مین جو شخص بھی چھوٹا ہو یا بڑا جتنا بھی سنت سے دور اور بدعت سے قریب دیکھا جاے اُسکو اس جماعت
مین سے سمجھ لیا جاے اگرچہ وہ مدعی ہو امام ربانی کے خادم ہونیکا۔

امام ربانی قدس سرہ کے تصرفات مین اسجگہہ مولوی احمد صاحب سورتی کا وہ خواب درج کر کے اس عنوان کو
ختم کرتا ہون جو گویا حضرت کی منامی وصیت ہے اپنے متوسلین کی ساری جماعت کو۔ اُمید ہے انشاء اللہ
نافع ہوگا حضرت کے وصال سے ایکدن قبل دوپہر کیوقت مولوی احمد صاحب خانقاہ مین اپنے حجرہ کے اندر
پڑے سوتے تھے کہ خواب مین حضرت امام ربانی تشریف لائے اور انکے سارے بدن پر ہاتھ پھیر کر یون ارشاد
فرمایا "احمد مین تمھارے بدن کے اوپر ہاتھ پھیرتا ہون اور تمکو اللہ تعالیٰ مال دیگا" انہون نے عرض کیا کہ
حضرت بندہ کو مال نہین چاہیئے آپ بندہ کیلئے دعا فرمادین اور آخرت مین مجھے اپنے ساتھ رکھین حضرت نے
اسکے جواب مین یہ کلمات ارشاد فرمائے "احمد ہمارے ساتھ آخرت مین وہی شخص رہیگا جو اللہ تعالیٰ کی طاعت کریگا
اور فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کریگا اور سنت کے اوپر اُسکا عمل ہوگا اور جو شخص بدعت کریگا اور اللہ تعالیٰ
کی طاعت نکریگا اور اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے باز رہیگا وہ شخص قیامت مین ہمارے ساتھ نہوگا
اگرچہ کوئی کیسا ہی ہمارا قریب کا ہو اور ہمارا ہو" اسکے بعد آنکھ کھلگئی۔

حق تعالیٰ مجھے اور آپکو اس مقدس جماعت کی شمولیت نصیب فرمائے اور قیامت کے ہولناک دن امام ربانی قدس سرہٗ کے
زیر لواء محشور فرمائے۔ آیئے اب اُس جامع مسجد کا نقشہ ملاحظہ کراؤن جہان آپ نماز پڑھاتے تھے یہی عہد کا فرش اور جنوبی
سمت کے حجرات اہل صُفّہ ذاکرین شاغلین کے خلوتخانے کی جگہہ ہے اور شمالی جانب حضرۃ شیخ عبدالقدوسؒ کا مزار ہے۔



باہتمام عاشق الٰہی مہتمم خیر المطابع میرٹھ طبع ہوا

خلفاء و مستفیدین

اس عنوان مین جن حضرات کا ہمین ذکر کرنا مقصود ہے وہ صرف وہ حضرات ہین جنکو امام ربانی قدس سرہٗ نے تعلیم سلوک و معالجہ روحانی اور تلقین اذکار و اشغال معہودہ کی طوعاً و رغبۃً بلکہ امتثالاً لامرہ تعالیٰ اجازت دی اور امر فرمایا کہ طالب کو بیعت کرین تاکہ سلسلہ حقہ کا بقا رہے۔ یہ صاحب اجازت حضرات ظاہر ہے جبتک حب جاہ سے فارغ اور بڑا بننے سے کارہ نہین ہوئے اسوقت تک کمال و تکمیل کی قوت قدسیہ سے نہین نوازے گئے اور جبتک نفس کا یہ اندیشہ ناک تخم بالکل نیست و نابود نہین ہوگیا اسوقت تک سلسلہ مشایخ مین اپنے شیخ کے معتبر جانشین یعنی خلفاء نہین گردانے گئے۔ ان حضرات کو مجاز طریقت کہا جاتا ہے انکے مراتب کا کیا پوچھنا؟ جس بات کے پیچھے مخلوق تخت و تاج پر خاک ڈالتی ہے وہ حق تعالیٰ نے انکو گھر بیٹھے عطا فرمائی اور جسکی تحصیل مین انسان اپنا خون پسینہ ایک کرتا ہے واہب العطایا خدا نے اس بھرپور نعمت سے انکی گود بھر دی حب خدا و رسول کا بار آور درخت انکے زمین قلب مین جم گیا اور اخلاص و طلب رضاء حق سبحانہ نے انکے دلون مین اپنا گھر بنالیا اس سے زیادہ اور کیا چاہیے اسی تقسیم کا خیر القرون معدن و مبدا تھا اور یہی نعمت لازوال کے بانٹنے کو بطحائی پیغمبر تشریف لائے تھے اس امانت حقہ کا حامل بنانے کے لئے نیابت نبوت کا قسّام ازل کو جسے حصہ پہونچانا منظور تھا انکو اپنے مقبولین کے ہاتھ پہونچایا اور جنہین پہونچانا منظور ہے قیامت تک پہونچائیگا۔

تقرب الی اللہ کے درجہ مین خلفاء کے مراتب بھی مختلف ہونگے مگر یہ وہ جانے جسکو ان حضرات کے مراتب معلوم کرنیکی قابلیت ہو پس تفضیل کا درپے ہونا قطع نظر جہالت کے شان تعلی و مشیخت اور اثر کبر و نخوت سے ہے خدا پناہ مین رکھے اس خصلت سے جو اہل اللہ مین بڑائی چھٹائی کا خیال پیدا کرکے ہتک و تنقیص تک پہونچا کر دین و ایمان کی بربادی کا سبب بنتی ہے الحمد للہ امام ربانی قدس سرہ کے آستانہ کی خاکبوس جماعت اگرچہ فطری موافقت اور انس طبع کی بنا پر ایکطرف کی ہورہی ہو مگر سب حضرات کی محبت و تکریم اور دامن سے وابستگی کو ذریعہ نجات سمجھے ہوئے ہے۔ چونکہ وہ اکابر جنکو مجازین طریقت کہا جاتا ہے ہندوستان کے اطراف مین پھیلے ہوئے اور اپنے آپکو اسدرجہ مٹائے ہوئے ہین کہ پتہ لگنا دشوار ہے اسلئے امام ربانی قدس سرہ کے خلفاء کی بالکل صحیح تعداد معلوم ہوسکی کہ کتنے ہین مشاہیر انمین

کچھ اوپر تیس ہین جنکو بلا لحاظ تقدیم و تاخیر مراتب بیان کرتا ہون نہ ایسا ہے کہ ترتیب ابجا... ترتیب مدارج مقصود نہین

حضرت۱ مولانا الحاج الحافظ المولوی **خلیل احمد** صاحب انبہٹوی مدرس اوّل مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور مدت فیوضہ۔ آپکا سلسلہ نسب چند پشت پر حضرت امام ربانی قدس سرہٗ سے ملتا ہے اور نیز ایک سلسلہ سید شاہ ابو المعالی رحمۃ اللہ علیہ سے متصل ہے اسوقت بظاہر کسیکی بیعت حضرت کے ہاتھ پر آپسے مقدم نہین ہے قدرت کے ہاتھون صورت اور سیرت مین آپکو اپنے شیخ کیساتھ مشابہت کا حظ وافر عطا ہوا ہے ایکبار آپنے بعد رمضان ۱۲۸۸ھ مین اپنا خواب حضرت سے بیان کیا کہ "حضرت مین اعتکاف مین تھا خواب مین دیکھا کہ خربزہ تراش رہا ہون اور قاشین آپکو دے رہا ہون آپ رغبت کیساتھ کھا رہے ہین اور کھانیکے وقت آپکے دہن سے جو لعاب وغیرہ گرتا ہے وہ مین اپنی زبان پر لیتا ہون" حضرت مسکرائے اور فرمایا "تم خود سمجھتے ہوگے آخر نسبت تو ایک ہی ہے۔ مولانا ممدوح ۱۲۹۶ھ مین جب دو بارہ حج کیلئے مکہ معظمہ روانہ ہوے تو امام ربانی نے مرشد العرب والعجم اعلیحضرت حاجی صاحب کیخدمت مین لکھا کہ مولوی خلیل احمد کو اجازت فرما دین" حضرت اعلی مولانا کی حالت دیکھکر بہت مسرور ہوئے محرم ۱۲۹۷ھ مین خلافت نامہ مزین بمہر کرکے عطا فرمایا اور کمال مسرت سے اپنی دستار مبارک سر سے اُتار کر مولانا کے سر پر رکھدی مولانا ممدوح نے دونون عطیہ حضرت امام ربانی کے حضور مین پیش کر دئے اور عرض کیا کہ "بندہ تو اس لائق نہین یہ حضور کی ذرہ نوازی ہے" حضرت نے فرمایا "تمکو مبارک ہو" اسکے بعد خلافت نامہ پر دستخط فرماکر مع دستار آپکو خود عطا فرمایا۔ مگر آپکا یہ ادب تھا کہ طالب کو بیعت کرتے وقت معاصی سے توبہ کرانیکے بعد یہ الفاظ فرماتے تھے کہ بیعت کی مین نے حضرت مولانا رشید احمد صاحب سے خلیل احمد کے ہاتھ پر۔

حضرت قدس سرہٗ کو مولانا سے خاص محبت تھی ایکمرتبہ بھوپال سے یکصد روپیہ مشاہرہ پر آپکی طلبی ہوئی مگر جب آپنے حضرت کیخدمت مین لکھا تو حضرت نے تحریر فرمایا کہ مین اپنے لوگون کو اپنے سے جدا کرنا اور دور بھیجنا نہین چاہتا حضرت نے ایکمرتبہ آپکے بارہ مین فرمایا کہ "جو مین وہ مولوی خلیل احمد" ایک خط مین حضرت مولانا کو یہ شعر تحریر فرماتے ہین ؎ درگور برم از سر گیسوئے تو تارے ٭ تا سایہ کند بر سر من روز قیامت۔

حضرت۲ مولانا الحاج المولوی **محمود حسن** صاحب مدرس اول مدرسہ عالیہ دیوبند مدت فیوضہ۔ آپ نسبًا عثمانی شیخزادہ ہین علوم دینیہ مین خصوصًا حدیث کے اندر شہرۂ آفاق اور بخاری وقت ہین کمالات علمیہ و عملیہ سے مالامال اور دولت شریعت و طریقت کے پادشاہ ہین اپنی حالت کا اخفا اور کتمان اسقدر ہے کہ خواص کو پتہ لگنا دشوار ہے حضرت مولانا قاسم العلوم رحمۃ اللہ علیہ کے خاص شاگرد ہین اسوقت آپکی

بابرکت ذات سے کئی سو بلکہ کئی ہزار علماء محدثین بنچکے ہین اسوقت ہندوستان مین اگر آپکو استاذ الکل کا خطاب دیا جائے تو بجا ہے۔ کسر نفس اور تواضع کا سبق آپکے قدم قدم پر ہر حرکت وسکون سے حاصل ہوتا ہے بایں وجہ بیعت لینے سے عموماً اپنے کو بچایا مگر جوہر کو کتنا ہی گودڑ مین دبایئے اور مشک کو کیسا ہی کپڑون مین چھپایئے کھلے اور مہکے بغیر نہین رہتا آخر طالبین نے دامن پکڑا اور الحمد اللہ ظاہری و باطنی نعمتون سے مالامال ہورہے ہین مولانا ممدوح کو چونکہ مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بھی تعلق زیادہ تھا اسلئے آسمان ہدایت کے ہر دو نیرین کے رنگ نسبت سے مستفیض ہین۔ مولانا کی مدتون عادت رہی کہ جمعہ کیدن علی الصباح دیوبند سے پاپیادہ گنگوہ پہونچتے اور جمعہ کی نماز حضرت امام ربانی کے پیچھے ادا فرماکر رات کو دیوبند آلیتے تھے کیونکہ صبح کو مدرسہ مین درس دینا تھا ہر ہفتہ ایکدن مین چالیس کوس کی مسافت کا طے کرنا جس غلبہ شوق ومحبت مین ہوتا تھا وہ اس سے ظاہر ہے کہ تکان نہ مانتے تھے۔

حضرت کیصحبت مین حاضر ہوتے تو چپ چپاتے جا پہونچتے اور عام خدام کی طرح بیٹھ جاتے تھے ایکبار حضرت نے آپکے متعلق یہ الفاظ ارشاد فرمائے کہ "مولوی محمود حسن تو علم کا کٹھلا ہین"۔

حضرت مولانا الحافظ الحاج المولوی عبد الرحیم صاحب رائپوری مدت فیوضہ۔ اصل وطن آپکا تگری ضلع انبالہ ہے مگر عرصہ سے رائپور ضلع سہارنپور مین قیام ہے آپکی ذات جامع جمیع کمالات ہے جو قلب ابتداء ولادت سے حضرت کی محبت کا تخم اپنے اندر لئے ہوئے تھا وہ میرے علم مین صرف آپکا قلب ہے بقصہ غدر اعلحضرت حاجیصاحب کی روپوشی کے زمانہ مین جبکہ امام ربانی قدس سرہ پنجلاسہ جاتے ہوئے تگری مین ٹھیرے تو آپ ہی کے والد ماجد راؤ اشرف علیخان صاحب کے مہمان بنے تھے مولانا ممدوح اسوقت طفل سہ سالہ تھے حضرت نے پیار کیا اور سر پر ہاتھ رکھکر دعا دی تھی اسیوقت سے آپکو امام ربانی کیساتھ تعلق تھا جون جون ہوش سنبھالا باپ کی زبان سے حضرت کے مناقب سن سن کر گویا حضرت ہی کی محبت مین نشوونما پایا جس قلب مین قطب وقت کی بدعقیدگی کا کبھی وسوسہ بھی نہ گذرا ہو اسکے مراتب علیہ کی کنہ کو کوئی کسطرح ادراک کرے آپنے طفولیت ہی مین گنگوہ کی آمد ورفت شروع کردی اور حضرت کے مربیانہ فیضان سے مستفید ہونے لگے تھے سہارنپور مین بزمانہ طالبعلمی حضرت شاہ عبد الرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے اور صاحب نسبت ومجاز طریقت بنے اُس زمانہ مین بھی امام ربانی قدس سرہ کیخدمت مین حاضری اُسی محبت وشوق کیساتھ رہی جو ماقبل ومابعد زمانہ مین تھی اور باوجود مولانا کے دوسری جگہ بامر اللہ

مرید بنجانیکے حضرتؒ کا تعلق بھی آپسے وہی مربیانہ رہا جو اس سے قبل یا بعد مین تھا۔ شاہ صاحب مرحوم کے وصال کے چار سال بعد آپکو حضرتؒ نے بیعت کیا اور بیعت کے ساتھ ہی مجاز طریقت بنایا۔

مولانا ممدوح اپنی متوکلانہ گذران مین اپنے شیخ کی شبیہ مجسم ہین باوجودیکہ تگری ورائیپور مین آپکی موروثی جائداد قابل گذران موجود ہے مگر آپکے استغنا کی بدولت دوسرون کے کام آرہی ہے تواضع اور تذلل مین آپکا ثانی مینے آج تک نہین دیکھا مہمان نوازی کی حد نہین دسترخوان کی وسعت دیکھکر امرا حیران ہوجاتے ہین تمام حال بیانتہا اور دوافرت نسبت خلوت لیسند رہے ہیچونکہ صناع بیچون کی گلکاری کے نظارہ سے طبع زیادہ مانوس ہے اسلئے رائیپور کے جنوب سمت لب نہر جمن شرقی اُس باغ مین آپکی سکونت ہے جو دنیا و دین کی راحت رسانی کے اعتبار سے گویا دنیا مین جنت ہے آپکی مقبولیت کے آثار بدیہیات سے زیادہ نمایان ہین نقشبندیہ کے فیضان سے اُنس پانیوالی جماعت کو آبشار نہر کی دلکش صداؤن اور جنگل کے درختون کی روح بخش سنسناہٹ مین آپکی بابرکت ذات کے بقاء حیات کی دعا مسموع ہوتی ہے اور یون تو شاداب قصبہ کے ہر ہر پتے کو آپکے فیضان شام کو شبنم اور صبح کو باد نسیم بنکر ہرا بھرا منظر بنائے ہوئے ہے آپکے حالات اسدرجہ عجیب ہین کہ غنچہائے دل اُنکے تصور و خیال سے کھلے جاتے ہین مگر چونکہ اُنکا اظہار آپکو ناگوار ہی اور مجکو ممانعت کردیگئی ہی اسلئے بجز اسکے کچھ نہین لکھ سکتا کہ اَلسَّعِیْدُ مَنْ سَعِدَ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ

س۵	ز دلم نشان چہ خواہی کہ ز دل خبر ندارم		تو بگو کہ دل چہ باشد من از و اثر ندارم	

حضرة مولانا الحاج المولوی **صدیق احمد** صاحب انبہٹوی مدرس اوّل مدرسہ فتحپوری دہلی مدت فیوضہم آپ حضرة مولانا خلیل احمد صاحب کے چچازاد بھائی اور ہموطن ہین چونکہ آپکو قدرت نے مولانا ممدوح کے تحصیل مراتب و اکتساب قربات کا بالطبع حریص بنایا تھا اسلئے بمقتضائے وَفِیْ ذٰلِکَ فَلْیَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْن بچپن مین تعلیم دینیات کے اندر اور جوانی مین حفظ قرآن کے اندر آپنے مولانا کا جس طرح ساتھ نہین چھوڑا اسیطرح امام ربانی کے ہاتھ پر بیعت ہونے اور آخر صاحب نسبت و مجاز طریقت بننے مین بھی آپ مولانا کے ہمراہ و ہمسفر رہے آپکی بابرکت ذات صاحب احوال بلند و واردات ارجمند ہے سلوک مین انوار و تجلیات اور واردات کی جسدرجہ تفصیلی سیر آپکو کرائی گئی امام ربانی قدس سرہ کے خلفاء مین شاید دوسرے کو نصیب نہین ہوئی آپکے مناقب مین صرف یہ امر لاکھون مناقب کے قایم مقام ہے کہ حضرت امام ربانی قدس سرہ نے جب آپکو مجاز فرمایا تو وہ دستار خلافت جو اعلحضرت حاجی صاحب نے حضرت امام ربانی کو عطا فرمائی اور ابتک آپنے

بحفاظت رکھ چھوڑی تھی مولانا کو عطا فرمائی یہ وہ نعمت تھی جسمین واردات غیبیہ کیطرح مولانا اپنے زمانہ مین فرد اور یگانہ ہین۔ ان چارون حضرات سے ناکارہ کو تعلق نیازمندی حاصل ہی ہر ایک کے کمالات علمیہ و عملیہ شمار سے افزون ہین چونکہ ترتیب اسماء مبارکہ مشعر ترتیب فضایل و مناقب نہین اسلئے کیفما اتفق تذکرہ کر دیا ورنہ حق یہ ہے کہ چارون گوشون مین جس گوشہ پر نظر ڈالتا ہون مستحق تقدم پاتا ہون اگر ممکن ہوتا تو تذکرہ مین بھی امام ربانی قدس سرہٗ کے مرکز رشد و کمال کا ان حضرات کے اسماء کو دائرہ بنا تا کہ محیط کا ہر نقطہ مرکز سے تعلق مین مساوی اور باہم وہ نسبت لئے ہوئے کہ نہ کسی کو مقدم کہسکتے ہین نہ موخر۔

آپکے بیش بہا مکاتیب جو ہجوم واردات و مناامی مبشرات کے اظہار مین حضرت کے پاس آئے انکو حضرت جمع فرماتے جاتے تھے کہ کسی دوسرے کے کام آوین اور سلوک کے عنوان مین باقیات صالحات بنین ظاہری بینائی جاتے پر وہ مجموعہ آپکے پاس واپس کر دیا گیا چنانچہ اس عجیب ذخیرہ کے جوابات مین مجلس والا نامجات حضرت امام ربانی کے مکاتیب رشیدیہ مین طبع بھی ہوگئے ہین اصل خزانہ مولانا کے پاس موجود ہے جسکی قدر دانی خود مولانا کا منصب ہے یا اسکا جسکو اس فن سے مناسبت ہو۔

حضرت مولانا الحاج مولوی محمد روشن خان صاحب مراد آبادی مدت فیوضہ۔ آپ حضرت مولانا قاسم العلوم صاحب سے بیعت تھے اور مولانا ہی کے بھیجے ہوئے امام ربانی کی خدمت مین حاضر ہوئے تھے یہین حدیث پڑھی اور اسی آستانہ پر وہ اکتساب کیا جسکا ثمرہ حصول نسبت و اجازت طریقت ہے۔ امام ربانی کے خلفاء مین صرف آپ ہی ہین جو نسبت وجدی کیساتھ نوازے گئے شوق و ذوق اور ولولہ و اشتیاق کا صدمہ جسم کے بال بال اور بدن کے روئین روئین سے ٹپکتا ہے آپ امتثالاً لامر الشیخ حضرت کی حیات ہی مین طالبین کو بیعت کرتے اور ذکر و شغل تلقین فرما کر ازدیاد سلسلہ علیہ کا ذریعہ بنتے تھے آپکے متوسلین قایل ہو ہو کر حضرت کیخدمت مین پیش کئے جاتے تو امام ربانی بہت مسرور ہوتے اور روحانی پوتون کے حالات ارجمند سن سنکر دل سے دعائین دیا کرتے تھے۔ آپکے متوسلین کی تعداد ریاست گوالیار کے علاقہ مین زیادہ ہے اور بعض ان مین وہ صاحب نسبت بھی ہین جنکو حضرت کی طرف سے بھی بیعت کی اجازت ملچکی ہے مثلاً مولانا قاسم علی صاحب دام فیضہ۔ باپ کی خوش نصیبی ہے کہ بالغ اولاد سے پیدا ہونیوالی نسل بھی اپنی حیات مین دیکھ لے اسلئے امام ربانی قدس سرہ کے خلفا مین وہ بابرکت شیخ جسکا دامن پکڑ کر اللہ کی مخلوق وہ استعداد حاصل کرلے جس سے آیندہ کو بقاء نسل کی قوی امید ہے میرے علم مین مولانا ممدوح ہی کا وجود باجود ہے کہ ادھر

قطب العالم سے نسبت مسلسلہ حاصل کی اور اُدھر کفرستان مین خلقت کو اہل اللہ بنا کر مولانا کی حیات ہی مین اُس نسبت مسلسلہ کے چراغ روشن کرنے شروع کر دئیے۔

حضرت مولانا الحاج المولوی محمد صدیق صاحب مہاجر مدنی مدت فیوضہ۔ آپکا پہلا وطن موضع الہداد پور تحصیل ٹانڈہ ضلع فیض آباد ہے حسینی سید ہین ہندوستان مین اٹھارہ یا اُونیس پشت گذار کر ۱۳۱۶ھ مین اپنے والد مولوی حبیب اللہ صاحب کے ہمراہ جو مولانا فضل الرحمن صاحب گنج مرادآبادیؒ کے خلیفہ راشد ہین مدینۃ الرسول کو ہجرت فرما گئے دیوبند مین تعلیم دینیات سے فارغ ہو کر اوایل ۱۳۱۳ھ ہجری مین امام ربانی سے بیعت ہو کر کئی سال مجاہدات و ریاضات نفس مین مصروف رہے آخر ۱۳۱۸ھ مین شوق مین مغلوب ہو کر اہل و عیال سے اطلاع کئے بغیر بغرض اکتساب و حصول فیضان گنگوہ مراجعت فرمائی اور نسبت مسلسلہ سے مالامال ہو کر بڑھتے اور گریہ و وجد کے روزانہ مزے لیتے ہین صبر و استقامت کا پوچھنا ہی کیا جبکہ اہل مدینہ کی متوکلانہ گذران سے ہر مسلمان واقف ہے امتحاناً بھتیری بلائین جھڑ جھڑ لئے گئے مگر جب پختہ اُترے تو خادم نواز آستانہ علیہ محمدیہ سے اب کوئی انکو علیحدہ کرنیوالا نہین حرم محترم مین درس بھی دیتے ہین اور دولت غنا سے مالامال ہین۔

حضرت مولانا الحاج المولوی حسین احمد صاحب مہاجر مدنی مدت فیوضہ۔ آپ مولانا محمد صدیق صاحب کے حقیقی برادر خورد ہین بڑے بھائی کیساتھ دیوبند مین علوم شرعیہ کی تکمیل کی اور اپنے والد کے ارادہ ہجرت پر ۱۳۱۶ھ مین حضرت سے بیعت ہو کر والد و برادران کے ہمراہ جد امجد کے بلدہ طیبہ مین اقامت اختیار کی۔ مکہ معظمہ پہونچکر حسب اجازت امام ربانی قدس سرہ اعلحضرت حاجی صاحب سے رجوع کیا اور اذکار تعلیم فرمودہ قطب العالم پر بھی ہمت تمام کاربند رہے اس زمانہ مین جو کچھ واردات عجیبہ و کیفیات غریبہ ظاہر ہوئین انکی اطلاع گنگوہ مین آستانہ علیہ پر کرتے رہے یہانتک کہ ۱۳۱۸ھ مین حضرت کا والا نامہ پہونچا کہ "چند روز کیواسطے گنگوہ آکر مجھسے ملجاؤ تو بہتر ہو" تا اس فرمان والاشان پر مطلوب بنکر باوجود تنگدستی و بےسروسامانی کے مراجعت ہندوستان کا تہیہ کر دیا باپ کا باقتضاے محبت جی چاہا کہ بھائیون مین کوئی ایک رفیق سفر ہوتا تو اچھا تھا چھوٹے بھائی مولوی سید احمد صاحب جو انکے دو چار مہینہ آگے پیچھے سلسلہ خدام مین داخل ہوئے تھے غلبہ شوق کے سبب فرضی ضروریات ذاتی و خانگی قایم کر کے باپ سے ہمراہی برادر کی اجازت بھی لیچکے مگر قدرت کو منظور ہی کچھ اور تھا بڑے بھائی مولانا محمد صدیق صاحب درپردہ خفیہ انتظام کر کے چھپکر چند روز پہلے روانہ بھی ہو لئے جسکی اطلاع بارہ گھنٹے کے بعد قریب

مغرب ہوئی مجبوراً مولوی سید احمد صاحب کو ارادہ فسخ کرنا پڑا اور مولوی حسین احمد صاحب تنہا روانہ ہوئے جدہ میں
دونوں بھائی مل گئے اور حج بیت اللہ سے فارغ ہو کر گنگوہ پہونچے چند روز گذرے تھے کہ امام ربانی نے اپنا ایک ایک
جوڑا یعنی ملبوس کورتہ اور پاجامہ دونوں کو عطا فرمایا چونکہ اسمیں ٹوپی یا عمامہ نہ تھا اسلئے دونوں میں سے
کسی صاحب نے دبی زبان سے عرض کیا کہ "ارشاد ہو تو ہم خدام اپنا اپنا عمامہ حاضر کریں اپنے دست مبارک
سے عطا فرما دیا جائے" یہ سُنکر حضرت نے سکوت فرمایا اور بمقتضائے ادب دونوں بھائی عطیہ قطب العالم کو سر
آنکھوں پر رکھ کر شکریہ ادا کرتے اوٹھ گئے۔ تھوڑے ہی دنوں بعد دونوں صاحب بلائے گئے اور حکم ہوا کہ اپنے اپنے
عمامے لاؤ اور جب دونوں صاحبوں نے اپنے عمامے حاضر کئے تو حضرت امام ربانی نے اپنے دست مبارک سے دونوں
سروں پر باندھکر یوں ارشاد فرمایا کہ کچھ جانتے بھی ہو کہ یہ کیا ہے؟ مولوی محمد صدیق صاحب نے دبی زبان سے
عرض کیا کہ "دستار فضیلت" ارشاد ہوا کہ "دستار خلافت" امام ربانی قدس سرہ کی قولی و فعلی خلافت کے
مجموعہ کی مثال میں آپکے خلفاء کے اندر صرف یہی دو حضرات پیش کئے جاسکتے ہیں جنکے کمالات علمیہ و عملیہ
اسی سے ظاہر ہیں کہ مدنی مہاجر اور بطحائی پیغمبر کے پڑوسی ہیں مولانا حسین احمد صاحب کا درس حرم نبوی میں
بحمد اللہ بہت عروج پر ہے اور عزت و جاہ بھی حق تعالیٰ نے وہ عطا فرمایا ہے کہ ہندی علماء کو کیا معنی مصری
وشامی بلکہ مدنی علماء کو بھی وہ بات حاصل نہیں ذٰلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء آپ سراپا خلق
مہمان نواز غیور باحیا اور بعض اُن صفات حمیدہ سے متصف ہیں جنپر دیکھنے والوں کو حیرت ہوتی ہے۔

مولانا الحاج الحکیم مولوی **محمد اسحاق** صاحب نہٹوری مدت فیوضہ۔ آپ حضرت امام ربانی قدس سرہ
کے شاگرد بھی ہیں اور مجاز طریقت خلیفہ بھی چونکہ طبع کتمان پسند بہت ہے اسلئے اپنے منصب کا اظہار گوارا نہیں
رقیق القلب بہت زیادہ ہیں شیخ کے آثار مشاہدہ کرکے بیتاب ہوجاتے اور احباب خلفاء کی صورت دیکھکر رو پڑتے ہیں
خاشع خاضع خوش خلق فراخ پسند بے تکلف مسکین نواز صابر شاکر اور ہمہ صفت موصوف ہیں محلہ تیلی واڑہ صدر بازار
دہلی کی اونچی مسجد میں مقیم ہیں لوجہ اللہ درس دیتے اور اُسی بیس روپیہ ماہوار پر قانع ہیں جو حضرت کے متوسل دیندار مخیر
خادم حاجی محمد اسمٰعیل صاحب سوداگر انکو دیتے اور مخدوم و پشت پناہ دین بناکر انکو اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں۔

ان آٹھ حضرات سے مؤلف ناکارہ کو چونکہ تعارف حاصل ہے اسلئے کچھ وضاحت کیساتھ حالات لکھ سکا باقی خلفاء
کی زیارت سے بھی ابتک محروم ہوں اسلئے صرف اسماء پر اکتفا کرتا ہوں۔

مولانا الحافظ **محمد صالح** صاحب (نکودر ضلع جالندھر) مولانا **قدرت اللہ** صاحب مرادآبادی مولانا **عبدالصمد** صاحب

سونی پتی مولانا حکیم محمد صدیق صاحب مرادآبادی[13] حافظ محمد یسین صاحب نگینوی[14] مولانا صدیق احمد صاحب کاندھلوی[15] نمبردار ضلع نصیر الحق صاحب کاندھلوی[16] مولانا محمد اکرام صاحب (گرسہارے)[17] شیخ عبد الغفور صاحب جے پوری[18] مولانا مخلص الرحمن صاحب بنگالی[19] مولانا فیض احمد صاحب بنگالی[20] مولانا ضمیر الدین صاحب بنگالی[21] قاری محمد ابراہیم صاحب بنگالی[22] مولانا عبد الباری صاحب بنگالی[23] مولانا عبد اللطیف صاحب بنگالی متعنا اللہ بطول بقائہم۔

امام ربانی قدس سرہ کے کچھ خلفاء وصال فرما چکے جنمین حضرت مولانا صادق الیقین[24] رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ کے ساٹھ بعد ماہ محرم الحرام سنہ ۱۳۲۴ھ مکہ مکرمہ مین واصل بحق ہو کر جنت المعلیٰ مین مدفون ہوئے اور مولانا محمد مظہر[25] صاحب نانوتوی حضرت مولانا داؤد احمد صاحب گنگوہی[26] مولانا قادر علی صاحب دہلوی مولانا حافظ عبد الرحمن[27] صاحب پوربی مولانا بہاؤ الدین صاحب کابلی[29]۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

حضرت مولانا حافظ قمر الدین صاحب[30] امام جامع مسجد سہارنپور مدت فیوضہ بھی اغلب یہی ہے کہ حضرت امام ربانی سے مجاز ہین مگر اخفا بہت فرماتے ہین اور حضرت مولانا خلیل احمد صاحب کیطرف سے تو اجازت بیعت بالفاظ صریحہ ہو چکی ہے

حضرت مولانا قاری مغیث الدین صاحب[31] پانڈھوروی دام مجدہ گو اپنی حالت کا کمال درجہ اخفا فرماتے ہین مگر چونکہ حضرت امام ربانی قدس سرہ کے یقیناً خلیفہ ہین اسلئے مین ذکر کئے بغیر نہین رہ سکتا۔ آپ صاحب احوال بلند و مراتب ارجمند ہین آپکے فیوضات و برکات سے پنجاب کے اضلاع خصوصاً انبالہ کا گرد و نواح زیادہ شاداب و بہرہ یاب ہے ناکارہ مؤلف کی زبان اور قلم مین طاقت نہین کہ آپکے حالات جمیلہ بیان کرسکے آپکا نام سب کے آخر صرف اس نیت سے لکھا ہے کہ اپنے حسن خاتمہ کا تفاؤل حسن ہوجائے۔ ایکاش کہ جس نعمت سے مولانا مالامال ہوئے ہین اُسکا شمہ اس خادم آستانہ کو بھی حاصل ہو۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ۔

ممکن ہو کہ حضرت امام ربانی قدس سرہ کے خلفاء طریقت اور بھی حضرات ہون مگر اپنی حالت کو چھپانیکے سبب مجھے اُنکا علم نہین ہوسکا اور تذکرہ مین درج نہین ہوئے چونکہ اس کشاین احتیاط فرض ہے اسلئے میرے خیال مین جن حضرات کی اجازت متیقن تھی اُنکو ذکر کردیا غلبۂ ظن یا قرائن قویہ پر بھی اعتماد نہین کیا مولانا محمد یحییٰ صاحب کاندھلوی ام فضلہ کا چونکہ باوجود مخلص خاص خادم ہونیکے حضرت سے مجاز ہونا مجھے معلوم نہین ہوا اسلئے اُنکو اس زمرہ مین شامل نہین کیا ہان سال گذشتہ مین حضرت مولانا خلیل احمد صاحب کیطرف سے یقیناً مجاز ہوگئے ہزارون مستفیضین کے نام بیان کردینا میری طاقت سے باہر ہے اسلئے کچھ نہین عرض کرسکتا بارک اللہ فی اعمالہم

معنوی کمالات

ہرکس کہ کمال اولیا را نشناخت	چون نعمت خاص بے بہا را نشناخت
پس شکر نگفت وحب ایشان نگزید	میدان بیقین کہ او خدا را نشناخت

اس مضمون کی بہت ساری مثالین اوراق سابقہ مین نظر ناظرین ہو چکی ہین مگر اس نیت سے کہ بتخصیص اس بحث پر آگاہی حاصل ہو جائے کچھ عرض کرتا ہون - بات یہ ہے کہ ہر ترقی کرنے والی شے پر جب اُسکا وقت آتا ہے ایک خاص حالت اور کیفیت مخصوصہ ظاہر ہوتی ہے جسپر پہونچنے سے اُس شے کے ثمرات ونتائج ظاہر ہونے لگتے ہین مثلاً ثمرات کا کمال یہ ہے کہ اچھی طرح پک جائین اور کھانے کے قابل بنجائین عقل کا کمال یہ ہے کہ خطا وصواب سمجھنے لگے تاکہ غلطی سے بچنے اور راست روی کے پسندیدہ ہونے کے سبب زندگی آرام سے گزر سکے علم کا کمال یہ ہے کہ مضبوط و مستحکم ہو جائے اور حق و باطل مین ہر جگہہ اور ہر وقت امتیاز ہو سکے تاکہ حق کے اتباع اور باطل سے اجتناب کی بدولت معلوم شے معمول بنجائے اسی طرح دین اور معرفت الٓہیہ جسکو ایمان اور طریقت سے تعبیر کیا جاتا ہے اُسکے لئے بھی وہ حالت مخصوصہ ہے جسکو اُسکا کمال کہا جاتا ہے معنوی کمال سے میری مراد یہی کمال ہے جسکا اثر بندہ مومن کے قلب پر پیدا ہوتا ہے اور جسکا ادراک حقیقت مین بصیرت سے ہوتا ہے مگر اُسکے آثار وعلامات جو بدن کے اعضا و جوارح پر نمایان ہوتے ہین وہ ان آنکھون سے بھی نظر آسکتے ہین بشرطیکہ دیکھنے والا اس فن کے قانون مجوزہ یعنی شریعت محمدیہ کو آلہ شناخت اور معیار صداقت و کذب قرار دے معرفت الٓہی کا کمال یہ ہے کہ تعالیٰ شانہ کی ذات وصفات کا علم ضروری و بدیہی اور حضوری بنجائے شان جلال وجمال اور صفت رحمت وغضب کا اذعان حاصل ہو جائے وجود باری اور قدرت الٓہیہ پر ایمان کے ساتھ اقرار رسالت شامل ہو کر رضا و سخط اور جزا و سزا کا وہ یقین حاصل ہو جائے جسپر طاعات کی رغبت اور معصیت سے نفرت مرتب ہو رضائے خالق کی طلب و محبت اور حق تعالیٰ کی ناراضی سے احتراز و نفرت متفرع ہو۔

دنیا مین جتنے کمالات ہین سب زوال پذیر اور ایک دن مخطاط مین آنے والے ہین مگر یہ معرفت الٓہیہ اور حلاوت ایمان ہی کا خاصّہ لازمہ ہے کہ اسکا کمال زمانہ کی رفتار سے بجائے مضمحل ہونے کے

قوت پکڑتا ہے اور جون جون گردشِ فلک کی بدولت مدت گزرتی یا وقت نکلتا ہے وون وون اِس حالت معنویہ کے کمال مین عروج وترقی نمایان ہوتی ہے جس زبان قلب کو اسکی چاٹ لگجاتی ہے وہ اسکا چھوڑنا جانتی ہی نہین اور جو دل اِس مزے سے آگاہ ہوجاتا ہے وہ اسکا شغف وعشق بڑہائے بغیر رہ نہین سکتا

مریضِ عشق پر رحمت خدا کی　　　مرض بڑہتا گیا جون جون دوا کی

یون تو ہر محبت کا خاصہ ہے کہ قلب مین آئے پیچھے جانا دشوار ہے جو دل حب کی چاشنی سے آشنا ہوجاتا ہے اُسکے نزدیک محبوب کی محبت کا بڑہتا رہنا ہی معالجہ نظر آتا اور ہجر ووصل کی یاس وامید کا رنج وانتظار ہی سبب راحت وآرام ہے مگر محبت خدا اور رسول کے لئے تو واقع مین اصل محبت ہونے کی وجہ سے گویا لازم اور بمنزلہ جزو لاینفک ہے کہ دنیا و مافیہا سے بے خبر بنکر اسی ایک دروازہ کا ہو رہے اور اِس جنون کا اتنا دیوانہ ہو کہ مخلوق مجنون کہنے لگے ارشاد پیغمبر "اُذکروا اللّٰہ حتی یقولوا انہ لمجنون" اِسی کمال محبت کے تحصیل کا شوق دلا رہا ہے اور موتوا قبل ان تموتوا اسی محویت مین فنا ہونے اور مر کھپنے کی تعلیم دے رہا ہی

تداویت من لیلیٰ بلیلیٰ من الھویٰ　　　کما یتداوی شارب الخمر بالخمر

جسوقت یہ محبت اپنے کمال پر پہونچتی ہے تو قلب جو اُسکا محل ومسکن ہے رضائے حق تعالیٰ شانہ کا بندہ بنجاتا ہی یہی حالت اعتدال کہلاتی ہے اور اسی کو قلب کی صلاحیت اور سنورنا کہا جاتا ہے یہی وہ حلاوت ایمان ہے جسکا ثمرہ بمقتضائے حدیث یہ نمایان ہوتا ہے کہ معصیت کا ارتکاب آگ مین جل مرنے سے زیادہ ناگوار گزرتا ہے۔ قلب مین محبت الٰہیہ راسخ ہوئے پیچھے عمر بھر کے جملہ احوال مین سنت مصطفویہ کا اتباع بسہولت اُن اعضاء بدن کے معمولات اور جوارح کے طبعی حرکات وسکنات بنجاتے ہین جو واقع مین قلب کے ماتحت ملازم اور صنعت کے آلات واوزار بنائے گئے ہین خلاصہ یہ ہے کہ شریعت پرپختگی اور اتباع سنت کا سانس کی آمد ورفت کے مثل طبعی وغیر ارادی بنجانا کمال معنوی کا وہ ثمرہ ہے جسکو ظاہری آنکھین بھی دیکھ سکتی اور انجلاء قلبی کا پتہ لگا سکتی ہین۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ کا سنت کے اتباع مین وہ ثبات قدم جسکو استقامت کہتے ہین ایسا واضح اور عالم آشکارا ہے کہ محتاج دلیل بنانا بے ادبی کے علاوہ گویا سورج کو چراغ دکھانا ہے سنت کے ساتھ محبت رکھنے والے دنیا مین اور بھی ہین مگر اصل جبۃ القلب اور سوداء دل مین اِس محبت کا وہ رسوخ بہت ہی کم نظر آئیگا جسکو محویت وفنائیت کہہ سکین اور جسکا جسم پر یہ ثمرہ ظاہر ہو کہ کبھی بھولکر یا سہواً بلاقصد بھی

امر خلاف شرع کا صدور نہو کسی قوم کا سردار وہی شخص بن سکتا ہے جسکو حاکم بالا نے اپنی فہم کے مطابق ساری
قوم مین قابلیت کے اعتبار سے افضل و اعلیٰ سمجھ لیا ہو ممکن ہے کہ انسانی تجویز مین غلطی ہو مگر خلاق عالم
جس سلیم القلب بندہ کو زمانہ کے اولیاء و علماء اور دیگر عوام الناس کے جم غفیر کا مقتدا و پیشوا بنا کر بٹھائینگے
یہ نہین ہو سکتا کہ اُسکا معنوی کمال دوسرون کے مساوی یا اُن سے بھی گرا ہوا ہو پس امام ربانی کا مرجع خلائق
اور اس زمانہ کا قطب لارشاد ہونا ہی پیام خداوندی ہی کہ آپ استقامت مین یکتائے زمانہ اور قلبی اعتدال کے
اعتبار سے اہل عصر مین افضل و اکرم ہین۔ امت محمدیہ مین ہر زمانہ کے اندر بکثرت ایسے نفوس قدسیہ رہے جنکو
پیغمبر کی تقلید مرغوب رہی اور جنہون نے ہر فعل و قول مین جادہ شریعت کا سلوک صواب اور سبب نجات
سمجھا مگر وہ دقیق مضمون جسکو مراعاۃ حدود اور حفظ مراتب کہا جاتا ہے بختگی کے ساتھ جسدرجہ حضرت مین
دیکھا گیا سچ یہ ہے کہ کسی دوسرے مین نہین دیکھا گیا۔ حفظ مراتب لفظ بہت ہی مختصر اور مجمل ہے اسکا مفہوم
سمجھنا بھی ہم جیسون کے نزدیک مشکل امر ہے تمثیلات ہی سے کچھ تھوڑا بہت معلوم ہوجاتا ہے چہ جائیکہ
اُسکی عملی حالت۔ اُسکا دشوار و صعب الحصول ہونا اسی سے سمجھ لیجئے کہ ہر صدی کے متعدد طبقات و حالات
والے کروڑہا مسلمانون مین صرف ایک شخص کو حاصل ہوتا ہے جسکو مجدد کہتے ہین۔

مسلمان حق تعالیٰ شانہ کا محب و متوالا بنکر بھی اس سے مامون نہین ہوتا کہ یا افراط مین آپڑے یا
تفریط مین جا پڑے گو منشا کے مستحسن ہونیکی بنا پر یہ نقصان معذوری کے درجہ مین داخل ہو سکتا ہے مگر ضعف
پھر ضعف ہے اور نقصان آخر نقصان ہی مغلوب الحال سالک کتنا ہی محبت حق مین ڈوبا ہوا کیون نہ ہو
اُس بندۂ رضا باہوش میانہ رو مستقیم الحال ولی کے پایہ کو ہرگز نہین پہونچ سکتا جو ہر صفت محمودہ مین افراط
و تفریط کے مابین کی حالت متوسطہ پر جنگل مارے اور ہر محل و ہر موقع پر خالصًا مخلصًا سنت نبویہ کو دانتون سے
مضبوط تھامے ہوئے تھے یہی توسط وہ کمال معنوی اور تحفظ حدود ہے جسکا پروانہ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ
اُمَّةً وَسَطًا مین امت مرحومہ محمدیہ کو عطا کیا گیا ہے جسکی بنا پر بمقتضائے كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ
بہترین امم ماضیہ قرار پائی۔ اِس معنوی کمال کا عطر و لب لباب سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر مین
رکھا گیا تھا جسکی وجہ سے آپ جملہ انبیاء علیہم السلام سے افضل و اعلیٰ قرار پائے۔ کسی خاص صفت محمودہ مین
شغف و مغلوبیت سے انبیاء علیہم السلام بھی باین کمال و طہارت قلب خالی نظر نہین آتے ہان عالم مین اس
مقدس و معصوم گروہ مین ایک نسبت محمدیہ ہے جو اس کمال معنوی مین یکتا نظر آئی کہ جو صفت ہے معتدل ہی

اور جو کیفیت مستحسنہ ہے متوسط ہے اگر بغض فی اللہ تھا تو اپنے محل پر اور اُسی مقدار پر تھا جو مفید و مناسب ہے اور رافت و شفقت تھی تو اپنے موقع پر اور اُسی حد و اندازہ پر تھی جو نافع اور کار آمد ہے۔

شان عبدیت آپکا خاص زیور ہے اور محبوبیت آپکا شاہی عطا شدہ تمغہ پس اس معنوی کمال مین یکتائی کے بعد آپکو دیگر انبیاء علیہم السلام کی طرح خوارق عادات اور ظاہری معجزات کا دیا جانا ضرور نہ تھا بلکہ سچ پوچھئے تو مناسب تھا کیونکہ معجزات چونکہ ظاہر ہین اسلیئے اُنکو بصارت محسوس کرتی ہے اور معنوی کمالات چونکہ باطن ہین اسلیئے انکو بصیرت ادراک کرتی ہے ظاہر بینان دنیا کے لیئے وہ مستدل ہے اور اہل باطن و دوربینان عالم کے نزدیک یہ دلیل و علامت افضلیت ہے حق تعالیٰ نے نہ چاہا کہ لاڈلے محبوب کی نبوت ظاہرہ اہل بصارت کے اُن مدرکات سے ثابت ہو جن مین غیر کا شریک ہونا اگرچہ دوسرے زمانہ مین ہو مگر ممکن ہے بر خلاف اس کمال معنوی کے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مثیل و شبیہ اِس مضمون خاص مین کسی نبی اور رسول کو بھی نہین کہا جا سکتا عوام کا سا جبھی اور بہیم ہونا تو معنی چہ۔

اِسی طرح اولیاء امت محمدیہ کہ در اصل علماء ہین بحکم علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل مسند نیابت پر بیٹھکر صرف تبلیغ ہی کے درجہ مین مقلد و تابع نہین بلکہ حالات و کیفیات قلبیہ مین بھی حسب استعداد نفس اِس پاکیزہ گروہ کے پرتو اور ظل لیئے ہوئے ہین جسکی بنا پر با وجود تقدس نفس اور محبت خلاق عالم کسی پر کسی حال کا غلبہ نظر آتے ہین کسی پر خُلق کا وہ غلبہ ہے کہ سیاست ہاتھ سے جاتی رہی اور کسی پر بغض فی اللہ کا وہ قوی اثر ہے کہ رفق و ترحم کا پلہ نیچا پڑ گیا۔ کہین خوف و خشیہ غالب نظر آیا اور رجا کا مضمون مغلوب اور کسی جگہہ رجا کا پلّہ جھکا ہوا دکھائی دیا اور خوف کا پلّہ اُٹھا ہوا۔ کہین جمال مین استغراق ہے اور کہین جلال مین۔ کسی جگہہ محویت و فنائیت غالب ہے اور کہین شان سیاست و استقلال غالب کوئی حالت سکر مین مست ہے اور کوئی صناع بیچون کی صناعیون کا شیدا اور متوالا کہین استغنا اسدرجہ ہے کہ مخلوق سے وحشت کی نوبت آگئی اور کہین شفقت علی الخلق مین وہ افراط ہے کہ کثرت اختلاط کی بدولت اپنے اوقات کا انضباط نہو سکا۔ کہین یہ اثر ہے کہ پہاڑ پر نظر پڑے تو بیہوش ہو جائین سیاہ رو حبشی کو دیکھ پائین تو آہ مار کر گر پڑین کہ یہ بھی ہمارے خالق جل و علیٰ شانہ کی کاریگری ہے اور کہین محض عبدیت ہے کہ جو حکم ہو اُسکی تعمیل کے لیئے طیار ہین کسی کے قتل کا حکم تو گریز نہین اور تباہ و برباد کرنے یا جلا کر خاکستر بنا دینے کا امر ہو تو انکار نہین بس اُن کا مشرب ہے کہ ع

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے ۔ شعر

ہر گل کی بو الگ ہے وضع و ادا جدا ہے   کیا فیض بخش و دلکش گلزار مصطفےٰ ہے

تیرہ سو برس سے عالم مین ہر صدی کے اندر علماء ربانیین مین ایک مقدس نفس ایسا ضرور پیدا ہوا ہی جسکے سر پر روحانیت محمدیہ پر توافگن ہوئی اور نسبت عبدیت نے قلب پر اپنا رنگ جمایا وہ شخص اولیاء زمانہ کا سرتاج اور محبوب رب العالمین کا محب و محبوب بنا اور کمال درجہ پختگی کے ساتھ تابع و متبع سنت مرشد عالم نائب رسول راہبر خلق بنکر دنیا مین آیا کہ اہل عصر کی اصلاح حال کرے اور بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر کا کچھ نمونہ دوبارہ دکھا جائے ۔ چونکہ حضرت امام ربانی ایسے آشوب زدہ اور پرفتن زمانہ مین تشریف لائے تھے جسکی بدحالی اپنے پیغمبر سے تیرہ سو برس بعد وجود مین آنے کی وجہ سے بہت ہی بڑھگئی تھی استعدادات پر ضعف غایت درجہ چھا گیا تھا حاذق طبیب سے تنفر و توحش پھیلگیا تھا روحانی امراض کی ادراک کرنے والی قوت قلبیہ گویا بالکلیہ زایل ہوچکی تھی اسلئے اعتدال حالات اور توسط و میانہ روی مین کچھ اسدرجہ آپکو استقامت عطا کی گئی تھی کہ بیان ہونا دشوار پڑ گیا بجز اتباع سنت کے کہ یہی معنوی کمال کی جڑ اور اصل ہے دوسری کسی حالت کا کبھی آپ پر غلبہ نہین ہوا ۔ آپکی سلامت روی اور سادگی کچھ اسدرجہ بڑھی ہوئی تھی کہ ظاہر پرست کرامت پسند مخلوق کا آپکو ولی سمجھنا دشوار تھا چہ جائیکہ سرتاج اولیاء یا مرشد عالم خلاصہ عصر شیخ سمجھا جائے آپ کے معمولی حرکات اور روزمرہ کے معمولات پر جسوقت نظر ڈالی جاتی ہے تو ہر ہر فعل کا نمونہ نبوی سوانح مین نکلتا ہے جسکو تطبیق کے ساتھ بیان کرنیکے لئے دفتر چاہیئے اور حق تو یہ ہے کہ پھر بھی حق ادا نہین ہو سکتا جو کچھ مین عرض کرچکا یا اب کرونگا اسکو پڑھکر ناظرین اوراق بشرط فہم خود یقین کرینگے کہ سب اُس کمال معنوی کا ثمرہ ہی جو مذہب اسلام مین اصل کمال سمجھا گیا ہے اور جسکے سامنے کشف و کرامات کے ہزارہا وقائع ہیچ در ہیچ اور لاشئے محض ہین اور جنکی زبان قلب اس چاشنی سے آگاہ ہی نہین اُنکے لئے تطبیق و تمثیل بھی غیر مفید اور بیکار ہے ۔

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تحریر فرماتے ہین جب بندہ نے حج کا ارادہ کیا تو باوجود حضرت کی خدمت مین حاضر ہو کر اجازت و رخصت حاصل کر آنے کے عین روانگی کے دن بذریعہ تحریر مین نے حضرت کو اطلاع دی کہ بندہ آج روانہ ہوتا ہے آپ کے پاس سے جو تحریر آئی اُسمین یہ بھی لکھا تھا کہ وہان حضرت حاجی صاحب کی خدمت مین حاضر ہو کر مجھے بھی یاد دلانا اور اُسکے بعد یہ شعر مسطور تھا ۔

چو با حبیب نشینی و بادہ پیمائی   بیاد آر محبان باد پیمارا

یہ اتباع ہے اُس مضمون کا کہ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عمرہ کی اجازت بارگاہ رسالت سے چاہی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح ارشاد فرمایا کہ "بھائی وہان حاضر ہو تو دعا کے اندر ہمین مت بھول جانا"۔

مولوی حکیم محمد اسمٰعیل صاحب گنگوہی نے ایک قصیدہ آپکی مدح مین لکھا اور چونکہ مورد عنایات ہونے کی وجہ سے بے تکلف زیادہ تھے اسلیئے ہر چند حضرت نے سُننے سے تنفر ظاہر فرمایا مگر انھون نے باصرار سُنایا جب ختم کر چکے تو آپ جھکے اور زمین سے خاک اُٹھا کر انپر ڈالدی اُنھون نے عرض کیا کہ حضرت میرے کپڑے خراب ہوگئے آپنے فرمایا "منہ پر مدح کرنیوالیکی یہی جزا ہے مین کیا کرون جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے"

ایک بار آپ فرمانے لگے کہ مین حج کے لئے روپیہ جمع کیا کرتا تھا پچاس ساٹھ ہوگئے تھے اُنھین دنون مین مسلمانون نے تجارتی شرکت کی ایک کوٹھی کھولی مین نے بھی اپنا روپیہ اُسمین داخل کردیا۔ ماشاءاللہ کوٹھی والون کا دوالہ نکلگیا مین نے اپنا روپیہ معاف کردیا۔

ایک شخص سہارنپور سے آئے اور عرض کیا کہ حضرت میرا لڑکا بہت بدچلن ہے گھر والے سب مال و اسباب تقسیم کرانا چاہتے ہین مشورہ لینے آیا ہون کہ تقسیم کردون یا نہین آپ نے فرمایا "نہین تم اپنی زندگی مین کسی کو مت دو اگر دیدیا تو پھر تمکو کوئی بھی نہ پوچھیگا ذلیل ہوجاؤگے" اسکے بعد فرمایا "بدچلنی بھی ایک مرض ہے اور مرض کے لئے سورہ فاتحہ کافی ہے کسی برتن مین لکھکر گھولکر پلایا کرو"۔

چونکہ یہ صاحب سہارنپور سے آئے تھے اور انھین ایام مین مظاہر العلوم کا سالانہ جلسہ ہوا تھا اسلیئے اس قصہ کے بعد آپ نے اُن سے دریافت فرمایا مدرسہ مظاہر العلوم کے جلسہ مین کیا چندہ ہوگیا؟ یہ بیچارے جلسہ مین شریک نہ تھے نہین ہوسکتے تھے تو کیا بتلاتے چپ ہوگئے آخر کہنے لگے کہ حضرت مین جلسہ مین نہین گیا تھا" اس جواب کو سُنکر آپکو صدمہ ہوا اور رنج کا اثر چہرہ مبارک پر ظاہر ہوا۔ یہ حالت دیکھکر اُنھون نے معذرت کی کہ حضرت اُسوقت میرے پاس کچھ دینے کو نہ تھا اسلیئے جلسہ مین جانا نہوا" آپ نے فرمایا "میان اگر دینے کو نہ تھا وہان شامل تو ہوجاتے کوئی کلمۃ الخیر کہدیتے آجکل معلوم بھی ہے دین اسلام کی کیا حالت ہے؟"

مولوی ابو النصر صاحب کی زمین آپ کے دولتکدہ کے متصل تھی ایک بار اُنھون نے عرض کیا کہ

اُس زمین کو اپنے گھر مین لیلیجیے اِس سے مکان مین وسعت ہو جائیگی آپ نے جواب دیا بھائی مین اپنے
دن پورے کر چکا مجھے اِسکی ضرورت نہین اسکے بعد اُنکی دلدہی کے لئے ارشاد فرمایا مین انکار نہین
کرتا مسعود احمد سے پوچھ لین بنائین۔

ایک دن پیرزادگان گنگوہ کی خوش اعتقادی کا ذکر تھا حضرت نے کسی شخص کا نام لیکر فرمایا کہ انہون نے
شیخ کے روضہ کی چوکھٹ کو مخمل یا کسی اور کپڑے سے منڈھ دیا تھا کسی کا پاؤن جو چوکھٹ پر پڑگیا تو وہ
اُسپر بہت خفا ہوئے کہ بے ادب دیکھتا نہین" حالانکہ حضرت شیخ کے وقت مین اُسکا کچھ وجود نہ تھا اور
وہ حجرہ جس مین حضرت شیخ اٹھارہ برس تک عبادت کرتے رہے اُسکی یہ قدردانی تھی کہ دھوبیون کے
گدھے اسمین بندھتے تھے حضرت شیخ کی کافیہ لکھی ہوئی ردیون مین پڑی پھرتی تھی بچے اُسپر
پیشاب کرتے تھے پھر مقام ابراہیم کا ٹکڑہ جو حضرت کے پاس تھا اُسکی نسبت ارشاد فرمایا کہ میرے پاس
ایسی چیز ہے کہ اگر شیخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ موجود ہوتے تو وہ بھی اُسکی زیارت کو آتے"

حضرت امام ربانی تبرکات کے نہایت قدردان تھے حق تعالیٰ نے آپکو تبرکات بھی وہ عطا فرمائے
تھے جنکا دوسری جگہہ وجود نہ تھا مقام ابراہیم جسکی زیارت سے حرم محترم مین بھی ہزارہا مخلوق محروم
رہتی ہے اور اگر زیارت ہوتی ہے تو عموماً شوقت دیگر جو معصیت ہے اُسکا ٹکڑا آپ کے پاس تھا جسکو خدام
کی خواہش پر آپ صندوقچی سے نکالتے اور پانی مین ڈالکر نکال لیتے اور پانی کو مجمع پر تقسیم کرا دیا کرتے تھے
اِس انمول تبرک کی آپکو اسدرجہ محبت و قدر تھی کہ کبھی معتبر سے معتبر خادم کے بھی حوالہ نہین فرمایا جسوقت
آپ اُسکی زیارت کراتے تو مسرت سے باغ باغ ہوجاتے تھے بمقتضائے واما بنعمۃ ربک فحدث آپ نے
بارہا یہ الفاظ فرمائے کہ مجھے حق تعالیٰ نے وہ شے عطا فرمائی ہے جو دوسرے کے پاس نہین ہے۔
آپ کے پاس بیت اللہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً کی مقدس چوکھٹ کا چھوٹا سا ایک ٹکڑا بھی تھا اُسکی محبت
و قدردانی بھی اسی درجہ کی تھی بلکہ شاید اس سے بھی کچھ زیادہ۔

اعلیحضرت حاجی صاحب رح کا عطا فرمایا ہوا جُبہ بھی آپ کے پاس تھا یہ بھی انہین تبرکات کے
صندوقچہ میں رہتا تھا جسوقت آپ اُسکو نکالتے تو اول خود دست مبارک مین لیکر اپنی آنکھون سے لگاتے
اور پھر یکے بعد دیگرے دوسرونکو سر پر رکھنے کا موقع عطا فرماتے تھے اسوقت آپ پر ایک خاص کیفیت
ظاہر ہوتی اور یون فرمایا کرتے تھے کہ اسکو کئی سال حضرت نے پہنا اور پھر مجکو خصوصیت کے ساتھ عطا

فرمایا تھا جو شخص لیکر آیا تھا اُس سے یون کہلا بھیجا تھا کہ اسکو پہنا سو کبھی کبھی تعمیل ارشاد کو پہنا کرتا ہون تبرک ہے رکھ چھوڑا ہے۔

افراط و تفریط دونون سے بچے ہوئے تبرکات واقعیہ کی محبت تعظیم قدرشناسی حب حرمین حب شیخ حفظ مراتب جیسا حضرت قدس سرہ کے یہان دیکھا گیا دوسری جگہہ کم نظر آئیگا۔ آپکی سخاوت اسدرجہ مخفی تھی کہ ہر وقت پاس رہنے والے خدام کو بھی کبھی پتہ لگ جاتا تھا ورنہ جو کچھ آپکا داہنا ہاتھ خرچ کرتا اُسکی اطلاع شاید بائین ہاتھ کو بھی نہ ہوتی تھی آپ نے اپنے کنبہ اور اقارب مین بہتیری رانڈ بیوہ عورتون اور یتامیٰ کی خبرگیری اپنے ذمہ لے رکھی تھی مگر اس طرح کہ انکو اپنی احتیاج اور قابل سلوک ہونیکی اطلاع سے ملال نہونے پائے صلہ رحمی کے لئے ضرورت ہے رشتہ اور قرابت سے واقفیت کی جسکو علم الانساب کہا جاتا ہے سو اکثر دیکھا اور سُنا گیا کہ آپ نے اپنی کئی کئی پشتون کا سلسلہ بیان کیا اور دور دور کے رشتہ دارون کا اپنے ساتھ تعلق قرابت ظاہر فرمایا۔ انکو حضرت امام ربانی کے ساتھ اپنے رشتہ داری کا غالبًا علم بھی نہو مگر حضرت فرمادیا کرتے تھے کہ فلان بن فلان اتنے واسطون سے میرا رشتہ دار ہے۔ رامپور حالانکہ آپ کے دادا نے چھوڑا تھا مگر دادھیال کے تمام کنبہ اور برادری کے تمام آپکی لوگ زبان تھے اور جب کوئی رشتہ دار کتنا ہی بعید علاقہ والا کیون نہو رامپور سے گنگوہ آتا تو آپکے چہرہ پر اُسکے ملنے سے خاص بشاشت پیدا ہوتی اور ہمدردی ظاہر ہوا کرتی تھی احسان و سلوک مین آپکی عادت نہایت متوسط اور محمود تھی بخل و اسراف کی کسی جانب کو مطلق غلبہ نہ تھا ایک مرتبہ آپ ارشاد فرمانے لگے کہ جب ہمارا قافلہ حج کے واسطے دوسری مرتبہ مکہ معظمہ گیا تو مولوی محمد قاسم صاحب کی عادت روزمرہ کی یہی ہوگئی کہ ہر روز بلاناغہ دو چار آدمیون کو کھانے کے وقت دسترخوان پر لا بٹھاتے سب آدمی بھوکے رہنے لگے مین نے کہا کہ بھائی اپنا اپنا کھانا آپ پکاؤ اور کھاؤ بعدہ مولوی صاحب مرحوم سخت بیمار ہوگئے اور مجھسے تنہا بلا کر کہا کہ مجھے اپنی زندگی کی اُمید نہین ہے اور میرے ذمہ سات سو روپیہ قرض ہوگئے ہین اگر میرا انتقال ہوجائے تو یہ روپیہ تم ادا کر دینا سوائے تمہارے مجھے اور کسی سے اسکی ادائگی کی اُمید نہین ہے مین نے کہا حضرت بہت اچھا اُسی وقت مین نے وہ رقم ادا کر دی اور وہ صحت پاکر واپس بھی آگئے بس اسکے بعد کچھ نفرمایا کہ وہ روپیہ مولانا سے لیا یا نہین۔

آپکی متوکلانہ گزران اور اسباب معیشت سے بالکلیہ علیحدگی سید المتوکلین جناب رسول اللہ صلی اللہ

مولوی محمد قاسم صاحب

علیہ وسلم کی ایام گزاری کا وہ نمونہ تھا جو ہر چھوٹے بڑے کو معلوم ہے لیا جت وطلب مال اور طمع کا شائبہ بھی آپ میں نہ تھا جسکا نام زہد ہے اُسکی حالت معتدلہ پر جیسا آپ کا قلب مبارک مشتمل تھا اُسکی نظیر اس زمانہ مین ملنی مشکل ہے عام متوسلین کیچہ مشکاخیال و وسوسہ تو کس شمار مین ہے جب آپنے رئیسہ بھوپال کی بیعت قبول فرمائی ہے تو اول یہ شرط لگائی تھی کہ میرے ساتھ مالی سلوک نکرین۔

ایک مرتبہ طب کا تذکرہ تھا فرمانے لگے کہ سل کے مریض کو ایک شخص کے سوائے کبھی اچھا ہوتے نہیں دیکھا پیرجی نورالحسن گنگوہی کا نام لیکر فرمایا کہ وہ ہان پہاڑ پر رہتے وہین بیمار ہوئے اور سخت بیمار ہوئے لوگ اُنکو لانے گئے وہان کے ڈاکٹر نے کہا کہ یہ تو یہان سے اُترتے اُترتے مرجائینگے غرض کسی طرح وہ گنگوہ آئے اور میرا علاج شروع ہوا۔ مین اُنہیں دیکھنے جایا کرتا تھا دھکینون ریم جو آتا تھا حالانکہ وہ سب برتن علحدہ کر دیئے جاتے اور جگہہ صاف کردی جاتی تھی مگر تب بھی بدبو سے بُرا حال ہو جاتا تھا۔ غرض وہ اچھے ہوگئے اِسکے بعد وہ ریاست پٹیالہ مین نوکر ہوئے وہان راجہ کے متعلقین مین کسی کو یہ مرض ہوا اُنہون نے مجھے لکھا کہ اگر آپ یہان تشریف لائین تو بہت کچھ فائدہ ہو مینے اُنکو لکھدیا کہ مین ایسے فائدہ پر جوتے لگاتا ہون مریض کا جی چاہے تو یہان آوے جہان تک مجھسے ہوسکیگا علاج کر دونگا ؎

زہد و تقویٰ چیست اے مرد فقیر　　　لا طمع بودن ز سلطان و امیر

انکسار اور تواضع کا یہ عالم تھا کہ کبھی کسی تقریر سے اپنی خوبی کا کچھ بھی اثر ظاہر ہوا تو معاً اُسکی تردید فرماتی اور اپنے سے اُس انتساب کی نفی فرمادیا کرتے تھے ایکبار حضرت شیخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ کے خرقہ کا تذکرہ فرمارہے تھے کہ پچاس برس حضرت کے بدن پر رہا ہے اُسی ضمن مین فرمایا اِسی حجرہ مین حضرت شیخ اور شیخ جلال تھانیسری رہا کرتے تھے بیچ مین دیوار حائل تھی سو کہان تو فقر کا یہ حال تھا اور اب اُسی حجرہ مین دنیا بھری پڑی ہے۔

جن ایام مین غالباً سرحد پر جنگ واقع ہوئی ایک دن عشا کی نماز کے بعد حضرت ملکی سی دُلائی اوڑھے چارپائی پر استراحت فرما رہے تھے چند خدام پاؤن دبا رہے تھے اُن مین سے ایک طالب علم نے جو ذرا بے تکلف تھے دریافت کیا کہ "حضرت اِس لڑائی کا کیا انجام ہونے والا ہے" حضرت نے ترشی کے ساتھ بیساختہ جواب دیا "مین کیا جانون مجھے تو دُلائی مین سے تمہارا منہ بھی نظر نہیں آتا"

مذہب اسلام کا پاس و لحاظ اور کافر و مسلم کا فرق مراتب آپکی طبعی عادت تھی۔ ایکمرتبہ عصر کا وقت تھا

حضرت امام ربانی صحن مین چارپائی پر تشریف فرما تھے سامنے پورب رُخ دوسری چارپائی پڑی تھی اُسپر پائینتی کی طرف آپکے خادم منشی تفضل حسین صاحب بیٹھے تھے حضرت تسبیح پڑھ رہے تھے یکایک آپ نے منشی صاحب سے خطاب فرمایا کہ سرہانے کو بیٹھ جاؤ یہ تکلف سمجھے اور بلحاظ ادب عرض کیا کہ حضرت آرام سے بیٹھا ہوں اسپر آپنے جھڑک کر بتاکید فرمایا کہ سرہانے بیٹھو اسوقت اِنکو تعمیل کرنی پڑی چندہی منٹ گزرے تھے کہ ایک ہندو ساہوکار آیا خادم کے سرپر مٹھائی کی تھالی تھی اور شاید کچھ نقد بھی تھا جب سامنے آیا تو اُس نے جھککر سلام کیا اور منتظر رہا کہ بیٹھنے کی اجازت ملے مگر اسکی نوبت ہی نہین آئی وہ کھڑا ہی تھا کہ حضرت نے پوچھا لالہ تمہاری لڑکی کو آرام ہے ؟ اُس نے عرض کیا حضور کے صدقہ سے بالکل آرام ہے اُسی خوشی مین تھوڑی سی مٹھائی خدام کے لئے لایا ہون آپ نے فرمایا اِسکی کچھ حاجت نہین غرض معلوم نہین کہ آپ نے واپس فرمادی یا وہین طلبہ کو بانٹ دی منشی تفضل حسین صاحب فرماتے ہین اُسوقت مین سمجھا کہ پائینتی اِس بنیہ کے لئے چھڑوائی گئی تھی۔

حضرت امام ربانی کی سوانح شریفہ پر نظر ڈالنے سے عقل کو ایک حیرت پیش آتی ہے اور خصوصًا اس بات پر تعجب بھی ہوتا ہے کہ جو حالت استقامت آہستہ آہستہ اور تدریجی طور پر حاصل ہوا کرتی ہے حق تعالیٰ شانہ نے آپکو ابتدا ہی مین عطا فرمادی تھی مقبولانِ خدا صاحبدلون کی سوانح دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قرب الٰہی کے طلبگار بندون نے جسدن اِس راستہ مین قدم رکھا اور اوپر چڑھنا شروع کیا تو بقدر نصیب مقدر اُنکو حصہ ضرور ملا درجہ بدرجہ ترقی کرتے اور مراتب عالیہ پر فایز ہوتے گئے یہانتک کہ جب طاعات سے طبع کو ایسی رغبت حاصل ہوگئی جیسی طبعی پسندیدہ غذاؤن سے ہوتی ہے اور معصیت سے طبیعت کو وہ نفرت ہونے لگی جو نجاست اور گندگیون یعنی قاذورات اور طبعی مکروہات سے ہوتی ہے تو اصل نسبت حاصل ہوئی جو اصل ثمرہ محبت خدا و رسول ہے اِسکے بعد اِس حالت پر جاؤ اور ثبات قدم نصیب ہوا جسکو استقامت کہتے ہین اب یہ کیفیت ہوئی کہ فنا اور متغیر ہونے والے زمانہ مین لاکھ تغیر ہون مگر انکا اپنی لذت وکیف مین مصروف رہنا کسی پہلو پلٹا نہین کھاتا خدا کی بے نیاز شان کا کرشمہ ہے کہ جو مضمون لاکھ برس کے مجاہدہ مین حاصل ہو جانا بھی ارزان ہے حضرت امام ربانی قدس سرہ کو ابتدا مین عطا فرمادیا گیا پس آپکی سوانح مین اگر کوشش بھی کی جائے کہ واقعات جدیدہ سے ناظرین کو مسرور بنائین تو مشکل ہے آپکی حالت معتدلہ اور آپ کے قلب سلیم کی استقامت وپختگی نے ساری سوانح کو اتنی بات مین محدود کر دیا ہے کہ ابتدا سے انتہا تک انضباط

اوقات اور پابندی معمولات واتباع سنت مصطفویہ کی ہمیشہ حالت یکسان رہی آپکی ذاتی کیفیات ظاہرہ مین نہ کبھی فرق آیا اور نہ جدت نمودار ہوئی جو زمانہ دوسرون کے تغیر حالات اور بمقتضائے لَتَرْکَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ اُس عروج وترقی کا تھا جسکو بصارت ظاہری بھی ادراک وامتیاز کرسکے حضرت امام ربانی کے لیئے وہ زمانہ اپنی استقامت حاصلہ پر بقاوثبات اور اتباع سنت پر مداومت ومواظبت کا تھا جس مین باطنی ترقی جسکا تعلق بصیرت سے ہے دن بدن بلکہ لحظۃً فلحظۃً اُس حد پر پہونچ رہی تھی جسکا علم سوائے حق تعالیٰ کے دوسرے کو حاصل نہین۔

بجز اسکے کہ یون عرض کردیا جائے حضرت امام ربانی کا قلب خِلقی اور فطری طور پر محبیت ومحبوبیت حق جلّ وعلیٰ کا اہل اور رشید اتھا اور آپ اِس صدی مین لطحانی بیغبر کے طریقہ مرضیّہ کو عملی صورت مین دکھانے کے لیئے دنیا مین بھیجے گئے تھے اور کچھ نہین کہا جاسکتا۔ واقعات جو کچھ لکھے جاتے ہین سب اسی اصل کی فروع ہین اگرچہ عنوانات مختلف ہین اور حالات جو کچھ بیان کیے جاتے ہین معنیً سب اسی پر متفرع ہین گو صورتین متعدد اور جدا جدا ہین۔

آپکا تحذر آپکی احتیاط اور عالم الاسباب مین اپنے خالق کے قائم فرمائے ہوئے نظام پر کاربندی وہ عجیب خصلتین ہین جنہون نے عبدیت کے اعلیٰ طبقہ پر آپکو ممتاز کیا تھا ایک مرتبہ کوئی عرب آپ کی خدمت مین حاضر ہوا آپ نے خانقاہ مین اُسکو ٹھیرنے کی اجازت نہ دی اُس نے شہر مین بہتیری شکایتین کین اور بدزبانی وگستاخانہ الفاظ سے آپکو یاد کیا یہانتک کہ بعض خدام کے قلوب مین بھی وسوسہ پیدا ہوا کہ ایسی بے مروتی کیون کی گئی حضرت امام ربانی اُس خادم کے وسوسہ پر مطلع ہوئے اور چونکہ طالب کی اصلاح ضرور تھی اسلیئے اِدھر اُدھر کے تذکرون مین یہ بھی ارشاد فرمایا کہ "نراین سنگہ سابق انسپکٹر گنگوہ مجھسے کہہ گیا تھا کہ عرب ولایتی واعظ مولوی اور نامعلوم پردیسیون سے بہت احتیاط رکھنا یہ لوگ عموماً جاسوس اور خفیہ پولیس کے ملازم ہوتے ہین چنانچہ ایک عرب کے پاس سے جاسوسی کی بیاض بھی برآمد ہوئی اسلیئے مین ایسے لوگون سے احتیاط رکھتا ہون اور خانقاہ مین ٹھیرنے نہین دیتا اسمعیل عرب کو بھی اسی لیئے یہان جگہہ نہ دی" کسی نے عرض بھی کیا کہ حضرت اسمعیل نے سُنا ہے شکایتین کین آپ نے فرمایا خیر ہی ہین کسی کی شکایت سے کیا ڈر۔

دنیا مین رہکر جب انسان کو اہل دنیا کی حالت معلوم ہوتی ہے اُسوقت سنبھلتا اور تجربہ حاصل کرتا ہے

جس طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت صرف دین کی حیات عطا فرمانے مین محدود نہ تھی بلکہ آپ نے مزرعۃ الآخرۃ کی مستعار زندگی کے بآرام گزرنے کا طریقہ بھی دین کے ساتھ تعلیم فرمایا ہے اسلئے نسبت محمدیہ سے مستفیض ہونے والے اولیاء اللہ بھی کبھی اُن احتیاطون سے غافل نہین ہوئے جنکو سبب ہونے کے درجہ مین دنیا کی کلفت یا اذیت سے بچاؤ مین دخل ہے۔ جس زمانہ مین شاہ سلطنت خداداد یعنی سلطان حبیب اللہ خان والی ملک افغانستان نے خاص اپنے سفیر تجارت متعینہ پشاور کے ہاتھ پانچہزار روپیہ آپکی خدمت مین بھیجا اور سفیر صاحب سہارنپور سے گنگوہ کا کچا راستہ دقت کے ساتھ قطع کرکے حاضر آستانہ ہوئے تو حضرت امام ربانی نے نذر قبول نہین فرمائی اور نہ سفیر سلطنت کو خانقاہ مین ٹھیرنے کی اجازت دی ہان فرمان پڑھوایا اور سُنا اُسمین لکھا تھا کہ "پنج ہزار روپیہ بندگان عالی مین پیش کرتا ہون آیندہ ہر سال اِتنی رقم نثار آستانہ ہوتی رہیگی اسکو قبول فرمادین اور معاوضہ اسکا صرف دعا ہے"

سفیر ممدوح کا خانقاہ مین نہ ٹھیرانا گو اکثر خدام کے رنج اور تعجب کا باعث ہوا مگر "رموز سلطنت خویش خسروان دانند" جو جو حکمتین اور راز اُس مین پوشیدہ تھین وہ تو حضرت ہی کو معلوم تھین بظاہر ایک بڑی مصلحت اسمین یہ بھی تھی کہ دشمنون کو موقع ملیگا کہ گورنمنٹ کے کان بھرین اور بغاوت کے الزام لگائین دنیاوی پادشاہ اور دینی سلطان کے مابین مخلصانہ برتاؤ پر نظر کرنا مشکل ہے صورۃً یہ تعلق کی وابستگی کا اظہار ایذا رسانی کا سبب ہو جائیگا اور کم سے کم اُس بہترین مشغلہ مین کسی نہ کسی درجہ خلل انداز ضرور ہوگا جس مین آپ خلوتخانہ گنگوہ کے اندر بیٹھے ہوئے مشغول تھے چنانچہ بعض خدام سے آپنے فرمایا بھی کہ اہل اسلام یا والی اسلام سے بحیثیت دین جو قلب کو علاقہ ہے وہ ہے مگر نذر کے قبول کرنے سے بڑی مضرت کا اندیشہ تھا مین تو اپنی گزار چکا مگر میرے لوگون پر بدگمانی ہوکر جانے کیا کیا مصیبتین پڑتین۔

سفیر نے جب اگلے دن واپسی کا قصد کیا اور رخصتی سلام کو حاضر ہوئے تو درخواست کی کہ امیر کبھی یقین نہ کرینگے کہ مین گنگوہ پہونچا اور حضرت نے نذر واپس فرمائی اُنکو ضرور یہ خیال ہوگا کہ گھر بیٹھے بات بنادی اسلئے میرے حاضر خدمت ہونے کی رسید عطا فرمادین کہ بارگاہ سلطانی مین پیش کردون ورنہ نوکری کے ساتھ میری جان بھی جاتی رہیگی اُسوقت آپنے سلطانی فرمان کا جواب فارسی زبان مین لکھواکر قاصد کے حوالہ کیا اور رخصت فرمایا اِس جواب کا مضمون نہایت مختصر تھا اور صرف اِتنا ظاہر کیا گیا تھا کہ حیثیت اسلام مجھے آپسے تعلق ہے اور میرا دل آپکو ہمیشہ دعا دیتا ہے خصوصًا موجودہ حالت بحیثیت اسلام اور قدر دانی سلطنت

علم کی خبرین سُنکر مین بہت خوش ہوتا ہون حق تعالیٰ برکت عطا فرمائے آپکی نذر پہونچی مگر چونکہ مین بوڑہا ہو گیا ہون اور حق تعالیٰ نے مجھے بہتیرا کچھ دے رکھا ہے جمع کر کے کیا کرون گا اسلئے واپس کرتا ہون کسی دوسرے مصرف خیر مین خرچ کر دیا جائے اور مجھے بہر حال دعا گو سمجھئے۔"

احتیاط و تحذر کے علاوہ زہد و استغنا عن الخلق کے لئے آپکی عمر بھر مین یہ ایک واقعہ کافی تھا مگر جن لوگون نے آپ کے زہد کو رات دن کے چوبیس گھنٹون مین دیکھا ہے اُن کے نزدیک آپکے زہد کی مثال مین یہ قصہ نقل کرنا مناسب بھی نہین ہے۔

جسطرح مسائل شرعیہ اور احکام آلہیہ مین حکمتون کا ڈھونڈہنا اور معلوم ہو جانا ضرور نہین اسی طرح اولیاء اللہ کے حرکات و افعال کی مصلحتین ہر شخص پر کھلجانی لازمی نہین ہین۔ جبکہ ایک عاقبت اندیش اور مدبر دنیا دار شخص کی طرف یہ گمان ہے کہ وہ بلا کوئی گہرا فائدہ سوچے قدم نہین اُٹھاتا پھر عالی الہام اور منجلی عقول والے صاحبدلون کے معمولات کا کیا پوچھنا؟ ہو نہین سکتا کہ ان حضرات کا کوئی کام مصلحت دینیہ سے خالی ہو اگرچہ ہم ناقص العقل دنیا دارون کی سمجھ مین نہ آئے اسی لئے بزرگانِ دین کے اقوال و افعال پر اعتراض اور دار و گیر سے قلباً و لساناً احتراز کو تصوف مین عین ادب اور مثمر فیضان سمجھا گیا ہے پس کچھ ضرور نہ تھا کہ وہ امور مباحہ جو حضرت امام ربانی سے ظاہر ہوتے تھے اُنکی حکمتین مصالح اور رموز دوسرون پر ظاہر ہون یا کوئی شخص معلوم کرنیکی خواہش کرے اور اُسکو بتا دی جاوین مگر پھر بھی حضرت کی سوانح شریفہ اس سے بھری ہوئی ہے کہ آپ اپنے خدام کو تذبذب و توسوس یا تعجب و تحیر مین ڈالے رکھنا پسند نہین فرماتے تھے اہلیت پاکر وجہ بیان فرماتے اور خطرات کو مٹا دیا کرتے تھے ایک مرتبہ اُستاذی مولانا عبد المومن صاحب حاضر خدمت تھے دل مین وسوسہ گزرا کہ بزرگون کے حالات مین زہد اور فقر و تنگدستی غالب دیکھی گئی ہے اور حضرت کے جسم مبارک پر جو لباس ہے گو مباح و مشروع ہے مگر بیش قیمت ہے" حضرت امام ربانی اُسوقت کسی شخص سے باتین کر رہے تھے دفعۃً ادہر متوجہ ہو کر فرمایا کہ "عرصہ ہوا مجھے کپڑے بنانے کا اتفاق نہین ہوتا لوگ خود بنا بنا کر بھیجدیتے ہین اور اصرار کرتے ہین کہ تو ہی پہنتا اُنکی خاطر سے پہنتا ہون چنانچہ اسوقت بدن پر جتنے کپڑے ہین سب دوسرون کے ہین اور مستعار ہین چند روز بعد اپنے اپنے کپڑے اگر لیجائین گے اور جب خود بناتا تھا تو گاڑھے اور دھوتر ہی کے بنایا کرتا تھا" یہ فرما کر پھر پہلے شخص کی باتون مین مشغول ہو گئے حاضرین کو

تو یہ تقریر بے محل اور جملہ معترضہ معلوم ہوئی مگر مولانا کی جنکے خطرہ نفس کا جواب تھا ندامت سے پیشانی پر پسینہ آگیا۔

سچی تواضع اور انکسار نفس جتنا امام ربانی مین دیکھا گیا دوسری جگہہ کم نظر سے گزریگا حقیقت مین آپ اپنے آپکو سب سے کمتر سمجھتے تھے بحیثیت تبلیغ جو خدمت عالیہ آپ کے سپرد کی گئی تھی یعنی ہدایت ورہبری اُسکو آپ انجام دیتے بیعت فرماتے ذکر شغل بتلاتے نفس کے مفاسد وقبائح بیان کرتے اور معالجہ فرماتے تھے مگر باایں ہمہ اسکا کبھی وسوسہ بھی آپ کے قلب پر نہین گزرتا تھا کہ مین عالم ہون اور یہ جاہل مین پیر ہون اور یہ مرید مین مطلوب ہون اور یہ طالب مجھے انپر فوقیت ہے اور میرا درجہ اِن کے اوپر ہے کبھی کسی نے نہ سُنا ہوگا کہ آپ نے اپنے خدام کو خادم یا متوسل یا منتسب کے نام سے یاد فرمایا ہو ہمیشہ اپنے لوگون سے تعبیر فرماتے اور دعا مین یاد رکھنے کی ضرورت اپنے لئے طالبین سے بھی زیادہ ظاہر فرمایا کرتے تھے ایک مرتبہ تین شخص بیعت کے لئے حاضر آستانہ ہوئے آپ نے اُنکو بیعت فرمایا اور یون ارشاد فرمایا کہ "تم میرے لئے دعا کرو مین تمہارے لئے دعا کرون بعض امرید بھی پیر کو تر الیتا ہے"۔

یہ عمل ہے اُس حدیث پر جس مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری امت کو عام حکم فرمایا ہے کہ "ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان بھائی سے دعا کرانی چاہئے کہ اپنے نفس کی بہ نسبت دوسرے کی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے"۔ آپ حقیقت مین اپنے آپکو خدام بلکہ عام مسلمانون کی دعا کا جتنا حاجتمند سمجھتے تھے شاید عام خدام اپنے آپکو آپکی دعا کا اتنا محتاج نہ سمجھتے ہون منصب تعلیم وارشاد مین آپ اپنے آپکو مامور من اللہ اور خادم ومتبع رسول اللہ سمجھکر مرید فرماتے اور بمقتضائے سید القوم خادمہم آپکی یہی خدمت آپکو سردار بنائے ہوئے تھی مگر خادمیت کا اذعان اسدرجہ بڑھا ہوا تھا کہ اسکی بدولت مخدومیت کے حصول کا خطرہ بھی کبھی آپکو نہ ہوتا تھا۔ تینون مریدون سے دعا کی درخواست کے بعد آپ نے ایک قصہ نقل فرمایا جس سے اپنی احتیاج کی واقعیت اور طلب نجات ورضائے حق کی ضرورت مین اپنا دوسرون کے مساوی ہونا اچھی طرح ظاہر فرما دیا جسکا نام تواضع ہے آپ نے ارشاد فرمایا "شیخ صنعان بڑے کامل ولی تھے ایک دفعہ معہ زمرہ مریدان حج بیت اللہ کو روانہ ہوئے راستہ مین کسی شہر پر گزر ہوا تو ایک عیسائی عورت پر طبیعت آگئی سب اعمال چھوڑ چھاڑ اُسکے در پر ہو بیٹھے جب اُس نصرانیہ کو خبر ہوئی تو اُس نے کہلا بھیجا کہ چار شرطین منظور کرو تو مجھے حاصل کر سکتے ہو اُنھون نے شرایط دریافت کین نصرانیہ نے کہا اول تو زنار پہنو دوم قرآن مجید کی بے ادبی کرو تیسرے میرے سورون کو چرانا ہوگا چوتھے شراب پینی پڑیگی۔ شیخ صنعان نے قرآن مجید

کی بے ادبی تو گوارا کی نہین باقی تینون شرطین مان لین اور وہ نصرانیہ آملی۔ مریدون نے جب پیر کا یہ حال دیکھا تو چھوڑ چھاڑ چلدیئے کچھ تو مکہ چلے گئے اور باقی اپنے اپنے گھر واپس ہوگئے۔ مکہ جانے والون نے حج کیا اور حج کے بعد مدینہ منورہ حاضر ہوئے وہان شیخ صنعان کے مرید تھے عطار اُن سے بھی ملے اور مرشد کی تباہی بیان کی اُنھون نے کہا "افسوس تم نے بُرا کیا کہ انکو چھوڑ کر چلے آئے جب پیر کی بدحالی دیکھی تھی تو تمکو چاہیئے تھا کہ اصلاح کی فکر کرتے اور اُن کے لئے دعا مانگتے کہ حق تعالیٰ اصلاح فرمائے وہ مقلب القلوب ہے اُسکے نزدیک کون بڑی بات تھی"؟ اُس وقت انہین بھی افسوس ہوا کہ واقع مین یہ خیر خواہی کی بات نہ تھی چنانچہ سب لوگ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک پر حاضر ہوئے اور رو رو کر ہدایت مرشد کی استدعا کی۔ دعا قبول ہوگئی اور یہ بشارت لیکر شیخ صنعان کی طرف دوڑے کہ جاکر سناوین وہان شیخ صنعان کی یہ حالت ہوئی کہ آنکھ کھلی اور زنار توڑ ڈالا سورونکو چھوڑ چھاڑ وہان سے چلدیئے نصرانیہ عورت نے جسکے پیچھے شیخ کا یہ حال ہوا تھا جب یہ دیکھا تو وہ بھی مسلمان ہوگئی اور ان کے ساتھ ہی ساتھ وہان سے چلدی"۔ اسکے بعد حضرت نے فرمایا تو میان اسی طرح بعض مرید بھی اپنے پیر کو لغزش سے بچالیتا ہے۔

سنت کے ساتھ آپکی محبت کا انداز ہونا بھی مشکل ہے اتباع طریقۂ مصطفویہ مین افراط اور تفریط دونون سے آپکو نفرت تھی اور دیگر خصائل محمودہ کی طرح اس اصل مضمون مین بھی آپکو میانہ روی پسند تھی کسی شخص نے زمانہ کے غیر مقلدین کی بابت دریافت کیا کہ شریعت کیا حکم دیتی ہے تو آپ نے یون تحریر فرمایا کہ "بے علم لوگ جو مشکوٰۃ کا ترجمہ دیکھکر عامل بالحدیث ہونے کے مدعی ہین مین اُنکو مفسدین امت مین سے جانتا ہون البتہ جو سنت کی محبت سے بلا شر و فساد آمین بالجہر اور رفع یدین وغیرہ کرے اُسکو بُرا نہین جانتا مگر سلف پر طعن کرنے والون سے قطع کرتا ہون۔

نفسانیت کے فروعی نزاع اور عصبیت وجہالت کے اختلاف سے آپکو غایت درجہ نفرت تھی جہالت کے مناظرے اور مباحثے مین آپ بنفس نفیس تو کیا دلچسپی حاصل فرماتے دوسرون کو اس لغو مضمون مین مشغول پاتے تو تعجب فرمایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ضوادّ اور ذوادّ کا جھگڑا آپ کے سامنے پیش ہوا تو اس طرح جواب تحریر فرمایا کہ "ت ط ص س ث ز ذ وغیرہا حروف کو ایک دوسرے کی جگہہ پڑھتے ہین اور کوئی اختلاف نہین کرتا ض مین اختلاف ہوا کہ کس طرح ادا کیجائے عجب بات ہی

یہ حرف نہ مشابہ دال کے ہے نہ ظ کے اِسکو ایسا پڑھے کہ سب سے الگ رہے - یہ جھگڑا بھی نفسانیت کا ہے ایسی باتون کے پیچھے پڑنا دین کی بات نہین - یہ مسئلہ علماء سے پوچھنے کا نہین ہے اگر زیادہ تحقیق منظور ہو تو قاریون سے دریافت کرو -

بدعات سے اسدرجہ احتراز تھا کہ حضرت امام ربانی نے وہ امور مباحہ بھی ترک فرما دیئے تھے جن سے دیکھنے والے کو بدعت کی جانب میلان کا واہمہ پیدا ہو یا صورۃً استناد و استدلال لا سکے ایک مرتبہ خود ہی ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر مین اول بارہا حاضر ہوا اور بیٹھا ہون مگر مبتدعین کے باعث عرصہ سے اِسکو ترک کر دیا اب حاضری کے لئے بہت طبیعت بیقرار ہوتی ہے مگر اِس خیال سے نہین جاتا کہ پیرزادے کہین گے اب پھر ادھر کو جھک آئے اور بدعات کی طرف مائل ہوگئے اِس اندیشہ کے سبب یہین سے سلام پر اکتفا کرتا ہون اُدھر جانیکا قصد بھی نہین کرتا -

ایک مرتبہ کسی شخص نے آپکو اطلاع دی کہ فلان شخص امام مسجد بوچران کوہ شملہ جو آنحضرت سے بیعت کا تعلق رکھتے ہین مجالس مولود مروجہ اور تیجا دسوان وغیرہ بدعات مین شریک ہوتے ہین اور کوئی اعتراض کرتا ہے تو حضور کی اجازت بیان فرماتے ہین اسپر حضرت امام ربانی کو نہایت غصہ آیا اور فوراً جواب لکھا کہ "جو شخص اِن کو کرے اور میرا نام لے وہ کاذب ہے اُسکو اِس پرچہ کے ذریعہ سے فہمایش کرو اگر باز آوے بہتر ورنہ بیعت فسخ ہو جائیگی"۔

جن مسایل غیر ضروریہ کے اظہار مین فتنہ کا اندیشہ اور عوام کے ابتلا کا واہمہ ہوتا آپ طبعاً اُسکے بیان سے متنفر اور محترز تھے ہان بحیثیت تبلیغ خواص کے مجمع مین اُسکو ظاہر ضرور فرماتے مگر اسکے ساتھ ہی یہ بھی ارشاد فرما دیا کرتے تھے کہ عوام مین اِسکا چرچا نہو ورنہ مخلوق ڈوبے گی یہ ثمرہ تھا اُس شفقت علی الخلق کا جو راہبر زمانہ اور ہادی وقت ہونے کے درجہ مین آپ کے قلب کے اندر منجانب اللہ ودیعت رکھی گئی تھی یا این ہمہ دوسرون کے شہرت دینے یا کسی غیر اختیاری سبب پیدا ہو جانے سے اگر اُس مسئلہ کا افشا ہو جاتا تو راضی برضا ہو کر اُن ایذاؤن کو آپ نہایت استقلال اور جوانمردی کے ساتھ برداشت فرماتے تھے جو عوام الناس یا مخالفین علماء کی طرف سے آپکو پہونچتی تھین باختیار خود آپ خدائی امتحان مین اپنے نفس کو نہ ڈالتے تھے اور نہ ایسی آزمایش پر کبھی جرأت فرماتے تھے آپ حق تعالی کے مقبول و مطیع بندے تھے شان عبدیت آپ کے ہر قول و فعل اور حرکت و سکون سے

ظاہر ہوتی تھی اپنے آپکو نہایت درجہ عاجز اور قاصر و مقصر خیال فرماتے تھے حق تعالیٰ کے ابتلا پر ثابت
قدمی کا آپ دعویٰ تو کیا فرماتے کبھی اسکا وسوسہ بھی نہین گزرتا تھا کہ مجھسے لغزش نہو گی اور مین گھبراؤنگا
نہین مگر اسکے ساتھ ہی بلاقصد و خیال جسوقت ابتلا پیش آتا اور آپ کے مراتب عالیہ مین ترقی عطا
فرمانے کے لئے صبر و تحمل کی جانچ کیجاتی تو پھر آپ سے زیادہ مستقل مزاج عالی ظرف بُرد بار صابر شاکر
اور ہر کہ و مہ کی ہزار ہا بدگوئیون کو خدا پر حوالہ کر دینے والا شخص زمانہ مین دوسرا نہ تھا امکان کذب حلت
غراب وغیرہ مسائل سب اسی قبیل سے ہین جنکو حلیت معلوم ہے اُن کے لئے امام ربانی کے یہ دونون
وصف بصیرت و عقیدت بڑھانے کا سبب ہوئے اور اُنھون نے جان لیا کہ حقیقت مین شان
عبدیت کیا چیز ہے مولوی ولایت حسین فرماتے ہین کہ عرصہ بارہ تیرہ سال کا ہوا مین فقہی کتب بینی مین
مشغول تھا دفعۃً چند روایات دیکھکر میرے ذہن مین خیال پیدا ہوا کہ یہ دیسی کوا جسکو عام آدمی حرام
سمجھے ہوئے ہین احناف کے نزدیک تو حلال ہے مین نے اپنے خیال کی تصدیق کو گنگوہ کی حاضری پر
محوّل رکھا چنانچہ جب حاضر آستانہ ہوا تو اتفاق سے مجلس شریف مین کوئی شخص کہنے لگے کہ کوّے
غلہ کو بہت نقصان پہونچاتے ہین مین نے کہا فقہ کی کتابون مین تو اِس کوّے کو حلال لکھا ہے حضرت
امام ربانی میری اِس تقریر کو سُن رہے تھے مسکرائے اور فرمایا "ہان کھانا شروع کر دو کسی طرح تو کم ہون"
اِسکے بعد ارشاد فرمایا کہ بعض مسایل فی نفسہ حق ہوتے ہین مگر اُنکی اشاعت مین فتنہ ہوتا ہے"۔ قصہ رفت
گزشت ہوا مگر دس بارہ سال کے بعد اتفاقیہ کسی شخص کے استفسار پر جب حضرت نے یہی مضمون حلت
ظاہر فرمایا تو بات پھیلی اور پھر جو کچھ عوام مین شور و غوغا ہوا وہ سب نے دیکھا۔ اسکو حضرت امام ربانی کی
کرامت و کشف کہئے یا ذکاوت و فراست کہ اِسکی اشاعت کو عوام کے فتنہ اور شور شغب کا سبب ارشاد
فرمایا جو کچھ بھی ہو تاہم وہ دونون اوصاف جنکا پایا جانا مرشد عالم مین لازمی ہے ظاہر ہو گئے اگر آپکو
فتنہ سے طبعاً احتراز نہوتا تو مولوی ولایت حسین صاحب کی تقریر پر تصویب و تصدیق فرماکر بار بار ذکر فرمانا
یا تحریراً شایع کر دینا کون بڑی بات تھی؟ یا یہ کہ شور و شغب پر اظہار کرنے والے یا فتویٰ پوچھنے والے کی
ملامت اور اسپر عتاب و غیظ و غضب ظاہر ہوتا یا کم سے کم اُن عامی اشخاص کی بدگوئیون اور گستاخ تحریرون
پر جنھون نے باوجود عربیت سے ناواقف ہونے کے سب کچھ لن ترانیان بگھارین آپ رنجیدہ و مضمحل
ہوتے اور ندامت و افسوس فرماتے بخدا کچھ نہین ہوا اگر ہوا تو یہ کہ جب بعض مخلصین نے حالت رمانہ

ظاہر کی تو آپنے فرمایا "مجھے کیا خبر تھی کہ حق تعالیٰ نے اِس مسئلہ مین اسقدر اجر رکھا ہے۔"

حضرت امام ربانی باوجود اِس مجاہدہ اور اتباع سنت مین سرتاپا محویت و فنائیت کے اپنے آپ کو حق تعالیٰ کا ہر وقت قصوروار اور خطاکار سمجھتے تھے زبان ہی سے نہین بلکہ آپ کا دل اسکو مانے ہوئے تھا کہ معبود کا حق عبدیت ادا نہین ہوسکا اور نہ سنت نبویہ کا پورا اتباع نبھ سکا۔ اپنی کوتاہی کا اعتراف وا ذعان گو فی نفسہ محمود اور ذریعہ قرب الٰہی ہے مگر اسکے ساتھ ہی اِس یقین کی بدولت ہر وقت آپکی ہمت مین بلندی اور شوق و رغبت وصول الی اللہ مین زیادتی اور علو پیدا ہوتا تھا جو ہر آن اور ہر لحظہ آپ کو مراتب علیہ پر ترقی دے رہا اور ولایت کی غیر متناہی معراج پر سیڑھی بر سیڑھی چڑھا رہا تھا۔ ایک مرتبہ غالبًا مولانا مظفر حسین صاحب کا نام لیکر آپنے فرمایا کہ وہ فرمایا کرتے تھے اس زمانہ مین نماز روزہ تو بڑھ گیا مگر اخوت اور ہمدردی کم ہوگئی۔ اسکے بعد آپنے افسوس کے ساتھ ارشاد فرمایا دیکھو بھائی صاحب سے ملاقات ہوئے زمانہ ہوا جایا نہین جاتا ہے حالانکہ خدام آستانہ نے بارہا دیکھا ہے کہ جب امام ربانی کھانا کھانے تشریف لیجاتے تو دروازہ پر پہونچکر خادم سے پہلا سوال یہ ہوتا تھا کہ "بھائی صاحب کے یہان کھانا گیا؟" خادم کبھی تو یہ جواب دیتا کہ جاچکا اور کبھی یون کہتا کہ لئے جاتا ہون اِس سے زیادہ ہمدردی کیا ہوگی مگر حضرت امام ربانی کے نزدیک یہ اخوت بھی وہ اخوت نہ تھی جسکے حاصل کرنے کا آپکا قلب سلیم مشتاق تھا ملاقات نہونے کا سبب دونون حضرات کی معذوری تھی مگر پھر بھی حضرت چاہتے تھے کہ موجودہ حالت سے زیادہ ہمت فرماوین

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مذاکرے آپ بڑے جوش کے ساتھ بیان فرمایا کرتے تھے ایک مرتبہ جنگ جمل کا تذکرہ فرمایا اور اُسی ضمن مین یہ بھی ارشاد فرمایا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اونٹ پر سوار تھین لڑائی مین اُس اونٹ کے تین پاؤن کاٹ دیئے گئے تھے مگر تب بھی اونٹ محمل لئے کھڑا رہا یہ حضرت صدیقہ کی کرامت ہوئی حضرت طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما کی شہادت کا تذکرہ فرمایا تو آپ آبدیدہ ہوگئے اور آنکھون مین آنسو بھر آئے یہ واقعات آثار ہین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُس سچی محبت کے جو مسلمانون کے قلب مین ہونی چاہئے اور جسکے بغیر ایمان کسی کا بھی کامل نہین ہوتا۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ کی تقریر کا کچھ ایسا نرالا انداز تھا کہ آپ شریعت و طریقت کے مسائل سب ہی کچھ بیان فرماتے مگر کسی لفظ مین اپنے نفس کی جانب کسی کمال کا انتساب اشارۃً بھی نہونے پاتا تھا ایک مرتبہ حضرت مولانا میر احمد حسن صاحب امروہی نے کَانَ الْاِنْسَانُ ظَلُوْمًا جَھُوْلًا کی تفسیر دریافت

فرمائی ظاہر ہے کہ مولانا عالم تھے اور عالم بھی خصوصًا فن تفسیر مین مشہور اسلئے مقصود مولانا کا آیۃ مقدسہ کے دوسرے ہی مطلب کا ظاہر کرانا تھا چنانچہ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ صوفی تو اسکو مدح پر حمل کرتے ہین کیونکہ عاشق کی یہی شان ہوتی ہے کہ معشوق کی باتون کو جاہل نادان بنکر اپنے نفس کو ستا کر اور مشقتون مین ڈالکر بھی مان لیتا ہے۔

ہرچند کہ آپکی تقریر اظہار حال سے محترز تھی مگر حق تعالیٰ شانہ کی وہ محبت جو آپکے دل فیض منزل مین پلادی گئی تھی آپکے ضبط کئے ضبط نہین ہوسکتی تھی۔ یہ خدا کا رنگ تھا جس مین مقبولان بارگاہ احد کو رنگ دیا گیا ہے اسلئے باختیار نہ سہی بلا اختیار آپکی تقریر پر اندرونی حالت کا اثر نمودار ہوتا تھا ایکبار عید کے دن خطبہ مین آیۃ کریمہ وما خلقت الجن والانسان الا لیعبدون کا آپنے وعظ فرمایا تو لیعبدون کا ترجمہ یون فرمایا ''تاکہ وہ میرے غلام بنے رہین'' اور پھر فرمایا کہ غلام کی شان یہ ہے کہ اُسکے جان و مال سب مالک کے ہوتے ہین اسکو اُن مین کسی قسم کے تصرف کا کوئی حق حاصل نہین ہوتا'' حضرت امام ربانی نے اِس تقریر کو نہایت بسط اور عام فہم الفاظ مین بیان فرمایا وعظ کا جو لطف تھا وہ حاضرین کے لئے مخصوص تھا خصوصًا قائل کی قلب سے موافقت کرنے والی زبان سے بیان ہوتے وقت اسلئے اگر اب سارا وعظ نقل بھی کیا جائے تو وہ لذت کہان ؟

حق تعالیٰ نے حضرت امام ربانی کو ذکاوت اسدرجہ عطا فرمائی تھی کہ بہت جلد بات کی تہ پر پہونچتے اور تشفی بخش جواب بیساختہ دیا کرتے تھے آپ علمار زمانہ کے پیشوا تھے اذکیا جس مضمون مین عاجز ہوتے اور فہم رسا کی جس جگہہ رسائی دشوار سمجھتے تھے اُن باتون کو حضرت امام ربانی سے دریافت کرتے اور حضرت بے تکلف ایسا جواب عطا فرماتے کہ سُننے والا حیران ہوجاتا تھا ایک مرتبہ یاجوج و ماجوج کا تذکرہ تھا حضرت مولانا اشرفعلی صاحب نے دریافت کیا کہ حضرت یاجوج و ماجوج حق تعالیٰ کو بھی جانتے ہین یا بالکل ہی جاہل ہین ؟ آپنے بیساختہ فرمایا جانتے کیون نہین حدیث مین آیا ہے کہ جب انشاءاللہ کہینگے تو اگلے دن دیوار کو چاٹ کر باہر نکل آئینگے اِس سے معلوم ہوا کہ اَللّٰہ کو جانتے ہین''۔

حضرت کی یہ ذکاوت طبعی اور فطری تھی جسکو حق تعالیٰ نے آپ مین ابتدا ہی سے ودیعت رکھا تھا مولوی ڈپٹی کریم بخش صاحب مقنن ریاست گوالیار جو دہلی کی طالبعلمی کے زمانہ مین حضرت کے ہم سبق رہ چکے ہین ایک مرتبہ مولوی اسمعیل صاحب گنگوہی سے فرمانے لگے کہ تمہارے حضرت سے

ملاقات ہوئے مجھے پچاس سال کا عرصہ ہوا اب تو حضرت کے علم کی شہرت ہونی ہی چاہئے کہ ایسا حنفی عالم دوسرا نظر نہین آتا مگر ہمنے طالبعلمی کے زمانہ مین دیکھا ہے کہ سارے طالب علم مولوی صاحب سے ڈرتے تھے اور مدرسہ کے طلبہ نے مولانا کا لقب ھل من مبارز رکھ چھوڑا تھا بلکہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب کی زمانہ طالبعلمی مین یہ حالت نہ تھی" مولوی محمد اسمعیل صاحب گنگوہی نے جب ڈپٹی صاحب کا قول نقل کیا تو حضرت مسکرانے لگے اور پھر دیر تک ڈپٹی صاحب کا حال دریافت فرماتے رہے۔

جن دنون حضرت امام ربانی جناب مولوی کریم بخش صاحب پنجابی کی خدمت مین پڑھا کرتے تھے ایک طالب علم ولایتی دہلی مین آیا جسکو دعویٰ تھا کہ مجھے یہان کوئی عالم پڑھا نہین سکتا یہ شخص شافیہ پڑھتا تھا مولوی کریم بخش صاحب کو طالب علم کا دعویٰ پسند نہ آیا سبق ہو رہا تھا حضرت امام ربانی شریک جماعت تھے جب فراغت ہوئی تو مولوی کریم بخش صاحب نے ارشاد فرمایا کہ رشید احمد اب تو جاؤ پڑھو ..... اور یہ کافیہ ہے اُس ولایتی کو سبق پڑھا کر آؤ یاد رکھنا اگر نیچا دیکھکر آئے تو سر گنجا کر دونگا حضرت امام ربانی کتاب بغل مین دبا کر اُٹھے اور سیدھے طالب علم کے پاس پہونچے باتون باتون مین کتاب کھولی اور بحث شروع کر دی یہانتک کہ ولایتی طالب علم جسکو اپنی استعداد پر ناز تھا حیران ہو گیا اور آخر کار یہ لفظ کہے کہ ہمین پوری کتاب دوہرادو اُسوقت حضرت نے کتاب بند فرمادی اور کہا پڑھانا منظور نہین ہے صرف ناک کاٹنی تھی کہ دہلی مین جن علماء کے متعلق یہ خیال ہو کہ پڑھا نہ سکینگے اُن کے ادنیٰ شاگرد نے زچ کر دیا" یہ فرما کر مولوی صاحب کے پاس چلے آئے اور فرمایا کہ "حضرت پڑھا آیا اور مات دے آیا"

آپکی ذکاوت اور خداداد استعداد بجائے خود معنوی کمال ہے اسپر طرہ یہ کہ با این علو مرتبت آپ اپنے کو ادنیٰ سے ادنیٰ طالب علم کی برابر بھی نہین سمجھتے تھے ایکمرتبہ تدریس کے زمانہ مین جبکہ آپ کی حسن تقریر پر بعض طلبہ نے آپکی کچھ تعریف کی تو بیساختہ خلاف عادت آپکی زبان سے قسم نکلی اور آپنے یون ارشاد فرمایا کہ "بخدا مین اپنے آپکو تم مین سے ادنیٰ طالب علم کی برابر بھی نہین سمجھتا" یہ ہے وہ کمال جسکی نظیر ملنی مشکل ہے ذکاوت حق تعالیٰ نے بہتیرون کو دی ہے گو حسب نصیب بقدر متفاوت ہے مگر اول تو مطلقاً علم کے ساتھ فروتنی کا اجتماع دشوار نظر آرہا ہے چہ جائیکہ کمال علم کے ساتھ کمال فروتنی

این است کمال و اکمل بے زوال۔

صغار پر رحم و شفقت اور کبار کا ادب و توقیر گویا آپکا طبعی امر تھا جس مین کبھی خلاف نہین ہوتا تھا آپ کبھی

خدام اپنی عاقبت سنوارنے کے لیئے پاؤن دبانے حاضر ہوتے تو آپ پاؤن دبواتے اور انکو اصلاح حال کا موقع دیا کرتے تھے مگر اسکے ساتھ ہی ذرا سی دیر ہوئی تو نہایت شفقت کے ساتھ فرماتے "بس بھائی جاؤ سو رہو بارک اللہ۔

ایک مرتبہ میان سعید سلمہ کو کسی شرارت پر صاحبزادہ حکیم مسعود احمد صاحب نے ڈانٹا اور کہا "او خبیث" حضرت امام ربانی نے یہ کلمہ سُنا اور بیساختہ یہ فرماکر "یہ کیون ہوتا خبیث" میان سعید کو گلے لگالیا اور دیر تک لگائے رکھا۔

مولانا محمد مظہر صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ عمر مین حضرت امام ربانی سے بڑے تھے مگر عقیدت کے اعتبار سے گویا حضرت کے جان نثار خادم اور عاشق جان باز تھے جب تشریف لاتے بے اختیار حضرت کے قدمون پر بوسہ دیتے اور آنکھون مین آنسو بھر لایا کرتے حضرت امام ربانی شرماتے اور یون فرمایا کرتے کہ مولانا آپ مجھے کیون نادم فرمایا کرتے ہین آپ میرے بڑے ہین مجھپر آپکا ادب ضروری ہے آپ ایسا کام کرتے ہین تو مجھے بڑی شرم آتی ہے" مولوی محمد مظہر صاحب رحمۃ اللہ علیہ صاحب بصیرت تھے حضرت کی علو شان و مرتبت اور اپنی فرط محبت کے سبب جو کچھ کرتے تھے وہ انکا طبعی اقتضا تھا مگر حضرت امام ربانی کبر سن کے پاس و لحاظ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مَنْ لَّمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيرَنَا فَلَيْسَ مِنَّا کے امتثال کو بھول نہین سکتے تھے۔

مولوی محمد اسمعیل صاحب کے دادا بوڑھے شخص تھے اسکے ساتھ ہی حق تعالیٰ نے قلب مین نور عطا فرما رکھا تھا جسکی وجہ سے حضرت امام ربانی کے مرتبہ شناس تھے جب تشریف لاتے تو اِس قدر عقیدت و اخلاص کے ساتھ خادمانہ برتاؤ کرتے کہ دیکھنے والے انکو حضرت کا مرید سمجھتے تھے ایک بار مولوی محمد اسمعیل صاحب نے عرض کیا کہ حضرت میرے دادا صاحب آپکے معتقد ہی تھے یا بیعت بھی تھے؟ آپنے فرمایا کہ بیعت تو قاضی مولوی محمد حسن صاحب مرحوم سے تھے مگر اعتقاد مین مریدون سے بھی زیادہ تھے اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ مین حجرہ کے اندر بیٹھا بخاری شریف کا سبق پڑھا رہا تھا تمہارے دادا صاحب آئے باوضو تو تھے مگر لوٹا پانی کا بھر کر پیر دھو کے حجرہ مین داخل ہوئے بوڑھے ہو کر اُن کا یہ برتاؤ مین نے دیکھا تو بہت شرمایا اور مین نے کہا کہ حضرت مجھے کیون شرمندہ کرتے ہو اُنھون نے یہ جواب دیا آپکی بڑی شان ہے شاید میرے پیر مین کوئی شے لگی ہو۔

بڑون کی توقیر اتباع سنت کے سبب معنوی کمال ہے مگر اسکا اپنے مرتبہ پر رکھنا اُس محافظۃ حدود مین داخل ہے جسکو دقیق کمال کہا جاتا ہے اور جسکا وجود نادر و کمیاب ہے باوجودیکہ امام ربانی اپنے سے زیادہ عمر والون کا ادب فرماتے تھے مگر یہ ممکن نہ تھا کہ خلاف شرع امر مین اُن کے ادب اور لحاظ کی وجہ سے سکوت یا مداہنت فرماوین۔ یہ ادب جس سے ادب نبوی مین فرق آئے حقیقت مین بے ادبی اور ضعف قلبی ہے جس سے اولیاء اللہ محفوظ رکھے گئے ہین مولوی محمد اسمعیل صاحب کے دادا جنکا ابھی تذکرہ ہوا ایک مرتبہ زوج مفقود الخبر کے متعلق استفتا لائے جس مین حضرت امام ربانی کی رائے اور اونکی رائے کے خلاف تھی اسلیئے آپنے بلا مہر کئے اُسکو واپس فرمادیا اور کہدیا کہ میرے نزدیک ٹھیک نہین ہے مین دستخط نہ کرون گا۔ مولوی صاحب نے ایک مرتبہ اِس قصہ کا تذکرہ کیا حضرت نے فرمایا تمہارے دادا کا اِس مسئلہ مین امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے موافق عمل تھا اِسلیئے مین نے اُسوقت اُسپر مہر نہین کی اب چونکہ شہر در شہر ریل اور تار جاری ہے مفقود الخبری بھی مفقود ہو گئی اِس لئے اب میرا بھی عمل موافق مذہب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ہے۔

ایک بار مولوی محمد اسمعیل صاحب نے عرض کیا کہ حضرت میرے دادا صاحب تنے محتاط تھے کہ ہندو دھوبی کے دھوئے ہوئے کپڑے کو جب تک خود نہ دھولین پہنتے نہ تھے حضرت نے بیساختہ ارشاد فرمایا "یہ تمہارے دادا صاحب کا وہم تھا ورنہ شرعاً ہندو دھوبی کے یہان کے دُھلے کپڑے ناپاک نہین ہین دیکھو انگریزونکی ولایت سے کسقدر پارچہ آتا ہے اُسے کون ناپاک کہدیگا آخر سب پہنتے ہی ہین۔ چونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہین کہ "جب کسی قوم کا سردار تمہارے پاس آئے تو تم اُسکا اکرام کیا کرو" اِسلیئے حضرت امام ربانی کی خدمت مین اگر مخالفین کی جماعت مین سے کوئی بڑا شخص آتا تو آپ اُسکے اکرام مین مطلق پہلو تہی نفرماتے تھے مگر باوجود اسکے امر متنازع فیہ مین مداہنت ممکن نہ تھی کہ ذرہ برابر بھی ظاہر ہو اور بات بھی یہی ہے کہ کسی کا اکرام جب امتثال امر پیغمبر مین کیا جاتا ہے تو اکرام پیغمبر سے چشم پوشی کیونکر صحیح ہو سکتی ہے۔ ایک بار مولوی عبدالسمیع صاحب کسی تقریب مین گنگوہ گئے اور حضرت کی خدمت مین بھی حاضر ہوئے تو آپ نہایت خلق کے ساتھ ملے اور فرمایا کہ آج کسی وقت کا کھانا میرے یہان کھائیے حالانکہ یہ زمانہ وہ تھا کہ مولوی صاحب انوار ساطعہ لکھ چکے تھے اور ادہر سے بتصدیق امام ربانی اُسکا جواب شایع ہو لیا تھا۔ فتنہ کے دبانے اور بدعات کے

ردمین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس امر کا مسلمان کو مامور بنایا ہے وہ آپ پورا فرما چکے
تھے پس اب درجہ تھا اکرام ضیف اور اکرام امیر قوم کا سو اسکو آپنے اسطرح پورا فرمایا چنانچہ مولوی عبدالسمیع
صاحب نے دعوت قبول کی اور حضرت کے مہمان بنکر کھانا کھایا۔ حضرت امام ربانی نے ایک مکتوب مین
اِس دعوت کا تذکرہ فرمایا ہے اُسی مین یہ بھی لکھا ہے کہ میرا خیال تھا کہ بدعات کا زبانی تذکرہ ہوگا اور
خوب خوب جواب دونگا مگر مہمان نے اشارۃً بھی کوئی لفظ نہین کہا سو میزبان کو کیا لازم تھا کہ یہ ذکر
نکالکر مناظرہ کی کوفت مین ڈالے اب دیکھیئے وہان جاکر براہین کے جواب کی فکر کرتے ہین یا نہین؟
اگر کچھ لکھا تو پھر وہی جواب ہے۔

مولوی صاحب کی ضیافت کے عملی طرز اور تحریر مذکورہ کے لفظ لفظ سے امام ربانی کے اُس کمال
معنوی کا پتہ چل رہا ہے جو اتباع شریعت کو ملحوظ رکھکر مخالف کے ساتھ خُلق و اکرام کے برتاؤ سے اُس
مسلمان کو حاصل ہوتا ہے جو معتدل القوام جادۂ مستقیم کا راہرو ہے۔ حفظ مراتب ہی وہ اصل کمال ہے جسکی
نگہداشت سے بہتیری مخلوق عاجز ہوگئی اور بہتیرے صاحب کمالات لغزش کھا گئے ہین۔

مخلوق کو حق تعالیٰ نے مختلف مراتب عطا فرمائے ہین جنکی وجہ سے مسلمان بندہ اپنے خالق کا
مطیع بنکر اُسی کے حکم سے اُسکی بہتیری مخلوق کا فرمانبردار اور محکوم بنتا ہے مگر ظاہر ہے کہ ساری مخلوق کی
اطاعت چونکہ حق تعالیٰ کے حکم سے ہے اِسلیئے وہ ساری فرمانبرداریان حقیقت مین ایک خالق کی
فرمانبرداری و اطاعت ہے پس جسطرح بمقتضائے لاطاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق مخلوق مین سے
کسی متنفس کی ایسے امر مین اطاعت جائز نہین ہے جس سے اطاعت خالق فوت ہو جائے اسی طرح
مخلوق کے مراتب مختلفہ مین ماتحت کی وہ فرمانبرداری زیبا نہین جس سے مافوق کی نافرمانی پیدا ہو
عرف یون ہو کہ باپ بڑا بھائی اوستاد آقا پیر امام رسول سب اپنے بڑے اور مطاع ہین مگر چونکہ سب کے
مراتب مختلف اور درجے الگ الگ ہین اِسلیئے بڑے بھائی کا وہ کہنا نہین مانا جاتا جس مین باپ کی
نافرمانی ہو اور والدین یا اوستاد کے اُس حکم کی تعمیل نہین ہوتی جس مین روحانی باپ یعنی شیخ طریقت کی
معصیت لازم آئے یہانتک کہ پیر کے بھی اُس حکم کی تعمیل جائز نہین جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے اتباع کو ہاتھ سے چھڑا دے پس متعدد طاعات کے محکوم و پابند مسلمان کی بڑی آزمایش اسی حفظ
مراتب اور تحفظ حدود مین ہے کہ ہر مطاع کو اپنے درجہ پر قایم رکھکر اُسکی اطاعت کرے۔ مخلوق مین جسکا

یہی ادب قائم رکھنے کا خالق نے حکم دیا ہے اُسکی رعایت شریعت کو تھا مگر ہر مسلمان پر لازمی کی گئی ہو
کہ دیکھ بھالکر اصل وفرع کا لحاظ قائم رکھکر آداب بجالائے اِس امتحان مین پورا اُترنا حقیقت مین اُسی ثابت
قدم صاحب استقامت اہل بصیرت کاملہ شیخ کا کام ہے جو سرتاپا اتباع شریعت مین فنا و مستغرق ہو گیا ہو
اور سنت کی محبت اُسکے رگ وپے مین ایسی سرایت کر گئی ہو کہ اُسپر چلنا طبعی بنگیا ہو۔

یہی کمال جسکو حفظ مراتب کہا جاتا ہے واقع مین دل ہے تمام کمالات معنویہ کا عوام کا تو کیا ذکر
اُن کے نزدیک تو اِس کمال کا نام کفر رکھا گیا ہے حق یہ ہے کہ بہتیرے خواص بھی اُسکا پورا حق ادا نہین
کر سکے اِس دقیق بحث مین قلم اُٹھانا میرا منصب نہین اور نہ مین اسکا اہل ہون مگر سُنی سُنائی باتون سے
اِتنا ضرور جانتا ہون کہ حق تعالیٰ شانہ نے حضرت امام ربانی کا اسی کمال اہل الکمالات مین امتحان
لیا تھا آپ جسطرح مرتبہ مین بڑے تھے اِسی طرح آپکے امتحان کا نصاب بھی بڑا تھا آپکے مرشد برحق اعلیٰحضرت
حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مسائل مختلف فیہا مین حضرت امام ربانی قدس سرہ کے ساتھ جو کچھ بھی ظاہری
تخالف تھا وہ منجانب اللہ اُس آزمایش کا معیار تھا جسپر سالک طریقت نائب رسول متبع سنت شیخ کو
پرکھنے کی حاجت ہے۔ شیخ طریقت کے عمل اور سنت نبویہ کے اتباع مین ایک کی دوسرے پر ترجیح اور
بصیرت ومحافظت ادب کے ساتھ حفظ مراتب اسی درجہ مین آکر اسدرجہ دشوار پڑا تھا جسکے اشکال رفع
کرنے مین قطب وقت کا امتحان ہوا۔ اعلیٰحضرت حاجی صاحب عیاذاً باللہ مبتدع نہ تھے نہ ذرہ برابر بدعات
کی جانب میلان تھا چنانچہ اہل بصیرت کے نزدیک حضرت کے کمالات علمیہ وفیضان قدسیہ اسپر دال
ہین اور عوام کے لئے براہین پر جو تقریظ اعلیٰحضرت نے تحریر فرمائی ہے وہ اِس دعوی کی دلیل صریح
ہے مگر بقول شخصے تا نباشد چیز کے مردم نگویند چیزہا۔ اعلیٰحضرت کو وہ تشدد پسند نہ تھا جسکو امام ربانی
نے اصلاح خلق واحیاء سنت کے لئے دانتون سے مضبوط پکڑ رکھا تھا۔

تصوف کا یہ مسئلہ مسلم ہے کہ صاحب نسبت ہونے کے بعد منتہی کو شیخ کے ہر ہر فعل کا اتباع ایسا ضروری
نہین ہے جیسا کہ مبتدی کو ضروری ہے چنانچہ سلف صالحین کی سوانح اس قسم کے واقعات اور بعض بعض
مسائل مین مرید کا پیر کے فعل کو قابل اتباع نہ سمجھنے کی حکایات سے بھری پڑی ہین اولیاء اللہ کا تو کیا ذکر
صحابہ کرام اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح مین اہل بصیرت کو اسکا پتہ چلتا ہے مگر چونکہ یہ وقت
اِس بحث کا نہین اِسلئے اسکو چھوڑتا ہون مطلب یہ ہے کہ مسئلہ مسلمہ کی بنا پر اعلیٰحضرت کی طرف سے

اہلیت و استعداد تام کا پروانہ ملے پیچھے صاحب نسبت مجاز طریقت بنکر اعلیحضرت کے اس خیال سے امام ربانی کا موافقت نہ فرمانا شریعت مین تو کیا طریقت مین بھی کسی الزام کا باعث نہین ہوسکتا مگر با این ہمہ اس اختلاف سے حضرت امام ربانی قدس سرہ کا حفظ مراتب کے کمال معنوی مین امتحان پورا ہوگیا کہ آپنے اعلیحضرت کو شیخ او طریقہ نبویہ کا راہبر سمجھا تھا خود نبی یا رسول نہین سمجھا تھا واسطہ اور ذوالواسطہ کا فرق انسان کے لئے کھلی ہوئی بات ہے مگر یہان اِس امتیاز کا قائم رکھنا بہتیرون سے نہین ہوسکا ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء - اس مین شک نہین کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اختلاف امتی رحمۃ حق ہے جانبین کے تمسک اور خیال ورائے کی وجہ للّٰہیت اور اخلاص تھی اُدھر درجہ محبوبیت مین غلو تھا اور خلق پر باین طور شفقت و نرمی محمود سمجھی گئی تھی تو اِدھر محبیت مین استغراق تھا اور ارشاد و اصلاح خلق کا یہ طریق تفقہ کے ساتھ اتباع سنت سمجھا گیا تھا جو کچھ بھی ہو بدنفس معاندین کے لئے اس دقیق مبحث مین پڑنا سبب ضلال ہوگیا اور جس نے جو چاہا کہا مگر خدا شاہد ہے بات یہ تھی کہ لاریب حضرت امام ربانی قدس سرہ کو قدوۃ العلماء اور جامع شریعت والطریقت نائب رسول بنکر اُس طریق کا اختیار فرمانا جو بظاہر شیخ کے قول و عمل سے ظاہر ہورہا تھا وہ زبردست لغزش تھی جو آپکو اس مرتبہ عالیہ تک پہونچنے کے لئے مضبوط دیوار بنکر روکنے والی تھی ؎

جائے او بردار شد دردار نیست	بے ادب را اندرین رہ بار نیست
بے ادب محروم گشت از فضلِ رب	از خدا خواہیم توفیقِ ادب

آپکی استقامت کا درفریداس بال سے زیادہ باریک راستہ مین بھی آفتاب نصف النہار کی طرح ایسا چمکا کہ عالم نے دیکھ لیا اور منصب ارشاد و نیابت کا بے بہا تاج اس تحفظ مراتب و محافظۃ حدود کے درجہ مین بھی آپ کے فرق اقدس پر ایسا جلوہ نما رہا کہ گوشہ ہائے دنیا اُس سے آگاہ ہوگئے لیھلک من ھلک عن بینۃ ویحیی من حی عن بینۃ -

اپنی اپنی نسبت اور خداوندی عطیہ نعمت کے ثمرات مین روحانی باپ بیٹون کے خیال اور رائے کا فرق بس یہ تھا جو عرض ہوا مگر با این ہمہ اُدھر شفقت و رافت مین امام ربانی کی طرف سے مطلق فرق نہ آیا تھا اور ادھر عقیدت و ادب مین اعلیحضرت مرشد العرب والعجم کی جانب سے حبہ برابر تفاوت پیدا نہوا تھا اگر یہان سے خط جانے مین توقف ہوتا اور خیریت معلوم ہونے مین چند روز کی دیر ہوجاتی تو حضرت حاجی صاحب

رحمۃ اللہ علیہ بیتاب ہو جاتے اور بار بار خیریت طلب خط پر خط ارسال فرمایا کرتے تھے اور اگر اعلیٰحضرت کا کوئی والانامہ موسم حج کے علاوہ کسی کے ہاتھ آگیا تو حضرت امام ربانی خوشی کے مارے پھولے نہ سماتے تھے اور احباب کو بار بار مژدہ سُنایا کرتے تھے کہ ہمارے حضرت کی عافیت مزاج بے موسم معلوم ہوگئی۔

حضرت حاجی صاحب کا تعلق شفقت و محبت مکاتیب رشیدیہ سے معلوم ہوگا جس مین بارہ خطوط اعلیٰحضرت کے بنام حضرت امام ربانی مقدم درج کئے گئے ہین تاہم اس جگہہ اتنا عرض کر دینا ضرور ہے کہ نماع پسند اور خلاف دوست طبیعت والے اصحاب نے جی توڑ کر کوششین کین کہ دو مقدس دلون مین کسی طرح شکر رنجی پیدا ہو جائے مگر یہ دل وہ دل نہ تھے کہ ان کج رفتارون کے قابو مین آجاتے اور متاثر ہو کر نامراد حرمان نصیبون کی مراد پوری کرتے۔ اُدہر یہ لگایا جاتا تھا کہ مولانا گنگوہی مولود کرنے والون کو کافر و مشرک بتاتے ہین جن مین آپ بھی شامل ہین اور اِدہر یون کہا جاتا تھا کہ حضرت حاجی صاحب نے آپکی بعیت فسخ کر دی اور اپنے سے بے تعلق و جُدا فرما دیا۔ تفرقہ انداز تمام اپنی سعی مین کوتاہی نہ کرتے تھے مگر طرفین کا وہ قلبی علاقہ جو حق تعالیٰ شانہ کا جوڑا ہوا تھا کسی کے توڑے نہ ٹوٹا پر نہ ٹوٹا۔

بدگوئیان جب حد سے گزرین اور متوحش افواہین چار طرف پھیلین تو حضرت امام ربانی نے عریضہ لکھا اور دریافت کیا کہ ان باتون کی اصل کیا ہے؟ اعلیٰحضرت کی طرف سے جو طویل والانامہ جوابًا آیا تھا اُس کو ملخصًا ہدیۂ ناظرین کرتا ہون۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ از فقیر امداد اللہ عفی اللہ عنہ بخدمت فیضدرجت جامع شریعت و طریقت عزیزم مولانا مولوی رشید احمد صاحب محدث گنگوہی متع اللہ بطول حیاتہ و دمّر اعدائہ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ مکتوب برکت اسلوب مورخہ چہار دہم رمضان شریف بدست مولوی ممتاز علی صاحب وارد و سرور لایا ممنون و مسرور ہوا اللہ تعالیٰ آپکو با این عنایت و محبت مکروہات دارین سے محفوظ رکھکر کونین مین درجات عالیات قرب و رضا عطا فرمائے۔ مولانا آپکی تحریر باعث انشراح قلب و موجب بعیت خاطر فقیر ہے اسلئے آرزو ہے کہ ہمیشہ اپنی خیر و عافیت و حالات ظاہر و باطن وغیرہ سے مسرور و مبتہج فرماتے رہو۔

آپ کے اس خط کے ہر لفظ اور ہر فقرہ سے عجیب کیفیت و شگفتگی پیدا ہوئی ع اے وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی + مولانا ضیاء القلوب مین جو کچھ آپکی نسبت تحریر ہے وہ آپ سے نہین لکھا گیا جیسا القا ہوا ہے ویسا ہی ظاہر کر دیا گیا ہے پس بدیہیات کو نہ ماننا اور اپنے ذریعۂ نجات و وسیلۂ فلاح دارین سے

علحدگی کرنا سخت جہالت و محرومی وادبار ہے۔ خارج کرنا چہ معنی فقیر تو تم علماء صلحاء کی جماعت میں اپنا داخل ہو جانا موجب فخر دارین و ذریعہ نجات و وسیلہ فلاح کو نین یقین کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے بھی یہی دعا ہے کہ تم صالحین کی محبت میں جلاوے و مارے۔ وہ شخص مدبر ہے جو تم مقدس و مقتدائے زمان سے کچھ دل میں کینہ یا سوءظن یا بدعقیدگی یا عداوت و رنج رکھے۔ فقیر تو آپکی سب حرکات و سکنات و اقوال و افعال کو منتج حسنات و برکات و موافق شریعت و طریقت سمجھتا ہے اور کل امور میں مخلص و صادق یقین کرتا ہے الخ۔ آخر میں تحریر فرماتے ہیں اسی لئے فقیر نے مسائل مختلف فیہا کے باب میں کوئی آپکی تحریر نہ دیکھی نہ پڑھی نہ اسکی تفتیش کی غرض کیا ہے کیونکہ فقیر تو آپ کے سب اقوال کو موافق شرع جانتا ہے اگرچہ بعض مسائل میں موافق نہ سہی اور اس اختلاف کو صحابہ کا اختلاف سمجھتا ہے اور آپ کے ہر قول کی تاویل و توجیہ میرے دل میں نہایت جمعیت بخش و تسلّی دہ ہے۔

اِس جانب اعلیحضرت کے ساتھ محبت کی جو حالت تھی اُسکو کیونکر ظاہر کیا جائے جبکہ ضبط و استقلال کا یہ عالم تھا کہ محبت رسول جس میں آپکو استغراق تھا وہ بھی ایسی نہ کُھلکی کہ دیکھنے والا آپکو عاشق رسول سمجھے آپکی روحانی قوت اور عالی ظرفی قلب کی وہ برداشت جس نے ثمرہ محبت کو اطاعت و امتثال میں محدود سمجھکر آپکی ساری عمر کو پاک شریعت مصطفویہ کی خدمت میں گذارا اس درجہ بڑھی ہوئی تھی کہ بجز پابندی فرمانہائے محبوب کے اور کسی انداز کے ساتھ محبت و عشق کا ظہور نہوا تاہم جسوقت اعلیحضرت کے وصال کی خبر وحشت اثر ہندوستان میں پہونچی اور حضرت امام ربانی کے کانوں میں پڑی اُسوقت صدمہ سے جو حال آپکا ہوا وہ پاس رہنے والوں نے دیکھا۔ باوجودیکہ آپ کوہ استقلال تھے جگر گوشہ اولاد اور ثمرۃ الفواد قرۃ العیون کے متواتر صدمات پر آپ پروہ اضمحلال ہرگز طاری نہیں ہوا جو مرشد العرب والعجم کے دنیاوی مفارقت سے آپ پر ہویدا ہوا کئی وقت آپ کھانا نہ کھا سکے کسی سے بات کرنا یا مجمع میں بیٹھنا آپکو گوارا نہو سکا آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہوتے اور ہر چند آپ ضبط فرماتے مگر بیتاب ہو ہو جاتے تھے۔

سالہا سال کے بعد آج یہ مضمون عام طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ امام ربانی کو اعلیحضرت کے وصال کا جو صدمہ ہوا شاید دنیا میں کسی کو ایسا صدمہ نہوا ہو۔ مہینوں آپکی یہ حالت رہی کہ شب کو چارپائی پر لیٹتے ہی خدام کو رخصت فرما دیتے اور خلوت میں پلنگ پر پڑے ہوئے گھنٹوں رویا کرتے تھے بعض مخلصین اتفاقیہ ایسی حالت میں جا پہونچے ہیں اُنہوں نے ایسی آواز سُنی ہے جیسے دیگچی کو آگ پر رکھ دیا جاتا ہے اور وہ جوش

مارتی ہے۔ یہ آپکا ضبط تھا کہ آنے والے کی آہٹ پاتے ہی آپ غم کو پی جاتے اور اُسی حالت پر آجاتے تھے جو مطمئن اور صاحب راحت وسکون شخص کی ہوتی چاہیئے۔

ضرورت نہ تھی کہ آپ کے اس مخفی حال کا اظہار کیا جائے خصوصاً ایسی حالت مین جبکہ آپنے بقیہ عمر مین خود ہی کبھی اسکا اظہار نہ چاہا ہو مگر ضرورت نے مجبور بناکر یہ مضمون لکھوایا۔ رنج وغم کے متعلق آپکی یہ حالت حالانکہ مہینوں رہی مگر جب آپ اعلیحضرت کا تذکرہ فرماتے تو یہی فرمایا کرتے تھے کہ مجھے حضرت کے ساتھ وہ محبت نہین ہے جو دوسرون کو ہے" اسکا یہ مطلب تھا کہ آپ اس محبت کو بھی کافی اور قابل اعتبار نہ سمجھتے تھے اس حالت محمودہ مین بھی آپ اپنے آپکو دوسرون سے کم اور دوسرون کو اپنے سے زیادہ سمجھے ہوئے تھے اندر سے آپکا جی چاہتا تھا کہ کاش اس سے بھی زیادہ تعلق ومحبت قلب کو عطا ہو۔

اعلیحضرت کی دنیاوی مفارقت کے حادثہ پر مخفی طور پر ماہی بے آب کی طرح تڑپنا آہ کرنا رونا اور بیتاب ہوجانا جو کچھ بھی خلوت مین ہوتا تھا اُسکا تو خاص ہی لوگون کو علم ہے مگر عام لوگون نے اتنا مضمون ظاہر بھی دیکھا ہے کہ جب مجلس مین اعلیحضرت کا تذکرہ ہوتا یا کوئی نووارد مہمان تعزیت کے کلمات کہتا تو آپکی آنکھونمین آنسو بھر آتے اور بیچین ہوجاتے تھے آپکا جی چاہتا تھا کہ چیخین مارین مگر ضبط کو کام مین لاتے اس کشاکشی سے آپکے حرکات پر وہ تغیر نمودار ہوتا تھا جسکا رفع ہونا گھنٹون مین مشکل پڑجاتا تھا یہانتک کہ آپکی یہ حالت دیکھکر واقفین وحاضرین نے اس تذکرہ سے احتیاط کرلی اور جو نووارد یا اجنبی شخص آتا اُسکو پہلے ہی منع کردیا جاتا کہ اعلیحضرت کے وصال پُر ملال کا ذکر مذکور نفرماوین۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ کا حق تعالی شانہ کی جانب سے اس مبحث مین جسقدر سخت امتحان لیا گیا اُسکا اندازہ ہونا بہت دشوار ہے بلکہ حق یہ ہے کہ ہو نہین سکتا اِدہر محبت شیخ وتادب مرشد اور اُدہر اتباع شریعت اور اصلاح خلق مین نیابت نبوت دونون کو آفتاب وماہتاب سمجھکر آپنے اپنی آنکھون کا نور بنایا اور اُس مستقیم صراط پر عبور فرماگئے جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز تھی اور جسپر چلنا حقیقت مین آپ ہی کا کام تھا آپنے وسیلہ کو وسیلہ سمجھا اور مقصود کو مقصود یہانتک کہ مراتب کی نگہداشت اور حدود اللہ کی محافظت کا وہ حق ادا فرمادیا جو بتوفیق ایزد متعال ہر صدی کے مجدد پورا فرماتے رہے وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

ہر چند کہ اِس دقیق راستہ کی راہروی مین نادان مخلوق اور ناواقف لوگون کی زبانون سے آپکو ہر قسم کی ایذا پہونچی مگر حق تعالی کا لطف وفضل آپکے سر کا چتر اور پشت پناہ بنا ہوا تھا اسلئے قدم نہ ڈگا پر نہ ڈگا

لکھو کھا برچھیان کھائین ہزارون تیر اور بھالے | پیا پے وار نے تلوار کے ٹکڑے کیا دل کو
زبان سے اُف نہ نکلی اور نہ ٹپکا آنکھ سے آنسو | مبارک ہو شہیدون کا ثواب اس نیم بسمل کو

حضرت امام ربانی کو اپنے محسن کی شکر گذاری مین ایک لذت حاصل ہوتی تھی ایک دن صوفی کرم حسین صاحب اپنی حالت حضرت سے عرض کر رہے تھے اثناء گفتگو مین حضرت نے ارشاد فرمایا کہ "مین شاہ عبد القدوس رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر مدت دراز تک بیٹھا ہون اور مجکو شاہ صاحب نے تعلیم بھی کی ہے اور جو کچھ نفع ہوا ہے وہ حضرت حاجی صاحبؒ اور شاہ عبد القدوس صاحبؒ ہی کا طفیل ہے" حضرت شیخ کی شکر گذاری کے موقع پر اعلیحضرت کا اسم مبارک مقدم بیان فرمانا وہ ادب محمود اور اصل مدح و منقبت ہے جسکو کمال معنوی کا فرد اعظم کہنا چاہیئے۔

خلاصہ یہ ہے کہ امام ربانی قدس سرہ کا دل فیض منزل جس بیبہا اور انمول جوہر کا حامل بنایا گیا تھا اُسکی ماہیت معلوم ہونی دشوار ہے اور اگر کسی کو معلوم بھی ہو جائے تو بیان ہونی محال ہے بندہ ناکارہ نے جو کچھ لکھا خدا شاہد ہے کہ ناکافی لکھا وجدان جو کچھ سمجھے ہوئے ہے اُسکو الفاظ کا لباس پہنانے کی اپنے اندر طاقت نہین پاتا اور حق یہ ہے کہ سقیم الحال اور اس فن سے محض ناآشنا ہونے کی وجہ سے سمجھ بھی نہین سکتا کہ حضرت مین کون کون معنوی کمالات ودیعت رکھے گئے تھے بالاختصار اسقدر جانے ہوئے ہون اور یہی لکھ چکا اور لکھنا چاہتا ہون کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت بیضاء کا محمود اور سچا اتباع آپ کے قلب مین راسخ اور اعضا و جوارح کا معمول بنگیا تھا آپکی ہر ادا اسی اتباع سنت کی تعلیم دیتی اور آپکا ہر طور و طریق اسی مضمون کی مخلوق کو رغبت دلاتا تھا یہ ایک کمال اصل تھا اور باقی کمالات اسکی فروع اور شاخین یہ کیفیت راسخہ حاکم تھی اور جملہ حرکات و سکنات اسکی ماتحت اور تابع فرمان۔

آپ زہد و قناعت مین مجاہدہ و ریاضت مین ہجوم مصائب پر صبر اور نعمتہائے ربانی پر شکر ادا کرنے مین تقویٰ و طہارت مین اخلاص و اظہار عبدیت مین صدق و صفا مین حلم و وفا مین رافت علی الخلق و شفقت علی الناس مین اصلاح و شان تربیت مین ایثار و سخاوت مین حیا و عفت مین قضائے خالق پر رضا اور رزاق عالم پر توکل مین خوف و خشیہ مین رجاء رحمت مین افتقار الی الرب المتعال مین حب فی اللہ مین بغض فی اللہ مین غرض ہر خصلت محمودہ اور کمال معنوی مین وہ مرتبہ پائے ہوئے تھے جو سرداران مذہب یعنی علماء کے امام و پیشوا کو حاصل ہونا چاہیئے نبوی توکل کے آفتاب عالمتاب سے آپ اس زمانہ مین خصوصیت کے ساتھ مستفید ہوئے تھے آپ کے ارشاد و تربیت کا ابتدائی زمانہ چند ماہ کے لئے تعلیم اطفال مین گذرا جو قی الجملہ

تحصیل معاش کا ذریعہ بھی تھا مگر اسمین بھی اتباع سنت تھا تاکہ انبیاء علیہم السلام کی ابتدائی عمر مین بکریون کی پاسبانی کا اقتدا ہو جائے اور آنے والے زمانہ مین اصلاح و تعلیم خلق اللہ اور بندگان خدا کی پاسبانی و نگہداشت کی عادت پڑجائے اسکے بعد جبکہ آپ مسند ارشاد و تربیت پر بیٹھے اور نیابت نبوت کا عمامہ آپ کے سر پر رکھدیا گیا تو اسباب معاش سے بالکلیہ یکسوئی آپ نے اختیار فرمائی چونکہ آپکا ستھرا دل طفولیت ہی مین اسکا یقین کرچکا تھا کہ جو بندہ اپنے خدا کا ہو رہیگا حق تعالیٰ اُسکی ضروریات و حاجات کے خود متکفل ہو جائینگے اسلئے آپ نے نہ چاہا کہ آقا کے دین کی خدمت چھوڑ کر رزق موعود کی تلاش مین ایک لحظہ بھی ضائع فرماوین اپنے سچے خدا کے وعدون پر آپکا اعتماد و وثوق اسقدر بڑھا ہوا تھا کہ باوجودیکہ شروع مین عسرت و تنگدستی کے اندر مبتلا فرماکر آپکو جھڑ جھڑایا گیا اور فاقون تک کی نوبت پہونچائی گئی مگر آپ جس در کے دربان ہو چکے تھے اُسپر خادم و ملازم بنے پڑے رہے دوسرا دروازہ جھانکنے کا وسوسہ بھی آپکے قلب مین نہین آیا آپکا جفاکش حوصلہ اور وعدہ کی سچی عالی ظرفی نے اپنی احتیاج و تنگ حالی کا اپنے جیسے محتاج انسان پر ظاہر کرنا بھی بے غیرتی اور محبوب کی شکایت سمجھا آپکی بلند ہمت اور وسیع و رفیع صداقت عہد نے کبھی گوارا نکیا کہ آپکا یہ زمانہ افلاس آپ کے اہل وطن دیکھ پائین اکثر ایسا ہوا کہ آپ کے دولتکدہ مین آگ نہین سُلگی اسلئے کہ پکانے اور کھانے کو کچھ موجود نہ تھا مگر آپ نے کبھی کسی شخص سے قرض نہین لیا۔ آپکا قرض نہ لینا اسپر دلالت کرتا ہے کہ آپ عمر بھر اسی حالت فقر و فاقہ مین بسر کرنے پر بھی راضی تھے اور یون سمجھتے تھے کہ اگر حق جل و علیٰ شانہ نے اسی حالت مین مبتلا رکھا تو لیا ہوا قرض کیونکر ادا ہوگا اور ادا نہونے کی صورت مین وعدہ خلافی و کذب کی معصیت کا مرتکب ہونا پڑیگا اسلئے فاقہ کرنا بہتر ہے قرض لیکر پیٹ بھرنے سے اور آقا کے ابتلا مین ثبات قدم افضل ہے ماسوی اللہ کیجانب صورۃ احتیاج ظاہر کرنے سے

باغبان گر پنج روزے صحبتِ گل بایدش | بر جفائے خار ہجران صبر بلبل بایدش
اے دل اندر بند زلفش از پریشانی منال | مرغ زیرک چون بدام افتد تحمل بایدش

اسکے بعد جب فتوحات کا دروازہ کُھلا ہے تو حق تعالیٰ نے مخفی و قلبی نعمتون کے ساتھ ظاہری تمول و تونگری سے بھی آپکو مالامال بنادیا آپ دنیا سے بھاگتے تھے اور دنیا کا مال و متاع آپکے قدم پکڑتا اور نعلین پر نثار ہوتا تھا آپ خدام کی نذرین قبول فرمانے سے انکار کرتے اور گھبراتے تھے مگر بے نیاز خدا آپکو مجبور رہنا بناکر دلواتا اور دلشکنی سے احتراز کا فرمان واجب الاذعان اپنا محکوم و مطیع بناکر مال و زر آپکا مقبوض و مملوک ٹھیرایا کرتا تھا ایکبار مخالفین کے عناد اور حکام تک جھوٹی شکایات پہونچانے کا یہ نتیجہ نکلا کہ سرکاری عہدہ دار آپ کے حال کی تحقیقات پر تعینات

ہوا اور دورہ کرتا کرتا گنگوہ پہونچکر آپکی خانقاہ مین آیا آپ اُسوقت چونکہ درس حدیث مین مشغول تھے اسلئے متوجہ
نہوئے جب فراغت پائی تو آپسے آپکا ذریعہ معاش دریافت کیا گیا آپنے فرمایا "توکل" وہ نہ سمجھا کہ توکل کیا شے
اور معاش کا ذریعہ کسطرح ہے اُس نے اسباب معیشت گنوانے شروع کئے اور ہر ایک کا نام لیکر دریافت کیا کہ
زراعت کرتے ہو؟ تجارت کرتے ہو؟ زمیندار ہو؟ کسی کے نوکر ہو؟ کہین سے تنخواہ بندھی ہوئی ہے؟ کوئی
حرفہ جانتے ہو؟ سب سوالات پر آپکا جواب نفی مین تھا آخر جب کہا گیا کہ پھر کھاتے کہان سے ہو اور کرتے کیا
ہو؟ تو آپنے فرمایا خزانہ غیب سے ملتا ہے اور توکل کرتا ہون۔ خلاصہ یہ کہ مفتّش نے گردن جھکالی اور دیر تک
کسی فکر و سوچ مین غرق رہا آخر خدا جانے کیا سمجھا کہ جیب سے بیس (۲۰) روپیہ کا نوٹ نکالکر آپکی نذر کیا اور واپسی
کے لئے قدم اُٹھایا آپنے بلا تامل نوٹ لے لیا اور فرمایا "یہ ہے توکل جو میرا ذریعہ معاش ہے اور جسکا مجھسے سوال کیا جاتا ہے"
سچّے علم کا ثمرہ یعنی بے نیاز خدا کا خوف اور خشیہ جیسا آپکے قلب مین تھا شاید زمانہ کی آنکھون نے کہین
نہ دیکھا ہو مگر ضبط اسدرجہ بڑھا ہوا تھا کہ اظہار مشکل تھا جسوقت آخر شب مین آپ تحریمہ باندھکر اپنے خدا کے سامنے
کھڑے ہوتے اور دست بستہ عرض معروض شروع فرماتے تو آپ پر وہ حالت نمایان ہوتی تھی جو شہنشاہ
کے حضور مین حاضر ہوتے وقت غلام پر ہونی چاہئیے بسا اوقات آپ پر گریہ طاری ہو جاتا آواز بھر آجاتی ہچکی
بندھ جاتی آنکھون سے آنسوؤن کے تار موتیون کی لڑیان بنکر بہتے اور سارے بدن پر ایک رعشہ پیدا ہو جاتا تھا
شاہنشاہی فرمان یعنی مقدس قرآن کی آیت آپ پڑھتے اور تغیر حال کے سبب رُک جاتے تھے پھر شروع
فرماتے اور پھر ٹھیر جاتے تھے کبھی کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ ایک آیۃ شریفہ پر آپنے صبح کر دی کہ اُسی کو بار بار دہراتے
اور اعادہ فرماتے رہے۔

مولوی ممتاز علی صاحب بھی تحریر فرماتے ہین کہ جب یہان بلوچستان مین حضرت قدس سرہ کے وصال کی
خبر پہونچی تو اتفاق سے مولانا ابو الخیر صاحب یہین مقیم تھے دوبار اُن کا پیغام میرے پاس پہونچا کہ مجھسے آکر ملجاؤ
مجھے فرصت نہ ملی آخر جب مین حاضر ہوا تو دیکھا کہ مولانا بے اختیار رو رہے ہین مجھے دیکھتے ہی گریہ اور زیادہ ہوا
یہانتک کہ چیخین نکلنے لگین سارے مجمع پر اس کیفیت کا یہ اثر تھا کہ قریب تھا دھاڑین مارتے مارتے سب لوگ
بیہوش ہو جاوین اسی حالت مین مولانا ابو الخیر نے فرمایا آہ مولوی ممتاز علی ہندوستان سے بڑا شخص اُٹھ گیا ہائے
افسوس مخلوق نے قدر نہ جانی کہ مولانا کیا چیز تھے مین نے معتبر ذریعے سے سُنا ہے کہ حضرت مولانا قدس سرہ نے
ایک آیۃ پر روتے روتے تمام رات گذار دی تھی اور وہ آیۃ یہ تھی یَوْمَ تُبْلَى السَّرَائِرُ فَمَا لَهُ مِنْ قُوَّةٍ وَلَا نَاصِرٍ

ناہل مولف جو حضرت قطب العالم قدس سرہ کا خود ناقدر شناس بنا رہا اُن وجدانی کوائف کو کسطرح سمجھے یا زبان قلم پر لائے جنکا سمجھنا وجدان سلیم اور اُسی قلب کا کام ہے جسمین کچھ چٹک پیدا ہوئی ہو یا اس راستہ کی ہوا لگ کر قدرے ذائقہ مُنہ کو لگ لیا ہو - نابالغ بچہ سے کتنا ہی کوئی سچا اور فہیم و صاحب بیان شخص بیان کرے مگر لذت جماع قبل بلوغ ہرگز سمجھ نہین سکتا پھر بھلا عشق و محبت کی وہ آگ جو کسی عاشق کے قلب مین بھڑک رہی ہو صورت دیکھنے والا اور عشق کے معنی سے ناواقف شخص کیونکر سمجھ سکتا ہے ؎

نظر کو کیا خبر پردہ کے اندر دل لگی کیا ہے ۔۔۔ کوئی آزاد کیا جانے کسی دل کی لگی کیا ہے

ایک مرتبہ ظہر کے بعد حجرہ شریفہ مین آپ تلاوت قرآن کے اندر مشغول تھے بندہ نادان و نادار مولوی محمد یحییٰ صاحب کے پاس اس طرح دبے پاؤن خاموش جا بیٹھا کہ حضرت نے آہٹ بھی نہ سنی تھوڑی دیر مین مولوی محمد یحییٰ صاحب کسی ضرورت سے باہر تشریف لے گئے اور مین تنہا بیٹھا رہگیا چند منٹ گذرے تھے کہ حضرت قدس سرہ کے لہجہ تلاوت مین تغیر شروع ہوا اور رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ آپکا سارا جسم کانپنے لگا بے اختیار آپ آٹھ آٹھ آنسو رونے لگے آواز رک گئی ہرچند آپ پڑھنا چاہتے مگر گریہ کا غلبہ حلق کو پکڑ پکڑ لیتا تھا خدا شاہد ہے و کفی بہ شہیداً خوف کی جو حالت اُسوقت حضرت پر طاری تھی شاید تندمزاج خونخوار شیر کے سامنے پڑکر کسی کمزور و ناتوان ضعیف القلب شخص کی بھی یہ حالت نہوگی اور خشیہ جو اُسوقت آپ پر ہویدا تھا غالباً کسی جبار و باقدرت شاہنشاہ کے سامنے کھڑے ہوکر کسی خطاوار سے خطاوار مجرم غلام پر بھی ظاہر نہوا ہوگا - آپکی یہ حالت اتفاقیہ اور عمر بھر مین پہلی بار میری نظر پڑی تھی مین ابتک بھی نہین جانتا کہ کس بات سے آپ ڈرتے تھے اور کیون کانپ رہے تھے یہی قرآن مجید ہے جسکو اول سے آخر تک مسلمان پڑھا کرتے ہین خدا جانے وہ مضمون کونسا اور کہان ہے جسپر کچھ خوف یا خشیہ پیدا ہوتا ہے اسلئے دفعۃً یہ تغیر حال دیکھکر مین تھرّا اُٹھا اور اسدرجہ پریشان ہوا کہ اب تصور آتا ہے تب بھی گھبرا جاتا ہون دل مین خوف زدہ ہوکر کہنے لگا کہ یا اللہ آج کس مصیبت مین آپھنسا نہ جائے رفتن ہے نہ پائے ماندن اگر بیٹھا رہون ممکن ہے کہ حضرت کو میرے بیٹھنے کی کشف یا اور کسی طرح اطلاع ہو جائے تب معتوب ہوا اور اُٹھون تو پاؤن کی آہٹ سے اطلاع ہونی ضرور اور اُس موہوم سے یہ غالب خیال زیادہ خطرناک اسلئے خدا ہی جانتا ہے کہ اُسوقت میرے دل کی کیا حالت تھی نہ مین آسمان پر تھا نہ زمین پر ساکت و صامت بُت بنا بیٹھا رہا اور وحشت زدہ دل بجائے اسکے کہ استماع تلاوت سے مستفید ہوتا بکمال الحاح اور اخلاص کے ساتھ یون دعا مانگتا رہا کہ یا اللہ کسی طرح مولوی محمد یحییٰ جلد آوین۔

دعا حقیقت مین دل سے نکلی اور عین اضطرار و توحش مین واقع ہوئی تھی اسلئے شاید چند لحظہ گذرے ہون کہ مولوی محمد یحییٰ صاحب جو حجرہ کی آمد و رفت کے ہر وقت مجاز تھے آگئے انکا حجرہ کی چوکھٹ پر قدم رکھنا تھا اور حضرت کا اس حالت کو ضبط فرماکر سیدھا ہو بیٹھنا خدا جانے یہ حالت عجیبہ دفعۃً پیدا کیونکر ہوئی اور اس طرح یک لخت ضبط کسطرح ہوگئی بجز اسکے کہ بالاجمال اتنا سمجھا یہ بھی کوئی حالت محمودہ ہے جو اتباع سنت نبویہ مین اولیاء اللہ پر طاری ہوتی ہے جو جوان کو بوڑھا اور قوی کو کمزور بنا دیتی ہے اور کچھ نہ اسوقت سمجھا نہ اب سمجھ سکتا ہون۔

خادم نوازی اور سادگی و بے تکلفی امام ربانی کی خاص شان تھی ایکمرتبہ رمضان کا مہینہ تھا مولانا حبیب الرحمن صاحب دیوبندی اتفاق سے سحر کو وقت معمول پر نہ اُٹھ سکے حضرت قدس سرہ نے انکے حجرہ کے دروازہ پر کھڑے ہوکر آواز دی مولوی صاحب گھبراکر اُٹھے اور باہر آکر عرض کیا کہ حضرت آپنے کیون تکلیف فرمائی؟ آپنے جواب مین ارشاد فرمایا "مجھے اسوقت خیال آیا کہ حبیب سوگیا معلوم ہوتا ہے سحر کا وقت اخیر ہونے والا ہے اگر مین نہ جگاؤنگا تو وہ تمام دن بھوکا رہیگا"

بارہا ایسا ہوا کہ موذن کی وقت پر آنکھ لگ گئی اور حضرت چپکے ہی مسجد مین تشریف لائے اور اذان دیکر اپنے حجرہ مین چلے گئے پھر موذن سے یہ بھی دریافت نکیا کہ آج اذان کے وقت کیون سوگئے تھے؟ آپ رقیق القلب تھے کسی کی تکلیف آپسے دیکھی نہ جاتی تھی اپنا ہو یا بیگانہ اگر آہ کا کلمہ آپکے کان مین پڑتا تو بیتاب ہوجایا کرتے تھے محمد عاشق نور باف کا لڑکا مولوی محمد یحییٰ صاحب کے پاس پڑھتا تھا کند ذہن اور غبی زیادہ تھا سبق کے کئی بار بتانے پر بھی جب اُسکو یاد نہوا تو مولوی محمد یحییٰ صاحب نے اُسکو مارا دفعۃً یہ چیخا اور ہائے کی آواز حضرت کے کان مین پڑی بے تحاشا حضرت چارپائی سے اُتر کر دوڑے کہ اُسکو بچائین سامنے گولر کا درخت تھا نظر نہ آنے کے سبب سر مبارک مین اس زور سے لگا کہ کئی دن تکلیف رہی اپنی تکلیف کا اظہار تو کچھ بھی نفرمایا ہان مولوی محمد یحییٰ صاحب کو نصیحت کی کہ "بھائی اسقدر بچون کو مارنے سے کیا فائدہ جسقدر حقتعالی نے ذہن بنا دیا ہی کیا اسقدر مارنے سے اُسمین ترقی ہوجائیگی"؟

مولوی محمد یحییٰ صاحب کے پاؤن مین ایکمرتبہ موچ آگئی تو آپنے اُنکو گھر نہ جانے دیا حجرہ مین رکھا آدمی مالش کرنے آتا تو آپ پاس بیٹھ جاتے اور جب تک وہ پاؤن کو تیل ملتا رہتا آپ بیٹھے رہا کرتے تھے بار بار حال پوچھتے اور کھانے پینے کے علاوہ بھی ہر قسم کی خبر گیری فرماتے تھے۔

اپنے ہمعصر احباب کے ساتھ حضرت امام ربانی قدس سرہ کا جو مخلصانہ برتاؤ تھا اُسکی نظیر ملنی مشکل ہے
ایک مرتبہ عصر کی نماز پڑھانے کو آپ مصلے پر کھڑے ہوے پیچھے سے کسی شخص کا یہ کلمہ آپکے کان مین پڑا
مولوی صاحب آگئے مولوی صاحب آگئے آپنے مُنہ پھیر کر دیکھا تو مولانا محمد یعقوب صاحب تشریف لا رہے
تھے چونکہ پیدل راستہ قطع کرکے تشریف لائے تھے اسلئے پیرون پر غبار چڑھا ہوا تھا حضرت امام ربانی اپنے
اُستادزادہ کو دیکھتے ہی مصلے سے سرکے اور یہ دریافت فرماتے ہوئے پیچھے ہٹ آئے کہ مولوی صاحب
وضو ہے؟ مولانا نے فرمایا جی ہے اور اسی سادگی کے ساتھ مصلے پر آکھڑے ہوئے حضرت امام ربانی
کی نظر قدمون پر پڑی تو پنڈلیان تک غبار آلودہ تھین اپنے کپڑے کا دامن لیکر آپنے مولانا کے پاؤن کا
غبار جھاڑنا شروع کر دیا حضرت مولانا پر بھی اُسوقت کوئی حالت طاری تھی کہ کھڑے ہوئے پاؤن صاف
کراتے رہے حضرت امام ربانی نے خوب اچھی طرح غبار صاف کیا اور بعد مین مسرت کے ساتھ فرمایا کہ
مولوی صاحب کے پاؤن صاف کرکے میرا جی خوش ہوا زیادہ تر اسوجہ سے کہ انھون نے تکلف نہین کیا
تقویٰ اور احتیاط کے ساتھ صاف گوئی آپکی اسدرجہ بڑھی ہوئی تھی کہ کوئی کیسا ہی رئیس یا رئیس زادہ
کیون نہو جب اُسکی کوئی حرکت آپکو ناگوار گذرتی تو صاف فرمادیتے اور تعلق کے ترک کو ظاہر کر دیتے
تھے نواب محمود علیخان صاحب مرحوم رئیس چھتاری کے ساتھ آپکی خاص محبت سب کو معلوم ہے
اور اسکا سبب نواب صاحب کا صرف خوش عقیدہ ہونا تھا جس زمانہ مین یتیم پوتے کی ریاست کا انتظام فرمانے
کو نواب صاحب عرب سے ہندوستان تشریف لائے تو زمانہ کے رسم و رواج کے موافق اُسی ریاست کی آمدنی
مین سے حکام کی دعوتون وغیرہ کے متعلق وہ اخراجات بھی ہوتے تھے جنکا شریعت نے نواب صاحب کو
مستحق نہ بنایا تھا ریاست کے دیندار کارندون نے جو حضرت سے علاقہ رکھتے تھے بصورت استفتا سارا
حال بذریعہ تحریر عرض کیا کہ نوکری کے متعلق ہمین کیا حکم ہے آپنے جواب لکھا کہ یتیم کے مال مین غیر مشروع
تصرف کا کسی کو حق حاصل نہین ہے نہ اُسکی معاونت جایز اسلئے ایسی جگہہ کی ملازمت کو بھی مین تمہارے
لئے پسند نہین کرتا خدا رازق ہے وہان سے چھوڑوگے دوسری جگہہ سے ملیگا حضرت کے اس ارشاد پر
حاجی دوست محمد خان وغیرہ معتمد ملازم فوراً مستعفی ہوگئے یہ حضرت کی کرامت اور انکی استقامت و پختگی
عقیدت کا ثمرہ تھا کہ بیکار نہ رہے یہان سے مستعفی ہوئے تو دوسری ریاست مین ملازم ہوگئے اسی
انتظام ریاست کے زمانہ مین نواب صاحب مرحوم نے حضرت کی خدمت مین عریضہ لکھا اور اپنے حاضر

خدمت ہونے کی اطلاع دی فوراً ہی آپنے اُن کے خط کا جواب اس طرح لکھوایا ایسے آنیسے کیا فائدہ کہ نہ آپ مجھسے ملکر خوش ہون اور نہ مین آپسے ملکر خوش ہون مین نے سُنا ہی کہ یتیم کے مال مین آپ بے احتیاطی بہت کرتے ہین مجھے اسکا افسوس ہی کہ آپکو آخرت مین اسکا جواب دینا پڑیگا یتیم کی ریاست کا جبتک معقول انتظام اور شرع تحفظ نہو جائے دور ہی دور سے ملاقات کافی ہے۔

ایک مرتبہ آپ دولتخانہ سے تشریف لائے حجرہ مین داخل ہوکر دریافت فرمایا کون کون ہے جب معلوم ہوا کہ خاص خاص لوگ موجود ہین تو آپ بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا کہ سب سمجھدار ہی آدمی ہین ایکبات کہون اسکے بعد آپنے ایک حدیث کا مطلب بیان فرمایا اُسکا خلاصہ یہ تھا کہ حق تعالیٰ قیامت کے دن جب دوزخیون کو دوزخ مین بھیجدینگے تو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم شفاعت فرماوینگے حکم ہوگا اچھا جسکے قلب مین رائی کے دانہ کی برابر بھی ایمان ہو اُسکو دوزخ سے نکال لو چنانچہ حضرت صلعم بہتیرے دوزخیونکو باہر نکالینگے اسکے بعد حکم ہوگا کہ ذرہ کی برابر بھی جسکے قلب مین ایمان ہو اُسکو بھی نکال لو چنانچہ حضرت صلعم بہتیرے دوزخیون کو باہر نکالینگے پھر حکم ہوگا اچھا ادنیٰ سے ادنیٰ درجہ کا ایمان جسکے قلب مین ہو اُسکو بھی نکال لو چنانچہ حضرت بہتیرے دوزخیون کو نکالینگے۔ پھر جناب باری کا حکم ہوگا کہ جسکے قلب مین کچھ بھی ایمان کا حصہ ہو اُسکو نکال لو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرض کرینگے کہ بار الٰہا اب دوزخ مین کوئی بندہ ایمان والا باقی نہین رہا اُسوقت حق تعالیٰ ارشاد فرماوینگے اچھا سب شفاعت کرنیوالے سفارشین کر چکے اب ہم باقی ہین چنانچہ تین لپین بھر کر دوزخیونکو دوزخ سے باہر نکالینگے اور جنت مین بھیجدینگے۔ اب غور طلب یہ مضمون ہی کہ وہ کون لوگ ہین جو حق تعالیٰ کی لپون مین جہنم سے باہر نکالے گئے ظاہر ہے کہ کافر نہین ہین کیونکہ کافر کیلئے خلود فی النار کا خود حکم فرما چکے ہین وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ قِیْلًا پس ضرور یہ لوگ بھی ایمان والے ہین مگر انکا ایمان اسدرجہ مخفی تھا کہ خلاصۂ موجودات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے مبصر اور دقیق النظر پیغمبر بھی اُسکا ادراک نفرماسکے آپنے بھی اُنکو کافر سمجھکر جہنم مین چھوڑ دیا مگر علام الغیوب جو ہر پوشیدہ سے پوشیدہ چیز کی خبر رکھتا ہے اُن کے غایۃ خفا مین دبے اور چھپے ہوئے ایمان کی بنا پر اُنکو بھی جہنم سے باہر نکال لیگا پس جب ایمان کا ایسا خفی اور مستور درجہ بھی کسی مرتبہ مین حق تعالیٰ کے نزدیک مقبول اور قابل عفو و مغفرت ہے تو بھائی کسی شخص کو کافر کہنے کی ہمت نہین ہوتی۔ ہماری نظر اور ہمارا ادراک جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ادراک کے سامنے حقیقت ہی کیا رکھتا ہی جسکی بنا پر یون کہہ سکین کہ

جسے ہمنے کافر سمجھا وہ کافر ہی ہے مومن نہین اس حدیث پر غور کیا جاتا ہے تو کافر کو بھی کافر کہتے ڈر معلوم ہوتا ہے"۔ امام ربانی قدس سرہ جب اس حدیث کی مبسوط تقریر فرما چکے اور علماء کا موجودہ جلسہ متاثر ہو گیا تو آپنے ارشاد فرمایا مگر بھائی شریعت کا حکم ہے کہ کافر کو کافر کہو اسلئے بندہ کو تعمیل مین عذر کیا جسپر علامت کفر دیکھینگے ہم تو اُسے کافر سمجھینگے اور کافر ہی کہینگے" یہ فرما کر خاموش ہو گئے اور پھر دوسرا ذکر شروع فرما دیا۔

اس حدیث سے امام ربانی قدس سرہ کا تفقّہ اور مجتہدانہ شان کا استنباط ہی ثابت نہین ہوتا بلکہ ذکاوت اور مضمون دقیق سے متاثر ہونا اپنے کو ہیچ سمجھنا جسکو تواضع کہا جاتا ہے اور معرفت الٰہیہ کے ساتھ پاس شریعت تحفظ ادب امتثال امر اور تعلیم و تادیب علماء کا خاص اسلوب ظاہر ہو رہا ہے کہ بظاہر دو متضاد موثر سے آپکا قلب و جسم بدرجہ مساوی متاثر تھا اور کسی ایک حالت کا دوسری پر غلبہ نہ تھا ادھر قلبی تواضع اور حق تعالیٰ کی بے نیازی کا اذعان بدرجہ اتم تھا اور اُدھر سیاست شرعیہ و فریضۂ منصب ارشاد کمال کے درجہ پر پہونچا ہوا تھا

امام ربانی قدس سرہ کے کمالات کوئی کیا سمجھے اور کیونکر بیان کرے آپکا دلی منشا اور طبعی اقتضا جس خلوت و یکسوئی اور اپنے ایک معبود لاشریک لہ کے ذکر و فکر مین محو و مستغرق رہنے کا تھا اسکو مسند ہدایت کی جانشینی کے سبب مخلوق کے ساتھ وابستگی اور تعلیم و ارشاد خلق مین مشغولیت کے حکم نے مغلوب بنا لیا تھا آپکی عبدیت کا اقتضا یہی تھا کہ بندۂ حکم بنے رہین دلپر چلے ہے ہر وقت آرے چلین مگر اطاعت محبوب سے سرِمو تجاوز نہونے پائے اسمین شک نہین کہ آپکا قلب ہر وقت بزبان حال کہتا تھا کہ ؎

نخواہم جز تو یک ساعت تفکر در دگر کردن ۔۔۔ کہ در ہر دو جہان جانان ندارم جز تو دلدارے

مگر اسکے ساتھ ہی اسمین بھی شبہ نہین کہ آپکے جسم و جان کی ہر حرکت و سکون سے یہ مضمون ظاہر ہو رہا تھا کہ

آنہا کہ خواندہ ام ہمہ از یاد ما برفت ۔۔۔ اِلّا حدیث دوست کہ تکرار میکنم

جو مہتم بالشان خدمت آپکے سپرد کی گئی تھی حقیقت مین آپ اسکے اہل تھے چنانچہ آپنے اسکو تیس سال تک نباہ کر دکھلا دیا کہ مسند ارشاد و تربیت پر نشستہ رو بجانب خلق تھا اور دل بسوی خالق عَمَّ نوالہ

دل پیش تو ام دیدہ بجائے دگر ستم ۔۔۔ تا خلق نداند کہ ترا مے نگرستم

ایک دن مولوی امیر شاہ خان صاحب نے حضرت قدس سرہ سے ایک قصہ بیان کیا کہ مین ایک روز مسجد حرام مین ایک بزرگ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اُن کے پاس ایک نو عمر درویش آئے اور بیٹھ گئے وہ بزرگ جنکے پاس مین بیٹھا ہوا تھا اس درویش کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ بھائی تمھارے تعلق مین

بڑی اچھی چیز ہے اُن بیچاروں نے اپنا حال چھپانا چاہا مگر اُنھوں نے پردہ ہی فاش کردیا کہنے لگے کہ تمہارے قلب مین ایک عورت کی شبیہ ہے اُسکی ناک ایسی ہے اور آنکھین ایسی ہین اور بال ایسے ہین غرض تمام حُلیہ بیان کر دیا اُسوقت وہ درویش بہت نادم ہوے اور اقرار کیا کہ بیشک آپ سچ فرماتے ہین ابتداء جوانی مین مجھے ایک عورت سے عشق ہوگیا ہر وقت اُسکے دہیان مین رہنے سے اُسکی شبیہ میرے قلب مین لگ گئی ہے اب جب کبھی طبیعت بیقرار ہوتی ہے تو آنکھ بند کر کے اُسکو دیکھ لیتا ہون کچھ سکون ہوجاتا اور طبیعت ٹھیر جاتی ہے مولوی امیر شاہ خان صاحب یہ قصہ بیان کر کے منتظر رہے کہ حضرت کچھ ارشاد فرمادینگے مگر حضرت امام ربانی قدس سرہ نے کچھ بھی جواب نہ دیا سُنکر خاموش ہوگئے جب کئی مرتبہ مولوی صاحب نے بات اُٹھائی تب حضرت نے ارشاد فرمایا بھائی یہ کچھ زیادہ غلبہ نہین ہے کیونکہ اُنکو آنکھین بند کرنے اور قلب کی طرف متوجہ ہونیکی نوبت پہونچتی تھی میرا حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ برسون یہ تعلق رہا ہے کہ بغیر آپکے مشورہ کے میری نشست و برخاست نہین ہوئی حالانکہ حاجی صاحب مکہ مین تھے اور اسکے بعد جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہی تعلق برسون رہا ہے اسکے بعد۔ اتنا فرما کر آپ خاموش ہوگئے کچھ نہ فرمایا اور دیر تک ساکت و سرنگون رہے مطلب ظاہر ہے کہ حقتعالےٰ شانہ کی اجازت کے بغیر نہ حرکت ہوتی ہے نہ سکون

امام ربانی قدس سرہٗ کو حقتعالیٰ نے جو کمالات عطا فرمائے تھے حقیقت مین وہ اسدرجہ دقیق ہین کہ اُنکا سمجھنا بھی مشکل ہے۔ سارے کمالات کا مجموعہ آپ مین یہ کمال تھا کہ آپ مثل عام مومنین کے سرتاپا عبدیت ایک بندۂ مومن تھے نہ آپ پر اضطراب تھا نہ بیخودی نہ سکر تھا نہ تحیر نہ ولولہ تھا نہ عاشقانہ شوق اور بیتابانہ اشتیاق بس ایک اتباع شریعت مصطفویہ کا ہر دم خیال تھا اسی دُھن مین آپ مستغرق تھے اور اسی شغلہ مین ہر لحظہ مشغوف بطحائی پیغمبر کے پھیلائے ہوے طریقہ مرضیہ کو آپنے ایسے مضبوط ہاتھون سے تھاما تھا کہ دیندار متشرع اور محب سنت شخص سے محبت کرنا اور بددین فاجر اور مخالف سنت بدعتی کو مبغوض سمجھنا آپکا فطری اور طبعی اقتضا بنگیا تھا آپکا رُوان رُوان پکار رہا تھا کہ ؎

جز آنکہ یا دیوے بود یا غول یا دیوانۂ	من دشمنت را دشمنم چو دشمنت باشد کسے

دن کی چمکتی شعاعون اور رات کی سنسان گھڑیون ہین جسکی آپکو تلاش رہتی تھی وہ صرف ایک رضائے محبوب تھی جسکا حصول آپنے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عادات و عبادات مین اتباع کرنے پر موقوف سمجھ لیا تھا۔

حق تعالیٰ کی عظمت وجلالت شان چونکہ آپکی رگ رگ مین پیوست تھی اسلئے قرآن مجید کی تلاوت کیوقت
آپ پر اکثر حالت کا غلبہ ہوتا اور اگر اغیار سے مجلس خالی ہوتی تو اُسکا اظہار بھی ہوجاتا تھا آخر شب مین جبکہ
خالی مکان کے اندر آپ اپنے آقا کے حضور مین دست بستہ کھڑے ہوتے اور نوافل مین قرأت قرآن مجید
شروع فرماتے تو عموماً آپ پر گریہ طاری ہوتا اور پڑھتے پڑھتے رُک رُک جاتے تھے سبکیان آپکا حلق تھام
لیتین اور بکا پر مجبور کرنیوالی حالت آپکو ساکت وصامت بنادیا کرتی تھی آنکھوں سے آنسو بہتے اور رخسارہ و
لحیہ پر گذرتے ہوئے موتیون کی طرح مصلّے پر گرا کرتے تھے آپ آیات کلام اللہ سے صرف تجلیات معرفت ہی کے
حاصل کرنے پر اکتفا نفرماتے تھے بلکہ اسکے ساتھ آپکے اعضاء جسم پر ایک خاص اثر اور وہ حالت پیدا ہوا کرتی
تھی جو مضمون آیت کے مناسب ہوتی تھی تلاوت مین آپ جب ایسی آیت پر پہونچتے جہان ذکر رحمت ووعدہ مغفرت
ہے تو رجا و مسرت سے انبساط پیدا ہوتا اور جسوقت وہ آیت پڑھتے جہان غضب و وعید عذاب مذکور ہے تو آپکا
بدن کانپنے لگتا اور رعشہ پڑجاتا تھا۔ حق تعالیٰ شانہ کی کبریائی اور بے نیازی کا مضمون پڑھتے تو گردن جھکجاتی
اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جلال خداوندی کے مشاہدے سے نیست و نابود ہوئے جاتے ہین اور تخویف وترہیب کے
مضمون پر گذرتے تو ہیبت کے سبب رونگٹے کھڑے ہوجاتے اور یون محسوس ہوتا تھا کہ خوف کے مارے دبے
جاتے اور گویا زمین مین گڑے جاتے ہین آپکے تاثر کی یہ طبعی حالت بعض وقت متعدی ہوتی اور اقتدا کرنیوالے
نمازیون پر بھی طاری ہوجاتی تھی مولوی عبدالرحمٰن صاحب خورجوی کہتے تھے کہ ایک مرتبہ مین گنگوہ حاضر ہوا
رمضان کا مہینہ تھا اور تراویح مین کلام اللہ حضرت ہی سُنایا کرتے تھے ایک شب آپنے تراویح شروع کین مین
بھی جماعت مین شریک تھا قرآن مجید پڑھتے پڑھتے آپ اُس رکوع پر پہونچے جس مین خوف وخشیت لایا گیا تھا
جماعت مین حالانکہ نصف سے کم عربی زبان کے سمجھنے والے تھے اور باقی سب ناواقف مگر آپکے اس رکوع
کی قرأت پر خوف کا اثر سب پر پڑرہا تھا کوئی روتا تھا اور کسی کے بدن پر لرزہ کوئی بیقرار اور کوئی تھر تھر
کانپ رہا تھا اس رکوع کے بعد جب آپنے دوسرا رکوع شروع کیا تو اسمین رحمت خداوندی کا بیان تھا
اسوقت دفعۃً تمام جماعت پر سرور طاری ہوگیا اور پہلی حالت یکلخت منقلب ہوگئی فرحت و
انبساط کے ساتھ یہانتک کہ بعض مقتدی ہنسی ضبط نکرسکے اور قہقہہ جاری ہوگیا۔

دنیا ایک مسافر خانہ ہے اور تمام مخلوق عمر کی کشتی پر سوار ہوکر اس سفر کو قطع کر رہی ہے اسلئے مسافرین
آخرۃ اہل اللہ اپنے سرائے کے ہمجنس مسافرون کے ساتھ جو حسن سلوک وشفقت کا نیک برتاؤ کرتے ہین وہ جداگانہ

عملی کمال سمجھا جاتا ہے۔ امام ربانی قدس سرہ کو باوجودیکہ آپکے قلب سے ماسوی اللہ کی محبتوں کے علاقے کٹ گئے تھے اس درجہ مین اللہ کی مخلوق اور دیندار متوسلین کے ساتھ جو محبت تھی وہ غالباً بیٹے کے ساتھ باپ کی محبت سے بڑھی ہوئی تھی مولانا محمد حسن صاحب مرادآبادی ام فضلہ کی عادت تھی کہ ماہ رمضان مین اکثر گنگوہ حاضر ہوا کرتے تھے ایک مرتبہ علالت کے سبب نہ آسکے تو حضرت نے کئی مرتبہ دریافت فرمایا کہ مولوی محمد حسن نہین آئے خدا جانے کیا سبب ہے؟ آخر بعض مرادآبادی لوگون سے جب وہ جانے لگے یون ارشاد فرمایا مولوی محمد حسن سے سلام کہدینا اور کہنا کہ اپنی اور متعلقین کی خیریت سے جلد اطلاع دین کہ طبیعت کو تعلق ہے۔

مولوی محمد یحییٰ صاحب ایکبار اپنی اہلیہ کو لیکر کاندھلہ روانہ ہوئے وضع حمل کے دن قریب تھے بہل کے ہچکولون سے راستہ مین اسقاط ہوگیا جسوقت آپکو اس قصہ کی اطلاع کسی خادم نے دی تو بے اختیار آپکی آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے اور نہایت افسوسناک لہجہ مین آپنے یہ شعر پڑھا ؎

اس کشمکش کے دام سے کیا کام تھا ہمین — اے الفت چمن ترا خانہ خراب ہو

اپنی عاقبت سوارنیکو جو کوئی بھی آپکی خدمت کرتا تھا آپ اُسکو اپنا محسن سمجھتے اور احسانمندی و شکر گذاری ظاہر بھی فرماتے تھے ایک مرتبہ کسی خادم نے تبرکاً آپسے مستعمل پرانے کپڑے کا سوال کیا آپنے ارشاد فرمایا بھائی عرصہ سے میرے پاس کوئی مستعمل کپڑا نہین رہتا خدا برکت دے دینے والون کے مال مین کہ نئے کپڑے بنا کر لاتے ہین اور ایکبار پہنا کر دوسرے دیجاتے اور پہلے لیجاتے ہین یہی سلسلہ اکثر رہتا ہے چنانچہ اسوقت بھی جو کچھ پہنے بیٹھا ہون سب ڈاکٹر عبد الرحمن صاحب کا عطیہ ہے۔

ایک مرتبہ نواب محمود علیخان صاحب نے غالباً سو روپیہ کا نوٹ چپکے سے آپکی نذر کیا باہر تشریف لاکر آپنے علی الاعلان ارشاد فرمایا نواب صاحب نے مجھے اتنی رقم عطا فرمائی۔ نواب صاحب نے گردن جھکائی تو آپنے فرمایا بھائی کوئی کسی پر احسان کرے تو کیا اُسے ظاہر بھی نہ کرے؟

مفلس و تہیدست مؤلف سچ یہ ہے کہ آپکے کمالات علمیہ و عملیہ کے اظہار کا حق ادا نہین کرسکتا خلاصہ یہ ہے کہ ملت بیضاء محمدیہ کو اگر آسمان کہا جائے تو آپکو اسکا کوکب دری کہنا پڑیگا اور شریعت غراء مصطفویہ کو اگر بحر زخار مانا جائے تو آپکو اُسکے صدف کا در فرید سمجھنا چاہیے یہی کمال آپکے جملہ کمالات کی اصل ہے اور اسی کمال کو اللہ کی مقبول جماعت نے منتہائے مرادات سمجھکر اصل مطلوب و مقصود قرار دیا ہے وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ۔

حسّی کرامات

اولیا را ہست قدرت از آلہ	تیر جستہ باز آرندش ز راہ	بستہ درہائے موالید از سبب
چو پشیمان شد ولی از دست رب	گفتہ ناگفتہ کند از فتح باب	تا ازان نے سیخ سوزد نے کباب

کرامت اُس خرق عادت امر کا نام ہے جو متبع سنت کامل التقویٰ مومن سے صادر ہو۔ کرامت کیلئے ضرور نہین کہ اُس ولی کو جو مظہر کرامت بنا ہے اُسکا علم بھی ہو اور نہ یہ لازم ہے کہ قصد و ارادہ اُسکے ساتھ متعلق ہو پس کہیٖن علم و قصد دونون ہوتے ہین اور کہیٖن دونون مین سے ایک بھی نہین ہوتا اور کہیٖن علم ہوتا ہے قصد نہین ہوتا۔ کرامت کی دو قسم ہین ایک حسّی ایک معنوی عوام چونکہ حسّی کو جانتے اور اسی کو کمال شمار کرتے ہین اسلئے کرامت گویا انہین ظاہری امور کا نام ہوگیا ہے جو قانون عادت سے خارج اور صورۃً عجیب ہین مثلاً کسی کے مافی الضمیر پر مطلع ہوجانا پانی پر چلنا ہوا پر اُڑنا وغیرہا لیکن خواص کے نزدیک بڑا کمال کرامت معنوی ہے جسکو امتیاز کے لئے کمال کے عنوان سے تعبیر کردیا جاتا ہے جیسے شریعت پر مستقیم رہنا مکارم اخلاق کا خوگر ہوجانا نیک کامون کا بے تکلف صادر ہونا عادات ذمیمہ سے قلب کا طاہر ہوجانا اور کوئی سانس غفلت مین نہ گذرنا یہ وہ کرامت ہے جسمین استدراج کا احتمال نہین اور یہ وہ یکتائی ہے جسکا کوئی ساجھی نہین۔

جی نہین چاہتا کہ کمالات معنویہ کے ساتھ کرامات حسّیہ کا تذکرہ کیا جائے کیونکہ اعلیٰ کے ہوتے ادنیٰ کا ذکر فضول ہے مگر سوانح کا نام مجبور کرتا ہے کہ ہر عنوان بقدر ضرورت ہدیۂ ناظرین ہو اسلئے چند واقعات نمونہ کی صورت مین بیان کرنے پڑے ورنہ حقیقت مین جسطرح آفتاب عالمتاب کا چمکتا ہوا چہرہ دکھلانے کو ٹمٹماتا چراغ جلا کر ہاتھ مین لینا شرم کی بات ہے اسی طرح قطب الوقت مخدوم العالم نائب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مراتب علیہ کا تذکرہ کرتے وقت بصورت استدلال ایسے خوارق عادت امور کی تسطیر جو قرب خدا اور اصل مقصود ولایت کے مقابل ہیچ در ہیچ ہین ندامت کا سبب ہے۔

امام ربانی قدس سرہ کی اصل کرامت آپکے دل عرفان منزل کی وہ کیفیت راسخہ تھی جس نے آپ کو حق تعالیٰ شانہ کی رضا کا سچا طلبگار بنا دیا تھا اسی کا ثمرہ تھا وہ اتباع سنت مصطفویہ جسکے سانچہ مین آپکی عادات اوضاع اطوار غرض جملہ ضروریات گویا ڈھال دیگئی تھین ظاہر ہے کہ حق تعالیٰ شانہ کا ارادہ

مشیت کے آگے اپنے قصد و اختیار کا مسلوب و مسلوب کر لینا ہی حق تعالیٰ کا سچا عشق ہے ٥

عاشقی چیست بگو بندۂ جانان بودن	پا بدستے دگرے دست بدستے دگرے

اسی عشق کا درد و اندوہ وہ سچی راحت ہے جو صاحب نصیب خوش قسمت جوانمرد ون کو حاصل ہوتی ہے کیونکہ عالم حادث میں جو حوادث پیش آتے اور رنج و مسرت کے واقعات صادر ہوتے ہیں وہ بارادۃ اللہ ہونے کے سبب انکی مرضی اور منشاء کے موافق ہوتے ہیں اسلئے کہ انکی مراد وہی ہے جو اُس محبوب حقیقی کے ارادہ سے متعلق ہو ایسے پاکیزہ نفوس کے حالات کوئی لکھے تو کیا لکھے اور ان شیفتگان رضا و محبت کے عشق حقیقی کا راز کوئی ظاہر کرے تو کیا ظاہر کرے ٥

قلم بشکن سیاہی ریز کاغذ سوز دم درکش	حمید این قصہ عشق است در دفتر نمے گنجد

اسی ایک عشق کے ثمرات ہیں جو اولیاء اللہ کے عادات و شمائل بنتے ہیں اور جنکا تذکرہ اس سوانح کے عنوانات سابقہ میں ہو چکا ہے علم حلم تواضع عفت قناعت زہد ورع تقویٰ حسن انبساط حسن ہیئت حیا ظرافت لطافت مساعدت شجاعت دیانت عفو احتمال ثبات شہامت شفقت نجدۃ کرم احسان ضبط صبر وقار حسن معاملۃ در حضور و غیبت نیک خواہی صدق و صفا محبت و رضا اور اطاعت جمیع امور شرعیۃ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام و تحیۃ سب شاخیں ہیں اسی ایک اصل کی اور انہیں خصائل حسنہ کی وہ پختگی کہ گویا فطری بنجائیں اور ملکہ راسخہ ہو جائیں استقامۃ کہلاتی ہے جسکو صوفیہ رحمہم اللہ نے فوق الکرامۃ مانا ہے چونکہ امام ربانی قدس سرہ کو حق تعالیٰ نے ان جواہرات بے بہا کے بھرپور خزانے عطا فرمائے تھے اسلئے کرامات حسیہ کو انکے پہلو میں ذکر کرنا کیا وقعت رکھتا ہے ؟ آپ نائب رسول قطب الارشاد قرار پائے تھے اسلئے آپ میں نہ وہ جوش و خروش تھا جو متوسط الحال اولیاء اللہ میں ہوتا ہے اور نہ وجد و غلبۂ حال یا تڑپ اور بے قراری و اضطراب کا وہ مضمون ظاہر تھا جسکو عوام الناس بھی دیکھکر ولایت و کمال سمجھ لیتے ہیں آپکا کمال یہی تھا کہ آپکی حالت بالکل معمولی سی معلوم ہوتی تھی ٥

جملہ عالم زین سبب گمراہ شد	کم کسے از سرّ حق آگاہ شد
گفتہ اینک ما بشر ایشان بشر	ما و ایشان بستۂ خوابیم و خور
این ندانستند ایشان از عمی	درمیان فرقے بود بے منتہا
این خورد گردد پلیدی زو جدا	زان خورد گردد ہمہ نور خدا

کار پاکان را قیاس از خود مگیر　　گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ کی وہ کرامت عظمیٰ جو آپ کے وصال کے بعد بھی باقی ہے یہ ہے کہ آپکا دامن پکڑنے والی مخلوق اس زمن پرفتن مین بھی شریعت مصطفویہ کو دونون ہاتھون سے مضبوط تھامے ہوئے اور اس مضمون پر سچے دل سے ایمان لائے ہوئے ہے کہ ؎

محال است سعدی کہ راہِ صفا　　توان رفت جز در پئے مصطفا

آپکا ناکارہ سے ناکارہ غلام اگرچہ عمل کے درجہ مین کمزور ہو مگر علم کے مرتبہ مین پختہ ہے بہوائے نفس گو دنیا مین منہمک ہو مگر سواد قلب مین توحید و رسالت کا تخم لئے ہوئے اور یون سمجھے ہوئے ہے کہ نشان ہدایت و علامتِ سعادت اگر ہے تو بس متابعتِ شریعت ہے ؎

ہر کہ در راہ محمد رہ نیافت　　تا ابد گردی ازین درگہ نیافت

ہر نور و سرور کہ پناہ شریعت مین نہو انکے نزدیک مکر و وسوسہ ہے اور ہر خرق عادت و اعجوبہ جو متابعت سنت کے ظل عاطفت مین نہو استدراج و سفسطہ ہے ؎

ہر چہ در داعیہ شرع نیست　　وسوسہ دیو بود بے نزاع

چونکہ وضع شریعت ظہور حقیقت ہی کے لئے ہے پس آپ کے متوسلین کا قلباً و جناناً اس مضمون مین پختہ ہونا بھی وہ نعمت کبریٰ ہے جو امام ربانی کی جوتیون کے طفیل اُس متوسل کو بھی حاصل ہوا جس نے صرف ایک بار بنگاہ محبت و اخلاص آپکی زیارت کی اور طالبانہ و مستمندانہ ارادت کا اظہار کیا حق تعالیٰ کا یہ فضل تھوڑا نہین ہے اگر سچ پوچھئے تو اصل ولایت یہی ہے اور اعمال و طاعات اسکے فروع و ثمرات ؎

ہر ان کو در شریعت راسخ آید　　حقیقت راہ بروے خود کشاید

اگر تامل و غور کیا جائے تو آپکا وجود باجود سراپا کرامت نظر آتا ہے کہ باوجود آپکی خلوت نشینی عزلت گزینی اور ایک چھوٹے سے قصبہ مین جسکو چار طرف دشوار گذار راہین محیط تھین آپکی سادہ اور مولویانہ گذران اور سب پر طرہ خود اخفاء و استتار حال مین سعی و کوشش اور جد و جہد ہونے کے آپ اطراف ہند و آفاق ارض مین بکمال علم و علو فضل مشہور ہوئے اور مرجع عوام و خواص بنے آپ جلوت و اژدحام خلق سے گھبراتے تھے اور اللہ عز اسمہ کی مخلوق آپ کے قدمون پر اپنا جان و مال نچھاور کرنا عین سعادت سمجھتی تھی آپ جتنا لوگون سے کھنچتے تھے اُسی قدر لوگ آپکی طرف کھنچتے تھے بہتیرے بندگان خدا نے اپنا گھر بار چھوڑ کر

آپکی خدمت مین فقیرانہ گذران پر پڑا رہنا سلطنت سمجھا اور آپکی یکساعت صحبت کو اہل وعیال اور وطن پر ترجیح دی سب جانتے ہین کہ ظاہر بین نگاہون کی دلچسپی کا کوئی سامان آپکی بارگاہ مین نہ تھا اور رائج توقع دلداری ووابستگی کے اسباب مین کوئی سبب آپ کے دربار مین نظر نہ آتا تھا مگر با این ہمہ گدا و توانگر شریف و وضیع چھوٹے اور بڑے سب آپکی طرف جھکتے اور زیارت کی سعادت حاصل کرنے کو لپکتے تھے۔ خدا جانے وہ مقناطیسی کشش کیا تھی جسکی جانب قلوب کی کھچاوٹ بے اختیارانہ ہوتی تھی اور اللہ ہی کو علم ہے کہ وہ کون باطنی قوت تھی جسکی کرامت کا ثمرہ آفاق عالم سے جوق جوق مخلوق کا ایک ایسے گانون کیجانب کھینچ لینا تھا جسکی اطلاع ضلع کے باشندون کو بھی قابل تعجب معلوم ہوتی ہے تعجب ہے کہ گنگوہ سے اُن لوگون کو بھی واقفیت ہے جو سہارنپور کے نام سے واقف نہین اور اگر واقف ہین تو تبعًا یعنی گنگوہ کا ضلع ہونے کے سبب وھذا ھو عکس الموضوع۔

آپکی عمر شریف کا ہر سن وسال بلکہ ہر مہینہ اور ہر دن گویا بالاستقلال کرامت ہے آپکی متوکلانہ گذران آپکی جان ومال کا تحفظ اعدائے مخالفین کی ایذا رسانی کے منصوبون اور تکلیف دہی کے مقاصد مین ناکامی اور آپ کے پاک مقصد مین آناً فاناً ترقی وعروج کے ساتھ مبتدعین کا بیجا اور ناحق کوششون مین حرمان اور خیبوبت وخسران سب آپکی کرامات مین داخل ہین مگر چونکہ عوام کے نزدیک معنوی ہین اسلئے سمجھنا دشوار ہے۔ حضرت مولانا اشرف علی صاحب مدظلہ تحریر فرماتے ہین کہ ایک مرتبہ مین نے حضرت سے رائے لی کہ اگر جائداد نہ رکھون تو کیسا ہے؟ حضرت نے ارشاد فرمایا "اگر رکھو تو رخصت ہے اور نہ رکھو تب بھی حق تعالیٰ روزی سے تمکو کبھی پریشان نہ کریگا" چنانچہ ابتک جس آرام سے بسر ہو رہی ہے مین اِس لائق ہرگز نہ تھا یہ حضرت کی صریح کرامت ہے خواہ حسیہ سمجھئے اگر کہا جاوے کہ آپکو کشف ہوا تھا یا معنوی اگر کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ پر اعتماد کامل کرکے فرما دیا تھا۔ ایسا اعتماد کشف سے ہزار درجہ بڑھکر کرامت عظمٰی ہے ۱۲ انتہے تحریرہ الشریف

الحمد للہ ثم الحمد للہ حضرت مولانا جسوقت سے جامع العلوم کانپور کی ملازمت چھوڑ کر آئے اور سنّو روپیہ ماہوار کی موعودہ رقم کو غیب کے خزانہ عامرہ پر توکل واعتماد کی بدولت ترک فرمایا جدّی ترکہ کی مستقل آمدنی سے دست برداری کی ہے اُسوقت سے آجتک نہ کوئی ضرورت بند ہوئی نہ احتیاج کی ضیق پیش آئی دنیاوی آسایش کا تو یہ حال اب رہی روحانی راحت اور اندرونی کیف اُسکا پوچھنا ہی کیا حق تعالیٰ نے جس

دولت لازوال سے مالا مال فرما رکھا ہے نہ کسی مین تاب سوال سب نہ سوا انا اُسکا جواب عطا فرماوین مگر اتنا ظاہر کہ

بادوست کنج فقر بہشت است و بوستان	بے دوست خاک بر سر جاہ و تونگری

ایسے واقعات آپکی سوانح مین ایک دو نہین سیکڑون بلکہ ہزارون نکلینگے جن مین کرامت حسیہ ومعنویہ دونون کا اشتراک ہے تفصیل کرنے کو جی ہی نہین چاہتا اور کیونکر چاہے جبکہ حاضر ہونے والون نے خود اپنے نفس اور نیز دوسرون پر روزانہ اسطرح کے متعدد واقعات تعلیم وتلقین آفہام وتفہیم ارشاد و مشورہ تک مین گذرتے ہوئے ہمیشہ آنکھون سے دیکھے۔ ایک مرتبہ ایک نابینا شخص آپکی خانقاہ مین آیا اور اپنے اخلاص واشتیاق زیارت کا بہت ہی مبالغہ کے ساتھ اظہار کیا اور کہا کہ پاپیادہ میرٹھ سے روانہ ہو کر گنگوہ پہونچا ہون صرف اسلئے کہ اللہ کا نام سیکھون یہانتک کہ اہل خانقاہ اُسکے عاشقانہ شوق سے متاثر ہوئے اور حسب وسعت خاطر و مدارات کی جب اذان ہوئی اور حضرت مسجد مین تشریف لائے تو اس شخص نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھائے حضرت نے ہاتھ جھٹکدئے اور بہت ہی بے پروائی کے ساتھ اپنے سے علٰحدہ کردیا ہر چند کہ اس نے اپنی طلب کا سچا ہونا اور مدت دراز سے زیارت کا متمنی و آرزومند ہونا ظاہر کیا مگر حضرت نے اتنی بھی توجہ نہین فرمائی جتنی کسی فارغ الذہن اجنبی آنے والے کی جانب ہوتی تھی جنہون نے اس نووارد کو اسکی لسانی وگریہ تصنع کے سبب حضرت کا عاشق زار سمجھا تھا اُنکو تعجب بھی ہوا مگر کسکو ہمت تھی کہ لب ہلائے بعض مخلصین نے سفارش بھی کی کہ حضرت نابینا مایوسی کے سبب بہت پریشان ہے مگر حضرت کو سفارش بھی ناگوار گذری اور غصہ کے ساتھ فرمایا "جب تمہین دخل نہین تو اس کام مین بولا کیون کرتے ہو اور اُسکے قلب کو تو دیکھو دنیا بھری پڑی ہے" پھر کسی کی جرأت نہوئی کہ کچھ عرض کرے آخر وہ نابینا چلا گیا دس بارہ روز ہی گذرے تھے کہ عرس کا زمانہ آگیا دیکھا تو نابینا موجود تھے اور قوالی مین خوب خوب حال لاتے تھے صوفی کرم حسین صاحب جو ابتدائی قصہ دیکھ چکے اور متعجب ہوئے تھے یہ حالت دیکھکر دم بخود رہگئے اور موقع پاکر نابینا سے کہنے لگے "میان حضرت کے ساتھ شوق وولہ کہان گیا؟ یا باین شوراشوری یا باین بے نمکی" بیچارے تھے منہ تکو کہنے لگے "بھیا یہ تو یارون کے دھندے ہین خیال تھا کہ تمہارے میان صاحب پرسکہ جم جائیگا تو آؤ بھگت کے ساتھ چندروز گذر جائینگے پھر عرس کا وقت آئیگا اور یہان حال قال ہین ہر مہ بند ہیگا باقی کیسا شوق اور کیسی تمنائے زیارت ہم تو سیاح آدمی ہین یون ہی گذارتے پھرتے ہین۔

نے خادم ہیچکس نہ مخدوم کسے	گو شاد بزی کہ خوشش جہانے دارد

جن دنون ندوۃ العلماء اپنی ابتدائی شان وشوکت کا دل آویز لباس پہنکر اُٹھا اور اہل اسلام نے عمومًا اور بہتیرے مخلصین اللہ والون نے خصوصًا اُسکی ضرورت اُسکا استحسان اور اسکی خوبیان تسلیم کرکے شمولیت اختیار کی تھی حضرت امام ربانی نے موافقت نہین فرمائی ہرچند کہ آپکی صدارت وسرپرستی پر زور دیا گیا خود مولانا مولوی محمد علی صاحب ناظم ندوہ یہ درخواست لیکر منظوری کی سعی فرمانے کے لئے گنگوہ کے عازم ہوئے مگر جب دیوبند پہونچے تو حضرت نے کہلا بھیجا کہ "اُس ارادہ سے گنگوہ کا قصد نفرماوین کیونکہ مین شامل ہرگز نہونگا گفتگو جو کچھ کرنی ہو دیوبند مین مولانا محمود حسن صاحب یا سہارنپور مین مولانا خلیل احمد صاحب سے کرلین" آخر ناظم صاحب کو سہارنپور ہی سے واپس ہونا پڑا اور حضرت یا آپ کے متعلقین شامل نہوئے پر نہوئے چونکہ ندوۃ العلماء کے عالی وبلند ارادون اور مقاصد عظمٰی کی اولوالعزمیون مین اُسوقت کسی کو واہمہ یا شک بھی نہین ہوسکتا تھا اسلئے حضرت کے بعض واقفین نے عرض بھی کیا کہ صاحبزادہ صاحب اور حضرت مولانا دیوبندی کو اجازت عطا فرماوین کہ شریک جلسہ سالانہ ہوجائین مگر آپ نے بذریعہ تحریر اُنکو آگاہ فرمایا "مجھے معلوم کرایا گیا ہے کہ انجام اسکا بخیر نہین اسواسطے مین اپنی طرف سے کسی کو اجازت نہین دیسکتا" کسی کو کیا خبر تھی کہ بہتیرے کام ابتدا مین حسین بنکر اُبھرتے اور چند روز بعد متغیر ومتنکر ہوکر بیٹھ جاتے ہین اور اسکا ادراک بہت ہی دقیق بصیرت کا منصب ہے یا کشف والہام کے ساتھ وابستہ ہے چنانچہ کچھ عرصہ بعد مولانا محمد علی صاحب کو بھی مستعفی ہونا پڑا اور سنت مصطفویہ کے بہت سے تمکین اہل اسلام نے دیکھ لیا کہ جس خاص مضمون کے سبب مسلمانون کے قلوب ندوہ کیجانب کھنچے تھے وہ بات اسمین نہ رہی مبادی کیا تھے اور ثمرات کیا پیدا ہوئے مقصود اور علت غائی کیا تھی اور نتیجہ ومآل کار کیا ظاہر ہوا۔

دیوانہ بہار دید گفتا کہ دے است	در شیشہ گلاب دید گفتا کہ مے است
ہرکس بزبان حال سرے گفتہ اند	جنبیدن ہرکسے از انجاست کہ وے است

مولوی علی رضا صاحب بریلوی حضرت کے شاگرد بیان فرماتے ہین کہ طالبعلمی کے زمانہ مین حضرت کو تناول طعام کے بعد چاء پلانے کی خدمت مین نے اپنے ذمہ لے رکھی تھی ایک روز دوپہر کے وقت مین تہ خانہ مین بیٹھا ہوا چاء پکا رہا تھا کہ پینے کا وقت آگیا جلدی سے ساوار لیکر باہر نکلا اور لپکا ہوا خانقاہ کی طرف چلا دیکھا کہ چند احباب تخت پر بیٹھے مٹھائی کھارہے ہین جو حضرت کی دی ہوئی تھی انہون نے میری صلاح بھی کی کہ آؤ تم بھی شریک ہوجاؤ مگر چونکہ حضرت دولتخانہ سے کھانا تناول فرماکر آچکے تھے اسلئے مین لپکا ہوا چلا گیا ہان یہ خیال اُسوقت

مولوی اشتیاق احمد صاحب کی تشفی

ضرور ہوا کہ دیکھئے حضرت نے مجھے مٹھائی مین بھی یاد نہ رکھا" چیا حضرت کو پلا ؟ اپنے حجرہ مین آلیٹا مگر بشریت کا
اقتضا تھا کہ مخدوم کا خادم کو عطا کے وقت بھولجانیکا وسوسہ بار بار آتا رہا چند لمحہ گذرے تھے کہ حضرت نے
مسجد کے قریب تک تشریف لا کر مجھے پکارا مین گھبرا کر باہر نکلا دیکھا تو حضرت گوشہ ... لئے کھڑے ہین
ہاتھ مین مٹھائی ہے جب مین پاس پہونچا تو آپ نے مٹھائی عطا فرمائی اور یہ کہکر کہ لو کھا لو تشریف لیگئے
مجھے اُسوقت ایسی ندامت ہوئی کہ ہفتون سامنے جانے سے ہچکتا اور شرماتا رہا کہ حضرت خیال فرماتے
ہونگے بڑا بدنیت اور لالچی شخص ہے ٥

خدام جو حاضر نہون رکھ چھوڑنا اُنکے حصص	اور بعد مین دینا انہین ہے سنت خیر البشر

صوفی کرم حسین صاحب فرماتے ہین جس زمانہ مین بندہ حضرت کی خدمت مین حاضر تھا میرے ایک دوست
گنگوہ آئے مین اُنکو حضرت کی خدمت مین لیگیا حضرت نے دریافت فرمایا کیون آئے ؟ چونکہ بزرگون کیخدمت
مین حاضر ہونا طلب دین ہی کے لئے ظاہر کیا جاتا ہے اسلئے انہون نے عرض کیا کہ بیعت کے واسطے حاضر
ہوا ہون" حضرت امام ربانی نے اس جواب پر تسلی نہ پائی فرمایا "ٹھیک ٹھیک کہو بھائی آنے سے غرض
کیا ہے ؟" آدمی بڑے سچے تھے اسلئے کہنے لگے حضرت اصل بات تو یہ ہے کہ مین ایک مقدمہ مین پریشان
حال ہون اُس مین کامیاب ہونیکی دعا کرانے آیا ہون۔ آپکو یہ راستگوئی اُنکی بہت پسند آئی اور خوش ہو کر فرمایا
"ہان یہ مسلمانون کی سی بات کہی ہے" اسکے بعد صورت معاملہ دریافت فرما کر دعا کا وعدہ کرلیا دوسرے
وقت اُنکو بلوایا اور فرمایا مین نے اسوقت تلاوت کلام اللہ کے بعد تمہارے لئے دعا کی تھی اُمید ہے حق تعالے
تمکو کامیابی دے" یہ صاحب ایک روز مقیم رہے اگلے روز مجھسے کہنے لگے کرم حسین لو مقدمہ تو فتح
ہو گیا اب مجھے مرید بھی کرادو چنانچہ مین اُنکو حضرت کی خدمت مین لیگیا اور عرض کیا کہ حضرت یہ میرے دوست
ہین انکو بیعت فرمالیجے مجھپر احسان ہوگا حضرت نے اُسی وقت اُنکو بیعت کیا اور مجھسے یون فرمایا تمہاری خاطر
انکو بیعت کرلیا ہے اِنسے کچھ نہو سکیگا" اسکے بعد وہ صاحب چلے گئے چندروز بعد معلوم ہوا کہ مقدمہ
اُنکی منشا کے موافق طے ہو گیا اور حضرت کی تعلیم وتلقین کی ابتک کچھ بھی پابندی نہ کرسکے۔
حضرت امام ربانی دیوبند تشریف فرما تھے مولوی حسین شریف مدراسی جو حضرت کے شاگرد بھی ہین ایک
سماوار جس مین کل چھ پیالی چا رہتی تیار کرکے اپنے شوق مین بھرے ہوئے حضرت کو پلانے لیکر آئے
یہان دیکھا تو مکان آدمیون سے بھرا ہوا تھا اور اکثر علماء اور مولوی حسین شریف کے اساتذہ تھے اب

حیران ہوئے کہ کسکو دون اور کسکو نہ دون آخر یہ سوچکر کہ خاص خاص کو پلا کر چکا ہی چلدونگا سماوار لیکر دلیز پر بیٹھ گئے حضرت نے ارشاد فرمایا مولوی حسین شریف ایک طرف سے دینا شروع کرو حضرت کے ارشاد پر گو نہ پریشان تو ہوئے مگر تعمیل ضرور سمجھکر چا پیالی مین نکال داہنی طرف سے تقسیم شروع کر دی تقریبًا بیس پچیس آدمی مجمع مین موجود تھے جب سب نے چا پی لی تو سماوار کھولا دیکھا تو اُسمین ابھی چا موجود تھی۔

یہی مولوی حسین شریف صاحب جب اپنے مکان جانے لگے تو گنگوہ حاضر ہوئے اور حضرت سے عرض کیا کہ خرچ کم ہے صرف پچیس روپیہ میرے پاس ہین اور وطن دور ہے حضرت نے دو روپیہ اپنے ہاتھ سے اُنکی تھیلی مین ڈالدئے اور ہاتھ نکالنے کے بعد تاکید یون فرمادیا کہ تھیلی کو اُلٹنا نہین نکال نکال کر خرچ کئے جانا۔ مولوی صاحب وہان سے رخصت ہو کر مکان پہونچے وہان حساب لگایا تو ستر خرچ کی میزان ہوتی تھی اور تھیلی مین ابھی روپیہ موجود تھے جسکو اُنکے بھائی نے اُلٹ کر نکال لیا روپیہ ختم ہو گیا اور تھیلی خالی۔

حضرت کے بھانجے مولوی عزیز الرحمن صاحب فرماتے ہین ہمارے عزیزون مین ایک نکاح ہوا مین بھی شریک تھا بعد نماز جمعہ جب ایجاب و قبول ہو لیا تو میرے عزیزون نے مجھسے اصرار کیا کہ چھوارے تم تقسیم کرو مین حضرت کے قریب بیٹھا تھا ہر چند مین نے انکار کیا مگر وہ لوگ اصرار سے باز نہ آئے آخر مین نے عذر کیا کہ مجھے گن گن کر بانٹنا آتا ہی نہین حضرت نے فرمایا کیا مضائقہ ہے جسطرح جی چاہے تقسیم کردو اُسوقت مین اُٹھا اور دل کھولکر مٹھی بھر بھر حاضرین کو چھوارے دینے شروع کئے مسجد کے اندر جو مجمع تھا اُسمین تقسیم میرے ہاتھون ہو رہی تھی باہر ایک اور صاحب تقسیم کر رہے تھے۔ میرے دو ہتڑ بھر بھر کر بانٹنے پر اُنہون نے شور مچایا کہ "اجی کیا غضب کرتے ہو اتنے اتنے مت دو" مین نے چھوارے اُسی وقت ہاتھ سے رکھدئے اور یہ کہکر اپنی جگہہ آبیٹھا کہ لیجئے مجھسے گن کر تقسیم نہین ہو سکتی۔ جتنے چھوارے میرے حوالہ کئے گئے تھے وہ سارے بھی اتنے آدمیون پر تقسیم نہین ہو سکتے تھے مگر خدا جانے اُسمین کہان سے برکت آگئی تھی کہ اتنے لوگون کو بانٹ بھی چکا اور جب ہاتھ کھینچا تو ویسے ہی موجود تھے یا کچھ ہی کم۔

حضرت امام ربانی کا معمول تھا کہ حجرہ کی گھڑیان روزانہ بارہ بجے دھوپ گھڑی سے ملایا کرتے تھے ایک بار ایسا اتفاق ہوا کہ کئی دن متواتر ابر غلیظ آسمان پر محیط رہا اور گھٹا کی وجہ سے گھڑی ملانے کی نوبت نہ آئی مولوی علی رضا صاحب جو آپ کے شاگرد ہین فرماتے ہین کہ انہین ایام مین ایک دن ابر کچھ پھٹا ہوا تھا کبھی دھوپ ہو جاتی اور کبھی گھٹا چھا جاتی تھی اُسدن بارہ بجے سے قبل حضرت امام ربانی مکان سے تشریف لے آئے چھپر کے

نیچے جو حجرہ شریفہ کی شرقی جانب پڑا ہے لیٹ رہے اور مجھسے فرمایا کہ دھوپ گھڑی کے پاس کھڑے ہو جاؤ جب بارہ بجین مجھے خبر کر دینا چنانچہ مین دھوپ گھڑی کے پاس آکھڑا ہوا اُسوقت آفتاب برابر نہ تھا لیکن جسوقت سایہ خط کے برابر پہونچنے کے قریب آیا تو دفعتہً ابر کا ایک طویل و عریض ٹکڑا آفتاب پر چھا گیا مین نے گھبرا کر عرض کیا کہ حضرت دھوپ چھپ گئی۔ آپ اُسی وقت اُٹھ بیٹھے اور گھڑی ہاتھ مین لیکر دھوپ گھڑی کے پاس آکھڑے ہوئے آپکا آکر کھڑا ہونا تھا اور ابر کا یکایک آفتاب کی ٹکیا پر سے پھٹ جانا چنانچہ آپ نے گھڑی ملائی اور حجرہ مین تشریف لے آئے مین حیران تھا کہ ابر کی غلظت یون بتا رہی تھی کہ ابھی دس بارہ منٹ آفتاب نہ نکلیگا اور یا آپ کے آتے ہی آفتاب کے مُنہ پر سے ابر کھلگیا اور ایسا ہو گیا جیسے کوئی اپنے برقع سے مُنہ کو نکالدے یا جھروکے سے جھانکنے لگے۔

صوفی کرم حسین صاحب کا بیان ہے کہ مین حضرت کی خدمت مین حاضر تھا میرے پاس ایک دوست کا خط پہونچا کہ مین ایک مقدمہ مین ماخوذ ہون رہائی کی کوئی صورت معلوم نہین ہوتی تم حضرت سے دعا کرادو چنانچہ مین نے حضرت سے عرض کیا آپ نے غایت شفقت کے ساتھ مقدمہ کی صورت دریافت فرماکر یون ارشاد فرمایا کہ "تم اُنکی تسلی کردو انشاء اللہ بری ہو جائینگے" چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ باوجود اندیشہ ناک اور مایوسانہ حالت کے صاف رہا ہو گئے۔

منشی اختر جمیل صاحب فرماتے ہین ایکبار مجھپر فوجداری کا سنگین مقدمہ قائم ہو گیا اثناء مقدمہ ہی مین مجھے حضرت سے شرف بیعت حاصل ہوا چند دشمنون کی مخالفتون کے باعث اس مقدمہ مین ایسی اُلجھنین پڑ گئی تھین کہ بظاہر رہائی سے بالکل نا امیدی تھی بیعت کے بعد مین نے اپنی پریشانی اور یاس بیان کی حضرت امام ربانی نے کچھ دیر تامل کر کے ارشاد فرمایا کہ "حسبنا اللہ ونعم الوکیل" تا انفصال مقدمہ پڑھتے رہنا۔ حضرت کے اس ارشاد پر خودبخود میرے دل مین کھٹکا ہوا کہ شاید انفصال مین دیر لگے چنانچہ مقدمہ پورے ایک سال بعد طے ہوا مگر الحمد للہ بالکل میری منشا کے موافق ہوا۔

جن دنون نواب محمود علیخان صاحب مرحوم رئیس چھتاری جنکے ساتھ اخلاص و ارادت کے سبب حضرت کو بھی بہت تعلق تھا علیل ہوئے اور مدہوشی طاری ہوئی سب کو زندگی سے یاس ہو گئی اُسوقت ایک شخص چھتاری سے صرف اسی لئے گنگوہ بھیجے گئے کہ نواب صاحب کے لئے حضرت سے دعا کرائین چنانچہ وہ آئے اور حضرت سے نوابصاحب کی حالت بیان کر کے دعائے صحت کی درخواست کی آپ نے حاضرین جلسہ سے

فرمایا "بھائی دعا کرو" چونکہ حضرت نے خود دعا کا وعدہ نہین فرمایا اسلئے فکر ہوا اور عرض کیا گیا کہ حضرت آپ
دعا فرماوین اُسوقت آپ نے ارشاد فرمایا "امر مقدر کر دیا گیا ہے اور اُنکی زندگی کے چند روز باقی ہین" حضرت
کے اس ارشاد پر اب کسی عرض معروض کی گنجایش نہ رہی اور نوابصاحب کی حیات سے سب کو ناامیدی
ہوگئی تاہم قاصد نے عرض کیا کہ حضرت یون دعا فرما دیجیے کہ نوابصاحب کو ہوش آجائے اور وصیت
وانتظام ریاست کے متعلق جو کچھ کہنا سُننا ہو کہہ سن لین" آپنے فرمایا "خیر اسکا مضائقہ نہین" اسکے
بعد دعا فرمائی اور یون ارشاد فرمایا انشاء اللہ افاقہ ہو جائیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ نوابصاحب کو دفعۃً ہوش
آگیا اور ایسا افاقہ ہوا کہ عافیت وصحت کی خوشخبری دور دور پہونچ گئی کسی کو خیال بھی نہ رہا کہ کیا ہونیوالا ہی
یکایک حالت پھر بگڑی اور مخیر و دریا دل نیک نفس وسخی رئیس نے انتقال بعالم آخرت فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون

صوفی کرم حسین صاحب خانقاہ مین مقیم تھے کہ ایک روز دفعۃً انکی پسلی مین سخت درد اُٹھا گھبرائے ہوئے
طبیب روحانی کی خدمت مین حاضر ہوئے اور کرب وتکلیف کا اظہار کیا حضرت اُسوقت غسلخانہ کی جانب جا رہے
تھے چلتے ہی چلتے فرما دیا "انشاء اللہ جاتا رہیگا اور نہوگا" حضرت کی زبان مبارک سے غالباً یہ الفاظ پورے
نہ نکلے تھے کہ یکلخت درد جاتا رہا اور الحمد للہ اب تک پھر کبھی نہین ہوا۔

حضرت مولانا صادق الیقین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایکبار سخت علیل ہوئے واقفین احباب بھی یہ
خبر سُنکر پریشان ہوگئے اور حضرت سے عرض کیا کہ دعا فرماوین حضرت خاموش ہو رہے اور بات کو ٹال دیا جب
دوبارہ عرض کیا گیا تو آپ نے تسلی دی اور یون فرمایا "میان وہ ابھی نہین مرینگے اور اگر مرینگے تو تیسرے بعد"
چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اُس مرض سے صحت حاصل ہوگئی اور حضرت کے وصال کے بعد اُسی سال بماہ شوال حج
بیت اللہ کے لئے عرب روانہ ہوئے مکہ معظمہ مین بیمار ہوئے مرض ہی مین عرفات کا سفر کیا یہانتک کہ شروع
محرم مین واصل بحق ہوکر جنت المعلی مین مدفون ہوئے رحمۃ اللہ رحمۃً واسعۃً حضرت امام ربانی اور مولانا صادق الیقین
صاحب کے وصال مین کچھ دن کم وبیش سات ماہ کا تفاوت ہوا۔

میر محبوب علی صاحب عطر فروش دہلوی کی ننہیال گنگوہ مین ہے انکی نانی کا ارادہ ہوا کہ مکان مسکونہ دونون صاحبزادیون
کے نام منتقل کردین گنگوہ مین تحصیل نہ تھی اسلئے رجسٹری کے لئے نکوڑ جانے کی ضرورت تھی بیچاری قریب ضعیفہ کو
یہ سفر بہت ہی دشوار معلوم ہوتا تھا اور گھبرایا کرتی تھین آخر کاغذ منگالیا اور ہبہ نامہ مرتب کرا لیا صرف رجسٹری
باقی رہی جسکے لئے ہمت باندھکر طیار ہوگئین خدا کی شان کہ چلنے کے دن دست اور قے شروع ہوگئے اور اتنی

کثرت کے ساتھ کہ لینے کے دینے پڑ گئے اور سب کے ہاتھ پاؤں پھول [illegible] کی دیر جداب اسہال تو اخراغ
تو بند ہو گئے مگر پیٹ میں درد موجود تھا اور کمزور اس درجہ ہو گئیں کہ چارپائی سے [illegible] نا مشکل پڑ گیا [illegible] کی
علالت کا فکر اور اُدھر لکھے لکھائے قیمتی کاغذ کے ضائع ہونے کا ملال او[ر] تاخیر و التوا پیش [آ]نے کا
افسوس غرض چند در چند خلجان مین مبتلا ہوئے تو حضرت کی خدمت مین حاضر ہوئے اور حال عرض کیا آپنے
فرمایا جاؤ جوارش کمونی کہلادو آرام ہو جائیگا میر صاحب اُسی وقت مکان [و]اپس آئے اور جوارش کہلائی
رات ہی رات مین مریضہ کو آرام ہو گیا اور صبح اُٹھین تو ایسی تندرست کہ اپنے پاؤن بلکہ [illegible] مین پہنچین
بعافیت انکو طہو پہنچین اور اقرار و تصدیق کرکے دن کے دن گنگوہ واپس آگئین ایسی حالت مین اتنا طویل
سفر کیا اور مطلق تکان تک نہوا۔

مولوی میر جہان شاہ جو اسوقت عدن مین مدرسہ اسلامیہ کے مدرس اول ہین مظاہر العلوم مین حضرت
مولانا خلیل احمد صاحب دام فضلہ سے حدیث پڑہتے تھے دفعۃً حج کا شوق اُبھرا اور حضرت مولانا سے عرض کیا کہ
آپ اجازت عطا فرماوین تو مین بھی حرمین شریفین کی زیارت کراؤن حضرت مولانا نے ارشاد فرمایا کہ گنگوہ
حاضر ہو کر حضرت سے اجازت لے آؤ میری بھی اجازت سمجھو چنانچہ یہ گنگوہ پہونچے اور اپنا شوق و ارادہ
ظاہر کیا سب کو معلوم ہے کہ حضرت امام ربانی لوگون کی ایسی درخواست پر دریافت فرمایا کرتے تھے کہ خرچ
کافی پاس ہے یا نہین اگر کافی نہوتا تو کبھی اجازت نہین دیتے بلکہ یون فرمایا کرتے تھے کہ بھیک مانگتے جانا
درست نہین جب زادراہ موجود نہین تو جانے سے کیا حاصل؟ مگر مولوی میر جہان شاہ سے آپ نے
کچھ بھی دریافت نفرمایا اور یون جواب دیا جاؤ اللہ تعالیٰ سب کچھ آسان کر دیگا یہ خوش خوش وہان سے
واپس ہوئے اور حجاز روانہ ہوئے جسوقت ریل مین سوار ہوئے کل پندرہ روپیہ انکے پاس تھے اور غیور
و شرمیلے اتنے تھے کہ کیسا ہی دوست کیون نہو روٹی کھاتے وقت پاس بیٹھنا بھی گوارا نہ تھا کسی سے
سوال کرنا یا اپنی ضرورت کا بصورت حال ظاہر کرنا تو کیسا؟ مکہ معظمہ پہونچے اور وہان سے پیدل صرف
ایک رفیق سفر ہمراہ لیکر مدینہ منورہ حاضر ہوئے آخر چھٹے مہینہ بعزت و راحت سہارنپور واپس آگئے چند ماہ
بعد ہی عدن سے مدرس کی طلبی مین درخواست آئی اتنی دور جانے پر کوئی راضی نہوا انہون نے منظور
کر لیا حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مدظلہ نے انہین کو روانہ کر دیا الحمد للہ ابتک وہان مقیم ہین۔
مولوی نظر محمد خان آبھہ کے باشندہ حضرت کے مخلص خادم ہین ایکمرتبہ انکا صاحبزادہ جسکی عمر اُسوقت

چار پانچ برس کی تھی سخت علیل ہوا بڑی دقت یہ تھی کہ کوئی دوا کھاتا نہین تھا اول تو مرض کی زیادتی اُسپر دوا کی صورت دیکھتے ہی رونے چلانے اور منہ بند کرلینے کی عادت نے متعلقین کو گھبرا دیا مولوی صاحب نے بحالت اضطراب حضرت کو عریضہ لکھا آپ نے ایک تعویذ عطا فرمایا اور کہا کل خبر دینا کیا حال رہا؟ تعویذ کا باندھنا تھا کہ اُسی دن حق تعالیٰ نے مرض دفع فرمادیا ہفتہ عشرہ مین مولوی نظر محمد خان صاحب بچہ کو اپنے ساتھ گھوڑی پر بٹھا کر خود ہی گنگوہ حاضر ہوئے حضرت نے بچہ کو پیار کیا اور فرمایا پلنگ پر لٹادو اُسوقت بچہ کو کچھ کھانسی کی دھسک باقی تھی حضرت حجرہ مین تشریف لے گئے اور چند جبوب لاکر چارپائی پر بیٹھے نہایت شفقت سے بچہ کا نام لیکر فرمایا "شفیق یہ بٹی ہین نہ میٹھی ہین نہ کھٹی ہین تو انکو کھالے" یا تو بچہ دوا کے نام سے چیخ اُٹھتا تھا یا فوراً اُس نے منہ کھولدیا حضرت نے اپنے دست مبارک سے جبوب اُسکے مُنہ مین ڈالدیے وہ نگل گیا اور مُنہ بھی نہ بنایا اسکے بعد چند گولیان باپ کو عطا فرمائین کہ لو چند روز اس کو کھلادینا اس قصہ کے بعد دوا کھانے سے بچے نے انکار نہین کیا۔

میر محبوب علی دہلوی کے والد ایک مرتبہ مقروض ہوئے ہر چند فکر کیا مگر ادائگی کی صورت ہی نہ ہوئی اِدہر دوکان خالی ہوتی جاتی تھی اُدہر قرض بڑہتا جاتا تھا یہانتک کہ ہمت پست ہوگئی اور گھبرا اُٹھے محبوب علی صاحب سے باپ کی یہ پریشانی دیکھی نہ گئی حضرت کی خدمت مین عریضہ لکھا کہ مال طیار کرنے کا موسم آگیا اور یہان ابھی قرض سے بھی سبکدوشی نہین حضرت دعا فرماوین تو بیڑا پار ہو" خدا کی شان کہ چند روز مین قرض بھی سب ادا ہوگیا فصل پر مال بھی طیار ہوگیا اور یہ معلوم نہین ہوا کہ روپیہ کہان سے آیا؟

آبھہ مین ایک مرتبہ گھوڑون مین مرض پھیلا دو گھوڑیان دفعۃً مرگئین مولوی نظر محمد صاحب نے بھی ایک گھوڑا پال رکھا تھا اور انکو اُسکے ساتھ محبت بھی بہت تھی اسی زمانہ مین اُسپر بھی مرض کا اثر ہوا دفعۃً اُسکی چستی و چالاکی جاتی رہی کان ڈھلکائے کھڑا رہتا جس کسی نے دیکھا کہا گھوڑا بیمار ہوگیا انکو فکر ہوا اُسی وقت اُسپر سوار ہو کر گنگوہ پہونچے راستہ مین بھی اُسکی یہی حالت رہی کہ تیز رفتاری بھول گیا کبھی پچھلا پاؤن نہ اُٹھائے اور کبھی اگلا انکو اور زیادہ فکر ہوا کہ گھوڑا ہی ہاتھ سے گیا جمعہ کی نماز سے فارغ ہوکر حضرت سے عرض کرنے لگے ایک گھوڑا ہے سواری کا آرام ہے جب جی چاہتا ہے اُسی پر گنگوہ آجاتا ہون وہ بیمار ہوگیا۔ حضرت نے فرمایا کیا گھوڑون مین بیماری ہے ؟ انہون نے عرض کیا کہ حضرت دو پٹھانون کے دو گھوڑے مرچکے ہین آپ نے ارشاد فرمایا اچھا تعویذ باندھو خدا فضل کریگا اور مولوی محمد یحیٰی صاحب سے

فرمایا کہ مولوی یحییٰ انکو ایک تعویذ گھوڑے کے واسطے دو چنانچہ مولوی نظر محمد خان نے تعویذ تو گھوڑے
کے باندھ دیا اور سوار ہو کر روانہ ہوئے اُسی وقت سے گھوڑا تندرست نظر آنے لگا دو ایک دنمین
بالکل اچھا ہو گیا اور پہلی حالت پر لوٹ آیا ایک ہفتہ بعد جب پھر گنگوہ آئے تو حضرت نے دریافت فرمایا
"میان گھوڑا ابھی اچھا ہے؟" انہون نے عرض کیا جی حضرت بالکل تندرست ہے آپ نے فرمایا اُسکی
سُستی بھی دفع ہو گئی؟ انہون نے کہا حضرت بالکل دفع ہو گئی اور اب بہت تیز رفتار ہے آپنے فرمایا بہتر

مولانا روشن خان صاحب مرادآبادی فرماتے تھے کہ میرا لڑکا محمد شفیع بچپن مین کہین دوڑا ہوا
جاتا تھا کہ گرا اور ایک ہاتھ مین سخت چوٹ آئی اُسکا علاج کیا مگر خدا جانے کہان اور کیسا صدمہ پہونچا تھا
کہ آرام نہوا مشہور جراحون اور نامی ڈاکٹرون کے بھی معالجے ہوئے مگر کوئی علاج کارگر نہوا یہانتک کہ ہاتھ
پتلا پڑ گیا اور خشک ہو کر بیکار محض ہو گیا بحالت ناامیدی حضرت کی خدمت مین عریضہ لکھا آپنے جواب
تحریر فرمایا "مین دعا کرتا ہون حق تعالیٰ شافی مطلق ہے" علاج چھوٹ چکا تھا خدا کی شان کہ چند روز مین
خودبخود درست ہو گیا اور خشک و بیکار شدہ ہاتھ پہلی حالت پر لوٹ آیا۔

مولوی قاسم علی صاحب

مولوی محمود حسن صاحب نگینوی فرماتے ہین کہ میری خوشدامن صاحبہ جو اپنے والد کے ہمراہ مکہ
معظمہ مین بارہ سال تک مقیم رہین نہایت پارسا اور عابدہ زاہدہ تھین سیکڑون احادیث بھی اُنکو حفظ
تھین اُنہون نے مجھسے فرمایا کہ بیٹا حضرت کے بہت شاگرد و مرید ہین مگر کسی نے حضرت کو نہین پہچانا جن
ایام مین میرا قیام مکہ معظمہ مین تھا روزانہ مین نے صبح کی نماز حضرت کو حرم شریف مین پڑھتے دیکھا ہے اور
لوگون سے سُنا بھی کہ یہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی ہین گنگوہ سے تشریف لایا کرتے ہین۔

میر واجد علی صاحب قنوجی فرماتے ہین میرے مرشد حضرت مولانا مولوی محمد قاسم صاحب نے
مجھسے بیان فرمایا کہ مین ایک مرتبہ گنگوہ گیا خانقاہ مین ایک کورا بدہنا رکھا ہوا تھا مین نے اُسکو اُٹھا کر کنوئین
مین سے پانی کھینچا اور اُسمین بھر کر پیا تو پانی کڑوا پایا ظہر کی نماز کے وقت حضرت سے ملا اور یہ قصہ بھی عرض
کیا آپ نے فرمایا "کنوئین کا پانی تو میٹھا ہے کڑوا نہین ہے" مین نے وہ کورا بدہنا پیش کیا جس مین پانی
بھرا تھا حضرت نے بھی پانی چکھا تو بدستور تلخ تھا آپنے فرمایا اچھا اسکو رکھدو یہ فرما کر نماز ظہر مین مشغول
ہو گئے سلام پھیرنے کے بعد حضرت نے نمازیون سے فرمایا کہ کلمہ طیبہ جسقدر جس سے پڑھا جائے پڑھو
اور خود بھی حضرت نے پڑھنا شروع کیا تھوڑی دیر بعد حضرت نے دعا کے لیئے ہاتھ اُٹھائے اور نہایت

خشوع وخضوع کے ساتھ دعا مانگ کر ہاتھ مُنہ پر پھیر لئے اسکے بعد بدھنا اُٹھا کر پانی پیا تو شیرین تھا اُسوقت مسجد مین جتنے نمازی تھے سب نے چکھا کسی قسم کی تلخی اور کڑواہٹ نہ تھی تب حضرت نے فرمایا اس بدھنے کی مٹی اُس قبر کی ہے جسپر عذاب ہورہا تھا الحمد للہ کلمہ کی برکت سے عذاب رفع ہوگیا۔

مولوی عبدالسبحان صاحب انسپکٹر پولیس علاقہ گوالیار فرماتے ہین ایک تحصیلدار میرے ملنے والے تھے وہ کسی بات پر برخاست ہوگئے ہرچند کوشش کی مگر کامیابی نہوئی آخر دعا کے لئے گنگوہ پہونچے حضرت نے فرمایا تمہارے وطن کے قریب جو میدان ہے وہان ایک فقیر مجذوب رہتے ہین اُن سے ہمارا سلام کہدینا تحصیلدار صاحب برخاستگی اور ناکامی کے سبب بہت ہی دل برداشتہ ہوگئے تھے یون سمجھکر کہ حضرت نے ٹالدیا واپس وطن ہوئے اور فقیر کے پاس بھی نہ گئے کچھ دنون بعد اتفاقیہ اُس میدان کیطرف انکا گذر ہوا تو مجذوب فقیر بیٹھا ہوا تھا وہ ہی سے انکو دیکھکر فقیر نے کہنا شروع کیا بابا مولوی صاحب نے بھیجا ہے جا جا پہاڑ پر چڑھ جا یہ سنکر انہون نے حضرت کا سلام تو پہونچادیا مگر رنجیدہ ومغموم یہ سوچتے ہوئے مکان کو واپس ہوئے کہ مولانا صاحب نے یون ٹالا اور انہون نے اسطرح ٹالا کام کچھ بھی نہوا۔ اسی پیچ وتاب مین تحصیلدار صاحب مکان پر پہونچے تو حکم آیا ہوا ملا کہ تم بحال کئے گئے اور نینی تال کا تبادلہ ہوا۔

مولوی نظر محمد خان کی اہلیہ کے ایکبار پھوڑا نکلا موقع ایسا نازک تھا کہ پٹی باندھنا کھولنا بھی نہوسکتا تھا ہرچند کئی مہینے علاج کیا مگر کچھ بھی افاقہ کی صورت نظر نہ آئی کمزوری اتنی بڑھ گئی کہ اُٹھنا بیٹھنا مشکل ہوگیا بیچاری زندگی سے مایوس ہوگئی تو خاوند سے کہا کہ حضرت کی خدمت مین جاؤ تو میرا سلام کہدینا اور حالت سنادینا کہ کوئی دن کی مہمان ہون مولوی نظر محمد خان گنگوہ آئے تو حضرت کو پیام پہونچایا حضرت نے تاسف فرمایا اور کہا بالکل گھبراگئی ہوگی اُسکو میرا سلام کہنا اور کہنا کہ آج دوا میری طرف سے پئے عرق سونف اور مکوہ پلانا اور کہدینا کہ مین نے بتایا ہے اُسکی تسلی ہوجائیگی خدا تعالیٰ شفا دیگا اسکے تھوڑی دیر بعد فرمایا شاید بہت جلد وہ دنبل ٹوٹ جاوے مولوی نظر محمد خان اُسی دن عشا کے وقت اپنے گھر پہونچے اور حضرت کا سلام وپیام پہونچا کر اُسی وقت عرق بادیان ومکوہ پلادیا اسکے بعد سب سوگئے آدھی رات گذری ہوگی کہ مریضہ نے خاوند کو آواز دی اور کہا ذرا جاگو دیکھو میرا تمام بستر اور کپڑا تر ہوگیا مولوی نظر محمد خان اُٹھے اور کہا الحمد للہ دنبل ٹوٹا دیکھا تو حقیقت مین دنبل سے اسقدر پیپ نکلی کہ پھوڑے کی جگہہ ورم کا نشان تک باقی نہ رہا بس جو کچھ ہونا تھا اسی رات ہولیا صبح کو اچھی خاصی اُٹھ بیٹھی نہ پھر پیپ آئی نہ دنبل کا پتہ نشان لگا خدا جانے

کہان گیا لوگون کا خیال تھا کہ دنبل ٹوٹ بھی گیا تو ناسور ضرور پڑ جائیگا مگر حضرت کی دعا کی برکت سے کچھ بھی اثر باقی نہین رہا ایسا معدوم ہوگیا گویا کبھی پھنسی تک نہ نکلی تھی۔

مولوی نظر محمد خان نے ایکمرتبہ پریشان ہوکر عرض کیا کہ حضرت فلان شخص چوہدری صاحب سے عداوت رکھتا تھا اُنکے انتقال کے بعد اب مجھسے ناحق عداوت رکھتا ہے بیساختہ آپکی زبان سے نکلا وہ کبتک رہیگا چند روز گذرے تھے کہ دفعۃً وہ شخص انتقال کرگیا۔

منشی نظر حسین سابق ناظر عدالت علاقہ گوالیار فرماتے ہین کہ مین ایک بار ایسے مرض مین مبتلا ہوا کہ کار منصب انجام نہ دیسکا مرض ایسا تھا کہ کسی طبیب کی سمجھ ہی مین نہ آیا۔ جب تشخیص ہی درست نہو تو علاج کیا نفع دے آخر مین نے سوچا کہ آخری وقت ہے لاؤ گنگوہ مین حضرت کی زیارت تو کرآؤن چنانچہ روانہ ہوا اور دیوبند پہونچا وہان دفعۃً ہیضہ مین مبتلا ہوگیا اور زندگی کی کوئی امید نہ رہی اُسی حالت مین دل کا تقاضا ہوا کہ کاش مرنے سے پہلے حضرت کی زیارت کرلیتا ہرچند سواری تلاش کرائی کہ پڑا ہوا چلا جاؤن مگر کوئی شخص میرے سوار کرنے اور گنگوہ لیجانے کو راضی نہوا تب مین بہت پریشان ہوا کہ یا اللہ کیا کرون حسرت گیا قبر مین ساتھ ہی لیجانی پڑیگی اس خیال کے آتے ہی مجھے اپنے جسم مین خفت اور صحت کی صورت محسوس ہوئی اور مین اُٹھ بیٹھا اتنی کامیابی پر مجھے سرور ہوا اور مین نے کھڑے ہونے کا قصد کیا تو کھڑا بھی ہوگیا۔ اسکے بعد وہان سے چلا اور ایک طرف کو ہولیا سامنے سے ایک بہل آتی نظر آئی جو گنگوہ جاتی تھی اس نے بہت ہی کم کرایہ پر مجھے بٹھالیا اور مین اُسی دن گنگوہ پہونچ گیا تین دن حضرت کی خدمت مین رہا ہیبت کے سبب کچھ عرض نہ کرسکا آخر رخصت کے وقت حضرت نے ایسی شفقت فرمائی کہ مجھے اپنا حال بیان کرنے کی جرءت ہوگئی اور مین نے اپنے مرض سابق سے صحت پانے کی دعا چاہی اُسی وقت حضرت دست بدعا ہوئے مین رخصت ہوکر اپنی جائے تعیناتی پر آیا اور کار متعلقہ انجام دینے لگا نہ کوئی دوا کھائی نہ دارو اُسی دن سے روز بروز توانائی حاصل ہوتی گئی حالانکہ بچپن سے مین لاغر اور نحیف تھا مگر اب جسم بھی فربہ ہوگیا اور ضعف وکسل کی کوئی شکایت کسی قسم کی بھی نہین۔

منشی عبدالحلیم صاحب بھونگامی فرماتے ہین کہ میری منجھلی خالہ کسی ایسے مرض مین مبتلا تھین کہ اولاد جیتی نہ تھی کئی بچے ہوئے مگر چِلّہ کے اندر اندر مرگئے اسکے علاوہ وضع حمل کے بعد تکلیف ایسی لاحق ہوتی تھی کہ زندگی سے ناامیدی ہو ہو جاتی تھی علاج معالجہ تعویذ گنڈا سب ہی کچھ کیا مگر کچھ کارگر نہوا آخر دل

مین پہنچ قصد کرلیا کہ اگر اب ولادت ہوئی تو بچہ کو گنگوہ لیجا کر حضرت کے قدمون مین ڈالدونگی اور دعا کراؤنگی خدا کی شان حمل قرار پایا ابھی ولادت نہوئی تھی کہ حضرت کے مرض الموت کی خبر وحشت اثر سنی آخر اسی حال مین یہ گنگوہ حاضر ہوئین حضرت پر شدت مرض کا غلبہ اور مدہوشی طاری تھی عرض معروض کا موقع ہی نہ تھا مجبور صاحبزادی صاحبہ سے عرض کر کے اُنکے ہمراہ ڈولی مین بیٹھکر حضرت کی زیارت کر کے واپس وطن ہوگئین۔ اس حمل کی جب ولادت ہوئی الحمدللہ بچہ بھی زندہ اور تندرست ہے اور مان بھی مرض معتاد سے مامون ومستریحہ نہ کوئی تکلیف ہوئی نہ شکایت۔

مولوی عبد السبحان صاحب انسپکٹر پولیس ضلع گوالیار فرماتے ہین کہ مولوی محمد قاسم صاحب کمشنر بندوبست ریاست گوالیار ایکبار پریشانی مین مبتلا ہوئے اور ریاست کی طرف سے تین لاکھ روپیہ کا مطالبہ ہوا انکے بھائی یہ خبر پاکر حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین گنج مرادآباد پہنچے حضرت مولانا نے وطن دریافت فرمایا انہون نے عرض کیا "دیوبند" مولانا نے تعجب کے ساتھ فرمایا گنگوہ حضرت مولانا کی خدمت مین قریب تر کیون نہ گئے اتنا دراز سفر کیون اختیار کیا؟ انہون نے عرض کیا کہ حضرت یہان مجھے عقیدت لائی ہے مولانا نے ارشاد فرمایا تم گنگوہ ہی جاؤ تمہاری مشکلکشائی حضرت مولانا رشید احمد صاحب ہی کی دعا پر موقوف ہے مین اور تمام روئے زمین کے اولیا بھی اگر دعا کرینگے تو نفع نہوگا چنانچہ واپس ہوئے اور بوسیلہ حضرت حکیم ضیاء الدین صاحب حضرت کی خدمت مین حاضر ہوئے حکیم صاحب نے سفارش کی تو حضرت امام ربانی نے ارشاد فرمایا کہ میرا کوئی قصور نہین کیا یہ صاحب مدرسہ عربی دیوبند کے مخالف ہین جو اللہ کا ہے سو قصور وار بھی اللہ پاک کے ہوئے حق تعالیٰ سے توبہ کرین بندہ دعا کریگا چنانچہ ادھر انہون نے توبہ کی اُدھر مطالبہ سے برأت کا کمشنر صاحب کے پاس سے حکم آگیا۔

حاجی دوست محمد خان صاحب کے صاحبزادہ عبدالوہاب خان ایک شخص کے معتقد ہوگئے اور بیعت کا قصد کیا وہ شخص جن سے بیعت ہونا چاہتے تھے محض صورت کے درویش تھے اور واقع مین پکے دنیادار اسلئے دوست محمد خان کو صاحبزادہ کی یہ تجویز پسند نہ آئی اور کئی بار منع کیا کہ اس شخص سے مرید نہو عبدالوہاب بعض خوارق دیکھکر ایسے ریجھے کہ باپ کا کہنا بھی ناگوار گذرا ماننا تو درکنار ادھر پیر صاحب کو فخر تھا کہ دوست محمد خان کا لڑکا پولیس کا کوتوال مرید ہوتا ہے آخر حاجی صاحب نے جب بیٹے کا اصرار دیکھا تو باقتضائے محبت دست

بدعا ہوئے اور مراقب ہو کر حضرت کی جانب متوجہ ہو کر خلوت مین جا بیٹھے عبدالوہاب خان پیر کے پاس آئے
اور مودب دوزانو بیٹھ گئے بے اختیار پیر کی زبان سے نکلا اول باپ سے اجازت لے آؤ اسکے بغیر بیعت مفید
نہین ہے۔ غرض ہاتھ بیعت کے لیئے تھا کر چھوڑ دیئے اور انکار فرمادیا حاجی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ
جسوقت مین امام ربانی کی طرف متوجہ ہوا تو دیکھا حضرت غایت شفقت کے ساتھ عبدالوہاب کا ہاتھ پکڑ کر
میرے ہاتھ مین پکڑاتے اور یون فرماتے ہین لو اب یہ اُسکا مرید ہوگا یہ وہی وقت تھا کہ اُنہوں نے عبدالوہاب
کا ہاتھ چھوڑا اور یہ کہکر بیعت سے انکار کیا کہ باپ سے اجازت لے آؤ۔

مولوی نظر محمد صاحب کی اہلیہ ایکبار درد چشم مین مبتلا ہوئی دن بدن بینائی ضعیف ہوتی گئی
اور تکلیف بڑہتی رہی قریب تھا کہ آنکھین جاتی رہین حضرت سے عرض حال کرایا آپ حجرہ مین تشریف
لے گئے اور یون ہی کسی جگہہ ہاتھ ڈالکر پتلی پتلی لکڑی کی دو تین شاخین عطا فرما کر کہا انکو باریک پیسکر
سرمہ مین ملا لو اور آنکھون مین لگاؤ چند ہی روز استعمال کرنے سے درد بھی بالکل جاتا رہا اور بینائی ایسی
تیز ہوگئی کہ قرآن مجید پڑہنے لگین۔

مولانا محمود حسین صاحب بریلوی جب سفر حج سے وطن واپس ہوئے سمندر مین طوفان عظیم آیا
پانی کا تموج و تلاطم الامان الحفیظ اب بھی خیال و تصور سے رونگٹا کھڑا ہوتا ہے تمام جہاز مین ایک کہرام بپا
تھا بجز چیخنے دہاڑنے اور رونے چلانے کے دوسری آواز نہ آتی تھی جسوقت یہ طوفان آیا ہے دوپہر کا
وقت تھا ناخدا نے مایوس ہو کر اطلاع دیدی کہ حاجیو دعا کرو کہ نجات ہو ورنہ جہاز کی تباہی مین شبہ نہین
مولانا ممدوح تحریر فرماتے ہین کہ اس وحشتناک حالت مین ہیبتے سننے سے بدن کانپ اٹھتا ہے الحمدللہ اپنے
حضرات کی اقدام بوسی کے طفیل حق تعالی نے میرے قلب کو ایک خاص اطمینان عطا فرمایا کہ نہ ہول تھی
نہ ہراس البتہ اُسی جہاز مین ایک حاجی جاوا کے رہنے والے سوار تھے انکا مین چند دام کا مقروض تھا
سوا اسکا فکر مجھے ضرور تھا کہ کاش اس حق العبد سے سبکدوشی نصیب ہو جائے کہین سے کچھ ملجائے کہ
انکو ادا کردون یا معاف کرالون اس سوچ کے علاوہ جزع فزع مطلق نہ تھا ہان بتوسل بزرگان دعا ضرور مانگتا
تھا کہ یا اللہ ہمارے حال پر رحم فرما اور بلائے بے درمان سے نجات دے اسی حالت مین شام ہوگئی
طوفان کی تیزی بدستور اور تلاطم کا زور شور اُسی حال پر قائم تھا کبھی یہ کنارہ اوپر جائے اور وہ کنارہ پانی
مین ڈوبے اور کبھی اسکا برعکس آخر رات ہوئی تو کسکا سونا اور کیسا آرام جہاز کے تمام مسافرون سے پریشان

اور گریبان جیسے بیٹھے تھے اُسی طرح تمام رات گذار دی آخر شب مین مجھپر کچھ غنودگی کی ایسی حالت طاری ہوئی جسکو خواب و بیداری کے بیچ بیچ کہنا چاہیئے کیا دیکھتا ہون کہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہ دریا مین کھڑے ہین اور ایک کشتی کو جو گہری دلدل مین پھنسی ہوئی ہے نکالنے کے لئے سہارا دے رہے اور زور لگا رہے ہین فوراً ہی مجھے ہوش آگیا ایک ڈھارس بندھ گئی کہ اب انشاء اللہ نجات ملی خدا کی شان کہ چند لحظہ کے بعد ہی طوفان رفع ہوگیا اور جہاز اپنی اصل حرکت پر آگیا اُسوقت کپتان نے کہا کہ جہاز میرے اختیار سے باہر ہو کر راستہ سے ڈھائی سو میل علحدہ ہو لیا ہے تم لوگون کی خوش نصیبی ہے کہ سمندر مین کسی پہاڑ سے ٹکرایا نہین ورنہ ٹکرا کر پاش پاش ہو جاتا۔

ایکبار چند طلبۂ دیوبند کسی مقدمہ مین ماخوذ ہوئے دشمنون کی مخالفت کا ثمرہ تھا کہ ناکردہ گناہ مظلومون پر عدالت سہارنپور مین جرم کا ثبوت ہوا اور قید کا حکم ہوگیا حضرت بیٹھے وضو فرما رہے تھے ایک صاحب سہارنپور سے آئے کسی نے دریافت کیا کہ طالبعلمون کے مقدمہ مین کیا ہوا انہون نے کہا قید ہوگئی حضرت نے تعجب کے ساتھ دریافت فرمایا کیا ہوا اُنہون نے عرض کیا حضرت ہوتا کیا بیچارے مظلوم قید ہوگئے آپ نے فرمایا کچھ نہین میان آپ چھوٹ جائینگے خدا کی شان کہ اپیل ہوا حاکم بالا کو اُنکی مظلومیت ظاہر ہوگئی اور فوراً رہا کر دیئے گئے۔

مولوی نظر محمد خان صاحب کو ایک مرتبہ مرض لاحق ہوا کہ صبح شام ہاتھ پاؤن اور سارا مُنہ سُوج آتا اور آفتاب نکلنے پر اُتر جاتا تھا حضرت امام ربانی رامپور تشریف لائے یہ بھی انبہٹہ سے حاضر خدمت ہوئے عصر کی نماز پڑھکر مرض کے سبب واپسی کا قصد کیا حکیم ضیاء الدین صاحب مرحوم نے فرمایا اپنے پیر سے تو اجازت لیلو غرض حضرت کی اجازت نہوئی اسلئے ٹھیرنا پڑا مغرب کے وقت دونون حضرات تشریف فرما تھے انہون نے مرض کا ذکر کیا حضرت نے حکیم صاحب سے فرمایا آج مونگ کی دال بھی پکوانا غرض شب کو جسوقت کھانا آیا تو دسترخوان پر مونگ کی دال بھی تھی اور گوشت بھی حضرت نے گوشت کا پیالہ انکے آگے سے اُٹھا لیا اور مونگ کی دال سامنے کو سرکا دی حکیم صاحب نے دریافت کیا کہ حضرت گوشت کیون اُٹھا لیا آپنے فرمایا انکو کچھ مرض ہے گوشت مضر ہے حکیم صاحب نے فرمایا انکو تو ضعف جگر ہے دال مضر ہے یہ کہکر حکیم صاحب نے دال سامنے سے اُٹھالی اور گوشت کا پیالہ سامنے رکھدیا مولوی نظر محمد صاحب نے ہاتھ کھینچ لیا اور کہا کہ حضرت کی اجازت بغیر مین تو گوشت کھاؤنگا نہین اُسوقت حضرت نے بھی فرمادیا

مولانا سعید الزمن صاحب قاضی بریلی سلمہ

اچھا بھائی بوٹی مت کھانا کچھ شوربا کچھ دال ملا کر کھالو غرض کھانے سے فارغ ہو کر عشا کی نماز پڑھی اور سو گئے صبح کو اُٹھے تو ورم اور دنون سے بھی زیادہ موجود تھا یہ پریشان ہوئے اور حکیم صاحب سے عرض کیا حکیم صاحب نے فرمایا مونگ کی دال بھی کھائی تھی یہ اُسکا نقصان ہے اشراق کی نماز سے جب حضرت فارغ ہوئے تو انھون نے حضرت سے حال عرض کیا حضرت نے فرمایا گوشت کھایا تھا اُسکا ضرر ہے الغرض جب آبھ کو واپس ہونے لگے اور حکیم صاحب سے رخصتی مصافحہ کیا تو حکیم صاحب نے فرمایا بھائی تم اپنے لئے دعا کرو تمکو بیماری سخت ہے مولوی نظر محمد خان نے جواب دیا حضرت مریض تو اپنے لئے دعا کیا ہی کرتا ہے جناب دعا فرماوین حکیم صاحب نے کہا دعا کیا دوا کرو اس کلمہ پر یہ بہت گھبرائے حضرت امام ربانی تھوڑے فصل پر بیٹھے یہ گفتگو سن رہے تھے اشارہ سے اُنکو پاس بلایا اور کمال محبت کے ساتھ تسلی دیکر یون ارشاد فرمایا جاؤ حکیم جی کا کہنا نہ سنو سب فضل ہو جائیگا وہ دن ہے اور آج کا دن حق تعالے کا ایسا فضل ہوا کہ ورم نام کو بھی نہین ہوا نہ دوا کی ضرورت ہوئی نہ کسی کی دعا کی اگلے ہی دن ورم موقوف ہو گیا اور اُترنے کے بعد دوبارہ چڑھنا جانا ہی نہین کہ کیونکر ہوتا ہے ۔

مولوی بدر الدین صاحب گلاؤٹھوی فرماتے تھے ایک دن حضرت کے یہان چار مہمان آگئے اتفاق ایسا ہوا کہ گھر مین کچھ نہ تھا حضرت مکان تشریف لے گئے اور اہلیہ سے فرمایا کہ چار مہمان ہین انہون نے عرض کیا اللہ مالک ہے آپنے فرمایا کیا کچھ نہین ہے پیرانی صاحبہ نے جواب دیا اللہ کا نام ہے اور کچھ نہین آپ نے فرمایا دیکھو تو سہی غرض دیکھا تو تقریبًا پاؤ بھر چاول نکلے حضرت نے فرمایا اللہ مالک ہے پکاؤ اور دیکھو کچھ گھی بورا ہو تو بہتر ہے غرض وہی پکوا کر حضرت امام ربانی رکابی مین نکلوا کر خود لیکر باہر تشریف لائے اور مہمانون کے سامنے رکھدیا مہمان یہ سمجھے کہ کھانا سینی مین آتا ہوگا رکابی زاید ہونے کے سبب حضرت لیکر چلے آئے اسلئے خوان آنے کے منتظر رہے حضرت نے یہ دیکھا تو فرمایا یہی کھانا ہے بسم اللہ کرو مہمانون نے کھانا شروع کیا عمومًا میٹھا تھوڑا کھا کر جی بھر جاتا ہے مگر یہ شکرانہ کچھ ایسا لذیذ تھا کہ خوب ہی شکم سیر ہو کر کھایا یون کہتے تھے کہ عمر بھر مین وہی میٹھا ایسا کھایا ہے جس سے جی نہین اکتایا نیت بھی بھری اور پیٹ بھی بھر گیا سب فارغ ہو گئے اور آدھی رکابی چاول بچ بھی رہے جسکو حضرت امام ربانی مکان واپس لے گئے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ رکابی مین سوت ہین کہ نیچے سے کھانا بڑھتا جاتا تھا ۔

مولوی ولایت حسین صاحب فرماتے ہین کہ میرے ہمراہ سفر حج مین ایک حکیم صاحب ساکن انبالہ تھے

از مولوی سراج احمد صاحب

جو اعلیٰحضرت حاجی صاحبؒ کے مرید تھے اسی تعلق سے انکو حضرت امام ربانی کے ساتھ تعارف بلکہ غایت عقیدت تھی وہ فرمانے لگے میرا تو یہ عقیدہ ہے کہ مولانا کی زبان سے جو بات نکلتی ہے تقدیر الٰہی کے مطابق ہوتی ہے اور یہ قصہ اپنے اوپر گذرا ہوا نقل کیا کہ اس سفر حج کے قبل مین گنگوہ حاضر ہوا تو حضرت نے مجھسے دریافت فرمایا تم نے حج بھی کیا؟ مین نے عرض کیا کہ نہین جی تو چاہتا ہے مگر روپیہ کم ہے" یا بلا استفسار خود ہی انہون نے عرض کیا کہ حضرت میرا قصد حج کا ہے مگر روپیہ کی کمی سے پریشان ہون بہر حال امام ربانی نے ارشاد فرمایا جاؤ حج کر آؤ روپیہ کی فکر مت کرو خدا سامان کرنے والا ہے حضرت سیّد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی یون ہی نکل کھڑے ہوئے تھے مگر جب کلکتہ پہونچے تو لوگ کوٹھون سے اُنکی گاڑی مین روپیون کی تھیلیان پھینکتے تھے حکیم صاحب فرماتے تھے کہ بس مین گھر آکر ڈیڑھ سو یا پونے دو سو روپے جو کچھ موجود تھے اُنکو لے سیدھا اسٹیشن پر آیا اور کسی کو اطلاع نہین کی ریل تک پہونچتے پہونچتے ایک صاحب کو میرے حج کو جانے کی خبر معلوم ہوئی وہ سو روپے لئے ہوئے اسٹیشن پر آئے اور چپکے سے میرے حوالہ کئے مین تو سمجھ ہی گیا کہ حضرت کی کرامت اور ارشاد کی برکت ہے انکو لیکر ریل مین بیٹھ گیا

حاجی حافظ فصیح الدین صاحب سوداگر کمپ میرٹھ فرماتے ہین کہ جب حضرت نے مجھے اپنی غلامی مین قبول فرمایا تو بیعت کے بعد مین نے عرض کیا کہ حضرت مجھپر حج فرض ہے بہت جی چاہتا ہے کہ ادا ہو مگر پانی سے بالطبع خوف معلوم ہوتا ہے سمندر تو بڑی چیز ہے اِس لہر لہراہٹ سے ہمت پست ہو جاتی ہے آپ دعا فرماوین تو بیڑا پار ہو جاوے حضرت خاموش ہو رہے حافظ صاحب فرماتے ہین کہ رخصت ہو کر وطن واپس ہوا میرٹھ کے اسٹیشن سے ابھی اُترنے نہین پایا تھا کہ پانی سے ڈرنا بالکلیہ زائل ہو چکا تھا ہر چند دل کو ٹٹولتا تھا مگر سمندر سے کوئی خوف وہراس مطلق محسوس نہوتا تھا چنانچہ بحمد اللہ زیارت حرمین سے فیضیاب ہوا اور نہایت اطمینان و راحت کے ساتھ سفر پورا ہوا۔

مولوی حیات علی صاحب فرماتے ہین مین عرصہ سے بازار کی چیزون کو مشتبہ سمجھکر چھوڑے ہوئے تھا مطلق نہ کھاتا تھا جسوقت گنگوہ حاضر ہوا سب سے پہلے حضرت نے مجھکو بازار کی مٹھائی عطا فرمائی حضرت کا عطیہ اور تبرک سمجھکر مین نے اُسکو کھالیا الحمد للہ نہ کچھ نقصان ہوا نہ وہ بات باقی رہی جسکے سبب اسکا ترک ہوا تھا

حکیم عبد العزیز مرحوم گلاؤٹھوی اپنے بھائی عبد القیوم کو ساتھ لیکر ایکبار گنگوہ پہونچے یکہ واپسی کا کرایہ کیا تھا اگلے دن واپس ہونے کے قصد سے حاضر خدمت ہوئے خود ہی حضرت نے ارشاد فرمایا

اگر جانے کا ارادہ ہو تو جاؤ انہون نے عرض کیا بہتر حضرت نے فرمایا کچھ کھانا ساتھ رکھ لینا انہون نے عرض کیا کہ حضرت ایسی ہی ضرورت ہوگی تو انبہٹہ جا کھائینگے آپ نے فرمایا خدا جانے کیا قصہ پیش آئے کھانا ساتھ رکھ لو خدا کی شان گنگوہ سے دو ڈھائی میل نکل آئے تو یکہ کا پہیہ ٹوٹ گیا ہر چند کوشش کی مگر اصلاح نہوئی آخر مجبور رات وہین جنگل مین گذارنی پڑی اور ساتھ رکھا ہوا کھانا کام آیا۔

حاجی دوست محمد خان صاحب بھوگامی رحمۃ اللہ علیہ حضرت کے نہایت مخلص خادم تھے بچپن ہی سے انکو گائے کا گوشت ہضم نہوتا تھا اسلئے ہمیشہ پرہیز رکھتے تھے اگر بھولکر بھی کھا لینے کا اتفاق ہوتا تو فوراً نقصان کرتا تھا مہینون بیمار رہتے اور خمیازہ اٹھاتے تھے ایکبار گنگوہ حاضر ہوئے صاحبزادہ محمود احمد مرحوم کے ہمراہ کھانا کھانے دسترخوان پر بیٹھے دسترخوان پر چہان اور کھانے تھے ایک پیالہ مین گاوا گوشت بھی تھا حاجی صاحب نے گوشت مین ہاتھ نہ ڈالا دوسرا کھانا کھاتے رہے مولوی محمود احمد مرحوم نے فرمایا حاجی صاحب گوشت کیون نہین کھاتے حاجی صاحب نے سچا عذر ظاہر کردیا کہ کبھی موافق ہی نہین آیا مرحوم نے انکا ہاتھ پکڑکر گوشت کے برتن مین ڈالدیا اور فرمایا بسم اللہ کرکے کھاؤ یہ فقیرون کے یہان کا پکا ہوا گوشت ہے انشاء اللہ نقصان نہ کریگا حاجی دوست محمد خان صاحب نے حکم کی تعمیل فرمائی اور خوب شکم سیر ہوکر گوشت کھایا کہ جو کچھ ہوگا ہو رہیگا حقیقت مین فقیرون کے یہان کا گوشت نقصان دینے والا نہ تھا چنانچہ ہضم ہوگیا اور اسکے بعد گائے کا گوشت انکو ہمیشہ ہضم ہوتا رہا بلکہ برغبت کھانے لگے۔

حاجی صاحب مرحوم کی اہلیہ ایکبار سخت علیل ہوئین فم معدہ مین اس شدت سے درد ہوتا کہ تڑپتی اور لوٹتی تھین آخر غش آجاتا اور بیہوش ہوکر دم رک رک جاتا تھا اس درد کے متواتر دورے تقریباً دو ماہ تک ہوتے رہے آخر ایک دورہ ایسا سخت پڑا کہ بتیسی بند ہوگئی ہاتھ پاؤن کی نبضین چھوٹ گئین غشی طاری ہوگئی اور تمام جسم ٹھنڈا پڑگیا حاجی صاحب کو اہلیہ کے ساتھ نہیت زیادہ تعلق تھی بیقرار ہوگئے پاس آکر دیکھا تو حالت غیر تھی صرف سینہ مین سانس چلتا محسوس ہوتا تھا۔ زندگی سے مایوس ہوگئے رونے لگے اور سرہانے بیٹھکر یٰسین شریف پڑھنی شروع کردی چند لمحہ گذرے تھے کہ دفعۃً مریضہ نے آنکھ کھولی اور ایک لمبا سانس لیکر پھر آنکھ بند کرلی سب نے سمجھ لیا کہ اب وقت اخیر ہے حاجی دوست محمد خان اس حسرتناک نظارہ کو دیکھ نسکے بے اختیار وہان سے اٹھے اور مراقب ہوکر حضرت امام ربانی کی طرف متوجہ ہوئے کہ وقت آگیا ہو تو خاتمہ بالخیر ہوا اور زندگی باقی ہے تو یہ تکلیف جو متواتر تین دن سے

ہو رہی ہے رفع ہو جائے۔ مراقبہ کرتا تھا کہ مریضہ نے آنکھیں کھولدین اور باتین کرنی شروع کر دین نبضین اپنے
ٹھکانے آلگین اور افاقہ ہوگیا دو تین دن مین قوت بھی آگئی اور بالکل تندرست ہوگئین اسکے بعد کبھی درد نہین
اٹھا۔ حاجی صاحب مرحوم فرماتے تھے کہ جسوقت مین مراقب ہوا حضرت کو اپنے سامنے پایا اور پھر تو یہ حال
ہوا کہ جس طرف نگاہ کرتا حضرت امام ربانی کو بہیئت اصلیہ موجود دیکھتا تھا تین شبانہ روز یہی حالت رہی
جب مریضہ بالکل تندرست ہوگئی اُسوقت یہ حالت بھی رفع ہوگئی۔

مولوی محمد یسین صاحب دیوبندی فرماتے ہین ایک مرتبہ مین بمعیت مولانا عبدالمومن صاحب اور
حافظ لیاقت علی صاحب گنگوہ حاضر ہوا جب واپسی کے وقت حضرت سے رخصت ہونا چاہا تو دوپہر کا
وقت تھا اور یون خیال تھا کہ رامپور دس کوس ہے عصر کے وقت تک وہان پہونچ لینگے رات حضرت
حکیم ضیاء الدین صاحب کی خدمت مین گذار کر علی الصباح دیوبند روانہ ہو لینگے حضرت نے فرمایا اُسوقت
کیون جاتے ہو رات کو کہان مارے مارے پھروگے" مین نے عرض کیا کہ حضرت شب کو رامپور مین ٹھیرنیکا
قصد ہے اسپر بھی آپنے یہی فرمایا رات کو ناحق راستہ مین پریشانی ہوگی کیا فائدہ ہے صبح کو چلے جانا"
سب کو تعجب ہوا کہ گرمی کا موسم ہے ایسے بڑے دن مین دس کوس کی مسافت ہی کیا ہے چار گھنٹہ نہین
پانچ گھنٹہ سہی رات مین تو ابھی سات گھنٹہ باقی ہین۔ مین نے پھر عرض کیا کہ کل کو بندہ کا مدرسہ مین حاضر
ہوجانا ضروری ہے حضرت نے فرمایا مدرسہ کے حرج کا تو مجھے بھی بہت خیال ہے لیکن تمہاری تکلیف کی وجہ سے
کہتا ہون کہ ناحق راستہ مین مارے مارے پھروگے سخت تکلیف اُٹھاؤگے" باوجود حضرت کے بار بار اس
فرمانے کے ہمین مطلق خیال نہوا کہ "شیخ ہرچہ گوید دیدہ گوید" اپنی ہی کہے گئے آخر حضرت نے مصافحہ کیا اور
فرمایا اچھا بھائی جاؤ فی امان اللہ" غرض چلدیئے جب آبادی سے باہر نکلے تو حافظ لیاقت علی کو تنبہ ہوا کہنے
لگے میان خدا خیر کرے آج دیکھئے کیا مصیبت جھیلنی پڑے ہمنے حضرت کا ارشاد نہین مانا اور اُسوقت
کچھ نہ سوچا کہ کیا کرنا چاہیے حضرت کا فرمانا خالی نہ جائیگا مین ایک دفعہ پہلے تجربہ کر چکا ہون اسکے بعد
اُنھون نے اپنا قصہ سنایا کہ حضرت سے ایکبار مین رخصت ہونے لگا آپنے فرمایا اب نہ جاؤ راستہ مین بارش
مین بھیگ جاؤگے پریشان ہوگے" چونکہ اُسوقت آسمان بالکل صاف اور آفتاب نکلا ہوا تھا مجھے بارش کا
وسوسہ بھی نہین گذرا مین نے عرض کیا کہ حضرت آسمان پر ابر کا نشان بھی نہین آپنے پھر یہی فرمایا کہ راستہ
مین بارش مین بھیگوگے پریشان ہوگے" مین نے پھر عرض کیا حضرت ابھی تو بارش کا کوئی بھی سامان

نہین اور مجھے بوجہ ملازمت آج ہی وطن پہونچنا ضروری ہے میرے اصرار پر حضرت نے اجازت دیدی
اور مین گنگوہ سے باہر نکلا دو تین کوس چلا ہونگا کہ دفعتہً ابر نمودار ہوا اور چار طرف گھٹا چھا گئی اِس زور
کی بارش ہوئی کہ پاؤن اُٹھانا اور ایک قدم چلنا مشکل پڑ گیا سر سے لیکر پاؤن تک خوب نہایا اور بدقت
تمام خدا خدا کر کے نانوتہ پکڑا مجبور وہین رات کو ٹھیرنا پڑا اور بڑی تکلیف اُٹھا کر اگلے دن دیوبند پہونچا۔
سو دیکھئے آج کیا تقدیر مین لکھا ہے؟ اسی فکر مین جا رہے تھے کہ ایک بٹیا نظر پڑی یہ سوچکر کہ یہ
پیدل کا راستہ بہ نسبت لیکھ کے قریب تر ہے تینون اُسی راستہ ہو لئے کہ دو کوس کی بچپت نکل آئیگی
شام تک چلتے رہے مگر رامپور ہی نظر نہ آیا مغرب کے وقت ایک گانو نظر آیا وہان جو رامپور کا راستہ
پوچھا تو معلوم ہوا کہ گنگوہ سے پندرہ کوس آ لئے اور یہان سے رامپور سات کوس ہے۔ تینون مسافر
گھبرا اُٹھے نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن آخر بعد مغرب وہان سے بھی چل پڑے اندھیری رات تھی اور
اِتنی شدید کہ پاس کی چیز بھی دکھائی نہ دیتی تھی آخر بٹیا بھی چھوٹ گئی کھیتون مین بے راہ چلنا پڑا دو دن
ہوئے بارش ہوئی تھی اسلئے جگہہ جگہہ گھٹنون تک پانی تھا اور کہین ایسی دلدل کہ نکلنا مشکل اُفتان خیزان
ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے جدھر مُنہ اُٹھا چل رہے تھے نہ آدم نہ آدم زاد کہ بھٹکے مسافرونکو راستہ بتادے
آخر ایک بن سامنے نظر پڑا جسکے گنجان درختون مین گھُسنے کی بھی جگہہ نہ ملی نگاہ اُٹھا کر دیکھین تو میلو نمین
پھیلاؤ دکھائی دیا اور دوسری طرف کہین راستہ نظر نہ آیا حیران پریشان کہ کہان جائین اور کیا کرین مجبور
تھک کر یہان کھڑے ہو گئے اور بیکسی کی حالت مین دعا مانگی کہ یا اللہ راہبر بھیج کہ مشکل آسان ہو چند
منٹ گذرے تھے کہ پاس کے کھیت مین سے ایک شخص ادھر ہی آتا معلوم ہوا اور دور ہی سے اُس نے
آواز دی کون کھڑے ہین ہم نے کہا بھائی مسافر ہین اُس نے کہا گھبراؤ نہین مین آگیا اگر مین نہ آتا تو
تمکو راستہ نہ ملتا آؤ میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ یہ کہکر وہ اُسی بن مین گھُسا ہم اُسکے پیچھے ہو لئے چند قدم
چلے تھے کہ ایک بٹیا نظر آئی اُسپر چل پڑے نہ کہین پانی ملا نہ گارا راستہ مین اس شخص نے یہ بھی کہا کہ
تم جس جگہہ جاتے ہو وہان کل رات ایک شخص کے یہان چوری ہو گئی بہت مال گیا ہمین خیال بھی
نہ ہوا کہ یہ شخص کون ہے اور کیونکر اسکو علم ہوا کہ ہم کہان جاتے ہین خلاصہ یہ کہ دس پندرہ منٹ مین
اس شخص نے رامپور کی آبادی کے قریب ہمین پہونچا دیا اور کہا دیکھو یہ چراغ جو نظر آ رہے ہین رامپور ہی
ہے چلے جاؤ۔ تب ہم نے اُس شخص سے پوچھا اور تم کہان جاتے ہو انہون نے کہا مین بھی آتا ہون

استنجا کرکے یہ کہکر ہمارے قریب ایک درخت کے نیچے استنجا کا بہانہ کرکے بیٹھ گئے اُسوقت ہمین خیال ہوا کہ ایسی حالت مین حضر علیہ السلام رہبری فرمایا کرتے ہین ضرور یہ وہی ہین ان سے ملنا چاہیئے یہ سوچتے ہی ہم لپکے چار طرف دیکھا مگر کہین نشان نہ پایا آخر رامپور پہونچے اور رات وہان گذاری۔

اِس قسم کے واقعات حضرت امام ربانی قدس سرہ کی سوانح شریفہ مین سیکڑون بلکہ ہزارون ہین جو عام وخاص متوسلین پر وقتاً فوقتاً پیش آئے مشتے نمونہ از خروارے چند امور ہدیۂ ناظرین کردئے گئے حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مدّ فیوضہ ابتدا مین ایسے ضعیف الطبع تھے کہ چند آدمیون کے مجمع مین گفتگو فرمانے سے بھی جھجکتے اور مرعوب ہوجاتے تھے جن دنون حضرت مولانا ریاست بہاولپور مین مدرس تھے اور مخالفین سے مناظرہ ہونا معین ہوگیا تو مولانا ہی اس جانب سے مناظر قرار فرمائے گئے جب حضرت امام ربانی کی خدمت مین حاضر ہوئے تو ضعف طبع اپنا ظاہر کیا اور عرض کیا کہ حدیث مین آیا ہے جریر بن عبداللہ بجلی گھوڑے پر سوار نہو سکتے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے انکا یہ ضعف جاتا رہا اور اعلیٰ درجہ کے شہسوار ہوگئے۔ اِس سے معلوم ہوا کہ اہل اللہ کی قوتون اور تصرفات کا اثر امور طبعیہ پر بھی پڑتا ہے حضرت میرے لئے بھی دعا فرماوین مجھے یہی فکر ہے کہ میری مرعوب ہوجانے والی طبیعت کئی ہزار عوام وخواص کے مجمع مین مناظر بنکر کسطرح تقریر کی اجازت دیگی چنانچہ حضرت نے فرمایا حق تعالیٰ مین سب قدرت ہے اسکے بعد حضرت مولانا کی طبیعت مین جو جرأت پیدا ہوئی وہ اسی سے ظاہر ہے کہ علماء ہندوستان مین رئیس المتکلمین کے لقب سے ملقب ہین اور بھرے مجمعون مین تقریر کرنے یا مخالفین کی ہزار ہا تعداد والی جماعت مین مباحثہ اور مناظرہ کرنے کے لئے مولانا ہی منتخب ہوتے اور آگے بڑہائے جاتے ہین۔

یہ ثمرات ہین اُن تصرفات کے جو حق تعالیٰ نے اپنے مقبولین کو عطا فرمائے ہین اور آثار ہین اُس مقبولیت وقرب منزلت کے جسکے سبب خلاف عادت امور ظاہر ہوکر کرامت کے نام سے مشہور ہوتے ہین امام ربانی قدس سرہ کی کرامات کا حصر واحصار کرنا میری وسعت سے باہر ہے خصوصاً جبکہ اپنی معلومات بھی تماماً عرض نہین کرسکتا کشفی واقعات جنکو عوام نے ولایت کا مدار اور عرفان ومعرفت کا آلہ سمجھ رکھا ہے اگر دیکھے جائین تو امام ربانی قدس سرہ کی سوانح مین اس کثرت سے نکلین گے کہ گنتی اور شمار بھی مشکل ہے مگر چونکہ آن غواص بحر حقیقت کی خاکبوسی کے طفیل یہ ثمرہ عام متوسلین کو ملا ہے کہ

اصل کمال یعنی اتباع شریعت محمدیہ کے مقابلہ پر ایسے واقعات کو ہیچ در ہیچ سمجھا جائے اسلئے نہ کبھی کسیکو جمع کرنے کی توجہ ہوئی نہ محفوظ رکھنے یا قلمبند کر لینے کا خیال پیدا ہوا آپ کے متوسلین کی ہزاران ہزار جماعت مین شاید کوئی شخص ایسا ہو جسپر کشف یا کرامت کے متعلق کوئی واقعہ پیش نہ آیا ہو پھر اس بحر زخار کو کوزہ مین کوئی کیونکر بند کر سکتا ہے تکملہ عنوان کی غرض سے چند واقعات اسکے بھی درج کرتا ہون۔

مولانا علی رضا صاحب حضرت کے شاگرد ہین فرماتے ہین کہ زمانہ طالبعلمی مین مجھے ایسا مرض لاحق ہوا کہ وضو قائم نہ رہتا تھا بعض نماز کے لئے تو کئی کئی بار وضو کرنا پڑتا تھا ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ فجر کی نماز کو بندہ مسجد مین سویرے آگیا سردی کا موسم تھا اور اُسدن اتفاق سے جاڑہ بھی زیادہ تھا بار بار وضو کرنے مین بہت تکلیف ہوتی کہتی جی چاہتا تھا کسی طرح جلد نماز سے فراغت ہو جائے تقدیری بات کہ حضرت امام ربانی نے اُسدن معمول سے بھی کچھ زیادہ دیر لگائی مین کئی مرتبہ سخت سردی مین وضو کرنے سے بہت پریشان ہوا اور وسوسہ گذرا کہ ایسی بھی کیا حنفیت ہے حضرت ابھی اسفار ہی کے منتظر ہین اور ہم وضو کرتے کرتے مرے جاتے ہین۔ لحظہ دو لحظہ کے بعد ہی حضرت تشریف لائے اور جماعت کھڑی ہوگئی۔ فراغت کے بعد حسب معمول دیگر اشخاص کے ہمراہ مین بھی حضرت کے پیچھے پیچھے حجرہ شریفہ تک گیا جب سب لوگ لوٹ گئے اور حضرت نے دروازہ بند کرنا چاہا تو مجھے پاس بُلا کر ارشاد فرمایا کہ بھائی یہان کے لوگ نماز فجر کے واسطے تاخیر کر کے آتے ہین اسوجہ سے مین بھی دیر کر دیتا ہون یہ فرما کر حضرت حجرہ مین تشریف لے گئے اور مین ندامت سے پسینہ پسینہ ہوگیا۔

منشی نثار علی اور گوہر خان ملازم پلٹن نمبر ۶۵ رخصت لیکر بارادہ بیعت لکھنؤ سے گنگوہ روانہ ہونیکو طیار ہوئے دروازہ پر سواری تک آکھڑی ہوئی اتفاق سے کسی حاکم کی آمد کا تار آیا اور عین وقت پر انکو افسر کے حکم سے رُکنا پڑا دس دن کے بعد فارغ ہو کر گنگوہ پہونچے تو حضرت نے صاف ارشاد فرمایا کہ تم دونون صاحب فلان روز روانہ ہونا چاہتے تھے مگر روک لئے گئے تھے اور جب کھانا دسترخوان پر آیا تو فرمانے لگے کہ آپ کے ساتھ دو ٹٹو بھی تو ہین آخر وہ بھی میرے مہمان ہین اول انکو گھاس دانہ پہونچنا چاہئے حالانکہ دونون کے ٹٹوؤن پر سوار ہو کر آنیکی اطلاع آپکو کسی آدمی نے نہین دی تھی۔

منشی محمد حسن صاحب نائب محافظ دفتر بجنور ایک مرتبہ حاضر آستانہ ہوئے اور کوئی بات تخلیہ مین عرض کرنی چاہتے تھے اسلئے موقع کے منتظر تھے مگر خدام کی آمد و رفت مین ایسا وقت ہی نہ ملا کہ عرض

معروض کرلین آخر حجرہ مین آکر مولوی حبیب الرحمن صاحب سے کہا کہ آپ میری تقریب کردین کہ تنہائی مین کچھ عرض کرلون" چند لمحہ گذرے تھے کہ ایک شخص حجرہ کے دروازہ پر آئے اور انہین سے کہا کہ ابھی تمکو حضرت یاد فرماتے تھے کہ محمد حسن حجب سے آئے ہین انہون نے کچھ کہا سنا نہین چنانچہ یہ گئے تو حضرت تنہا حجرہ مین تشریف فرما تھے حسب منشا کے مطابق عرض معروض کر چکے تو پھر لوگون کی آمد شروع ہو گئی۔

حضرت مولانا صادق الیقین رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے والد شاہ سراج الیقین صاحب سے جو اپنے والد کی طرف سے مجاز تھے اور طریقہ متعارف پر فاتحہ وغیرہ کے قایل تھے انہین مسایل مین کچھ جھگڑا ہوا مولانا سراج الیقین صاحب عرس بلا مزامیر کو سبب برکت بتلاتے اور معمول قرار دئیے ہوئے تھے اور مولانا مرحوم انکار فرماتے تھے باپ بیٹون مین اس اختلاف کے سبب رنج ہو گیا اور مولانا مرحوم کشیدہ خاطر ہو کر گنگوہ چلے آئے۔ آنے کو تو آ گئے مگر والد صاحب کی ناراضی کا اکثر خیال آتا تھا ایک دن حضرت کی خدمت مین حاضر تھے یکایک حضرت نے ان سے ارشاد فرمایا کہ مین نے تمہارے والد کی طرف خیال کیا تھا ان کے قلب مین تمہاری محبت جوش مار رہی ہے اور یہ خفگی صرف ظاہری ہے امید ہے کل پرسون تک تمہارے بلانے کو انکا خط بھی آجائیگا چنانچہ دوسرے ہی دن شاہ صاحب کا خط آیا جس مین مفارقت کا صدمہ و رنج ظاہر کیا اور یون لکھا تھا کہ تم فوراً چلے آؤ جسطرح پر تم کہوگے اسی طرح عمل کرونگا۔

ایکبار حضرت کے ایک خادم نے حاضر آستانہ ہو کر مصافحہ کیا آپ حجرہ مین تھے انکے بیٹھتے ہی حضرت نے فرمایا پہلے اپنا اسباب لاکر سامنے کے حجرہ مین رکھدو ایک خادم نے عرض کیا بھی کہ اسباب مین لے آیا ہون آپ نے فرمایا نہین بھائی اپنا اسباب آپ ہی خوب دیکھا جاتا ہے اس اشارہ پر وہ اٹھے اور خادم کا لایا ہوا اسباب دیکھا تو لوٹا نہین تھا سواری واپس ہو چکی تھی مگر اتنا غنیمت تھا کہ دوسری جگہہ جا ٹھیری تھی ابھی لوٹی نہ تھی آخر بدقت اگلے دن لوٹا دستیاب ہوا۔

صوفی کرم حسین صاحب فرماتے ہین کہ قبیل عصر جب حضرت تلاوت سے فارغ ہوتے اور حجرہ کا دروازہ کھلنے کا وقت آتا تو مین حاضر ہوتا مگر اس خیال سے کہ شاید تلاوت کے بعد حضرت خواب استراحت مین ہون بہت ہی آہستہ آتا تھا کہ مطلق آہٹ نہو اور باہر سہ دری ہی مین بیٹھ جاتا تھا کچھ وقفہ نہ گزرتا کہ حضرت امام ربانی اکثر میرا نام لیکر اور کبھی کبھی بایں الفاظ کہ کون ہے آجاؤ مجکو باریابی عطا فرمایا کرتے تھے صوفی کرم حسین صاحب ایک مرتبہ بیمار ہوئے اور چند روز کے بعد صحت ہو گئی ان کے مکان سے

طلبی کا خط پہونچا تو انہوں نے روانگی کا قصد کیا حضرت سے جب رخصت ہونے گئے تو خلاف عادت فرمانے لگے کرم حسین کل کو مت جاؤ دو تین روز کے بعد جانا۔ ارادہ کا فسخ طبع کو گران تو ہوا مگر ٹھیر گئے اگلے دن دفعۃً تپ ولرزہ آیا اور وہ بھی اس شدت کے ساتھ کہ عشا کے وقت تک اٹھ ہی نہ سکے اسوقت خیال ہوا کہ آج راستہ مین ہوتا تو کیسا مزہ آتا غرض اُسی روز آنا ہوا جو حضرت نے فرمایا تھا۔

منشی احمد جمیل صاحب کی پولیس سے کچھ مخالفت ہوگئی اور ایک سنگین مقدمہ مین مبتلا ہو گئے جب چار طرف سے یاس ہوئی اور پریشانی بڑھی تو حضرت کی خدمت مین عرض حال کیا آپنے جواب تحریر فرمایا تمکو کچھ پریشان ہونیکی ضرورت نہین تمہارا کوئی کچھ نہین کر سکتا حضرت کی دعا کا ثمرہ تھا کہ اس معاملہ مین انکا بال بھی بیکا نہوا۔ اسکے بعد عدالت مال مین مدعا علیہ بنائے گئے اس مرتبہ انکی استدعا پر یہ جواب تھا کہ "مقدرات ٹلتے نہین مین بھی دعا کرتا ہون اللہ قبول فرمائے لیکن مقدرات نہین ٹلتے" چنانچہ مقدمہ مین ناکام رہے اور دلخواہ نتیجہ نہ نکلا۔

میر محبوب علی صاحب اپنی اہلیہ کو اپنی خالہ کے پاس گنگوہ لیگئے تھے انکو وہان اُتار کر خود حضرت کی خدمت مین حاضر ہوئے یکایک دل مین خیال آیا کہ گھر والی کو بھی حضرت کے ہاتھ پر بیعت کرا دیتا تو بہتر تھا چنانچہ حضرت سے عرض کیا حضرت نے فرمایا بہتر ہے لے آؤ۔ اب انکو خیال ہوا کہ ایسی بے طہارتی مین لانا ٹھیک نہین کل کو غسل کر کے آنا مناسب ہے حضرت نے پھر فرمایا جاؤ لے آؤ انہوں نے عرض کیا کہ حضرت کل کو لے آؤنگا۔ حضرت نے لوٹ پھیر کر کئی بار فرمایا مگر یہ نسمجھے اور یون ہی عرض کرتے رہے کہ کل کو لے آؤنگا آخر حضرت نے ارشاد فرمایا خیر تمہاری مرضی کل کو لے آئیو آج لے آتے تو اچھا تھا۔ اگلے دن جب بیچاری نہا دھو کر حاضری کے لئے طیار ہوئی دفعۃً اس زور کی آندھی آئی کہ آنا ہو ہی نسکا مجبور تیسرے دن شرف بیعت حاصل ہوا۔

منشی قادر بخش صاحب بلند شہری تحریر فرماتے مین کہ مولانا خلیل الرحمن جنکو سابق امیر کابل یعقوب خان انکی بزرگی کے سبب ہمیشہ اپنے ساتھ رکھا کرتے ہین فرماتے تھے کہ مین جس زمانہ مین حضرت کی خدمت مین حدیث پڑہتا تھا ایک طالب علم تھے ولی محمد بیچارے بہت مسکین اور پارسا شخص تھے جو تھوڑا سا خرچ انکے گھر سے آیا کرتا بس اُسی مین گذر کیا کرتے تھے کیسی ہی ضرورت ہو کبھی دوست یا ہم جماعت تک سے ذکر نہ کرتے تھے ایکبار مکان سے خرچ آنے مین دیر ہوئی اور انکو ایک یا دو فاقہ کی نوبت

پہونچی مگر نہ انہون نے کسی سے ذکر کیا نہ کسی صورت یہ حال کسی پر ظاہر ہوا اسی حالت مین صبح کیوقت بغل مین کتاب دبائے پڑھنے کے واسطے حضرت کی خدمت مین آرہے تھے کہ راستہ مین حلوائی کی دوکان پر گرم گرم حلوا پک رہا تھا یہ کچھ دیر وہان کھڑے رہے کہ کچھ پاس ہو تو کھائین مگر پیسہ بھی نہ تھا اسلئے صبر کرکے چلدئے اور خانقاہ مین پہونچے حضرت گویا انکے منتظر ہی بیٹھے تھے سلام کا جواب دیتے ہی فرمایا مولوی ولی محمد آج تو حلوا کھانے کو ہمارا جی چاہتا ہے لو یہ چار آنہ لیجاؤ اور جس دوکان سے تمکو پسند ہو وہین سے لاؤ غرض مولوی ولی محمد اُسی دوکان سے حلوا خرید کر لائے اور حضرت کے سامنے رکھدیا حضرت نے ارشاد فرمایا "میان ولی محمد میری خوشی یہ ہے کہ اِس حلوے کو تم ہی کھالو" مولوی ولی محمد صاحب اس قصہ کے بعد فرمایا کرتے تھے کہ حضرت کے سامنے جاتے مجھے بہت ڈر معلوم ہوتا ہے کیونکہ قلب کے وساوس اختیار مین نہین اور حضرت اُنپر مطلع ہوجاتے ہین۔

حافظ عبد الحفیظ صاحب میرٹھی تاجر بمبئی فرماتے ہین کہ مین اپنی اہلیہ کو بمبئی لیجانا چاہتا تھا گنگوہ حاضر ہوا تو مشورۃً حضرت سے قصد ظاہر کیا بیساختہ آپنے فرمایا "کیا مارنے کے واسطے لئے جاتے ہو؟" یہ بیچارے کیا سمجھتے کہ مطلب کیا ہے دوبارہ پھر عرض کیا کہ حضرت وہان مجھے تکلیف بہت ہوتی ہے آپنے ارشاد فرمایا "اچھا لیجاؤ مگر عید تک گھر پہونچا دینا" غرض وہان سے رخصت ہوئے اور اہلیہ کو لیکر بمبئی پہونچے چونکہ حضرت کا ارشاد یاد تھا اسلئے عید سے پہلے میرٹھ پہونچا دیا چند ہی روز بعد دفعۃً مبتلائے مرض ہوئی اور دار فانی سے رحلت کرگئی اُسوقت خیال ہوا کہ چند روز تساہل کرتا تو یہ سانحہ یہان بمبئی ہی مین پیش آتا۔

ایک مرتبہ دو شخص اجنبی آپکی خدمت مین حاضر ہوئے اور سلام و مصافحہ کے بعد بیعت کی تمنا ظاہر کی آپنے فرمایا "دو رکعت پڑھو" حضرت کے اِس ارشاد پر تھوڑی دیر تو دونون صاحب گردن جھکائے بیٹھے رہے پھر چپکے ہی اُٹھکر چلدئے جب دروازہ سے باہر ہولئے تب حضرت نے فرمایا "دونون شیعہ تھے میرا امتحان لینے آئے تھے" حاضرین مین سے بعض آدمی اسکی تحقیق کو اُنکے پیچھے گئے اور معلوم کیا تو واقع مین رافضی تھے۔

مولوی محمد سہول صاحب کے ایک مرتبہ بعض مسائل حقہ کے علی الاعلان بیان کرنے پر لوگ مخالف بہت ہوگئے اور یہ مخالفت یہان تک بڑھی کہ تذلیل و توہین کی سعی مین مخالفون نے کوتاہی نہ کی جھوٹے الزام قائم ہوکر فوجداری کا مقدمہ بھی قایم کردیا گیا جب بہت پریشان ہوئے تو حضرت سے

جواب تحریر فرمایا گھبراؤ نہیں مین دعا کرتا ہون خدا پر بھروسہ رکھو ع دشمن اگر قویست نگہبان قوی تراست"
حضرت کی اس تحریر سے گونہ تسکین ہوئی مگر جو رنگ آنکھون سے دیکھ رہے تھے وہ ہراسان بناتا تھا کہ
کچہری مین ملزم بنکر پیش ہونا پڑیگا خدا جانے کیا سوال ہو اور کیا جواب مُنہ سے نکلے اسی پریشانی مین آنکھ
لگ گئی خواب مین دیکھا کہ حضرت انکا ہاتھ پکڑے اپنے ساتھ لیئے جاتے ہین۔ یکایک آنکھ کھلگئی اور
قلب سے اضطراب رفع ہوگیا دو ایک دن بعد مقدمہ خارج ہوگیا اور انکو عدالت مین جانا بھی نہ پڑا۔

مرزا غلام احمد قادیانی جس زمانہ مین براہین لکھ رہے تھے اور اُنکے فضل و کمال کا اخبارات
مین چرچا اور شہرہ تھا حالانکہ اُسوقت تک انکو حضرت امام ربانی سے عقیدت بھی تھی اسطرف کے جانے
والون سے دریافت کیا کرتے تھے کہ حضرت مولانا اچھی طرح ہین؟ اور دہلی سے گنگوہ کتنے فاصلہ پر ہے؟
راستہ کیسا ہے؟ غرض حاضری کا خیال بھی معلوم ہوتا تھا اُسی زمانہ مین حضرت امام ربانی نے ایک مرتبہ
یون ارشاد فرمایا تھا کہ "کام تو یہ شخص اچھا کر رہا ہے مگر پیر کی ضرورت ہے ورنہ گمراہی کا احتمال ہے" اسکے
بعد ہی مجددیت و مہدویت و عیسویت کے خیالات ظاہر ہونے شروع ہوگئے۔

حافظ محمد ابراہیم صاحب خویش حضرت قدس سرہ فرماتے تھے ہماری طالبعلمی کے زمانہ مین
سہ دری طیار نہوئی تھی حضرت کے حجرہ شریفہ مین لوٹے بھرے رہتے تھے ہان حضرت نوافل صرف
وہان ادا فرمالیتے تھے خربزہ کا موسم تھا ایکبار ہم طالبعلمون نے کچھ بتاسے جو خربزون کے ساتھ کھائیگے
لائے تھے اِدھر اُدھر لوٹون مین چھپا دیئے جب نماز کو باہر آئے تو جماعت طلب نے مجھسے کہا کہ جاؤ
چپکے سے بتاسے نکال لاؤ مین دبے پاؤن نہایت آہستہ گیا دیکھا تو حضرت آستین اُتار رہے تھے
فرمایا جا جلدی نکال لیجا نماز کا حرج ہو رہا ہے۔"

افسر الاطبا مولانا حکیم احمد سعید امروہی فرماتے ہین مجھے ابتدا سے بزرگان دین کی زیارت کا
شوق رہا اور دور دراز کے سفر بھی کئے مشاہیر اکابر کی خدمت مین حاضر بھی ہوا مگر خدا جانے کیا سبب
تھا کہ کہین دلکو ایسا اطمینان نہوا کہ بیعت کرتا اسی خیال مین گنگوہ بھی حاضر ہوا اور حضرت کے کمال
اتباع سنت کو دیکھکر عقیدت بڑھی مگر تاہم یہ خیال تھا کہ جب تک اُدھر ہی سے قلب کو نہ کھینچا جائیگا
بیعت نہ کرونگا کئی دن قیام کیا آخر آپکے معمولات پسندیدہ و اخلاق حمیدہ دیکھکر بیعت کا ارادہ ہوگیا
بعض خدام کے واسطے سے مین نے یہ درخواست پیش کی حضرت نے صاف انکار فرما دیا کہ نہین

بھائی معاف کرو بڑے لوگون کو مرید کرنا جان کو آفت مین ڈالنا ہے کوئی سفارش کراتا ہے کوئی الزام لگاتا ہے غرض ٹھیک نہین" حضرت کا جواب مین نے سنا تو بہت افسردہ ہوا کہ افسوس مجھ مین یہ قابلیت بھی نہین کہ مرجع خلائق فیاض زمان راہبر کی دست بوسی نصیب ہو اسی افسوس وحسرت مین کئی دن گذر گئے آخر ایک دن حضرت تنہا حجرہ مین تشریف فرما تھے موقع غنیمت سمجھکر جرأت کر کے مین اندر چلا گیا اور عرض کیا کہ حضرت مجھے محرومی کی امید نہ تھی گو مین ناقابل ہون مگر حضرت تو سب قابل ہین اُسوقت حضرت نے میری طرف نظر فرمائی اور کہا اچھا جلدی کیا ہے ابھی اپنے قلب کا اطمینان تو کرلو مین اپنے وسوسہ واہیہ اور خیال فاسد پر بہت نادم ہوا اور معذرت کی آپ نے فرمایا نہین نہین بیعت سے پہلے انسان کو ہر طرح قلب مطمئن کرہی لینا چاہیئے سہ

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست	پس بہر دستے نباید داد دست

بالفعل تم جاؤ اور اپنا کام شروع کرو حق تعالیٰ برکت عنایت فرمائیگا اسکے بعد ہی میرے قلب پر سکون پیدا ہونا شروع ہو گیا بے چینی جاتی رہی اور وہ تعلق قائم ہو گیا جو مرید کو اپنے شیخ سے ہوتا ہے وطن سے حیدرآباد واپس آیا تو دنیاوی برکات بھی بہت کچھ حاصل ہوئین افسر الاطبا رئیس کی طرف سے خطاب بھی ملا اور بڑے بڑے ڈاکٹرون کے مقابلہ پر بارہا کامیابیون کے سبب دن بدن اعزاز بڑھتا رہا۔

مولوی ولایت حسین صاحب ایکبار حاضر خدمت ہوئے حضرت اُسوقت مولوی صدیق احمد صاحب سے استفتا کا جواب لکھوا رہے تھے انکے دل مین خیال آیا کہ کاش یہ خدمت میرے سپرد ہوتی اُسی وقت حضرت نے یہ قصہ بیان فرمایا ایکبار مین حضرت کی خدمت مین تھانہ بھون حاضر ہوا وہان مولانا شیخ محمد صاحب نے مجھسے مقدمات کے جواب دعوے لکھوانے چاہے مین نے حضرت حاجی صاحب سے عرض کیا کہ آپ مجھے مکان جانیکی اجازت عطا فرما دیجے مین یہان جواب نویسی کیلئے نہین آیا ہون۔

اسی طرح ایک مرتبہ مولوی صاحب کو وسوسہ ہوا کہ حضرت مجدد صاحب اپنے بعض مکتوبات مین ذکر جہر کو بدعت فرماتے ہین حضرت کی خدمت مین حاضر ہوئے تو انہین کو مخاطب بنا کر حضرت نے ارشاد فرمایا ذکر جہر کی اجازت بعض وقت حضرات نقشبندیہ بھی دیدیتے ہین۔

مولانا محمد اسمعیل صاحب گنگوہی کو فقیرون سے ملنے کا شوق تھا جب کہین سنتے کہ ایک بزرگ آئے ہین یہ بھی ان سے ملنے کو لپکتے تھے ایک مرتبہ اسی شہرت پر ایک فقیر کے پاس گئے تو

کسی کو بیٹھا پایا اُسیوقت اُلٹے پاؤن لوٹ آئے دوسری بار کوئی مولوی آئے لوگون نے انکی بہت تعریف کی کہ بڑے بزرگ ہین یہ اُن سے بھی ملنے کو گئے تو انکو بدعتی پایا آخر جب گوالیار سے گنگوہ آئے اور حضرت کی خدمت مین حاضر ہوئے تو حضرت نے بدعتی فقیرون اور مولویونکا تذکرہ شروع فرمایا اور خصوصیت کے ساتھ انکو مخاطب بناکر کہا مولوی اسمعیل تمکو خاصکر کہتا ہون کہ بدعتی فقیرون مولویون سے مت ملا کرو اُس روز سے مولوی اسمعیل صاحب نے توبہ کی کہ آیندہ جب تک پورا اطمینان نہو گا کسی کے پاس نجاؤنگا۔

ایکبار مولوی اسمعیل صاحب حضرت کی خدمت مین حاضر تھے اپنے شاگردون کی عدم ترسیل خطوط کی شکایت ذہن مین تھی حضرت نے اِدہر اُدہر کی باتونمین اُسیوقت یہ بھی ارشاد فرمایا کہ میرے تین سو شاگرد ہین مگر دو چار ہی خط سے یاد کرتے ہین

غرض اس قسم کے واقعات اس کثرت کے ساتھ پیش آئے کہ حضرت کے متوسلین بھی اسکو معمولی بات سمجھتے ہین نہ کسی کو یاد رکھنے کی طرف توجہ ہوئی نہ محفوظ کرنے کا خیال پیدا ہوا ؎

این شرح بے نہایت کز حسن یار گفتند		حرفیست کز ہزاران کاندر عبارت آمد	

آپکے خدام کی ہزاران ہزار جماعت مین شاید کوئی متنفس ایسا ہو جسپر ایک یا زیادہ واقعات ایسے نہ گذر لئے ہون نمونہ کے طور پر چند وقائع نذر ناظرین کر دئے گئے ورنہ اصل بات یہ ہے کہ آپکے باطنی تصرف اور قلبی توجہ کے سامنے کشف کونی و زمانی کا ایسا مرتبہ نہین جسکو لذت کے ساتھ بیان کیا جائے منصب رشاد و ہدایت کے درجہ مین جو تفقہ اور فہم و حذاقت حق تعالیٰ شانہ نے آپکو عطا فرمائی تھی وہ اسدرجہ وقیع ہے کہ اُسکے ذکر مین زبان کو اور تحریر مین قلم کو ذوق حاصل ہوتا ہے تعلیم و تلقین اور خدام کی نگہداشت و تربیت مین جو استعداد تشخیص و ملکہ علاج آپکی فطرت مین ودیعت تھا اور جسکے ظل حمایت مین نیابت نبوت محمدیہ کا بے بہا تاج آپکے فرق اطہر پر رکھا گیا بس وہ قلبی انجلا اور اذعان و یقین کا چمکتا ہوا چراغ آپکے مرتبہ کمال کا علو ظاہر کرنے کو کافی ہے اسلئے مناسب ہے کہ آپکے چند ارشادات جمع کر دئے جائین کہ ذریعہ ہدایت خلق اور صدقہ جاریہ بنکر جب تک حق تعالیٰ کو منظور ہو قائم و برقرار رہین۔ ہرچند کہ آپکی زبان مبارک سے نکلا ہوا ہر لفظ آخرت کی جانب رغبت دلانے والا اور رہبری کا کام انجام دینے والا ہے مگر بعض الفاظ کی منفعت جلی و واضح ہے اور بعض کی خفی و دقیق کہین سوال کا جواب ہے اور کہین بطور خود تقریر و تبیان اسلئے ارشادات صالحین کی حکایات اور ملفوظات سے تین عنوانات مین پھیلا کر اسکا نمونہ دکھلانا مناسب معلوم ہوا۔ ہر سہ مضامین کا لطیف فرق اور دقیق تمایز اس تقسیم کا باعث ہو گیا ورنہ مقصود تینون کا ایک اور ثمرہ واحد ہے۔ واللہ الموفق وعلیہ التکلان

ارشادات

گفتم کیم دہان ولبت کامران کنند	گفتا بچشم ہرچہ تو گوئی ہمسان کنند
گفتم خراج مصر طلب میکند لبت	گفتا درین معاملہ کمتر زیان کنند
گفتم ز لعل نوش لبان پیر را چہ سود	گفتا ببوسۂ شکرینش جوان کنند
گفتم دعائے دولت تو ورد حافظ است	گفت این دعا ملائک ہفت آسمان کنند

ایک بار ارشاد فرمایا بعض لوگ ابو الوقت ہوتے ہین اور بعض ابن الوقت۔ ابو الوقت وہ ہین جنکا حال تابع ہوتا ہے کہ جب چاہین غلبہ کی کیفیت اپنے اندر لائین اور جب چاہین اُسکو دفع کردین اور ابن الوقت دونون صورتون مین مجبور ہے نہ لانے کی ہمت ہے نہ اُسکے دفع کی قوت۔

ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ جسکے قلب مین ذکر کا اثر آجائیگا وہ شخص اہل بصیرت کے نزدیک صاحب حال ہوگا مگر اثر جو اس کے بدن پر ظاہر ہوتا ہے جسکو اہل ظاہر حال کہتے ہین اُسکا کوئی وقت معین نہین بعض کو ابتدا مین پیدا ہوتا ہے پھر جاتا رہتا ہے بعض کو درمیان مین ہوتا ہے آخر مین رفع ہو جاتا ہے اور بعض کو آخر مین پیدا ہوتا ہے اور باقی رہتا ہے اور بعض کو درمیان مین پیدا ہوتا ہے اور نہین جاتا اور بعض کو ابتدا سے آخر تک رہتا ہے اسپر شاہ عبد القدوس رحمۃ اللہ علیہ کا تمثیلاً تذکرہ فرمایا اسکے بعد فرمایا اور بعض کو بالکل ہوتا ہی نہین کمال مقصود کے واسطے دونون ضرور نہین جسکو جو طریق بھی حق تعالےٰ نصیب فرمائے۔

ایک روز کسی شخص نے حال کی حقیقت دریافت کی آپنے ارشاد فرمایا ہر شخص مین ایک قوت بہیمیت کی رکھی ہوئی ہے اور بہایم کی قوتین مختلف ہین اور اس بہیمیت کو تعلق اس عالم سے ہے اِسی سے اسکو راحت ہے نیز ہر شخص مین روح ہے اور اُسکا تعلق عالم قدس سے ہے وہی اسکے لئے سبب راحت ہے جسوقت روح اُس عالم کی طرف چلتی ہے اس بہیمیت کو تکلیف ہوتی ہے اُسوقت اس مین حرکت و بیقراری شروع ہوتی ہے پس اگر یہ بہیمیت ضعیف ہے تو مغلوب ہو کر بیہوش ہو جاتی ہے اور روح اپنا کام کرتی ہے اور اگر قوی ہے تو کچھ تڑپ کر بیہوش ہو جاتی ہے اور اگر بہت ہی قوی ہے تو روح اپنا کام کرتی رہتی ہے اور یہ ادھر تڑپتی رہتی ہے آخر مین اسی قوت کے موافق

آثار پیدا ہوتے ہین اگر کسی شخص مین شیر کی قوت ہے تو درجہ کمال پر ہو نچکر اُسمین شجاعت و ہمت غایت درجہ بڑہجاتی ہے اس مضمون کو شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہمعات مین مفصل لکھا ہے۔

ایک دن ارشاد فرمایا کہ جب مین مکہ معظمہ گیا وہان ایک درویش تھے سید قاسم نقشبندی اُنکو اہل مکہ بہت مانتے تھے ایک شخص اُنکے سامنے حضرات نقشبند کی توہین کیا کرتے اور وہ بیچارے ضبط فرماتے تھے ایک دن غصہ مین آکر اُسپر توجہ ڈالدی وہ شخص تڑپنے لگا مجاورین کعبہ نے جب دیکھا کہ اب یہ شخص مر جائیگا بُرا حال ہے تو شبری پر لادرسی سے باندہکر اُسکے مکان پر پہونچا دیا آٹھ روز تک وہ شخص تڑپا کیا آخر اُسکی مان نے سید صاحب کی منت خوشامد کی تب آپنے پانی پڑہکر دیا اور فرمایا کہ تیرے بڑہاپے پر مجکو ترس آتا ہے ورنہ مین کبھی نہ ہٹاتا یہانتک کہ اُسکی روح نکل جاتی۔ اسکے بعد حضرت نے فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھسے اُنکی تعریف فرمائی مین کبھی اُن سے ملنے گیا مجھسے نہایت محبت سے ملے اور فرمایا اس زمانہ مین اکل حلال بہت دشوار ہوگیا حالانکہ بڑی ضرورت اسکی ہے مین کسی سے کچھ لیتا نہین ہون خود سونا بنالیتا ہون تم بھی سیکھ لو مین نے انکار بھی کیا مگر جب اُنہون نے زیادہ اصرار کیا تو مین نے عرض کیا کہ حضرت اسوقت تو اسقدر مہلت نہین کہ آپ میرے سامنے بنائین اور مین دیکھون اور اچھا نہین معلوم ہوتا کہ حج کو آؤن اور سونا بناتا پھرون ایسا ہی آپکا اصرار ہے تو نسخہ لکھا دیجیے چنانچہ اُنہون نے نسخہ لکھا دیا اور فرمایا اگر کچھ بھول جاوے تو مجھسے پھر دریافت کرلینا۔ مین نے آکر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے سارا قصہ ذکر کیا آپ نے فرمایا تو ہرگز مت بنائیو بلکہ وہ نسخہ بھی اپنے دل سے بُھلا دیجیو کیونکہ اس سے توکل مین فرق آویگا مین نے ایسا ہی کیا کہ وہ نسخہ اُسوقت تو بیگ مین لاکر رکھدیا اور یہ خیال کیا کہ ہمارے دوست حکیم جی نے کہا تھا کوئی چیز ہمارے واسطے لانا بس یہ تحفہ اُنکے واسطے اچھا ملا پھر جب وطن آیا اور حکیم ضیاء الدین مرحوم ملنے آئے تو وہ کاغذ جون کا تون انکو دیدیا اور خود بُھلا دیا اسکے بعد فرمایا کہ بھائی الحمد للہ میری کوئی حاجت بند نہین رہتی ہے۔

ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ شاہ نانک جنکو سکھ لوگ بہت مانتے ہین حضرت بابا فرید الدین شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء مین سے ہین چونکہ اہل جذب سے تھے اسوجہ سے اُنکی حالت مشتبہ ہوگئی مسلمانون نے کچھ انکی طرف توجہ نکی سکھ اور دوسری قومین کشف و کرامات دیکھکر انکو ماننے لگے۔

ایکبار کسی خادم نے تصور شیخ کے متعلق دریافت کیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ خیال دو طرح کا ہوتا ہے ایک آمد جیسے خیال ولد وغیرہ کا جو خود بخود آئے اسطرح پیر کا تصور بوجہ محبت ہو تو کچھ مضائقہ نہین دوسرا آورد کہ خواہ مخواہ تصور باندہا جائے سو اسکی حاجت نہین

ایک روز فرمانے لگے کسی نے ایک شخص سے دریافت کیا کہ میان تیرا کوئی پیر بھی ہے؟ اُس نے کہا جی پیر تو میرے بہت سے ہین مگر دو پیر میرے اصلی ہین ایک طوطا اور ایک تلنگا (سپاہی) اور یہ اسطرح کہ میرے محلہ مین ایک تلنگا رہتا تھا ہمیشہ سویرے اُٹھتا مُنہ ہاتھ دھوتا وردی پہنتا اور بن سنور کر بادشاہ کے یہان اپنی نوکری پر جایا کرتا تھا مین اُسکو دیکھا کرتا تھا آخر ایک دن مجھے خیال ہوا کہ اگر ایک دن یہ اپنی نوکری پر نہ جاوے تو بادشاہ اسکو موقوف کردے اسی طرح اگر تو اپنے آقائے وحدہ لاشریک کی حضوری اور اللہ کی یاد سے غافل ہوا تو تو بھی تلنگے کی طرح موقوف کردیا جائیگا پس اسی دن سے مین ذکر الٰہی مین شاغل ہون کبھی ناغہ نہین کرتا ۔ طوطے کا پیر ہونا اس طرح ہے کہ میرے محلہ مین ایک پڑوسی نے طوطا پال رکھا تھا جو میٹھی میٹھی باتین کرتا اور اپنی بولیون پر لوگون کو فریفتہ بنایا کرتا تھا ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ اُسکو بلّی نے آدبوچا جسوقت بلّی کے پنجہ اُسپر پڑے تو اُس نے کہا ٹین بجز اس لفظ کے اُسکو کچھ بھی یاد نہ رہا ساری بولیان اور دل بہلاؤ چہچہانا بھولگیا مین یہ قصہ دیکھ رہا تھا اُسی وقت دل مین یہ مضمون پیدا ہوا کہ اسی طرح موت کے پنجہ کا شکار ہوتے وقت آدمی سب کچھ بھول جاتا ہے بجز اُس اصلی حالت کے جو طبعی ہے اور کوئی بات یاد نہین رہتی پس مین سب کچھ چھوڑ چھاڑ اللہ کی یاد مین لگ گیا تاکہ مرتے وقت ذکر اللہ کے سوائے کچھ نہ نکلے ۔ اسکے بعد حضرت نے فرمایا سو ذکر الٰہی اسی واسطے کرتے ہین کہ مُنہ سے آخری وقت مین اللہ ہی کا نام نکلے ۔

ایک دن تقریباً دس بجے دن کو چارپائی پر لیٹے تھے کہ آنکھ لگ گئی تھوڑی دیر بعد بیدار ہوئے اور فرمایا کہ اسوقت مین یہ خواب دیکھ رہا تھا کہ "حج مکہ معظمہ مین ہون" پھر فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے اگر کوئی شخص خواب مین حج کرتے دیکھنے کی تعبیر پوچھتا تو آپ فرمایا کرتے تھے کہ تو حج کریگا مگر مین نے یہ بات زاید کردی کہ اگر حج نہین کریگا تو ثواب حج کا ضرور ملجائیگا اور یہ بات یون ہے کہ ایک بزرگ حج کے لئے تشریف لے گئے جب حج سے فارغ ہوئے تو خواب دیکھا کوئی شخص کہتا ہے کہ اسکے سال تین لاکھ آدمی نے حج کیا مگر حج کسی کا قبول نہین ہوا بجز ایک شخص کے جو حج کو آیا نہین مگر اُسکا حج قبول ہوا ۔ اِن بزرگ نے اُس شخص سے کہا تعجب ہے جو شخص حج مین حاضر نہوا اُسکا حج قبول

کیونکر ہوا اُس نے جواب دیا کہ ضرور قبول ہوا اس مین کچھ شک ہی نہین بزرگ نے خواب ہی مین کہا اچھا
اُس شخص کا مجھے پتہ بتاؤ مین اُس سے ملونگا اور بات پوچھونگا اُس شخص نے نام اور نشان بتادیا کہ فلان
شہر مین رہتا ہے اسکے بعد انکی آنکھ کھل گئی یہ وہان سے چلے اور تلاش کے بعد پتہ لگا ہی لیا اُس
شخص سے جاکر ملے اور اپنا خواب سُنا کر دریافت کیا کہ اب بتاؤ تم نے کون ایسا عمل نیک کیا جسکا یہ
ثمرہ ملا ہے اُس شخص نے جواب دیا کہ مین تو بجز فریضہ نماز کے کوئی عمل اپنے اندر نہین پاتا بزرگ نے
کہا سوچو غور کرو کوئی عمل خاص ضرور ایسا ہے جس نے حج مبرور تمہارے نامہ اعمال مین لکھوایا آخر اس
شخص نے کہا ہان یاد آیا مین نے ایک سال حج کے لئے روپے جمع کئے تھے الحمد للہ سارا سامان
پورا ہو گیا تھا صرف جانے کی دیر تھی میری عورت حاملہ تھی ایسا اتفاق ہوا کہ ایک رات مین سوتا تھا کہ آدھی
رات کو اُس نے مجھے جگایا اور کہا کہ اسوقت میرا جی گوشت کھانے کو بہت چاہتا ہے مین نے کہا کہ
خدا کی بندی آدھی رات کو کہان سے گوشت لاؤن؟ اُس نے ضد کی اور کہا جہان سے ہو سکے مجھے
اسوقت گوشت کھلاؤ مین پریشان ہوا اور محض اُسکی دلدہی کے لئے اچھا کہکر گھر سے باہر نکل آیا باہر
جو نکلا تو ایک پڑوسی کے گھر مین سے گوشت کے بگھار کی بو میری ناک مین آئی مین اُسکی طرف چلا
اور دروازہ پر کھڑے ہو کر پڑوسی کو آواز دی وہ بیچارا میری آواز سُنتے ہی گھبرایا ہوا باہر آیا مین نے کہا
کہ تمہارے یہان گوشت پک رہا ہے میری حاملہ عورت نے گوشت کی خواہش کی اور مجھپر تقاضہ شدید
کیا ہے سو مہربانی کرو تھوڑا سا گوشت دیدو وہ میری درخواست سُنکر چپ ہو رہا اور گردن جھکا کر کہا کہ گوشت
تو میرے گھر مین ضرور پک رہا ہے مگر تمہارے کام کا نہین مین نے کہا ایسا کون گوشت ہے کہ تم کھا سکو
اور ہم نہ کھا سکین اُس نے بات کو ٹلا دیا اور کہا میری بات کو سچ مانو اگر تمہارے کھانے کا ہوتا تو واللہ
مجھے دینے مین عذر نہوتا کبھی کا لا دیا ہوتا آخر مین نے باصرار دریافت کیا کہ بات بتاؤ کیسا گوشت ہے
جب وہ مجبور ہوا تو آبدیدہ ہو کر کہنے لگا کہ ہم سارا کنبہ چار دن کے فاقہ سے ہین آخر جب حالت غیر ہوئی
تو ایک کتا ذبح کیا اور اسوقت اُسکا گوشت پکایا ہے کہ کھا کر جان بچائین - مین ہمسایہ کی یہ بات سُنکر کانپ
اُٹھا چپکا گھر کی طرف چلا دل مین اپنے آپکو نفرین کرتا تھا کہ پڑوسی کی یہ حالت اضطرار ہے کہ اُسپر حرام
بھی حلال ہو گیا اور تیرا ارادہ حج کا ہے مین نے چپکے ہی جمع کئے ہوئے روپے نکالے اور اُس ہمسایہ کو
دے آیا کہ لو اپنا کام چلاؤ ہر چند کہ لیتے وہ شرمایا مگر مین نے اصرار کے ساتھ دے ہی دئے بس یہ عمل

تو ایک ہے جو شاید حق تعالیٰ کے یہاں قبول ہوا ہو باقی خیر صلاؔ۔ بزرگ نے فرمایا مبارک ہو میاں بیشک یہی عمل ہے کہ حج مین شریک سمجھے گئے اور تین لاکھ کی جماعت مین قبولیت سے نوازے گئے۔

پیر جیو محمد جعفر صاحب ساڈھوروی نے ایک دن عرض کیا کہ حضرت کیمیا مرکبات سے بنتی ہے یا قدرتی جمادات سے؟ آپ نے فرمایا کیمیا مرکبات سے بنتی ہے مگر تم اسکو ہرگز نہ سیکھنا ایک شخص نے مجکو کیمیا کا نسخہ بتایا تھا مین نے کبھی اُس نسخہ کے بنانے کا ارادہ بھی نہین کیا اور نہ وہ نسخہ اب میرے یاد رہا اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت مرشدنا حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک دن فرماتے تھے کہ ایک شخص نے مجھے کیمیا کا نسخہ بتایا اور کہا کہ اِس نسخہ اکسیر سے سونا بنتا ہے مین نے اُس مہوس سے کہا کہ مین ہندوستان کو چھوڑکر مکہ معظمہ مین جو آیا ہون تو اللہ کی تلاش کے لئے آیا ہون کیمیا کی تلاش مین نہین آیا۔

پیرجی صاحب ہی فرماتے ہین کہ مجھسے ایک صوفی مشرب شخص نے ایک مرتبہ کہا کہ شاہ قمیص رحمۃ اللہ علیہ ساڈھورہ مین مدفون نہین ہین یون ہی مزار بناکر مشہور کر دیا گیا ہے ایک صالح صورت کی زبان یہ سنکر مجھے بھی شک پیدا ہو گیا اور نیت کی کہ حضرت سے تحقیق کرونگا چند روز کے بعد جب گنگوہ آیا تو اس قصہ کا بھی خیال آیا بتصدیق کی نیت سے مین حضرت کے پاس جاکر بیٹھا چاہتا تھا کہ بات کرون مگر ہیبت کی وجہ سے بول نہ سکا تھوڑی دیر مین حضرت نے خود ارشاد فرمایا کہ جس زمانہ مین حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پنجلاسہ مین ٹھیرے ہوئے تھے راؤ سراج الدین خان نبیرہ راؤ عبداللہ خان ایک دن گنگوہ آئے مین نے حضرت کی زیارت کے لئے اُن کے ہمراہ پنجلاسہ کا قصد کر دیا جب ساڈھورہ پہونچا تو شہر کے اندر نہین گیا بالا ہی بالا شاہ قمیص رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوا اور پھر پنجلاسہ روانہ ہو گیا وہان پہونچکر حضرت سے عرض کیا کہ ایک شخص نے مجھسے کہا تھا کہ حضرت قمیصؒ خانقاہ ساڈھورہ مین دفن نہین ہین حضرت مرشدنا نے فرمایا تھے جس شخص نے ایسا کہا غلط کہا ہے حضرت شاہ قمیص رحمۃ اللہ علیہ اسی جگہ تشریف رکھتے ہین اور جب مین ساڈھورہ حاضر ہوا تھا تو میرے حال پر حضرت نے بہت عنایت فرمائی تھی کیونکہ مین شاہ رحم علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ مین بیعت ہون اِسی طرح حضرت مرشدنا حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میرے حال پر شاہ قمیص رحمۃ اللہ علیہ نے بہت عنایت فرمائی ہے کیونکہ شاہ رحم علی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ مین بیعت ہین۔

ایک دن مولوی سید احمد صاحب مدنی کو مخاطب بناکر فرمایا "میان مولوی سید تم جو مدینہ منورہ

چھوڑ کر آئے ہو تو چار پلائے نہین آئے جس کام کو آئے ہو وہ کرو فضول جھگڑون مین اپنا وقت صرف
کرنا اچھا نہین اسکے بعد فرمایا ایک دن حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ اصلاح بنوا رہے تھے دفعۃً اللہ اللہ
کرنے لگے حجام نے کہا حضرت تھوڑی دیر کے لئے اللہ اللہ کہنا موقوف فرماوین ورنہ لب مبارک کٹ جائیگا
حضرت بابا صاحب نے فرمایا کہ مین لب کے کٹنے پر صبر کر سکتا ہون مگر ذکر الٰہی ترک کرنے پر صبر نہین کر سکتا۔

ایک دن میرٹھ کے ایک شخص حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ حضرت میری عورت پر آسیب ہے
لوگ کہتے ہین کہ ماموں الٰہ بخش ہین حضرت نے ارشاد فرمایا بھائی الٰہ بخش کی یہ شناخت ہے کہ کبھی ہنسنا
کبھی رونا اور حق حق کرنا یا کلام مجید کی آیات کا پڑھنا جس مریض کی یہ حالت ہو اُسپر سمجھو کہ الٰہ بخش ہے
ہمارے ہان تو اللہ اللہ کرنا ہی ہے بھوتون کے ساتھ کون میر بسائے اسکے بعد فرمایا کہ ہمارے یہان
ایک پیرجی غلام محمد ہین وہ اکثر حاضرات وغیرہ کیا کرتے ہین اُنہون نے ایک دن مجھسے کہا کہ مین
دن کو ایک روز باہر جنگل مین گیا ہوا تھا کہ دو آدمی مجھے جنگل سے اُٹھا کر لیچلے اور بوڑھے کھیڑے کے
جنگل مین لاکر چھوڑ دیا وہان دیکھتا ہون کہ ہزارون آدمیون کی فوج ہے وہ سب مجھپر حملہ آور ہین کہتے
ہین اسکو مارو اسکو مارو مین بہت خوف زدہ اور حیران تھا کہ دیکھئے اب کیا ہوگا یکایک ایک بزرگ معمر
سفید ریش تشریف لائے اور اُن آدمیون سے مخاطب ہوکر فرمایا میان چھوڑ بھی دو انکو کیون مارتے ہو
پھر ان بزرگ نے مجھے وہان سے اُٹھا کر گنگوہ کے جنگل مین چھوڑ دیا اور یون فرمایا کہ تم جو روپیہ اُٹھانے
کے لالچ مین حاضرات کیا کرتے ہو اُسکو چھوڑ دو ورنہ آج تمہاری جان جاتی رہتی اسکے بعد حضرت امام
ربانی نے فرمایا کہ اتفاقاً مولوی محمد قاسم صاحب تشریف لائے تو مین نے یہ قصہ پیرجی غلام محمد ہی کی
زبانی مولوی صاحب کو سُنوایا۔

ایک روز فرمایا کہ شیخ جلال الدین رح تھانیسری اور حضرت شاہ قمیص رح کا زمانہ ایک تھا اور دونون حضرات
کا آپس مین دوستانہ تھا۔

ایک دن حضرت کی خدمت مین بے ریش لڑکا حاضر ہوا اور بیعت کی درخواست کی آپنے بیعت نہین
فرمایا اور یہ قصہ بیان کیا کہ شاہ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ
علیہ کے والد بغرض بیعت حاضر ہوئے یہ حضرت صغیر سن تھے حضرت نے فرمایا تم علم حاصل کرو بعد
تحصیل علوم ہمارے لڑکے رکن الدین سے بیعت ہو جانا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ شاہ صاحب کی وفات کے

بعد مجدد صاحب کے والد نے گنگوہ آکر مولوی رکن الدین صاحب سے بیعت کی اور فیضان سلسلہ حاصل کیا اسکے
بعد آپ نے فرمایا اسی واسطے مین لڑکون کو بیعت نہین کرتا صاحبزادہ تم علم حاصل کرو بعد حصول علم بیعت ہوجانا

ایک بار ارشاد فرمایا کہ شاہ نظام الدین بلخی رحمۃ اللہ علیہ اور مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک زمانہ
تھا بادشاہ دہلی کے پاس جاکر کسی نے چغلی کھائی کہ شہزادہ صاحب حضور کے واسطے بد دعا کرانے کہ
بادشاہ مرجاوین مجدد صاحبؒ اور شاہ نظام الدین صاحبؒ کے پاس حاضر ہوئے تھے شاہ دہلی نے
غصہ ہو کر حضرت مجدد صاحبؒ کو تو گوالیار کے قلعہ مین قید کر دیا اور شاہ نظام الدین صاحبؒ کیلئے
جلاوطنی کا حکم دیا چنانچہ شاہ صاحب تھانیسر سے بلخ تشریف لے گئے اور تادم اخیر وہین قیام پذیر رہے
اُسدن سے اِس ہندوستان کو دارالکفر کہتے ہین اور اسی واسطے اولیاء اللہ اِس مین نہین رہتے اور جو
رہتے ہین وہ محض بغرض ہدایت رہتے ہین۔

مولوی ولایت حسین صاحب نے ایک دن دریافت کیا کہ حضرت قلندر صاحب کا مزار کرنال اور پانی
پت دونون جگہہ کیون ہے؟ حضرت نے فرمایا اصل قبر پانی پت مین ہے بات یہ ہوئی کہ جب قلندر
صاحب پانی پت مین بہت بیمار ہوئے تو کرنال کے معتقدین لانے کو گئے وہان حضرت کا انتقال
بھی ہوچکا تھا پانی پت والون نے نعش جانے نہ دی تب یہ لوگ شرم مٹانے کو ایک خالی نعش کی
صورت بنا کر لیچلے اور کرنال مین آکر پردہ کرکے دفن کر دیا اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ابتدائی زمانہ مین ہمارے
حضرت حاجی صاحبؒ کو وحشت طاری ہوئی تین دن تک حضرت قلندر صاحب کی قبر پر مراقب رہے
مگر کچھ پتہ نہ چلتا تھا آخر حضرت میانجی نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ وہ تشریف لائے اور فرمایا امداد اللہ
یہان کیا بیٹھے ہو؟ پھر قبر کھود کر دکھلا دیا کہ کچھ نہین ہے۔

ایک دن ارشاد فرمایا شاہ حکیم اللہ صاحب ایک بزرگ سہارنپور مین رہتے تھے اُنکی خدمت مین
ایک شخص بغرض سلام حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضرت مین حیدرآباد دکن کو جاتا ہون۔ شاہ صاحب نے
فرمایا اچھا جاؤ حیدرآباد کے راستہ مین فلان شہر پڑیگا اُس شہر کے متصل ایک جھڑی ہے اُس مین ایک
بزرگ رہتے ہین یہ اُن کا نام ہے اُن سے ملنا اور میرا سلام کہنا" یہ شخص رخصت ہوکے حیدرآباد روانہ ہوئے
شاہ صاحب کے ارشاد کے موافق جب جھڑی کے پاس پہونچے تو دیکھا کہ ایک مندر بنا ہوا ہے اسکی
چار دیواری کے گرد بہت سے ہندو فقیر الگ الگ بُت ہاتھون مین لئے پوجا کر رہے ہین یہ شخص بہت

متحیر ہوا کہ یہان یہ کیا قصہ ہو رہا ہے آخر آگے بڑہا اور ایک ہندو فقیر سے پوچھا کہ اس مندر مین کون رہتا ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ ہمارا گرو رہتا ہے انہون نے نام پوچھا تو وہی تھا جو شاہ صاحب نے بتایا تھا اس شخص نے فقیر سے کہا کہ اپنے گرو کو اطلاع کردو کہ ایک شخص شاہ .... رحمہ اللہ سہارنپوری کا بھیجا ہوا سلام کے لئے حاضر ہونا چاہتا ہے ہندو فقیر نے جواب دیا کہ ہم لوگ تو وہان تک پہونچ نہین سکتے البتہ تمہارا پیام ڈیوڑھی کے فقیرون تک پہونچاتا ہون وہان سے سلسلہ بسلسلہ گروجی تک پہونچ جائے گا غرض اس طرح پر جب پیام اندر پہونچا تو انہون نے اِن مہمان مسافر کو اندر بُلا لیا وہان جاکر دیکھتے ہین تو ایک بزرگ سفید ریش صاف ستھرے چبوترہ پر بیٹھے قرآن شریف کی تلاوت کر رہے ہین جب فارغ ہوکر کلام مجید جزدان مین رکھ لیا تو انکی طرف متوجہ ہوئے اور سلام و کلام ہوا اس شخص نے کہا کہ حضرت یہان کے قصے نے تو مجھے حیران بنادیا باہر بُت پرست جوگیون کا مجمع کیسا ہے؟ بزرگ نے فرمایا میان کیا پوچھتے ہو باہر جتنے لوگ معتقد بنے بیٹھے ہین سب ہندو ہین اُنکو یہانتک پہونچنے کی ممانعت ہے جب کسی قدر اُنکی اصلاح ہو جائیگی تو ڈیوڑھی پر آجائینگے اور پھر جب حالت زیادہ سنور یگی تو یہان آجائینگے یہان آکر مسلمان بنینگے چنانچہ یہ لوگ جنکو میرے پاس دیکھتے ہو بحمد اللہ سب مسلمان ہین اور جب مکمل ہو جائین گے تو اس سامنے والے دروازہ سے انکو نکالدونگا اس دروازہ سے باہر جانے والے لوگ پھر کبھی باہر کے لوگون سے نہ ملین گے غرض یہی سلسلہ رہیگا یہانتک کہ میرا وقت پورا ہو جائے جتنے لوگ تم دیکھ رہے ہو سب مین فرق مراتب ہے ہر ایک کو علحدہ علحدہ پڑہنے کے لئے بتایا گیا ہے اور ہر ایک کو دوسرے سے اپنا حال کہنے کی ممانعت ہے اِسی طرح بہتیرے خدا کے فرزند مسلمان بنکر یہان روانہ ہوئے اگر کھلم کھلا اسلام کی طرف ان لوگون کو بلایا جائے تو یہان کے لوگ مسلمانون کو قتل کر ڈالین مین بھی مارا جاؤن اور یہی اسلئے اسلام کی خدمت اور دین کی جانب ہدایت کا مین نے یہ طریقہ اختیار کر رکھا ہے اِس قصہ کے بعد حضرت امام ربانی نے ارشاد فرمایا اسی طرح اکثر بزرگ پوشیدہ ہوکر خلقت کو راہ ہدایت پر لاتے ہین اِسی طرح بابا نانک بھی مسلمان تھے اور پوشیدہ ہوکر ہدایت کرتے تھے اِنکی گرنتھ کا پہلا شعر یہ ہے ؎

اول نام خدا دا دوجا نام رسول   تیجا کلمہ پڑہ سے نانکا جو درگاہ پوین قبول

ایام غدر مین حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ قصبہ تھانہ بھون مین بھی کچھ دنون مقیم رہے مین بھی حضرت

کی خدمت مین حاضر تھا وہان ایک بزرگ حضرت کی ملاقات کے لئے اکثر تشریف لایا کرتے تھے سکھ لوگ
ان کے معتقد زیادہ تھے چنانچہ ان کے ہمراہ سکھ بھی حضرت حاجی صاحب کی خدمت مین حاضر ہوتے
اور گرو کی حالت دیکھکر حضرت حاجی صاحب کا ادب کیا کرتے تھے۔

ایک دن پیرجی محمد جعفر صاحب ساڈھوری نے عرض کیا کہ صوفی اسمعیل مدنپوری نومسلم نے
سلام عرض کیا ہے اور یون کہا ہے کہ مین نے اپنی مان کو ہر چند سمجھایا مگر وہ مسلمان نہین ہوتی آپ
دعا فرماوین کہ حق تعالیٰ اُسکو بھی اسلام کی توفیق عطا فرماوے اُسوقت حضرت نے یہ نکتہ ارشاد فرمایا
کہ صوفی اسمعیل نومسلم سے کہدینا کہ دوسرے تیسرے دن گوشت کی بوٹی مان کے مُنہ کو ہنسی سے
لگا دیا کرین رفتہ رفتہ کفر کی سیاہی دور ہوجائیگی اور اس تدبیر سے انشاءاللہ چند روز بعد مسلمان ہوجائیگی
اسی سلسلہ مین ارشاد فرمایا کہ ایک قانون گو مسلمان ہمیرے دوست تھے وہ بیان کرتے تھے کہ مین اور
ایک ہندو منشی دونون ایک جگہہ ملازم تھے وہ ہندو میرے مکان کے پاس ہی رہتا اور حسب رواج
چوکے پر بیٹھکر روٹی کھایا کرتا تھا ایک روز مین اُسکے مکان پر گیا دیکھا کہ چوکے پر بیٹھا روٹی کھارہا ہے
مین اُسکے چوکے کے قریب جاکر کھڑا ہوگیا وہ گھبرایا اور بولا بھائی جی ذرا میرے چوکے سے الگ رہنا
مین ہنسنے لگا اور تھوڑی دیر بعد چلا آیا اگلے روز پھر اُسی وقت گیا اور اس مرتبہ ہنسی سے اُسکے چوکے کو
اپنی لاٹھی کا سرا لگادیا وہ اُچھل پڑا اور کہا یا یہ تم نے کیا کیا میرا چوکا ہی خراب کردیا چونکہ ایک جگہہ دونون
نوکر تھے ہر وقت کا پاس اُٹھنا بیٹھنا تھا اسلئے اور کچھ نہ کہہ سکا مین ہنسکر چپ ہورہا تیسرے دن پھر اُسی وقت
مین آموجود ہوا اور اس دفعہ چوکے پر اپنا جوتہ ہی رکھدیا یہ دیکھکر وہ ہندو کچھ رنجیدہ اور ترش رو ہوا مگر پھر
کچھ نہین خاموش ہوگیا اگلے روز مین اُسکے چوکے پر جاکر کھڑا ہی ہوگیا اسی طرح چند بار ہونے پر اُس بیچارے
نے چوکا کرنا ہی چھوڑدیا اور اسکو جو نفرت مسلمانون سے تھی وہ جاتی رہی آگے یہ معلوم نہین ہوا کہ مسلمان
بھی ہوا یا نہین ؟

ایک دن فرمایا کہ آجکل کے واعظ وعظ کہکر فخر کیا کرتے ہین مولوی نواب قطب الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا
یہ حال تھا اگر کوئی شخص آکر کہتا کہ حضرت آپنے جو وعظ کہا تھا میری عورت نے نہین سُنا اُسی وقت
اُسکے ساتھ ہولیتے اور اُسکے گھر جاکر وعظ دوہراتے تھے اِسکے بعد فرمایا کہ جب مین نواب صاحبؒ کی
خدمت مین سلام کے لئے حاضر ہوتا تو خوش ہوتے اور فرمایا کرتے تھے " آیا آیا رشید احمد ہے " میرا

طالبعلمی کا زمانہ تھا کچھ خیال نہین تھا اب بہت یاد آتے ہین۔

ایک روز ارشاد فرمایا کہ شاہ احمد سعید صاحب نہایت پرہیزگار تھے اور پھر بھی یون فرمایا کرتے تھے کہ ہم سے پرہیز نہین ہوسکتا اسکے بعد فرمایا کہ اکثر لوگ جو پہاڑون مین چلے گئے ہین بوجہ پرہیزگاری چلے گئے ہین مگر ہم کہان چلے جائین ہم سے تو بالکل پرہیزگاری نہین ہوسکتی۔

ایک دن ارشاد فرمایا کہ شاہ اسحٰق صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی شخص نے سوال کیا کہ حضرت اولاد کی محبت مان باپ کو زیادہ ہوتی ہے حالانکہ اولاد کو اپنے مان باپ کی اتنی نہبت نہین ہوتی اسکی کیا وجہ؟ شاہ صاحب نے فرمایا جسم سے گوشت کی بوٹی کا ٹکر اگر دور ڈالدی جائے تو اُس بوٹی کو کچھ تکلیف نہین ہوتی تکلیف اُسی جگہہ کو ہوتی ہے جہان سے بوٹی کاٹی گئی۔

ایک مولوی حضرت شاہ اسحٰق صاحب کا مخالف تھا اُسکو کچھ ضد ہوگئی تھی کہ شاہ صاحب جو کچھ فرماتے اُسکی تردید کرتا ایک دن اِس نے شاہ صاحب کی خدمت مین کہلا کر بھیجا کہ یاد رکھنا جس چیز کو تم حرام کہوگے مین اُسے حلال بتاؤنگا اور جسے تم حلال بتاؤگے مین اُسکو حرام کہونگا شاہ صاحب نے بیساختہ فرمایا ہم تو اُسکی مان کو اُسپر حرام کہتے ہین وہ حلال کہدے۔ اِس جواب کو سُنکر مولوی صاحب مبہوت رہ گئے۔

ایک مرتبہ کسی شخص نے حضرت امام ربانی سے سوال کیا کہ حضرت اولیا اللہ کا جسم قبر مین گل جاتا ہے یا باقی رہتا ہے آپ نے فرمایا بعض کا گل جاتا ہے اور بعض کا نہین اسکے بعد ارشاد فرمایا جس زمانہ مین مین سہارنپور شائستہ خان کے پڑھایا کرتا تھا دہلی کے دو معتبر آدمیون نے مجھسے نقل کیا کہ دہلی مین ایک پرانی قبر سے دو مُردے برآمد ہوئے ایک مرد کی نعش تھی دوسری نعش تیرہ چودہ برس کی لڑکی کی تھی دونون کا کفن ویسا ہی سفید تھا نہ اُن کے بدن کو مٹی نے کھایا جیسے دفن کئے گئے تھے ویسے ہی تھے۔

ایک روز ارشاد فرمایا کہ ایک قزاق تھا لوٹ مار مین بہت مشہور تھا تمام عمر اُس نے قزاقی مین گزاری آخر جب بوڑھا اور ضعیف ہوگیا تو دل مین سوچا کہ اب اگر کہین چوری کی تو پکڑا جائیگا کوئی اور حیلہ ایسا کرنا چاہئے جس سے بڑھاپا آرام سے گزر جائے بہت سوچا آخر خیال کیا کہ سوائے پیری مریدی کے اور کوئی پیشہ ایسا نہین جس مین یہ آخری عمر راحت سے کٹے بس یہ سوچکر وہ شخص ایک گانون کے قریب جنگل مین بر لب دریا تسبیح ہاتھ مین لیکر بیٹھ گیا۔ پانچون وقت فریضہ نماز ادا کرتا اور تسبیح پڑھا کرتا لوگ جو ادھر کو آتے جاتے وہ اسکو دیکھا کرتے آخر چند روز کے بعد گانون والون مین اسکی عقیدت پیدا ہونے لگی باہم تذکرے ہونے

لگے کہ یہ کوئی بزرگ ہین ہماری خوش نصیبی سے اِدہر آنکلے رفتہ رفتہ لوگون کی آمد شروع ہوگئی اور لگے اِنکی خاطر مدارات کرنے یہانتک کہ دونون وقت کھانا آتا اور ہر ایک یون چاہتا کہ مین اُنکی خدمت کرون ایک جھونپڑا بھی اُن کے رہنے کو لوگون نے وہین دریا کے کنارے پر بنا دیا۔ اِس شخص نے کم گوئی اختیار کرلی تھی مشایخ کی سی صورت بناکر کچھ وظیفہ بھی شروع کر دیا تھا غرض لوگ زیارت کو آتے آتے بیعت کی خواہش بھی کرنے لگے اِس نے اُنکو مُرید بنایا اور ذکر کرنے کے لئے کلمۂ توحید تلقین کر دیا۔ مُرید بیعت ہونے کے بعد اپنا کام کرنے لگے اور یون سوچکر کہ میان صاحب تن تنہا جنگل مین پڑے رہتے ہین رات برات کو تکلیف ہوتی ہوگی لاؤ دریا کے کنارے اُن کے قدمون مین رہایش اختیار کرین وہ بھی یہین آپڑے اب تمام شب نفی اثبات کا ذکر ہونے لگا غرض کثرتِ ذکر سے جنگل معمور و منور ہوگیا۔ لوگ دور دراز سے اُنکی خدمت مین آتے اور نذرین پیش کیا کرتے۔ فتوحات کی جب زیادتی ہوئی تو خدام نے لنگر بنایا اور آئند و روند کو روٹی دینے لگے پھر تو آنے والون کی تعداد اور بھی بڑہ گئی خدا کی شان وہ دس بیس خدام بباعث اعتقاد تھوڑے عرصہ مین منزل مقصود کو پہونچ گئے اُسوقت اِن خادمون نے مشورہ کیا کہ لاؤ خیال تو کرین کہ حضرت کس مرتبہ پر پہونچے ہوئے ہین لگے خوض کرنے چھہ ماہ تک فکر کیا مگر پیر کے مقام کا پتہ نہ لگا آخر کہنے لگے کہ حضرت کے مقامات اسدرجہ عالی ہین کہ ہمارا کمند فکر وہان تک پہونچنے سے قاصر ہے سب نے متفق ہوکر مرشد کی خدمت مین عرض کیا کہ حضرت ہم خدام نے چھہ ماہ تک غور کیا مگر آپکے مقامات کا پتہ نہ چلا آپ ہمکو برائے خدا اپنے مرتبہ سے مطلع فرماوین۔ پیر صاحب مین نیک لوگون کی صحبت اور کثرت نماز و روزہ سے حق گوئی کی خصلت پیدا ہوگئی تھی اسلیئے جواب دیا "بھائیو مین ایک قزاق ہون عمر بھر لوٹ مار کرکے کہاتا رہا اب بڑہاپے مین جب مجھسے یہ پیشہ نہو سکا تو کھانے کا یہ حیلہ اختیار کیا باقی درویشی کے فن سے مجھے کچھ بھی مناسبت نہین" خادمون نے کہا اجی نہین حضرت تو کسر نفسی سے ایسے الفاظ فرماتے ہین تب اُس شخص نے قسم کھائی اور کہا واللہ مین نے جو کچھ کہا ہے سچ کہا ہے اس مین انکسار نہین ہے مین ہرگز اِس قابل نہین ہون کہ کوئی بیعت ہو مین نہایت گناہگار اور نااہل شخص ہون تم لوگ محض حسن عقیدت کی بناپر اس مرتبہ کمال کو پہونچ گئے ہو اُسوقت اِن لوگون نے پیر کے ارشاد کو حق سمجھکر جناب باری مین التجا کی کہ بار الٰہا جسکے باعث تو نے اپنی رحمت کاملہ سے ہمکو ہدایت فرمائی ہے اُنکو بھی اپنے خاص بندون مین شامل فرمائے" اللہ تعالیٰ نے اِن لوگون کی دعا سن لی اور پیر کو بھی اپنے پاک لوگون مین

شامل فرمالیا اِس قصہ کو نقل فرما کر حضرت امام ربانی قدس سرہ نے ارشاد فرمایا "مجھے بھی کچھ آتا جاتا نہیں ہے لوگون کو توبہ کرا دیا کرتا ہون کہ یہی وسیلہ میری نجات کا ہو"۔

ایک روز حضرت مولانا خلیل احمد صاحب زید مجدہ نے دریافت کیا کہ حضرت یہ حافظ لطافت علی عرف حافظ مینڈھو شیخ پوری کیسے شخص تھے حضرت نے فرمایا "پکا کافر تھا" اور اسکے بعد مسکرا کر ارشاد فرمایا کہ "ضامن علی جلال آبادی تو توحید ہی مین غرق تھے"۔

از مولوی حکیم محمد عمر صاحب ساڈھوری

ایک بار ارشاد فرمایا کہ ضامن علی جلال آبادی کی سہارنپور مین بہت رنڈیان مرید تھین ایکبار یہ سہارنپور مین کسی رنڈی کے مکان پر ٹھیرے ہوئے تھے سب مریدنیان اپنے میان صاحب کی زیارت کیلئے حاضر ہوئین مگر ایک رنڈی نہین آئی میان صاحب بولے کہ فلانی کیون نہین آئی رنڈیون نے جواب دیا "میان صاحب ہم نے اُس سے بہتیرا کہا کہ چل میان صاحب کی زیارت کو اُس نے کہا مین بہت گناہگار ہون اور بہت روسیاہ ہون میان صاحب کو کیا منہ دکھاؤن مین زیارت کے قابل نہین" میان صاحب نے کہا نہین جی تم اُسے ہمارے پاس ضرور لانا چنانچہ رنڈیان اُسے لیکر آئین جب وہ سامنے آئی تو میان صاحب نے پوچھا "بی تم کیون نہین آئی تھین" اُس نے کہا حضرت روسیاہی کی وجہ سے زیارت کو آتی ہوئی شرماتی ہون۔ میان صاحب بولے "بی تم شرماتی کیون ہو کرنے والا کون اور کرانے والا کون وہ تو وہی ہے" رنڈی یہ سُنکر آگ ہوگئی اور خفا ہو کر لاحول ولا قوۃ اگرچہ مین سیاہ و گنہگار ہون مگر ایسے پیر کے مُنہ پر پیشاب بھی نہین کرتی" میان صاحب تو شرمندہ ہو کر سرنگون رہ گئے اور وہ اُٹھکر چلدی۔

ایک بار ارشاد فرمایا کہ ایک ملحد کے سامنے سے تین شخص گزرے پہلا تو خاموش اور تیز رفتاری کے ساتھ لپکا چلا گیا ملحد کی طرف منہ پھیر کر بھی نہ دیکھا اور دوسرا شخص آہستہ آہستہ سامنے کو نکلا مگر چلا گیا کچھ بولا نہین اور تیسرا شخص ملحد کی تردید کے درپے ہوگیا اور کھڑا ہو کر لگا کہنے تو فاسق ہے اور ایسا ہے ویسا ہے ملحد نے کہا یہ تیسرا شخص تو یقیناً میرا ہو لیا جس سے نکلنا محال ہے اور دوسرا بھی غالب ہے کہ قابو مین آجائے مگر پہلا سالم بچ نکلا اور کورا گیا۔

از مولانا محمد ... نقشبندی صاحب مرحومی

ایک دن رسول شاہی فقیرون کا تذکرہ تھا حضرت امام ربانی نے فرمایا رسول شاہ الور کا باشندہ ایک فقیر تھا اگرچہ احکام شرع کا پابند تھا مگر شراب پیا کرتا تھا اور شاید اسکی وجہ ہو گی کہ اُس نے اپنی جہالت

یون سمجھا کہ حالت سکر مین طبیعت زیادہ لگتی ہے اُسکا ایک مرید تھا محمد حنیف اُس نے چار ابرو کا صفایا
یعنی سر داڑھی بھون اور مونچھون کا منڈانا ایجاد کیا اُسکا خلیفہ ہوا فدا حسین اس کمبخت نے یہ
زیادتی کی کہ نماز سے منع کرتا اور جنابت کے لئے بدن پر بھبوت کا مل لینا کافی سمجھتا تھا ساری شریعت
کا یہ مردود انکار کرتا تھا مگر باایں ہمہ صاحب تصرف تھا حضرت شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے
زمانہ مین یہ شخص دہلی آیا تو بہت لوگ اِس کے معتقد ہو گئے شاہ صاحب نے اسکو کہلا بھیجا کہ تو مسلمان
کہلاتا ہے اور شریعت کا انکار کرتا ہے تجھے زیبا نہین کہ دعوی اسلام کرے اور پھر قطعیات کا انکار کرے
اس نے شاہ صاحب کے پاس جواب بھیجا کہ نہ تو آپ میرے پاس آئین اور نہ مین آپ کے پاس جاؤن یون کرو
کہ اپنے کسی معتبر شاگرد کو بھیجدو کہ مجھسے مناظرہ کر جائے۔ شاہ صاحب کے شاگردون مین عبد اللہ بڑے
ذکی اور ذی استعداد طالب علم سمجھے جاتے تھے اُنہون نے کہا حضرت مجھے بھیجدیجے شاہ صاحب نے
فرمایا اچھا کوئی بات دریافت کرنی ہو تو کر لینا۔ گرمی کا زمانہ تھا دہلی مین یون بھی گرمی زیادہ ہوتی ہے
اور پہلے تو آجکل سے بھی زیادہ گرمی پڑتی تھی بلکہ ہماری طالب علمی کے وقت دہلی مین جتنی گرمی پڑتی تھی
وتنی اب نہین پڑتی اُس سے پہلے تو اور بھی زیادہ ہوگی غرض سبق کے بعد عبد اللہ مناظرہ کے لئے بھیجا
گیا۔ گرمی کا وقت تھا عین دوپہر کو فدا حسین کے پاس پہونچا اُس نے اِنکی بڑی خاطر کی اپنے چیلون
سے کہا مولوی صاحب کو پنکھا کرو اور ان سے کہا کہ آپ تھوڑی دیر لیٹ رہین گرمی کا وقت ہے ذرا آرام
لیلو تو اطمینان سے مناظرہ ہوگا اِنکی جو شامت آئی تو لیٹ رہے ٹھنڈی ہوا مین عافیت معلوم ہوئی لیٹتے
ہی سو گئے اور فدا حسین پاس بیٹھکر توجہ دینے لگا اور چیلون سے کہا کہ ہنڈیا پکاؤ کسی نے کہا بھی کہ حضرت
کوئی چیلہ تو ہونے والا ہے نہین پھر ہنڈیا کیون پکواتے ہین؟ اُس نے دھمکا کر کہا تمہین اس سے
کیا غرض (اُسکے یہان چیلہ بنانے کے وقت کسی قسم کی ہنڈیا پکتی تھی) تھوڑی دیر بعد مولوی صاحب
جو اٹھے تو یہی کہتے اُٹھے کہ حضرت مجھے چیلہ کر لیجئے۔ اُس کمبخت نے سوتے سوتے اپنا کام کر لیا فدا حسین نے
کہا میان تم تو مناظرہ کرنے آئے تھے مرید ہونا کیسا؟ بولے بس حضرت ہو لیا مباحثہ مجھے تو مرید کر لیجئے آخر
فدا حسین نے مولوی عبد اللہ کی داڑھی مونچھ منڈوائی اور وہ ہنڈیا منگائی جو مریدون سے پکوائی
تھی جب ہنڈیا آئی تو مولوی عبد اللہ سے پوچھا تم اسے اپنے اُستاد کے پاس بھی لیجا سکتے ہو؟ عبد اللہ
نے کہا جہان حکم ہو لیجاؤن غلام کو کیا انکار ہے۔ غرض ہنڈیا لیکر شاہ عبد العزیز صاحب کی خدمت مین

پہونچا ادہر شاہ صاحب اُسکے انتظار مین بیٹھے بار بار فرماتے تھے "شاید مناظرہ طویل ہوگیا" اُتنے مین عبداللہ سر پر ہنڈیا رکھے آ پہونچا حضرت شاہ صاحبؒ تو اُسوقت نابینا ہوچکے تھے میر محبوب علی صاحبؒ جو حضرت کی خدمت مین بہت ہی بے تکلف تھے عبداللہ کو چار ابرو کا صفایا کئے دیکھکر کہنے لگے لیجئے حضرت آپکے مولوی عبداللہ مچھندر بنے آرہے ہین" شاہ صاحب حیران ہوئے اور فرمایا تم یون ہی بکا کرتے ہو میر صاحب نے عرض کیا اب پہونچا چاہتے ہین معلوم ہوجائیگا۔ تھوڑی دیر مین عبداللہ پاس آیا اور کہا مرشد نے بھیجا ہے لینا ہو تو لیجئے ورنہ جاتا ہون"۔ شاہ صاحب متحیر تھے کہ کیا قصہ ہے آخر فرمایا "میان کیا شبہ پیش آیا جسکا جواب بن نہ پڑا تجھے کیا ہوا کس بلا مین گرفتار ہوا"؟ شاہ صاحب نے سب کچھ کہا مگر اُس نے کچھ جواب نہ دیا کہا تو یہ کہا "کچھ نہین ہوا بس مرید ہوگیا" شاہ صاحب نے خفا ہوکر فرمایا دور ہو۔ اُس نے کہا "بہتر مجھے اسکی بھی پروا نہین۔ اور چلا گیا۔

اسکے بعد حضرت امام ربانی نے غالبًا اسی عبداللہ کا نام لیکر یون فرمایا کہ اس مین یہ اثر تھا کہ جو اُسکے پاس گیا وہ اُسی کا ہوگیا ایک شخص کا نام لیکر فرمایا کہ وہ کہتے تھے ایک بار مین اُسکے پاس چلا گیا اُس کمبخت نے مجھے گلے سے لگا لیا اُسی وقت میرے سینہ مین ایک آگ لگ گئی اور مین فورًا اُسکے پاس سے بھاگا

حضرت نے فرمایا میری طالبعلمی کے زمانہ مین وہ دہلی کے اندر موجود تھا اور دہلی بھر مین یہ بات مشہور تھی کہ اُس سڑک سے لوگ نہین جاتے۔ ایک مرتبہ اِس قصہ کے بعد یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب دجال نکلے تو اُسکے سامنے مت پڑنا پہاڑ کی چوٹیون پر اور غارون کے اندر پناہ پکڑنا" ہزارہا مخلوق اُسکے مقابلہ پر آئیگی مگر اُسی کی ہو رہیگی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تعلیم سے یہ اہل باطل کا تصرف اور اہل حق پر غلبہ ظاہر ہوتا ہے آخر اسکے مقابلہ کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائینگے۔

ایکبار شاہ سلیمان تونسی کے مرید میان داد بخش جو ایک لاکھ مرتبہ اسم ذات اور کئی ہزار مرتبہ درود شریف پڑھا کرتے تھے اِس بات پر کہ توکل حسین نے انکے پیر کا ایک مرید توڑ لیا تھا فدا حسین کے خلیفہ توکل حسین مچھندر کے پاس چلے گئے اور شکایت کی کہ تجھے مناسب نہین ہے کہ دوسرون کے مرید کو اپنا مرید بنائے اِس نے جواب دیا" سلیمان زنخہ کیا جانے درویشی اور فقیری کیا چیز ہے اسی لئے مین اُسکے مریدون کو اپنا مرید بنا لیتا ہون پیر کی شان مین یہ کلمات سنے تو مرحوم کو غصہ آگیا

اور لگے بُرا بھلا کہنے کہ تو خود گمراہ ہے دوسرون کو گمراہ بناتا ہے تجھے نماز روزہ سے سروکار نہین ان باتون پر توکل حسین کو بھی غصہ آگیا اِس نے لال پیلی آنکھین نکالین اور چیلون سے کہا نکالدو کان پکڑکے مجھسے شکایت کرنے آیا ہے" بس اتنے ہی قلیل عرصہ مین انپر اثر ہوگیا اور ہاتھ جوڑکر لگے کہنے مجھے مرید کر لیجئے وہ تو خدا کا فضل تھا کہ غصہ کے جوش مین توکل حسین نے انکی طرف التفات نہین کیا نہ انکی درخواست پر توجہ کی یہی کہے گیا کہ نکالدو کان پکڑکے مریدون نے دونون کان پکڑکر انکو باہر دھکیل دیا آخر جب نیچے آئے تو آنکھ کھلی اور ہوش آیا کہ زبان سے کیا درخواست نکلی اُسی وقت اُٹھ کر بھاگے اور اپنے گھر آکر دم لیا اسکے بعد حضرت امام ربانی نے فرمایا یاد رکھو مجذوبون سے ہمیشہ پرہیز کرنا چاہئے پاس جانا بہتر نہین اس توکل شاہ مچھندر کو مین نے بھی دور سے دیکھا ہے۔

مولوی ولایت حسین صاحب نے ایک بار استفسار کیا کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے اپنے رسالہ سماع مین لکھا ہے کہ شیخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ کو سماع یا مزامیر مین غلو تھا سو یہ صحیح ہے یا نہین حضرت نے فرمایا کہ بندہ کے نزدیک یہ صحیح نہین ہے مزامیر کی نسبت یا تو قاضی صاحب کو غلط خبر ملی یا یہ کہ کسی نے اُن کے رسالہ مین الحاق کر دیا ہے۔

ایک بار فرمایا کہ شیخ سوندھا رحمۃ اللہ علیہ نے اقتباس الانوار مین تحریر فرمایا ہے "پیران ماہر گز ہرگز سماع نشنیدہ اند بلکہ تصفیق را ہم روا نداشتہ اند"

میرٹھ کے ایک شخص جمعہ کے دن بیعت کے لئے حاضر ہوئے آپ نے انکو چشتیہ خاندان مین بیعت کیا اور بیعت کے وقت یون ارشاد فرمایا کہ اِس زمانہ مین سب سے زیادہ چشتیہ طریقہ بدنام ہے کہ اس مین اتباع شریعت کی ضرورت نہین ہے حضرت جلال تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ بھی آخر چشتیہ تھے مگر مرض الموت مین جب بیماری سے زیادہ مجبور ہوئے اور اُٹھنے بیٹھنے کی طاقت نہ رہی لوگ دوا پلانے کے لئے لائے حضرت جلال نے فرمایا مجھے چارپائی سے اُتارو غرض چارپائی سے نیچے اُترکر دوا پی اور یون فرمایا کہ چارپائی پر لیٹے لیٹے دوا کھانا سنت سے ثابت نہین۔ جسوقت حضرت نے یہ قصہ ارشاد فرمایا ہے کثیر مجمع تھا سب حجرہ بھرا ہوا تھا باہر بھی آدمی کھڑے تھے ساری مجلس پر ایک اثر پڑ رہا تھا حضار جلسہ مین شاید کوئی ایسا ہو جو آبدیدہ نہ ہوگیا ہو۔

حضرت مولانا محمد حسن صاحب مرادآبادی نے ایک بار دریافت کیا کہ کیا شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ

علیہ کا قول قدمی علی راس کل ولی اللہ صحیح ہے؟ حضرت نے فرمایا بیشک صحیح ہے اور اُن کے زمانہ کے اولیاء اللہ مراد ہین اور اگر بعد کے اولیا بھی مراد ہون تو کیا عجب ہے۔ ؟ آنحضرت سیدالاولیا تھے۔ مشہور ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہے مگر آجکل کے چشتی اسکو تسلیم نہین کرتے اور حضرت خواجہ کی برابر کسی بزرگ کو نہین سمجھتے مین کہتا ہون اگر حضرت خواجہ بڑے پیر صاحب کے مرید بھی ہون اور پھر اُن سے بڑھے ہوئے بھی ہون تب بھی کوئی حرج نہین آخر مرید پیر سے بڑھ بھی جاتے ہین۔ آدمی کو چاہیئے کہ بڑون کے درمیان تفضیل کا درپے نہو اسکے بعد فرمایا کہ منیٰ مین مسجد خیف کے اندر بیٹھے ہوئے ایک صاحب حضرت پیران پیر کو اور دوسرے صاحب حضرت شیخ مجدد کو افضل کہہ رہے تھے۔ قادری صاحب پھلواری کے تھے آخر یہانتک بات بڑھی کہ قادری صاحب نے حضرت مجدد کو اور نقشبندی صاحب نے حضرت پیران پیر کو کافر کہدیا نعوذ باللہ اسیواسطے ہمارے حضرات بیعت کے وقت چارون مشایخ کا نام لے دیتے ہین تاکہ سب سے برابر عقیدت رہے اور سب بزرگون کے فیوض سے مستفیض ہو اگرچہ شجرہ چشتیہ دیتے ہین۔ اور چارون خاندان کے نام لینے کا طریقہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے زمانہ سے نکلا ہے۔

ایک مرتبہ کوئی عورت فریب دیکر لوگون کے گھرون سے کچھ لے لوا گئی تھی حضرت کی مجلس مین اتفاق سے اسکا تذکرہ ہوا آپ نے فرمایا " روٹی کھائی شکر سے دنیا کمائی مکر سے " اسکے بعد فرمایا ایک شخص لکھا پڑھا تنگیِ معاش سے گھبرا گیا آخر جب اُسکو کچھ بن نہ پڑا تو سفر اختیار کیا اور ایک جگہہ پہونچکر جاہل سقیم اللسان بنگیا اور کسی مکتب مین جاکر قرآن پڑھنے کی تمنا ظاہر کی اُستاد نے سبق شروع کرادیا اب یہ پڑھکر یاد کرنے بیٹھتا بہتیرا یاد کرتا مگر یاد ہی نہوتا اور مکاری سے اس حالت پر اتنا روتا کہ دیکھنے والون کو ترس آتا جو دیکھتا وہ افسوس کرتا کہ بیچارا اتنی محنت کرتا ہے مگر حافظہ ایسا خراب ہے کہ یاد نہین ہوتا ایک دن صبح کو سوتا جو اُٹھا تو ہنستا مسکراتا اُٹھا کہنے لگا ہمنے آج جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپنے لعاب دہن شریف میرے مُنہ مین ڈالدیا جس سے مجھے سب کچھ آگیا۔ پڑھا لکھا تو تھا ہی سب کچھ پڑھکر سُنادیا۔ پھر کیا تھا لوگون کو اُس سے اعتقاد ہوگیا اور خوب آؤ بھگت ہوئی۔

ایک دن کرنال کے ایک عالم نے عرض کیا کہ حضرت بزرگون کا قصہ سُنتے ہین لوگون نے انکے ہاتھ پاؤن سر اور دھڑ الگ الگ دیکھا " آپ نے فرمایا میرے ماموں صاحب (یا اور کسی کا نام لیا) تذکرہ

کرتے تھے کہ مین میانجی نور محمد جھنجھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین دوپہر کے وقت گیا حجرہ شریفہ بند تھا
مگر کواڑ اچھی طرح نہ لگے تھے۔ کواڑ جو کھولا تو کیا دیکھتا ہون کہ حضرت کا دھڑ سارا الگ الگ ہے مجھے دیکھتے
ہی اعضا باہم ملگئے اور حضرت میانجی صاحبؒ اُٹھ بیٹھے اور فرمانے لگے کہ کسی سے کہنا نہین۔ اِس قصہ
کو نقل فرماکر حضرت امام ربانی ارشاد فرمایا ”مگر یہ درجہ کمال کا نہین“۔

ایک دن مولانا ولایت حسین صاحب نے دریافت کیا حضرت اسکی کیا وجہ ہے کہ شاہ عبدالعزیز صاحب
رحمۃ اللہ علیہ کو سب لوگ اچھا کہتے ہین اور مانتے ہین مگر اسی خاندان کے دوسرے حضرات کو بُرا کہتے ہین
حضرت امام ربانی نے ارشاد فرمایا ”میان کہونگا تو تمہین بھی بُری لگیگی اور مجھے بھی بات یہ ہے کہ شاہ
ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر بعض لوگون کے اعتراضات تھے شاہ عبدالعزیز صاحبؒ انکو دفع کرنا
چاہتے تھے اِس وجہ سے بات لگا کر کہتے تھے ایک مرتبہ شاہ صاحب سے وعظ کے بعد کسی شخص نے
پوچھا حضرت بڑے پیر صاحب کا دوگانہ پڑھنا کیسا ہے؟ شاہ صاحب نے فرمایا ”بھائی حدیث مین تو
کہین نہین آیا ہے ہان فعل مشایخ ہے“ میر محبوب علی صاحب وہان موجود تھے کہنے لگے کہ حضرت
سائل حدیث اور فعل مشایخ کو نہین پوچھتا وہ تو جواز اور عدم جواز دریافت کرتا ہے شاہ صاحب نے پھر وہی فرمایا
اِسپر میر محبوب علی صاحب نے کہا ”صاف فرمادیجئے کہ جایز ہے یا ناجایز ہے تب تو سائل بھی کہنے لگا جی
ہان میری بھی یہی غرض ہے“ شاہ عبدالعزیز صاحب نے میر محبوب علی صاحب کو ڈانٹ کر کہا ”تو مجھے
لوگون سے گالیان سنوانی چاہتا ہے ایک مرتبہ مَا اُہِلَّ کا مسئلہ لکھا تھا تو ابتک گالیان سُن رہا ہون“
اُسوقت میر محبوب علی صاحب نے سائل سے کہا ”سُن لو حضرت اِس نماز کو ناجایز فرمارہے ہین مگر گالیون کے
ڈر سے صاف جواب نہین دیسکتے“۔ اِس قصہ کے بعد حضرت امام ربانی نے ارشاد فرمایا کہ بات لگا کر کہنے
سے کوئی نفع نہین ہوتا بڑی بات چھوٹتی نہین۔ شاہ اسحٰق اور مولانا اسمٰعیل صاحب اِن سب حضرات کا
ایک ہی مشرب تھا مگر شاہ اسحٰق صاحب نے شقوق نکالکر کہا کچھ فائدہ نہوا مولوی اسمٰعیل صاحب نے صاف
صاف منع کیا بہتیرے مان گئے۔

ایک بار ارشاد فرمایا کہ شیطان بزرگون کو بھی یہ دھوکہ دیتا ہے کہ کیمیا سیکھ لو حلال روزی ملیگی اسکے
بعد ارشاد فرمایا کہ شاہ احمد سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین ایک ولایتی آیا اور اُس نے بیان کیا کہ
ہم شملہ پہاڑ پر کیمیا کی ایک بوٹی کی تلاش مین آئے تھے مگر نہ ملی چونکہ ہندوستان مین آئے تھے اِسلئے

آپکی خدمت مین بھی زیارت کے لئے حاضر ہو گئے یہان سے واپس جائینگے تو اپنے اُستاد سے پھر اچھی طرح اُس بوٹی کا حال دریافت کرینگے" شاہ صاحب نے ولایتی کا یہ خیال دفع کرنے کے لئے فرمایا کہ تم اتنی دور سے آؤ اور کہین پھر نہ ملے تب؟ اُس ولایتی نے جواب دیا کب تک نہ ملیگی دوسری مرتبہ تیسری مرتبہ چوتھی مرتبہ" یہ سنکر شاہ صاحب کے آنسو نکل پڑے اور اپنے مریدون کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا" دیکھا دنیا کے لئے اسکی کتنی بڑی عالی ہمت ہے اور تم لوگ برس چھ مہینہ میرے پاس رہتے ہو تو کہتے ہو کچھ حاصل نہ ہوا۔

مولانا ولایت حسین صاحب فرماتے ہین مین نے ایک بار دریافت کیا کہ مشہور ہے شیطان پیر کی صورت نہین بن سکتا کیا یہ صحیح ہے؟ حضرت نے ارشاد فرمایا ہان اگر مرید کو توحید مطلب حاصل ہو اور اسکے یہ معنی ہین کہ مرید کا اعتقاد پیر کے ساتھ اسقدر راسخ ہو کہ دنیا کے اندر اُسکے سوائے کسی کو ذریعہ ہدایت نہ سمجھتا ہو اور کمال یہ بھی فرمایا کہ توحید مطلب کی تعریف رسالہ مکیہ مین خوب کی گئی ہے بندہ نے عرض کیا کیا مسائل مین بھی پیر کے ساتھ اختلاف نہو؟ ارشاد فرمایا نہین مسائل مین تو اختلاف ہوتا ہی آیا ہے مولانا ممدوح نے ہی ایک مرتبہ دریافت کیا کہ حضرت تصفیۃ القلوب مین قبور اولیاء اللہ سے استفادہ کی نسبت لکھا ہے کہ انہین اپنے پیر کی صورت پر تصور کرے حضرت نے ارشاد فرمایا" یہ اہل نسبت کے لئے ہے"۔

ایک بار ارشاد فرمایا اس اصطلاح کے معنی کہ" مر گئے مردود نہ فاتحہ نہ درود" گڈھی عبداللہ خان مین جاکر معلوم ہوئے کہ فاتحہ فقرا کے کھانے کو کہ خدا کے لئے کیا جاوے کہتے ہین اور اسکے اگلے دن جو برادری کا کھانا ہوتا ہے اُسکو درود کہتے ہین" اسی ضمن مین کُتھرا کی بابت جو شاہ عبدالقادر صاحب کے ترجمہ مین آیا ہے فرمایا کہ کُتھرا مین کاف نفی کا ہے یعنی خراب بمعنی ایسا دیسا ضد ستھرا کا اور فرمایا کہ ولا تصعر خدك کا ترجمہ شاہ صاحب نے کیا ہے گال مت پُھلا اسپر بھی لوگون نے اعتراض کیا ہے کہ خد رخسارہ کو کہتے ہین اور گال وسطی حصہ کو تو ٹھیک ترجمہ کیونکر ہوا؟ لیکن عرف مین محاورہ کا یہی ترجمہ ہے جو شاہ صاحب نے کیا ہی۔

ایک مرتبہ حضرت مولانا شیخ محمد صاحب تھانوی کا ذکر فرمایا کہ وہ شکیل جمیل سُرخ سفید رنگ کے تھے اور کٹاری آنکھین تھین حضرت شاہ اسحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ اُن سے محبت رکھتے تھے اور حدیث وغیرہ کی تعلیم خاص وقت مین فرماتے تھے اُنھون نے فرط شفقت سے فرمایا کہ مولوی صاحب شاہ صاحب کی لڑکی سے نکاح کرین مولوی صاحب نے عرض کیا کہ مین اپنی دادی صاحبہ کی رضامندی دریافت کرلون اُسوقت جواب دونگا۔ چنانچہ مولوی صاحب نے اپنی دادی کو لکھا اُنھون نے درجواب لکھا کہ شاہ صاحب

اور ہم ذات مین برابر نہین وہ ہیٹے ہین اِسلیئے ہمکو منظور نہین" خدا کی شان کچھ دنون بعد مولوی صاحب نے ایک کنجنی سے شادی کر لی۔ لوگ طعن کرتے تھے کہ شاہ صاحب تو ذات مین برابر نہ تھے ہان اب خوب ہم کفو ملی۔ پھر مولوی صاحب نے اور دو شادیان کین لیکن زندگی پر لطف نہ گزری اور سچ بھی ہے جو بزرگون کی بات نہین مانتا بالآخر پشیمان ہوتا ہے آخری شادی اہنہٹہ ہوئی تھی۔

ایک بار منشی ابراہیم خان صاحب نے دریافت کیا کہ حضرت قرآن شریف کو بے وضو پڑہتے تو جی ہچکچاتا ہے اور وضو سے ہر وقت رہا نہین جاتا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ورق گردانی بجائے ہاتھ کے چاقو یا کسی اور چیز سے کر لیا کرو اور بڑا قرآن مجید رکھو چھوٹا قرآن رکھنا تو مکروہ بھی ہے اسکے بعد فرمایا کہ ہینڈن ایک ندی ہے قریب مدرسہ شاہ عبدالرحیم دہلوی کے ایک دفعہ اُس ندی کی ایک ڈہانگ گری اُس مین سے ایک لاش جون کی تون نکلی جسکا کفن میلا تھا اور وہ وہان سے بہکر عین دہار مین ٹھیر گئی کچھ دیر بعد دوسری ڈہانگ گری اور اس مین سے بھی ایک لاش نکلی جسکا کفن بالکل صاف تھا کہین داغ دھبہ بھی نہ تھا وہ پہلی لاش سے ملکر دہاری دہار چلدی جیسے کوئی کسی کا منتظر ہو اور دونون ملکر روانہ ہو جاوین لوگون نے اِن لاشون کی تحقیقات کرنی شروع کر دی جستجو کے بعد ایک بڑہیا نے بتایا کہ یہ دونون قرآن حافظ تھے اسکے بعد حضرت امام ربانی نے ارشاد فرمایا اب ایسا قیاس جاتا ہے کہ جسکا کفن صاف تھا وہ باوضو تلاوت کرتا ہوگا اور دوسرا بے وضو۔ پھر منشی صاحب کے سوال پر یہ بھی فرمایا کہ حافظ کے والدین حشر کے دن ایسے تاج پہنائے جاوینگے جسکی روشنی سورج سی ہوگی۔

ایک دن کچھ تاویلات کا ذکر تھا حضرت فرمانے لگے ہان جی مولوی لوگ تاویل بنا لیا کرتے ہین ایک قاضی تھے کسی نے اُن سے آکر کہا قاضی جی ایک بیل نے دوسرے بیل کے سینگ مار دیا ہے اسمین شریعت کا کیا حکم ہے قاضی صاحب نے کہا اسمین حکم کیا ہوتا؟ پھر اُس نے کہا اجی حضرت مارنے والا بیل تیلی کا تھا اور پٹنے والا آپکا۔ قاضی صاحب نے کہا کہ ہان! یون ہوا ہے تو اچھا کتاب دیکھکر کہین گے چنانچہ کتاب منگائی اور کھولکر دو چار جگہہ نظر ڈالکر بولے "لال کتاب بولی یون۔ تیلی بیل لڑا وے کیون کہلائی نکھل کیا مستنڈ۔ بیل کا بیل اور پانچ کا ڈنڈ۔

ایک بار منشی صاحب نے دریافت کیا کہ حضرت بیعت کس کس گناہ سے فسخ ہو جاتی ہے آپ نے فرمایا حدیث مین آیا ہے "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ" پس جب تک اپنے محبوب کے مطابق رہیگا بیعت بھی رہیگی

اور مخالفت کریگا تو فسخ ہو جائیگی اسی باب مین ارشاد فرمایا کہ کانپور مین کوئی نصرانی کچہری ملی ... تھا مسلمان
ہو گیا تھا مگر مصلحۃً چھپائے ہوئے تھا اتفاق سے اسکا تبادلہ کسی دوسری جگہہ کو ہو گیا اس نے اُن مولوی
صاحب کو جن سے دین اسلام کی باتین سیکھی تھین اپنے تبادلہ سے مطلع کیا اور تمنا کی کہ کسی دیندار شخص کو
مجھے دین جس سے علم دین حاصل کرتا رہون چنانچہ مولوی صاحب نے اپنے ایک قابل شاگرد کو اُس کے
ساتھ کر دیا کچھ عرصہ بعد جب یہ نصرانی بیمار ہوا تو اس نے مولوی صاحب کے شاگرد کو کچھ روپئے دئے اور
کہا کہ جب مین مر جاؤن اور عیسائی مجھے اپنے قبرستان مین دفن کر آوین تو تم رات کو جا کر مجھے قبر سے نکالنا
اور مسلمانون کے مقبرہ مین دفن کر دینا چنانچہ ایسا ہی ہوا جب مولوی صاحب کے شاگرد نے حسب وصیت
رات کو اُنکی قبر کھولی تو دیکھا کہ اُسمین وہ نصرانی تو ہے نہین البتہ مولوی صاحب پڑے ہین وہ سخت
پشیمان ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے میرے اُستاد یہان کیسے؟ آخر دریافت سے معلوم ہوا کہ مولوی صاحب
نصرانیون کے طور طریق پسند کرتے اور اچھا جانتے تھے۔

پس نیکون سے صحبت رکھنی مثمر حسنات اور ذریعہ نجات ہے دوسری بات جو بیعت کو فسخ کرتی ہے
کبائر گناہون پر اصرار ہے کہ ایک گناہ کرتا ہے اور اُسکو باوجود منع کے برابر کئے جاتا ہے اور نہین مانتا اس
صورت مین بھی بیعت فسخ ہو جاتی ہے اور یہ بات بھی پہلی بات کا گویا ایک حصہ ہے باقی آجکل کی پیری
مریدی کہ مرید اور پیر خواہ کیسے ہی کام کئے جاوین چاہے پیر اور مریدین جو تی پیزار بھی ہو جائے تب بھی
وہ بیعت لوہا لاٹھ ہی رہتی ہے یہ تو کچھ قابل اعتماد نہین۔

ایک بار ارشاد فرمایا کہ شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ نے لکھا ہے بعض علماء دیندار متبع سنت
سنیہ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض درویشون سے زیادہ دوست رکھتے اور پسند فرماتے ہین
ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ ایک بزرگ تھے کہین جا رہے تھے اتفاق سے ہندوؤن کے تہوار کا وہ
دن تھا جس مین یہ لوگ حیوانات وغیرہ کو رنگتے ہین یہ بزرگ پان کھا رہے تھے راستہ مین ایک گدہا نظر پڑا
جسپر رنگ نہ تھا انہون نے اُسپر تھوک دیا اور مذاق مین فرمایا تجھے کسی نے نہین رنگا لے تجھے مین رنگ دون
اُنکی وفات کے بعد کسی نے اُنکو خواب مین دیکھا کہ سب حالات اچھے ہین مگر منہ مین ایک سانپ لگا ہوا ہے
اس شخص نے کہا حضرت کیا حال ہے؟ فرمایا سب حال اچھا ہے مگر ایک دن گدھے پر پیک ڈالدی
تھی اُس مین گرفتاری ہو گئی اور حکم ہوا کہ ہمارے دشمنون کے ساتھ مشابہت کیون کی تھی سو عذاب

مولوی ابوالبرکات صاحب

مین مبتلا ہون اور کئے کو بھگت رہا ہون۔

ایک بار ارشاد فرمایا کہ بعض لوگ آتے ہین اور کہتے ہین ہمین ایک نظر مین پایہ کمال پر پہونچا دیجے ہم سے محنت مشقت نہین ہوسکتی اور اسپر بعض بزرگون کے قصے پیش کرتے ہین اسکی تو ایسی مثال ہے کہ ایک شخص جنگل مین جارہا تھا اتفاقاً ٹھوکر لگی گرگیا اُٹھکر جو دیکھا تو ایک دیگچہ نظر آیا اُسکو کھود کر نکالا تو زرو سیم سے بھرا پایا اب اسکو سُنکر اگر کوئی شخص جنگلون مین گرتا پھرے کہ اسی طرح خزانہ ملجائیگا تو کیا ہاتھ آسکتا ہے

منشی محمد ابراہیم صاحب نے ایک بار عرض کیا کہ ایسے ملک کو جیسے انگریز اُنسٹھ[۵۹] سال سے فتح کررہے ہین اہل اسلام کیونکر بنا پایا گیا ہوگا ؟ حضرت نے ارشاد فرمایا "مسلمان کرنے والے اُن سے بھی زیادہ قوی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے۔

مولوی محمد یحییٰ صاحب نے ایک مرتبہ دریافت کیا کہ صوفیائے کرام بہ نسبت فقہائے عظام زیادہ مشہور کیون ہین حالانکہ دین کے رکن یہ ہین حضرت نے ارشاد فرمایا جو صوفیا ہوئے وہ فقہا بھی تھے پس شہرت فقہا کی ہی ہوئی۔ دوسرے صوفیہ بوجہ ذی مرتبہ ہونے کرامات ظاہر ہونے اور تارک الدنیا ہونے کے سبب دنیا مین مشہور زیادہ ہوگئے۔

ایک بار ارشاد فرمایا کہ زمانہ کی بدعات بدون امام مہدی علیہ السلام کے نہین اُٹھینگی

ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ ذاکر کو گوشت کھانا کچھ مضر نہین مگر ہفتہ مین دو بار سے زیادہ کھانا دلکو سخت کردیتا ہے

اِس عنوان کا بھی حصر مقصود نہین ہے بمونتہً چند ارشادات ہدیۂ ناظرین کئے گئے اب حضرت مولانا صادق الیقین صاحب کرسوی رحمۃ اللہ علیہ کے جمع فرمائے ہوئے ارشادات مین سے تبرکاً پندرہ ارشادات نقل کرکے اس حصہ کو ختم کرتا ہون مولانا مرحوم حضرت امام ربانی کے مجاز طریقت خلیفہ تھے حق تعالےٰ غریق رحمت فرمائے۔ تیسرا سال ہے مکہ معظمہ مین بمرض اسہال وحرارت وصال فرماگئے۔ مولانا نے حضرت کے ارشادات کا بڑا ذخیرہ جمع فرمایا ہے اگر توفیق شامل حال ہوئی تو کسی وقت مین نذر ناظرین ہونگے چونکہ جملہ ارشادات مولانا نے فارسی مین لکھے ہین تصرف کو جی نہ چاہا اسلئے بجنسہٖ نقل کرتا ہون۔

(۱) حفرہ کہ قریب باب است معجن یعنی تغار گل بود وقت تعمیر بیت ابراہیم علیہ السلام ساختہ آنچہ مشہور است غلط است وہمچنین سنگ زرد کہ در و نصب است محض برائے زینت است شہرت نفع یرقان غلط محض است۔

(۲) از حطیم صرف شش ذراع کہ طریق مرور حطیم ساختہ اند داخل بیت بود باقی حطیم جائے بود کہ گوسفندان

حضرت ہاجرہ در انجامی بودند۔

(۳) در حرم صرف شش جا صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثابت گشتہ۔ اندرون بیت مابین الاسطوانتین وپیش باب وقت خروج از بیت خلف المقام۔ تحت المیزاب۔ پیش رکن یمانی کہ درانجا سنگ سیاہ است۔ مقابل حجر اسود پیش اسطونہ مطاف کہ مقابل حجر اسود است۔

(۴) العلم علمان علم المکاشفہ وعلم المعاملہ۔ مراد از علم مکاشفہ سیر فی اللہ است کہ علم الیقین وعلم شہود از ان حاصل می شود ورنہ کشف وکرامات چیزے نیست۔

(۵) تصرفات وکرامات اولیاء اللہ بعد ممات بحال خود باقی می ماند بلکہ در ولایت بعد موت ترقی می شود حدیثے کہ ابن عبدالبر نقل کردہ شاہد است۔

(۶) حضرت صاحب ہر چہ می فرمایند درست می فرمایند۔

(۷) در کشف کمل اولیاء غلط نمی شود۔

(۸) طعن بر اولیاء نباید کرد حتی الوسع تاویلش باید کرد اگر ممکن نشود در تخلیہ وجہش دریافت باید نمود۔

(۹) در اذکار واشغال ہر کسے یا الہام غیبی تجدیدے وتغیرے از سلف تا خلف بودہ است بعد تجدید وتبدیل در طریق اول نفع باقی نمی ماند واگر نفع می شود قلیل می شود بہ نسبت ثانی ہمچو نسخ۔ این تقریر را بکمال بسط بیان فرمودند۔

(۱۰) در نسبت صحابہ صمدیہ بود یعنی خود محض لاشے وخدائے تعالیٰ را در ذات خود متصرف می دانستند ہمین جہت تمامی مال خود را در راہ مولیٰ بلا تکلف صرف می فرمودند وحضرت سید صاحب باذات بحت صفات سمیع وعلیم وبصیر را ملحوظ می کنانیدند از ین کیفیتے پیدا می شد اگر کوہے بنظر می آمد استادہ بگریہ وزاری می افتادند کہ این ساختہ اوست تعالیٰ شانہ ہمچنین بر تمامی اشیاء۔

(۱۱) چون شب چشم بیدار شود پس از ان خواب نکنی کہ از ین خواب وقت معہود یافتن خیلے دشوار است۔

(۱۲) بدون درشتی وسختی نمودن بر نفس کارے درست نمی شود۔

(۱۳) نیک خوری نور شود زشت خوری ظلمت شود بسیار خوری غفلت شود کم خوری طبیعت چاق و درست ماند وکار درست وخوب شود آب کم خوری خواب کم آید از بسیار خوردن تبخیر بدماغ شدہ خواب می آید۔

(۱۴) النسبتہائے صحابہ وجدانی بود اگر کشفی بودے از آنہا کارے مثل جہاد وغیرہ بر نیامدے (۱۶ تعریفات ذکر)

الا باذن اللہ جملہ از ذات تعالیٰ شانہ و بدون مشیت او جل شانہ چیزے نمی شود و بظہور نمی پیوندد پس با انکشاف این معنی کسے را چگونہ بد پنداشتے و جہاد فرمودے ۔

(۱۵) سمعت شیخی سیدنا مولانا البخوھی یقول سمعت الشاہ احمد سعید یقول سمعت الشاہ محمد اسحٰق یقول سمعت الشاہ اھل اللہ یقول سمعت الجن یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من تزیّا بغیر زیّہٖ فقتل فدمہٗ ھدرٌ الحدیث و بالفاظ اخری من قتل فی غیر زیّہٖ فدمہٗ ھدرٌ الحدیث وفی الحدیث قصۃٌ وھی ھذہٖ حضرت شاہ اہل اللہ روزے در کتاب مشغول بودند مارے نزد شان گزشت حضرت ممدوح از قلمدان گرفتہ او را بقتل رسانیدند و بشغل کتاب شدند بعدہ چون مار را دیدند نیافتند فہمیدند کہ شاید جانورے بردہ باشد من از شغل کتابت ادراک نمودم بعدہ دو کس آمدند و گفتند شما را بادشاہ می طلبید فرمودند شاہ را با فقیر چہ کار گفتند حالا ما بادب عرض می کنیم ما را حکم است ما بجبر خواہیم برد مجبور را نور رفتند جانب دلی دروازہ قصد فرمودند گفتند اینجا نیست یعنی بیرون شہر بیائید فہمیدند شاید بقصد شکار وغیرہ در قطب صاحب آمدہ باشد بیرون شہر دیدند کہ خیمہا استادہ اند در یک خیمہ رفتہ دیدند کہ بادشاہے غیر شاہ دہلی در غضب بر تخت نشستہ است و نعشے ہم موجود است شاہ بکمال غضب گفت چرا قتل کردی فرمودند من کسے قتل نمودہ ام گفت قتل کردہ چرا قتل کردی بعدہ گفت چیزے را قتل کردی فرمود البتہ مارے را کشتہ ام بعدہ قاضی صاحب کہ نہایت معمر و ضعیف بودند تشریف آوردند بادشاہ بتعظیم استادہ و بر تخت جا داد و طالب حکم نمود کہ ازین قاتل قصاص گرفتہ آید قاضی صاحب حدیث مذکور خواند ۔ بادشاہ از حضرت ممدوح گفت بروید حضرت ممدوح دست قاضی صاحب گرفتہ فرمودند کہ زمان کثیر از یک ہزار گزشت شما سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چگونہ گوئید قاضی صاحب فرمودند من صحابی ام از اصحاب صفہ می بودم من خود از ان کریم (شنیدہ ام از پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم) این حدیث شنیدہ ام ما یان از جنات ہستیم ۔ انتہی

صالحین کی حکایات

لعل اللہ یرزقنی صلاحا	اُحبّ الصّٰلحین ولست منھم

یہ اولیاء اللہ کے چند قصص ہیں جو مجلسِ ارشاد و تربیت میں حضرت قدس سرہ کی زبان مبارک سے سننے میں آئے ایکبار فرمایا کہ شیخ عبد القدوس ؒ عشاء سے فجر تک ذکر جہر کیا کرتے تھے آخر اسقدر غلبہ ہو گیا تھا کہ صاحبزادے

آتے تو شیخ انکا نام دریافت فرماتے تھے وہ نام بتاتے اس سے آگے کچھ عرض کرنے نہ پاتے تھے کہ شیخ پھر مستغرق ہو جاتے تھے اسی طرح کئی کئی بار سوال وجواب کے بعد نوبت کلام کی پہونچتی تھی -

ایک روز ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص کیسا ہی پرہیزگار کیون نہو کتنے ہی کشف وکرامات اس سے ظاہر ہون لوگون کے قلوب مین تصرف کر سکتا ہو مگر ہوا سکے دل مین غرور بس سمجھ لو کہ اُسے کچھ نہین آتا اسکے بعد یہ قصہ نقل فرمایا کہ حضرت بایزید بسطامی کی زیارت کے لئے چار شخص آئے جب خانقاہ کے دروازہ پر پہونچے تو باہم مشورہ کیا کہ ایک شخص کپڑون کے پاس بیٹھا رہے اور تین زیارت کو جائین جب وہ تینون زیارت کر کے آجائین تو پھر یہ چلا جائے سب نے اِس رائے کو پسند کیا مگر اسمین جھگڑا ہوا کہ بیٹھے کون ہر ایک نے دوسرے پر رکھا کہ تم بیٹھو آخر جب جھگڑا کرتے دیر ہوگئی تو انہین مین سے ایک شخص بولا کہ ا چھا میان تم سب زیارت کو جاؤ مین کپڑون کے پاس بیٹھونگا کیونکہ مین بہت گنہگار اور روسیاہ ہون حضرت کی زیارت کے قابل ہی نہین ہون - غرض وہ تو یہان بیٹھا اور باقی تینون آدمی شیخ کے پاس حاضر ہوئے حضرت نے انکے پاس آتے ہی جھڑکا اور فرمایا چلے جاؤ تم مین جو شخص کام کا تھا وہ تو آیا ہی نہین" آخر تینون شخص لوٹے اور ہمراہی سے کہا بھائی ہمارے ہمراہ چلو کہ تمہارے یہان چھوڑنے سے ہمکو جھڑکی اور دھتکار ملی جب وہ ساتھ ہوا تو چارون کو باریابی نصیب ہوئی اسکے بعد فرمایا کہ" حضرت بایزیدؒ نے جو انکو دھمکایا تھا تو شاید کشف ہوگیا ہوگا"

ایک دن ارشاد فرمایا کہ مرشدنا حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ گنگوہ تشریف لائے ہوئے تھے رامپور کے ایک شخص نے عرض کیا کہ حضرت میرا گھوڑا گم ہوگیا آپ دعا کیجئے کہ ملجاوے حضرت اُسوقت مثنوی معنوی دست مبارک مین لئے ہوئے تھے اُسکو کھولکر پڑھنے کا جو ارادہ کیا تو بر سر صفحہ یہ شعر نکلا ؎

گر بُرو مالت خدو پرفنے ۔۔۔ دشمنے را بُردہ باشد دشمنے

ایک دن فرمایا گنگوہ کے لوگون نے حضرت شیخ عبدالقدوس رح کی خدمت مین بمقام شاہ آباد ضلع انبالہ ایک عریضہ اِس مضمون کا بھیجا کہ شاہی عامل گنگوہ مین بغرض بندوبست اراضی آیا ہوا ہے حضور تشریف لاکر اپنی اراضی جو ڈابر کے قریب ہے اپنے نام درج کرالین حضرت شیخ نے اُسکا جواب لکھا" بندگان خدارا از خلق خدا چہ کار"۔

ایک روز فرمایا کہ شاہ ابوسعید گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ بغرض بیعت شاہ نظام الدین بلخی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین

بلخ تشریف لے گئے شاہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کو اطلاع ہوئی کہ صاحبزادہ تشریف لاتے ہین تو ایک منزل پر آکر استقبال کیا اور بہت اعزاز واحترام کے ساتھ لیکر بلخ پہونچے وہان پہونچکر صاحبزادہ صاحب کی خوب خوب خاطرین کین ہر روز نئے نئے اور لذیذ سے لذیذ کھانے پکوا کر کھلاتے انکو مسند پر بٹھاتے خود خادمون کی جگہہ بیٹھتے آخر جب شاہ ابوسعیدؒ نے اجازت چاہی کہ وطن واپس ہون تو شاہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سی اشرفیان بطور نذر پیش کین اُسوقت شاہ ابوسعیدؒ نے عرض کیا کہ حضرت اس دنیوی دولت کی مجھے ضرورت نہین ہے نہ اسکے لئے مین یہان آیا مجھے تو وہ دولت چاہیئے جو آپ ہمارے یہان سے لیکر آئے ہین" بس اتنا سننا تھا کہ شاہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ آنکھ بدل گئے اور جھڑک کر فرمایا جاؤ طویلہ مین جاکر بیٹھو اور کتّون کے دانہ راتب کی فکر رکھو غرض یہ طویلہ مین آئے شکاری کتّے انکی تحویل مین دیدیئے گئے کہ روز نہلائین دھلائین اور صاف ستھرا رکھین کبھی حمام جھکوایا جاتا اور کبھی شکار کے وقت شیخ گھوڑے پر سوار ہوتے اور یہ کتون کی زنجیر تھامکر ہمراہ چلتے آدمی سے کہدیا گیا کہ یہ شخص جو طویلہ مین رہتا ہے اسکو دو روٹیان جَو کی دونون وقت گھر سے لادیا کرو اب شاہ ابوسعید صاحبؒ جب کبھی حاضر خدمت ہوتے تو شیخ نظر اُٹھاکر بھی نہ دیکھتے چارون کیطرح دور بیٹھنے کا حکم فرماتے اور التفات بھی نفرماتے تھے کہ کون آیا اور کہان بیٹھا تین چار ماہ بعد ایک روز حضرت شیخ نے بھنگن کو حکم دیا کہ آج طویلہ کی لید اکٹھی کر کے لیجائے تو اُس دیوانہ کے پاس سے گزریو جو طویلہ مین بیٹھا رہتا ہی چنانچہ شیخ کے ارشاد کے بموجب بھنگن نے ایسا ہی کیا پاس سے گزری کہ کچھ نجاست شاہ ابوسعید پر پڑی شاہ ابوسعید کا چہرہ غصہ سے لال ہو گیا تیوری چڑھاکر بولے "نہوا گنگوہ ورنہ اچھی طرح مزا چکھاتا غیر ملک ہے شیخ کے گھر کی بھنگن ہے اسلئے کچھ کر نہین سکتا" بھنگن نے قصہ حضرت شیخ سے عرض کردیا حضرت نے فرمایا "ہان ابھی بُو ہے صاحبزادگی کی" پھر دو ماہ تک خبر نلی اسکے بعد بھنگن کو حکم ہوا کہ آج پھر ویسا ہی کرے بلکہ قصداً کچھ غلاظت شاہ ابوسعید پر ڈالکر جواب سُنے کہ کیا ملتا ہے چنانچہ بھنگن نے پھر ارشاد کی تعمیل کی اس مرتبہ شاہ ابوسعید نے کوئی کلمہ زبان سے نہین نکالا ہان تیز اور ترچھی نگاہ سے اُسکو دیکھا اور گردن جھکاکر خاموش ہو رہے بھنگن نے آکر حضرت شیخ سے عرض کیا کہ آج تو میان کچھ بولے نہین تیز نظرون سے دیکھکر چپ ہو رہے حضرت شیخ نے فرمایا "ابھی کچھ بو باقی ہے" پھر دو چار ماہ کے بعد بھنگن کو حکم دیا کہ اِس مرتبہ لید گوبر کا بھرا ٹوکرہ سر پر پھینک ہی دیجو کہ پاؤن تک بھر جائین" چنانچہ بھنگن نے ایسا ہی کیا

مگراب شاہ ابوسعید بچکے ستھے جو کچھ بنتا تھا اسلیئے گھبرا گئے اور گڑگڑا کر کہنے لگے مجھ سے ٹھوکر کھاکر بیچاری گرگئی کہین چوٹ تو نہین لگی" یہ فرماکر گری ہوئی لید جلدی جلدی اُٹھاکر ٹوکرے مین ڈالنی شروع کی کہ لاءمین بھردون" بھنگن نے قصہ حضرت شیخ سے آکہا کہ آج تو بیاجی غصہ کی جگہہ اُلٹے مجھپر ترس کھانے لگے اور لید بھر کر میرے ٹوکرے مین ڈالدی شیخ نے فرمایا "بس اب کام ہوگیا" اُسی دن شیخ نے خادم کی زبانی کہلا بھیجا کہ آج شکار کو چلین گے کتّون کو تیار کرکے ہمراہ ہونا شام کو شیخ گھوڑے پر سوار خدام کا مجمع ساتھ جنگل کی طرف چلے شاہ ابوسعید کتّون کی زنجیر تھامے پابرکاب ہمراہ ہو لیئے کتّے تھے زبردست شکاری کھاتے پیتے توانا اور ابوسعید بیچارے سوکھے بدن کمزور اسلیئے کتّے انکے سنبھالے نہ سنبھلتے تھے بہتیرا کھینچتے روکتے مگر وہ قابو سے باہر ہوئے جاتے تھے آخر انہون نے زنجیر اپنی کمر سے باندھ لی شکار جو نظر پڑا تو کتّے اُسپر لپکے اب شاہ ابوسعید بیچارے گرگئے اور زمین پر گھسٹتے کتّون کے کھینچے کھینچے چلے جاتے تھے کہین اینٹ لگی کہین کنکر چُبھی بدن سارا لہولہان ہوگیا مگر انہون نے اُف نہ کی جب دوسرے خادم نے کتّون کو روکا اور انکو اُٹھایا تو یہ تھرتھر کانپین کہ حضرت خفا ہونگے اور فرمائینگے حکم کی تعمیل نہ کی کتّون کو روکا کیون نہین ؟ شیخ کو تو امتحان منظور تھا سو ہولیا اسی شب شیخ نے اپنے مرشد قطب العالم شیخ عبدالقدوس کو خواب مین دیکھا کہ رنج کے ساتھ فرماتے ہین "نظام الدین مین نے تو تجھسے اتنی کڑی محنت لی نہ تھی جتنی تو نے میری اولاد سے لی" صبح ہوتے ہی شاہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ نے شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کو طویلہ سے بلاکر چھاتی سے لگالیا اور فرمایا خاندان چشتیہ کا فیضان مین ہندوستان سے لیکر آیا تھا تم ہی ہو جو میرے پاس سے اُس فیضان کو ہندوستان لیئے جاتے ہو مبارک ہو وطن جاؤ غرض مجاز طریقت بناکر ہندوستان واپس فرمایا۔

ایک روز فرمایا قصبہ لوہاری مین جس جگہہ حضرت میانجیو نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف رکھتے تھے وہان ایک مجذوب پنجابی رہتے تھے اور اتفاقاً اُس جگہہ حضرت حاجی عبدالرحیم صاحب ولایتی شہید رحمۃ اللہ علیہ تشریف رکھتے تھے وہ مجذوب اکثر حضرت حاجی صاحب شہیدؒ کے خدام سے یون کہا کرتے تھے کہ "او تمہارا حاجی بڑا بزرگ ہے" حضرت حاجی صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ جب بغرض زیارت حرمین شریفین عرب کو گئے تو ایک دن جہاز مین حضرت کے ہاتھ سے لوٹا چھوٹ کر سمندر مین گرگیا ذرا سی دیر گزری تھی کہ ایک ہاتھ سمندر مین سے لوٹا تھامے ہوئے نکلا اور لوٹا حضرت حاجی صاحب کے

ہاتھ مین پکڑا [illegible] گیا ادہر لوہاری مین ان مجذوب صاحب نے حضرت کے خدام سے فرمایا کہ تمہارے حاجی کے ہاتھ مین سے لوٹا چھوٹکر سمندر مین گر گیا تھا مین نے انکو لوٹا پکڑا دیا" حضرت کے خدام نے سمجھا کہ بڑ ہانک رہے ہین جب حضرت حاجی صاحب حج سے فارغ ہوکر واپس ہوئے اور لوہاری مین تشریف لائے تو کسی کو مجذوب کی یہ بات یاد آگئی اُنہون نے حضرت سے عرض کیا آپ نے فرمایا سچ ہے بیشک یہ واقعہ جہاز مین پیش آیا مگر اُسوقت وہ ہاتھ میری شناخت مین نہین آیا کہ کسکا ہے ؟

ایک دن فرمایا کہ جس زمانہ مین علم حاصل کرنے کی غرض سے مین دہلی رہتا تھا دار البقا مین ایک مجذوب حافظ عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف رکھتے تھے ایک دن وہ راستہ مین جا رہے تھے اور مین چند قدم پیچھے پیچھے تھا دفعۃً مڑکر میری طرف دیکھا اور فرمایا کون ہے قدرت اللہ ہے ؟ مین نے عرض کیا کہ حضرت رشید احمد ہے اسکے بعد چند قدم اُلٹے پاؤن پیچھے ہٹے اور کہا ہٹوہ - ہٹوہ ہٹوہ اور سینہ کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرکے فرمایا "میرے گولی لگی یہ میرے گولی لگی" یہ چند الفاظ فرماکر بھاگ گئے اس قصہ سے مہینہ سوا مہینہ بعد ہی غدر کا اثر شروع ہوا اور یہ حضرت گولی سے شہید ہوئے سینہ ہی مین گولی لگی - نیز فرمایا ایک دن مولوی محمد قاسم صاحب بخاری شریف لئے جا رہے تھے کہ یہی مجذوب حافظ صاحب راستہ مین ملگئے اور بخاری شریف مولوی صاحب کے ہاتھ مین سے چھین لیکر چلدیئے مولوی صاحب ڈرتے ہوئے پیچھے پیچھے روانہ ہوئے کہ کہین بخاری شریف ڈال نہ دین راہ مین ایک بھڑبونجہ کی دوکان تھی اُسکی بھٹی پر بیٹھ گئے اور بخاری شریف کی اوراق گردانی شروع کردی اور زبان سے لگے ہن ہن ہن ہن کرنے تھوڑی دیر تک ورقون کو اُلٹ پلٹ کرتے رہے اِسکے بعد کتاب مولوی صاحب کو دیدی

ایک روز ارشاد فرمایا کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اور مولانا فخر الدین صاحب چشتی اور حضرت مرزا جان جانان رحمۃ اللہ علیہم اجمعین تینون کا ایک زمانہ تھا اور تینون حضرات دہلی مین تشریف رکھتے تھے ایک شخص نے چاہا کہ تینون حضرات اتفاق سے ایک شہر مین موجود ہین انکا امتحان لینا چاہیے کہ کسکا مرتبہ بڑا ہے ؟ یہ شخص اول شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی خدمت مین حاضر ہوا کہ حضرت کل کو آپکی میرے یہان دعوت ہے قبول فرماوین اور ۹ بجے دن کے غریب خانہ پر خود تشریف لاوین میرے بُلانے کے منتظر نہ رہین شاہ صاحب نے فرمایا بہت اچھا اِسکے بعد وہ شخص مولانا فخر الدین صاحبؒ کی خدمت مین پہونچا اور عرض کیا کہ ساڑھے ۹ بجے میرے بلائے بغیر مکان پر تشریف لاوین

اور ما حضر تناول فرماوین بیان سے اُٹھکر یہ شخص مرزا جان جانان کی خدمت مین حاضر ہوا اور کہا کہ کاروبار
کے سبب حاضر خدمت نہو سکونگا پورے دس بجے دن کو غریب خانہ پر تشریف لے آوین تینون حضرات
نے دعوت قبول فرمائی اور اگلے روز ٹھیک وقت مقررہ پر اُس شخص کے مکان پر پہونچگئے اول نو بجے
شاہ صاحب تشریف لائے اِس شخص نے انکو ایک مکان مین بٹھایا اور چلا گیا ساڑھے نو بجے مولانا
تشریف لائے انکو دوسرے مکان مین بٹھایا پھر دس بجے مرزا صاحب تشریف لائے انکو تیسرے مکان
مین بٹھایا غرض تینون حضرات علیحدہ علیحدہ مکان مین بٹھائے گئے کہ ایک کو دوسرے کی اطلاع بھی نہین
ہوئی۔ جب تینون حضرات بیٹھ لئے تو یہ شخص پانی لیکر آیا ہاتھ دہلائے اور یہ کہکر چلا گیا کہ ابھی کھانا لیکر حاضر
ہوتا ہون کئی گھنٹے گزر گئے اور اس شخص نے خبر نہ لی آکر یہ بھی نہ دیکھا کہ کون گیا اور کون بیٹھا ہے جب ظہر کا
وقت قریب آگیا اور اس نے سوچا کہ مہمانون کو نماز بھی پڑھنی ہے تو اول شاہ ولی اللہ صاحب کی خدمت
مین حاضر ہوا اور شرمندہ صورت بنا کر عرض کیا حضرت کیا کہون گھر مین تکلیف ہوگئی تھی اِسلئے کھانے کا
انتظام نہو سکا دو پیسہ نذر کئے اور کہا انکو قبول فرمائیے شاہ صاحب نے خوشی سے دو پیسے لے لئے اور فرمایا
کیا مضائقہ ہے بھائی گھرون مین اکثر ایسا ہو ہی جاتا ہے شرمندہ ہونے کی کوئی بات نہین یہ فرماکر چلدیے
پھر یہ شخص مولانا فخر الدین صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا اور وہی کہا جو وہان کہا تھا اور دو پیسے
نذر کئے مولانا نے فرمایا بھائی فکر کی کیا بات ہے اکثر گھرون مین ایسے قصے پیش آجاتے ہین اور کھڑے
ہوکر نہایت خندہ پیشانی سے تعظیم کے ساتھ رومال پھیلا دیا دو پیسے کی نذر قبول فرمائی اور رومال مین
باندہ کر روانہ ہوئے دونون کو رخصت کرکے یہ شخص حضرت مرزا جان جانان رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین
پہونچا اور وہی عذر بیان کرکے دو پیسے نذر کئے۔ مرزا صاحب نے پیسے تو اُٹھا کر جیب مین ڈال لئے اور پیشانی
پر بل ڈالکر فرمایا کچھ مضائقہ نہین مگر پھر ہمین ایسی تکلیف مت دیجیو یہ فرماکر تشریف لے گئے اِس شخص نے
یہ قصہ اور بزرگون سے بیان کیا اُنھون نے کہا کہ مولانا شاہ فخر الدین صاحب فن درویشی مین سب سے
بڑھے ہوئے ہین کہ انھون نے وہ نذر خندہ پیشانی کے ساتھ تعظیم سے کھڑے ہوکر قبول فرمائی اور اُن سے
کم درجہ شاہ ولی اللہ صاحب کا ہے کہ کھڑے تو نہین ہوئے مگر بخوشی نذر کو قبول فرمایا اور تیسرے درجہ پر
مرزا صاحب ہین کہ نذر کی قبولیت کے ساتھ ملال بھی ظاہر فرمایا۔ یہ قصہ نقل فرماکر حضرت امام ربانی نے
ارشاد فرمایا کہ اُس زمانہ کے بزرگون کا یہی خیال تھا مگر میرے نزدیک تو حضرت مرزا صاحب کا درجہ بڑھا ہوا

کہ باوجود اسقدر نازک مزاج ہونے کے اتنا صبر و تحمل فرمایا اور کچھ مضائقہ نہین جواب عطا فرمایا۔

مرزا جان جانان رحمۃ اللہ علیہ کی لطافت طبع اور نفاست و نازک مزاجی کے بہتیرے قصے حضرت ارشاد فرمایا کرتے تھے ایک دن فرمانے لگے کہ مرزا صاحب کی ایک شخص نے دعوت کی اور چونکہ وہ آپکی نازک مزاجی سے واقف تھا اسلئے گھر کو خوب صاف کیا جھاڑو دی قلعی کرائی جب سب طرح اُسکو ستھرا اور خوبصورت بنالیا تو مرزا صاحب کو بلایا مرزا صاحب تشریف لائے اور ایک طرف بیٹھ گئے جب کھانا سامنے آیا اور مرزا صاحب نے نظر اُٹھائی تو سر ہاتھ سے پکڑ لیا اور فرمایا "میان وہ روڑا زمین سے کیسا اُٹھا ہوا ہے جب تک یہ صاف نہوگا مجھسے کھانا نہ کھایا جائیگا" چنانچہ اُسی وقت روڑا نکالکر زمین کو ہموار کیا جب مرزا صاحب نے نوالہ توڑا۔

بے قاعدہ رکھی ہوئی چیز دیکھکر مرزا صاحب کے سر مین درد ہونے لگتا تھا ایک دن بہادر شاہ بعد الحاح والتجا کے بعد اجازت حضوری ملنے پر زیارت کے لئے حاضر ہوا موسم تھا گرمی کا بادشاہ کو پیاس لگی اور پانی طلب کیا حضرت نے فرمایا وہ گھڑا رکھا ہوا ہے پیالہ مین لیکر پانی پیو۔ بادشاہ نے پانی پیا اور پیالہ گھڑے پر رکھدیا مرزا صاحب کی نظر جو گھڑے پر پڑی تو پیالہ ذرا ترچھا دھرا ہوا تھا دیر تک ترچھی نگاہ سے دیکھتے رہے آخر ضبط نہو سکا فرمایا جناب آپ بادشاہت کیا کرتے ہونگے ابھی تک خدمتگاری تو آئی ہی نہین دیکھو تو گھڑے پر پیالہ رکھنے کا یہی طور ہے ؟ اِسکے بعد مرزا صاحب نے ترشی کے ساتھ فرمایا آیندہ ہمین ایسی تکلیف نہ دیجیو۔

ایک رات مرزا صاحب کو سردی کی وجہ سے نیند کم آئی ایک بڑھیا خادمہ کو یہ حال معلوم ہوا تو حاضر ہوکر عرض کرنے لگی اجازت ہو تو رزائی بناؤن حضرت نے فرمایا بہت اچھا۔ بعد نماز عشا بڑھیا رزائی لیکر حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ حضرت رضائی حاضر ہے آپ اُسوقت چارپائی پر لیٹ چکے تھے فرمایا مائی مین تو اب لیٹ رہا اُٹھنا مشکل ہے تو ہی اگر میرے اوپر ڈالدے بڑھیا نے رزائی حضرت کو اُڑھادی اور چلی گئی صبح ہوئی تو مرزا صاحب نے اپنے خادم سے فرمایا غلام علی مجھے تو تمام رات نیند نہین آئی دیکھو تو سہی رزائی مین کوئی جون تو نہین ہے ؟ شاہ غلام علی صاحب نے خوب غور سے دیکھا نئی رزائی تھی جون کا کہان پتہ ہان جلدی مین نگندے ٹیڑھے پڑے تھے جب پرکار سے خط کھینچکر درست کئے گئے تب مرزا صاحب کو آرام ملا۔

ایک روز ارشاد فرمایا کہ شاہ غلام علی حضرت مرزا صاحب کے خاص خادم تھے جب پنکھا کرنے کھڑے ہوتے تو بہت احتیاط رکھتے تھے مگر پھر بھی یہ حال تھا کہ جب ذرا سہج سہج پنکھا ہلتا تو شکایت فرماتے میاں تمہارے ہاتھوں میں جان نہیں ہے؟ اور جب ذرا تیز جھلتے تو فرماتے تو تو ہوا اڑا دیگا آخر ایک روز شاہ غلام علی صاحب نے دبی زبان سے عرض کیا کہ حضرت یوں ہی پڑے نہ دن رات پڑے حضرت مرزا صاحب کو غصہ آگیا اور جھڑک کر فرمایا "ہمارا پنکھا چھوڑ دو" پھر شاہ غلام علی صاحب روئے اور خطا معاف کرا کر پنکھا جھلنے کی درخواست کی حضرت نے اجازت دیدی۔

ایک بار قاضی صاحب بلباس فاخرہ بغرض زیارت حاضر ہوئے ایک شیخ زادہ ہمراہ تھے شیخ صاحب کو پیاس معلوم ہوئی مرزا صاحب نے گھڑے سے پانی پینے کی اجازت عطا فرمائی شیخ جی نے پانی پیکر گلاس ڈہکدیا مرزا صاحب نے سر پکڑ لیا اور خود کھڑے ہوکر گلاس کو گھڑے پر درست کرکے رکھا۔ اتفاق سے شیخ صاحب کا پاجامہ ایک طرف ڈھلا ہوا اور تہبند کی چڑیا اپنی جگہ سے سرکی ہوئی تھی حضرت مرزا صاحب کی جو نظر پڑی تو پریشان ہوگئے اور قاضی صاحب سے فرمایا آپکی ان شیخ صاحب کے ساتھ کیونکر نبھتی ہوگی جنہیں پاجامہ پہننے کا بھی سلیقہ نہیں دونوں سرین ایک ہی پائنچہ میں ڈال لئے۔

حضرت مرزا صاحب کے حجرہ سے باہر تشریف لانے کا جب وقت ہوتا تو پہلے سے شاہ غلام علی صاحب فرش کو صاف کر دیا کرتے تھے ایک دن مرزا صاحب جو حجرہ سے باہر تشریف لائے تو سر پکڑ کر بیٹھ گئے اور فرمایا "غلام علی تجکو اب تک تمیز نہ آئی دیکھ تو سہی وہ فرش پر تنکا پڑا ہوا ہے جلدی اٹھا"۔

ایک مرتبہ کسی اور شخص نے بہت اہتمام سے لوز طیار کرکے نذر گزرانے آپنے رکھ لئے کچھ جواب نہ دیا دوسرے دن اُس شخص نے دریافت کیا حضرت لوز پسند بھی آئے؟ آپ خاموش ہوگئے پھر پوچھا پھر کچھ نہ فرمایا تیسری مرتبہ اُس شخص نے پھر یہی سوال کیا اُسوقت مرزا صاحب سے ضبط نہو سکا فرمایا لوز تھے یا جوتہ کا تلہ ہاتھ کی تین یا چار انگلیاں اُٹھا کر فرمایا اتنے اتنے بڑے بھی لوز کہیں ہوتے ہونگے ایسے انوکھے لوز تو آپ طیار کرکے لائے اُسپر طرہ یہ کہ داد بھی چاہتے ہیں میاں لوز بادام کو کہتے ہیں بادام ہی کی برابر ہونا چاہئے کہ آدمی کھانے کے بعد ایک دو منہ میں ڈال لے۔

پھر ایک مرتبہ کوئی شخص لوز طیار کرکے لائے تو آپکو پسند آئے اگلے دن شاہ غلام علی صاحب کو بلا کر چند لوز عطا فرمائے انہوں نے ایک ہی دونوں ہاتھ پھیلا دئے مرزا صاحب نے غایت نفاست سے ہاتھ ہاتے

کی اور فرمایا "میان کاغذ لاؤ اور اُسمین لو" شاہ صاحب جلدی سے کاغذ لائے مرزا صاحب نے اُسمین لوز رکھدیئے اُنہون نے کاغذ کی پوڑیہ باندہ لی پھر دوبارہ مرزا صاحب منقبض ہوئے اور سر ہاتھ سے تھامکر فرمایا غلام علی تو مجھے مارکر چھوڑیگا بندش کا بھی سلیقہ نہین یہ لوز اس طرح بندہتے ہونگے؟ اسکے بعد خود لیکر سلیقہ کے ساتھ اُنکو لپیٹا اور ہر چہار گوشہ صاف سُتھرے سیدھے سچے ہوئے کر اُن کے حوالہ کئے اگلے دن دریافت فرمایا کہو غلام علی لوز کھائے انہون نے کہا جی حضرت کھائے بڑے مزے کے تھے آپ نے فرمایا کتنے کھائے؟ شاہ صاحب بولے حضرت سب کھا لئے اتنا سنکر مرزا صاحب بے کیف ہو گئے اور بہ تعجب فرمایا ایَن سب کھا لئے آدمی ہو یا ڈنگر؟

حضرت مرزا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا امتحان اور مجاہدہ سب اسی نفاست و نزاکت طبع مین تھا ایک عورت تھی نہایت بدمزاج کج خلق مُنہ پھٹ حضرت مرزا صاحب کو الہام ہوا کہ اگر اُس عورت سے نکاح کرو اور اُسکی بدزبانی و ایذادہی پر صبر کروگے تو تمکو نواز لیا جائیگا" حضرت نے فوراً پیام بھیجدیا اور اُس سے نکاح کرلیا وہ عورت اِس درجہ تندخو بدخصلت سخت دل اور فحش گو تھی کہ الامان حضرت مرزا صاحب خوشی خوشی دولتخانہ تشریف لیجاتے اور وہ سڑی سڑی سنانی شروع کرتی چپکے بیٹھے سُنتے رہتے زبان سے اُف نہ نکالتے اندر گھولتے آخر واپس تشریف لے آتے تھے آپکا معمول تھا کہ روزانہ صبح ہوتے ہی خادم کو حکم فرماتے کہ جاؤ دروازہ پر حاضر ہو کر میرا سلام عرض کرو اور پوچھو کوئی کار خدمت ہو تو انجام دیا جائے بموجب ارشاد خادم آستانہ پر حاضر ہوتا اور شیخ کا سلام پہونچا کر مزاج پرسی کرتا وہ نیکبخت بجائے جواب سلام گالیان سُناتی اور وہ وہ مغلظات بکتی تھی کہ سُننے والے شرما جاتے تھے مگر مرزا صاحب کی خادم کو تاکید تھی کہ دیکھو اہلیہ کی شان مین گستاخی نہونے پائے کسی بات کا جواب مت دینا جو کچھ فرماوین سُن لینا۔ ایک روز کوئی ولایتی خادم اس خدمت پر مامور ہوا ہرچند کہ اسکو تاکید تھی کہ جواب نہ دیا جائے مگر بیچارہ ضبط نہ کرسکا جب دروازہ پر پہونچکر حضرت کا سلام پہونچایا مزاج پرسی کی تو عورت نے بکنا شروع کیا پیر بنا بیٹھا ہے اُسے یون کرون اور وون کرون ہرچند کہ ولایتی نے ضبط کی کوشش کی مگر آخر کہانتک پیر کو گالیان سُن سکا اور غصہ مین آکر کہا بس چپ رہ ورنہ گردن اُڑا دونگا اس جواب پر وہ نیکبخت اور آگ بگولا ہو گئی اب لگی ہونے تو تو مین مین غل کی آواز جو مرزا صاحب کے کان مین پہنچی تو گھبرا اُٹھے اور جلدی سے ولایتی کو واپس بلا بھیجا اُسکو بٹھایا اور فرمایا تم ناواقف ہو دوسرے خادم کو بھیجا

وہ گالیاں سُنکر واپس آگیا۔ حضرت مرزا صاحب اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میں اِس عورت کا نہایت مشکور و احسانمند ہوں اسکے باعث مجھے بہت نفع پہونچا ہے اور حقیقت میں اسکی شدائد اور سختیوں کی برداشت کرتے کرتے حضرت مرزا صاحب کے اخلاق غایت درجہ مہذب ہوگئے اور اپنا سب غیظ و غضب فرو ہوگیا تھا

مرزا صاحب کی نزاکت طبع کا یہ حال تھا کہ ایک شخص زیادہ کھانے والا تھا اُسکو لوگ "اکول" کہتے تھے مرزا صاحب کی خدمت میں جب حاضر ہوتا تو اُسکی صورت دیکھکر زیادہ کھانے کے تصور سے سر میں درد ہو جاتا اور کتنی کتنی دیر تک سر تھامے بیٹھے رہتے تھے۔ فرش کے نیچے کوئی سنگریزہ ہوتا اور بچھونا اُبھرا رہتا اُسپر اگر نظر پڑ جاتی تو بے چین اور متاذی ہو جاتے تھے۔۔

ایک شخص نے مرزا صاحب کے کھانے کو لوزِ طیار کر کے بھیجے اُس بیچارے نے اپنی دانست میں اچھے ہی بھیجے تھے مگر مرزا صاحب نے دیکھا تو فرمایا کیسے لوز ہیں جیسے گھوڑے کے نعل ہوں۔ اِسکے بعد حضرت امام ربانی نے فرمایا کہ مرزا صاحب کسی کی خدمت اور کسی کا تحفہ پسند نہیں فرماتے تھے اِس سے طالبین کی اصلاح منظور تھی یہی سبب ہے کہ شاہ غلام علی صاحب کی بہت اصلاح ہوئی تھی۔

فرمایا کہ شاہ غلام علی صاحب میں عجز و انکسار اتنا بڑھ گیا تھا کہ ایک سید نے شاہ صاحب کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ حضرت آپ مجھے اپنا خادم بنالیں شاہ صاحب گھبرا اُٹھے اور فرمایا "ہا ہا یہ لفظ ہرگز زبان سے نہ نکالنا تم فرزند علی ہو اور میں غلام علی ہوں۔

ایک روز ارشاد فرمایا کہ میرے والد مولوی ہدایت احمد صاحب مرحوم شاہ غلام علی صاحب کی خدمت میں رہتے تھے شاہ صاحب میرے والد کے حال پر نہایت شفقت فرمانے لگے حضرت کے ولایتی خدام کو حسد ہوا اور اُنہوں نے میرے والد کو سنکھیا دینے کی تجویز کی والد صاحب کو اطلاع ہوگئی والد صاحب حضرت سے رخصت ہوکر گنگوہ تشریف لے آئے۔

ایک دن ارشاد فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب شہید اور دو شخص انکے ہمراہ ہوکر امروہہ شاہ عبدالہادی صاحب کی خدمت میں بغرض بیعت حاضر ہوئے تین دن تک حضرت کے ہاں مسجد میں مہمان رہے حضرت شاہ صاحب نے اِنکے حال پر کچھ توجہ نہ فرمائی نماز کے لئے مسجد میں آتے اور فارغ ہوکر حجرہ میں تشریف لیجاتے جب اسی طرح تین دن گزر گئے تو دونوں ہمراہیوں نے حضرت حاجی صاحب شہید سے کہا کہ میاں یہ تو ایک امیر آدمی معلوم ہوتے ہیں ہماری طرف بالکل بھی توجہ نہیں کرتے پھر ہم بھی مرید ہو گیا

کرینگے چلو کوئی دوسری جگہہ دیکھین جہان فقیری اور درویشی ہو حضرت حاجی صاحب نے جواب دیا بھائی ہمین اختیار ہے جاؤ مین تو اسی جگہہ کا ہو رہا آخر وہ دونون چلدیئے اسکے بعد جو حضرت حاجی صاحب شہید شاہ صاحب کی خدمت مین حاضر ہوئے تو حضرت نے چین بجبین ہو کر آڑے ہاتھون لیا اور خوب دھمکایا کہ یہان کیون پڑے ہو جاتے کیون نہین؟ حاجی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت مجھے تو سلسلہ خدام مین داخل فرمالین۔ شاہ صاحب نے ترشی کے ساتھ جواب دیا "مین ایک امیر آدمی ہون پان چھالیا کھاتا ہون مین بیعت کے قابل نہین نہ مین تمکو بیعت کرتا ہون جاؤ کوئی دوسری جگہہ دیکھو" حاجی صاحب نے گردن جھکالی اور عرض کیا کہ حضرت مجھے تو بیعت فرماہی لین آخر دو چار دن کے بعد حضرت کو یقین ہوا کہ بدون بیعت جائینگے نہین تب ظہر و عصر کے مابین حاجی صاحب کو ہمراہ لیکر دریا پر گئے اور دریا کے کنارہ انکو بیعت کیا حضرت حاجی صاحب شہید پر بے اختیار ہنسی کا غلبہ ہوا اور قہقہے لگانے شروع کئے حضرت شاہ صاحب بھی اسی طرح ہنسنے لگے جب عصر کا وقت ہوا تو شاہ صاحب نماز پڑھانے کھڑے ہوئے حاجی صاحب مقتدی تھے مگر دونون پر ہنسی اسدرجہ طاری تھی کہ نماز کی نیت نہ باندہ سکے کتنی مرتبہ نماز کی نیت سے کھڑے ہوئے مگر پڑہ ہی نہ سکے آخر جب وقت تنگ ہونے لگا تو بمشکل نماز پڑھی دو چار روز کے بعد حاجی صاحب حضرت شاہ صاحب سے رخصت ہو کر ایک جگہہ اللہ کی یاد مین مصروف ہو گئے چھہ ماہ کے بعد جب شاہ صاحب کی زیارت کو امروہہ حاضر ہوئے تو شاہ صاحب کا وصال ہو لیا تھا یہ ابھی مجاز بھی نہین ہوئے تھے کہ شیخ کا انتقال ہو گیا۔

اِسی طرح حضرت حاجی صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ اول ہی اول پھلاسہ مین شاہ رحم علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے تھے شاہ صاحب نے اِنکے حال پر بڑی عنایت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ لو یہ لڈو لیکر جاؤ اور کالا آم کے پہاڑ مین بیٹھکر اپنا کام کرو چنانچہ بموجب ارشاد چھہ ماہ کالا آم کے پہاڑ مین یاد الٰہی کے اندر مصروف رہے اور درختون کے پتے کھا کر گزارا کیا چھہ ماہ کے بعد وہ لڈو لیکر پھلاسہ آئے انکے پہونچنے سے پہلے شاہ صاحب کا بھی انتقال ہو لیا تھا ان سے بھی مجاز نہوئے۔

آخر سید احمد صاحب بریلوی جب سہارنپور تشریف لائے تو حضرت حاجی صاحب بھی حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ مجھے اجازت عطا فرماوین مین ذکر شغل حضرات قادریہ چشتیہ کے کر چکا ہون سید صاحب نے فرمایا جب تک ہم سے بیعت نہوگے ہم تمہین اجازت نہ دینگے بموجب ارشاد سید صاحب آخر بیعت

ہوئے اور حضرت سید صاحب نے انکو مجاز فرمایا۔ حضرت حاجی صاحب شہید فرمایا کرتے تھے کہ سید صاحب میں انوار شریعت بہت زیادہ ہیں جب دونوں حضرات مراقب ہوتے تھے حضرت حاجی صاحب شہید ہنستے تھے اور سید صاحب خاموش رہتے تھے۔

ایک دن ارشاد فرمایا کہ خانقاہ پنجلاسہ میں جو تالاب ہے اُسکو حضرت حاجی صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ہاتھ سے کھودا ہے پیر جیو محمد جعفر صاحب ساڈھوری نے عرض کیا کہ حضرت پہلے تمام سال تک اُس تالاب میں بکثرت پانی رہتا تھا دوسرے تالاب سارے سوکھ جاتے مگر اُسکا پانی خشک ہوتا کبھی نہیں دیکھا تھا مگر اب دس بارہ برس ہوئے کہ اُس تالاب کو گاؤں والوں نے صاف کیا اور مٹی نکالکر اُسکو گہرا کر دیا ہے اُسوقت سے یہ بات جاتی رہی اب تو برسات برسات پانی نظر آتا ہے اور بعد میں سوکھ جاتا ہے برسات کے بعد ایک ماہ پورا بھی اُس تالاب میں پانی نہیں رہتا حضرت نے ارشاد فرمایا ہاں جو بات اُس تالاب میں تھی وہ جاتی رہی۔

ایک روز فرمایا کہ یہ جبہ جو سجادہ صاحب کے ہاں رکھا ہوا ہے حضرت شیخ عبدالقدوس نے پچاس سال تک زیب تن رکھا ہے بعض لوگوں نے حضرت شیخ کی خدمت میں عرض کیا کہ فقیری کچھ پرانے کپڑے پر نہیں ہے کہ آپ اسپر پیوند پر پیوند لگائے جاتے ہیں حضرت نے فرمایا بخدا مجھے حلال کمائی کا کوئی کپڑا دستیاب نہیں ہوتا جسکو پہنوں اور اسے اتاروں آخر آپ کے چند خدام حضرت جلال تھانیسری وغیرہ نے مزدوری کرکے پیسے اکٹھے کئے اور اُسکا کپڑا مول لیا جس میں سے ایک پاجامہ اور ایک کورتہ بنایا انکو شیخ نے پہن لیا پھر جب یہ پرانے ہوگئے تو انپر پیوند پر پیوند لگانے شروع کر دئے پھر بعد میں کوئی کپڑا انہیں بنایا۔

ایک دن ارشاد فرمایا کہ شاہ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک رسالہ میں تحریر فرمایا ہے "الحمد للہ میرے زمانہ میں ایک بزرگ ہیں شاید متقدمین میں بھی ایسا مجاہدہ کرنے والا کوئی نہوا ہو چالیس سال سے ہر روز صرف ایک بادام کھاتے ہیں اسی پر گزارا ہے اسکے سوا دنیا کی کوئی چیز نہیں کھاتے"

ایک بار ارشاد فرمایا کہ شاہ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ نے تمام عمر فاقہ پر فاقہ اُٹھائے ہیں صاحبزادے بھوک کے مارے بلکتے پھرتے اور روتے تھے اُنکی والدہ بہلانے کے واسطے چولھے پر خالی ہانڈی چڑھا دیتیں اور جب بچے بھوک سے بیتاب ہو کر کھانے کا تقاضہ کرتے تو اُنکو جھڑکتیں اور تسلی دیکر فرماتی تھیں دیکھو چولھے پر کیا چڑھا ہوا ہے گھبراتے کیوں جاتے ہو جب تمہارے والد آئینگے اُنکے ساتھ کھانا کھائیو بچے روتے ہوئے

حضرت کی خدمت مین حاضر ہوتے اور کہتے کہ جلدی چلو ہمین گھر چلکر کھانا کھلاؤ حضرت اُن کے ہمراہ گھر مین تشریف لاتے اور بیٹھکر خود بھی اُن کے ساتھ آبدیدہ ہوتے اور یون فرمایا کرتے تھے کہ میرے گناہون کے باعث اِن معصوم بچون پر بھی مصیبت آئی یہی قصہ دن مین دو چار دفعہ ہوتا تھا۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ حضرت شیخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ عشاء کی نماز کے بعد ذکر بالجہر کرنے بیٹھتے اور صبح تک کرتے تھے سو جسکا ذکر اتنا لمبا ہو اُسکا حال کتنا لمبا ہوگا؟

ایک بار بیت المال مین سلاطین کے اسراف کا تذکرہ تھا فرمانے لگے کہ ہارون رشید عالم تھا اور حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا شاگرد تھا جب تخت پر بیٹھا تو علماء صلحاء پر بہت کچھ خرچ کیا حضرت سفیان رح اسکے پاس تشریف نہ لے گئے ہارون رشید نے عریضہ لکھا کہ "مین نے علماء و صلحاء پر زر کثیر صرف کیا حضرت تشریف نہین لائے اگر تکلیف فرماتے تو بندہ کی عزت افزائی کا سبب تھا" قاصد عریضہ سلطانی لیکر حضرت سفیان ثوری کی خدمت مین پہونچا اُسوقت حضرت حلقہ درس مین مصروف تھے دیکھتے ہی فرمایا خدا خیر کرے ظالم کا قاصد آیا" قاصد نے عریضہ پیش کیا حضرت نے رومال سے پکڑ کر شاگرد کے حوالہ کیا کہ پڑھکر سنا دین اور فرمایا "مین ظالم کے خط کو ہاتھ لگانا نہین چاہتا" شاگرد نے عریضہ پڑھکر سنایا فرمایا مین ظالم کو کاغذ دینا بھی نہین چاہتا اسی کی پشت پر جواب لکھدو اور لکھو تمہارے ظلم کی اطلاع پہونچی اور تمہنے بذریعہ تحریر اپنی حرکت ظلم کا اقرار بھی کیا اور مجھے گواہ بھی بنالیا پس یاد رکھنا مین قیامت کے دن تمہارے ظلم کی گواہی دونگا اور تمکو اُسکے معاوضہ مین عذاب بھگتنا پڑیگا بھلا تمہین بیت المال مین کیا حق تھا کہ اُسکو لٹانے لگے" کاتب نے جواب لکھکر پرچہ قاصد کے ہاتھ دیا کہ جاؤ لیجاؤ قاصد پر حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ کی اس تقریر کا اتنا اثر ہوا کہ عرض کرنے لگا مجھے تو اپنی خدمت مین حاضر رہنے کی اجازت دیجیے حضرت نے فرمایا ہمارا کام یہ نہین ہے کہ قاصد کو روک لین جاؤ اول جواب پہونچا آؤ اسکے بعد اگر دل چاہے اور طلب و تمنا ہو تو چلے آنا" قاصد وہان سے اُٹھا اور بازار مین کھڑا ہو کر پکارا کوئی ہے جو میری پوشاک کو اپنے مفلسانہ لباس کے بدلے خریدلے" غرض دو سو روپیہ کا قیمتی جوڑہ دو روپیہ قیمت کے کپڑے سے بدلکر ہارون رشید کا خط اُسکے حوالہ کیا کہ پہونچاؤ اور خود حضرت سفیان ثوری کی خدمت مین حاضر ہوگیا ہارون رشید نامہ شریف پڑھکر رو دیا اور کہا فاز المرسل وخاب المرسِل" اسکے بعد حکم دیا کہ جب مین تخت پر بیٹھا کرون ہمیشہ یہ کرامت نامہ میرے روبرو رکھا جایا کرے۔

ایک دن ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے جب اپنے شیخ سے بیعت کی اور ذکر شغل کرنے لگے تو بیس ہی روز کے بعد ان کے شیخ انکی خاطر و مدارات اور تعظیم کرنے لگے تھے جب حاضر ہوتے تو ممتاز جگہہ چوکی وغیرہ پر بیٹھنے کا ارشاد فرماتے اور نہایت شفقت و توجہ سے باتین کرتے بعض خادمون کو حسد ہوا اور انکی تکریم ناگوار گذری کہ ہم پندرہ پندرہ بیس بیس برس کے رہتے سہتے اِس عنایت سے محروم ہین اور کل کے آئے ہوئے پر یہ لطف و شفقت ہے حضرت شیخ انکے وسوسون پر مطلع ہوئے اور خانقاہ کے سارے درویشون کو مع شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ایک ایک مرغ دیکر حکم فرمایا کہ اسکو ذبح کر لاؤ مگر ہر ایک شخص اپنا مرغ ایسی جگہہ ذبح کرے جہان کوئی موجود نہو چنانچہ سب گئے اور تنہا جنگل مین جہان کوئی آدمی نہ تھا اپنا اپنا مرغ ذبح کرکے لے آئے مگر شیخ شہاب الدینؒ آئے تو زندہ مرغ ہاتھ مین دبائے ہوئے لاکر چپ کھڑے ہو گئے درویشون نے انکا مضحکہ اڑایا کہ اتنا بھی نہو سکا جب سب نے اپنا ذبیحہ شیخ کے سامنے رکھدیا تو مرشد نے حضرت شہاب الدین سہروردی سے دریافت کیا "بھائی تم مرغ کو ذبح کرکے نہین لائے؟" انہون نے نہایت ادب سے عرض کیا کہ حضرت آپکا حکم تھا کہ جہان کوئی موجود نہو وہان ذبح کیا جاوے اور مجھے کوئی جگہہ ایسی ملی نہین جہان حق تعالیٰ موجود نہون" اُسوقت حضرت شیخ نے طالبین سے فرمایا دیکھو تمہاری اور انکی استعداد مین اتنا فرق ہے پھر بھلا انکی تعظیم کیون نہ کیجائے

دوسری مرتبہ حضرت شیخ نے تمام خدام کو حکم دیا کہ صحرا سے ہری گھاس لیکر آؤ سب کے سب حکم پاتے ہی لپکے اور جنگل سے ہری گھاس کھود کھود کر سرون پر رکھکر حاضر ہوئے شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ آئے تو مٹھی مین ذرا سی سوکھی گھاس دبائے لاکر کھڑے ہو گئے پھر لوگون نے انکی ہنسی اُڑائی کہ سارے جنگل مین انکو ایک مٹھی ہری گھاس بھی نصیب نہوئی شیخ نے ان سے پوچھا تو عرض کرنے لگے "حضرت کیا عرض کرون جس ہری گھاس کو توڑنا چاہا اُسکو ذکر الٰہی مین شاغل پایا ہمت نہوئی کہ حق تعالیٰ کا ذکر میرے ہاتھون قطع ہو ایک جگہہ اتنی سوکھی گھاس پڑی تھی جو ذکر سے غافل تھی اسلیے اِس کو اُٹھا لایا"۔

ایک بار ارشاد فرمایا کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جب مرض الموت مین مبتلا ہوئے اور زندگی سے یاس ہوئی تو مقتضائے بشریت بچون کی صغرسنی کا تردد تھا اُسی وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ تشریف لائے اور فرماتے ہین تو کاہے کا فکر کرے ہے جیسے تیری

اولاد ویسی ہی ہیری۔ آپکو اطمینان ہوگیا شاہ صاحب کی اولاد سب عالم ہوئی اور بڑے مرتبون پر پہونچے جیسے بھی صاحب تفضل وکمال ہوئے ظاہر ہے۔ آپ کے چار صاحبزادے تھے اب اُنکی اولاد مین بجز عبدالسلام غیر تعلیم یافتہ اور کوئی بھی نہین۔

ایک بار فرمایا کہ جب مولانا اسحٰق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین کوئی شخص بیعت ہونے حاضر ہوتا تو یون فرماتے کہ ہمین کچھ معلوم نہین مولوی یعقوب صاحب کے پاس جاؤ اُنھون نے نانا صاحب یعنی شاہ عبدالعزیز صاحب سے یہ سب سیکھا ہے سو باوجودیکہ شاہ اسحٰق صاحب ان باتون سے صاف انکار فرماتے تھے مگر پھر بھی دیکھنے والون نے دیکھا ہے کہ مولانا یعقوب صاحب سے مولانا اسحٰق صاحب ہی درجہ مین بڑھے ہوئے تھے اور اسکی وجہ نشر علم دین ہے۔

ایک دن ارشاد فرمایا کہ مولوی محمد یعقوب صاحب کو فن تعبیر مین کمال تھا ایک بار کسی شخص نے دہلی مین خواب دیکھا کہ فلان دروازہ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ لوگ لئے جاتے ہین اور اُس زمانہ مین مولانا محمد اسحٰق صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہجرت کرنے والے تھے مولوی یعقوب صاحب نے فرمایا بھائی صاحب ہجرت کرنے والے ہین آپکے ساتھ علم حدیث کا نکلنا جنازہ کا نکلنا ہے۔

ایک بار شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جناب امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ کو خواب مین دیکھا اور دریافت کیا کہ مذاہب اربعہ مین کون مذہب آپ کے مذہب کے مطابق ہے؟ فرمایا "کوئی بھی نہین" پھر سلاسل اربعہ کو دریافت کیا اسکی بابت بھی وہی جواب ارشاد ہوا کہ کوئی بھی نہین جب اس خواب کی خبر مرزا جان جانان رحمۃ اللہ علیہ کو ہوئی تو آپنے شاہ صاحب سے پوچھ بھیجا کہ یہ خواب اضغاث احلام تو نہین ہے؟ اسکے کیا معنی کہ سلاسل اربعہ اور مذاہب اربعہ مین سے کوئی ایک بھی جناب امیر کے موافق نہو؟ شاہ صاحب نے جواب لکھا کہ یہ خواب رویائے صالحہ ہے اور عدم موافقت کا یہ مطلب ہے کہ من کل الوجوہ اور ہر ہر جزئیات مین کوئی سلسلہ اور کوئی مذہب آپ کے مذہب کے مطابق نہین ہے اِسلئے کہ ہر ایک مذہب مذاہب صحابہ کا مجموعہ ہے کوئی مسئلہ حضرت صدیق رضؓ کے مطابق ہے تو کوئی مسئلہ حضرت علیؓ کے اور کوئی حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور یہی حال سلاسل مشائخ کا ہے۔

ایک مرتبہ ارشاد فرمایا حضرت ملا نظام الدین لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ جب مرید ہوئے تو اُنکے پیر محض اُمّی تھے ایکبار پیر صاحب گھوڑے پر سوار ہوئے اور مولانا کے ہاتھ مین حقہ دیا اور تمام بازار مین پھرایا مگر

مولانا صاحب نے باایں ہمہ کمال اس خدمت سے مطلق انکار فرمایا اسکے بعد ایک اور بزرگ کا تذکرہ فرمایا (غالباً شیخ جلال تھانیسری تھے) اُن کے مرید ایک خانصاحب تھے حضرت شیخ کی گھوڑی کہیں باہر سے لائی گئی اتفاقاً گھوڑی نے لات ماردی اسپر خانصاحب کو غصہ آگیا کہنے لگے "تعلیم وارشاد تو اوروں کے لئے ہے اور گھوڑوں کی لات ہمارے واسطے" شیخ کے کسی مرید نے یہ قصہ حضرت سے جا کہا جب خان صاحب گھوڑی لیکر حاضر ہوئے تو شیخ نے غصہ ظاہر فرمایا اور خانقاہ سے نکالدینے کا حکم دیدیا موجب حکم حضرت شیخ کے خانصاحب نکال باہر کئے گئے ادہر خانصاحب کا یہ حال ہوا کہ روتے روتے بیتاب ہوگئے اور جب اندر جانے کی کوئی صورت نہ پائی تو فرط عقیدت ومحبت سے خانقاہ کی بدررو میں گھس پڑے اتفاق سے بارش ہوئی تو خانقاہ کا پانی رُک گیا لوگوں نے بانس سے نالی صاف کرنی شروع کی وہ بانس خانصاحب کے سرمیں جا کر لگا اور پانی کے ساتھ خون بہنے لگا تب تو لوگوں کو تعجب ہوا اور فکر بھی کہ کیا بات ہے نالی کو جو دیکھا تو اُسمیں خانصاحب کو سر گُھسائے پڑا پایا اسکی خبر حضرت کو دی گئی سُنکر حضرت شیخ کو رحم آگیا اور بکمال شفقت شرف حضوری بخشا۔

ایک دن ارشاد فرمایا ایک بزرگ تھے جُلاہے ایک روز عصر کی نماز میں انکو دیر ہوگئی دوڑتے ہوئے کنوئیں پر وضو کے لئے پانی لینے گئے کنوئیں کے اندر لوٹا یا ڈول جو ڈالا تو پانی کی جگہ چاندی سے بھرا ہوا نکلا اُس بزرگ نے پھینکدیا اور جناب باری میں عرض کیا کہ مذاق نہ کرو مجھے تو نماز کو دیر ہوتی ہے دوبارہ کنوئیں میں ڈالا تو سونے سے بھرا ہوا نکلا پھر اُسکو زمین پر دے پٹکا اور عرض کیا مذاق نکرو مجھے تو نماز میں تاخیر ہوئی جاتی ہے اُسوقت الہام ہوا کہ میں نے یہ معاملہ اسلئے کیا کہ لوگ تجکو حقیر نہ جانیں۔

ایکبار ارشاد فرمایا حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی معمولی آدمی نے دریافت کیا کہ حضرت پیر کیسا ہونا چاہیئے اور مرید کیسا؟ آپ نے خیال کیا کہ اگر علمی بحث کیجائے تو یہ سمجھیگا نہیں اور جواب دینا ضرور ہے اسلئے فرمایا اچھا کل آنا اُسوقت بتائینگے" اگلے دن جب وہ شخص حاضر ہوا تو آپ نے ایک خط اُسکے حوالہ کیا اور فرمایا لو اسکو فلاں شخص کے پاس پہونچا دو جب لوٹکر آؤگے اُسوقت تمہاری بات کا جواب ملیگا" مکتوب الیہ وہاں سے تیس منزل پر تھا اور اُسکے یہاں ایک لڑکا تھا امرد نہایت حسین جمیل۔ شیخ نے خط میں لکھدیا کہ آرندۂ نامہ کی خوب خاطر کرنا علٰحدہ پر تکلف مکان میں ٹھیرانا اور خاص اپنے لڑکے کو اسکی خدمتگذاری پر مامور کرنا اور اُسکو تاکید کردینا کہ اسکے تعمیل حکم سے سرمو تجاوز نہ کرے حتی کہ گناہ کا مرتکب بھی ہو

تو عذر نہ کرے" اور اس نامہ بر کو فرمایا کہ ٹھیک تیس دن میں مقام مقصود پر پہونچکر اکتیسوین دن واپس ہوجانا یہ شخص حسب الحکم خط لیکر چلدیا تیس دن مین وہان پہونچا اور خط حوالہ کیا مکتوب الیہ نے کرامت نامہ کی پوری تعمیل کی جب اس شخص کو لڑکے سے خلوت میسر ہوئی اور طبیعت بھڑکی تو مرتکب فعل ہونا چاہا فوراً ایک دھول لگی گویا خاص حضرت بایزیدؒ کا ہاتھ ہے سٹ پٹا گیا اور نادم ہوا کہ کیا حرکت ہے اگلے روز وہان سے جواب لیکر چلا شیخ کے پاس پہونچا اور کہا کہ حضرت اب میرے سوال کا جواب دیجیے فرمایا" پیر ایسا ہونا چاہیے جیسے تمہین دھول لگی اور مرید ایسا ہو جیسا مکتوب الیہ یعنی پیر عین لغزش کے موقع سے بچالے اور مرید اپنے مرشد کا اتنا مطیع ہو کہ امتثال سے سرمو تجاوز نہ کرے عام اس سے کہ آبرو دنیوی جائے یا رہے۔

اسکے بعد اعلیحضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ شروع فرمادیا یہ بھی فرمایا کہ جب مین قیدخانہ مین تھا تو میری تین سال کے لئے تین ہزار کی ضمانت طلب ہوئی تھی چنانچہ تین شخص ضامن ہوئے لیکن انگریز سخت مزاج تھا اُس نے یہ کہکر کہ تینون گنگوہ کے باشندے نہین ہین ضمانت نامنظور کر دی ماموں صاحب نے قسم کھائی تھی کہ جب تک اسکو نہ چھڑالونگا گنگوہ نہ آؤنگا چنانچہ وہ ساعی تھے اسی اثنا مین ہمارے حضرت گنگوہ تشریف لائے اور یہان خبر تھی کہ مین اب رہا ہوا اب رہا ہوا حضرت نے فرمایا کہ اُسکے چھوٹنے مین ابھی دیر ہے ہم اُس سے مل آئے ہین انہین ایام مین کہ مین قیدخانہ مین تھا خواب مین آپ تشریف لائے گویا میرے پاس تشریف رکھتے ہین اور تسلی فرماتے ہین پھر حضرت یہان سے تشریف لیگئے اور مین ایک ماہ بعد چھوٹ آیا۔

ایک بار ارشاد فرمایا حضرت حافظ ضامن صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ سپاہی منش اور نہایت خوش مزاج آدمی تھے مجھسے کمال الفت کرتے تھے ایک دفعہ جب وہ گنگوہ مین تشریف فرماتے تھے تو ایک شخص نے اُنکی دعوت کی وہ لکڑ ہارا تھا آپنے قبول فرمالی کچھ دیر بعد حافظ محمد ابراہیم صاحب ڈپٹی کلکٹر مال کے والد نے بھی التجاء قبول ضیافت کی چنانچہ وہ بھی قبول کرلی ایک شخص نے کہا حضرت وہ پہلا ناراض ہوگا تو حضرت حافظ صاحب نے مسکا بناکر فرمایا کہ ہم اُسکا مُنہ توڑ دینگے اور کہا کہ وہ لاویگا کیا پانچ چھ روٹیان اور پیالہ بھر دال سو یہ اتنے آدمیون کو کافی نہوگا ہم اُسکا لایا ہوا بھی رکھہ لینگے اور دوسرے کا لایا ہوا بھی اور پھر کھا دینگے۔ چنانچہ وہ لکڑ ہارا آیا تو پانچ چھ روٹیان جَو کی لایا اور ایک لوٹے مین سیر بھر کے قریب دودھ حافظ صاحب نے اُسکو رکھہ لیا اور لکڑ ہارے کو رخصت کر دیا جب دوسرے شخص بھی کھانا لے آئے تو آپ نے

پہلا کھانا بھی نکلوایا اور سب کو ملا کر کھایا۔

حضرت حافظ صاحب کے مزاج اور خوش مزاجی کے بہت قصے بیان فرمایا کرتے تھے ایکبار فرمایا حافظ صاحب کو مچھلی کے شکار کا بہت شوق تھا ایکبار ندی پر شکار کھیل رہے تھے کسی نے کہا "حضرت ہمین" آپ نے فرمایا "اب کے مارون تیری"

منشی محمد ابراہیم صاحب نے ایکبار دریافت کیا کہ حضرت سید احمد صاحب بریلوی کے دیکھنے والون مین سے اب بھی کوئی شخص زندہ ہے یا نہین حضرت نے فرمایا بالفعل تو مجھے یاد نہین بعد فکر بتلاؤن گا مولانا عبد الرحیم صاحب نے فرمایا کہ سہارنپور مین ایک خشت فروش زندہ ہے۔ حضرت نے اسی سلسلہ مین فرمایا کہ حافظ جانی ساکن انبہٹہ نے مجھسے بیان کیا تھا کہ ہم قافلہ مین ہمراہ تھے بہت سی کرامتین وقتاً فوقتاً حضرت سید صاحب سے دیکھین مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی مولوی محمد اسمعیل صاحب دہلوی اور مولوی محمد حسن صاحب رامپوری بھی ہمراہ تھے اور یہ سب حضرات سید صاحب کے ہمراہ جہاد مین شریک تھے سید صاحب نے پہلا جہاد مسمی یار محمد خان حاکم یاغستان سے کیا تھا سید صاحب نے پہلے اپنا قاصد یار محمد خان کے پاس بھیجا وہ تن تنہا یار محمد خان کے پاس پہونچا اور پیغام سنایا اُس نے جوابدیا سید سے کہدے وہ کیون عبث جنگ پر آمادہ ہے اُسکے لئے بہتر نہوگا اُسکے ہمراہی ایک ایک کرکے مارے جاوینگے اور خود اس قاصد کے کوڑے لگوائے پھر واپس کردیا اور پوچھا پھر بھی اگر سید تجھے بھیجیگا تو تو آئیگا ؟ اُس نے کہا "ہان پھر آؤنگا" غرض قاصد نے واپس ہوکر سارا حال سید صاحب سے عرض کیا سید صاحب نے فرمایا اچھا تم ہی واپس جاکر یار محمد خان سے کہدو کہ ہمکو کیا زک دیگا تو خود پیشاب پیکر مریگا۔ المختصر لڑائی ہوئی اور یار محمد خان کی فوج نے ہزیمت پائی۔ یار محمد خان بھی بھاگا اِس اثنا مین اُسے تشنگی لاحق ہوئی جب پانی مانگا اور خادم نے جواب دیا کہ موجود نہین ہے تو کہا "شاشہ بیار" یعنی پیشاب ہی لا اور پیکر قتل ہوا۔

پھر کچھ عرصہ بعد کہرک سنگہ پسر رنجیت سنگہ والی لاہور سے لڑائی ہوئی جس مین بہت سے مجاہدین شہید ہوئے حضرت مولوی محمد اسمعیل صاحب و مولوی محمد حسن صاحب بھی وہین شہید ہوئے البتہ میدان مجاہدین کے ہاتھ رہا جب لاشین سنبھالی گئین تو سید صاحب اور اُن کے ساتھیوں کا پتہ نہ لگا لوگ تلاش مین نکلے اور اِدہر اُدہر جستجو کرنے لگے چند چند آدمی مختلف دیہات اور پہاڑون مین جاکر ڈہونڈا

کرتے تھے اور کسی کو نہ ملتے تھے۔ گانون مین برابر پتہ ملتا چلا جاتا کہ یہان تھے وہان تھے۔ ایک شخص نے بیان کیا کہ مجھے سخت بخار تھا اسی حالت مین مین نے تینون شخصون کو جاتے دیکھا جن مین ایک سید صاحب تھے مین نے غل مچایا کہ حضرت آپ ہمکو کہان چھوڑ گئے اور کیون ہم سے علٰحدہ ہو گئے ؟ سب لوگ آپکے روبراہ ہین میرے غل مچانے پر حضرت سید صاحب نے منہ پھیر کر مجھے دیکھا کچھ جواب نہ دیا اور چلے گئے مین بوجہ سخت بیماری کے اُٹھ نہ سکا غل مچایا کیا۔

دوسرے شخص نے بیان کیا کہ ہم اُنہین دلون سید صاحب کو ایک پہاڑ مین تلاش کر رہے تھے دفعتہً کچھ فاصلہ پر کھڑکھڑاہٹ سُنا مین وہان گیا تو دیکھون کیا سید صاحب اور اُن کے دو ہمراہی بیٹھے ہین مین نے سلام و مصافحہ کیا اور عرض کیا کہ حضرت کیون غائب ہو گئے سب لوگ بغیر آپ کے پریشان ہین مجبور ہو کر ہمنے فلان شخص کو اپنا خلیفہ بنا لیا ہے اور اُن سے بیعت کی ہے آپنے اسپر تحسین کی اور فرمایا "ہمکو اب غائب رہنے کا حکم ہوا ہے اسلیئے ہم نہین آسکتے" اتنا فرما کر قافلہ والون کی خیریت اور حالات پوچھے اور پھر روانہ ہو گئے مین نے بھی ہمراہ ہونے کے لیئے عرض کیا تو منع فرمایا اور پھر کوشش کر کے جو مین نے پیچھے چلنا چاہا تو میرے ہاتھ پاؤن وزنی ہو گئے مین تو کھڑا کا کھڑا رہگیا حیران اور مایوس تھا کہ یا اللہ کیسے چلون اور حضرت سید صاحب معہ ہمراہیان نظر سے غائب ہو گئے۔

تیسرے ایک اور شخص نے بیان کیا کہ سید صاحب کو ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے ہم ایک گانون مین ایک جگہہ اُترے وہان دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ قبر جو ڈھئی ہوئی تازہ پڑی ہے اسکو سید صاحب بھی ڈھوا کر گئے ہین کیونکہ اونچی تھی اِدھر اُدھر دیکھا تو کہین پتہ نہ لگا۔

منشی محمد ابراہیم صاحب نے کہا سید صاحب تیرہوین صدی کے آغاز مین پیدا ہوئے تھے اور اب ۱۳۱۸ھ مین ممکن ہے کہ حیات ہون انہون نے جب لفظ ممکن کہا تو حضرت امام ربانی نے ارشاد فرمایا بلکہ اَمکن اور فرمایا کہ سید صاحب انبہٹہ مین بھی تشریف لائے میان صابر بخش سجادہ نشین شاہ ابو المعالی کے یہان دعوت ہوئی تھی مولوی عبد الحی صاحب مولوی محمد سالار سے ملنے کو اُنکے مکان پر گئے تھے مولوی محمد سالار نے قیام کا حال دریافت کیا تو صابر بخش کے مکان پر قیام بتایا گیا مولوی محمد سالار نے کہا "اس کافر کے مکان پر ٹھیری" مولوی عبد الحی صاحب نے فرمایا وہ کافر نہین ہے اور وجوہات مین کتب فقہ کا حوالہ دیا مولوی محمد سالار نے کہا "مولوی صاحب یہ دہلی نباشد کہ کتاب منہ پر دے ماری یہ انبہٹہ ہے" مولوی عبد الحی صاحب اِدھر اُدھر

کی باتین کرکے واپس ہوئے۔ گنگوہ بھی سید صاحب تشریف لائے تھے اور شیخ کی سرائے مین قیام ہوا تھا
چند شخص یہان شرف بیعت سے مشرف بھی ہوئے تھے جن مین سے ایک شخص یہان کی مسجد مین رہتا تھا
بڑا ہی متبع سنت تھا اُسکی عادت تھی جب رمضان شریف گزر چکتا تو لوگون سے کہدیتا بھائیو ایک برس کی میری
زندگی اور نکل آئی لوگ ہنسا کرتے کہ ہر رمضان کے بعد یون ہی کہدیتا ہے حتی کہ رمضان کی سات تاریخ کو انتقال کیا۔
سید صاحب نانوتہ بھی تشریف لے گئے تھے وہان بھی بہت سے لوگ مُرید ہوئے ایک مُرید نے بیان
کیا "میری آنکھون مین پھر رہا ہے کہ سید صاحب مسجد جامع کے وسطی دروازہ مین کھڑے ہین نہایت شکیل
جمیل تھے اور آپنے اپنی پگڑی اُتار کر ایک سرا اپنے ہاتھ مین لیکر باقی بیعت کرنے والون کو پکڑا دی لوگ برابر
دور سے سرے تک اُسکو پکڑے ہوئے تھے اور پگڑی کھنکھجورے کی شکل معلوم ہوتی تھی کیونکہ دونون طرف سے
اُسکو تھامے ہوئے تھے۔
سید صاحب نے حیدور سالت اور اتباع سنت پر لوگون سے بیعت لیتے تھے اور بس۔ سید صاحب
اتباع سنت کے لیئے از حد تاکید فرمایا کرتے تھے اور بدعت کے تخت ماحی اور مخالف تھے مولوی عبدالحی صاحب
سے ایک دن فرمایا "اگر کوئی امر مخالف سنت مجھسے ہوتا دیکھو تو مجھے اطلاع کردینا" مولوی صاحب نے کہا حضرت
جب کوئی مخالف سنت فعل آپ سے ہوتا دیکھیگا تو وہ آپکے ساتھ ہوگا ہی کہان؟ یعنی ہمراہی چھوڑ دیگا۔
ایک دفعہ کا ذکر ہے سید صاحب نے شادی کی تھی نماز مین کچھ دیر سے آئے مولوی صاحب نے سکوت
کیا کہ شاید نئی شادی کی وجہ سے اتفاقیہ دیر ہوگئی اگلے دن پھر ویسا ہی ہوا کہ سید صاحب کو اتنی دیر ہوگئی
کہ تکبیر اولی ہوچکی تھی مولوی عبدالحی صاحب نے امام کے پھیرنے کے بعد کہا کہ عبادت الٰہی ہوگی یا شادی کی عشرت
سید صاحب چپ ہورہے اور پھر کبھی ایسا نہ کیا پھر نماز مین اپنے معمولی طریقہ پر تشریف لانے لگے۔
ایکبار ارشاد فرمایا کہ سید صاحب نے ... عظیم آباد سے کوئی شخص تین سو سات جوڑے کرتے کے طیار
کرکے بھیجا کرتا تھا کہ حضرت ہر روز نیا جوڑہ زیب تن فرماوین لیکن غائب ہونے سے کچھ دن قبل فرمایا کرتے
تھے کہ اگرچہ مین ہر روز جوڑہ بدلتا ہون لیکن اگر امر خدا یہ ہو کہ مین کملی پہنون اور بھینس کے گوبر مین دھنس
جاؤن تو بندہ کا کام ہے کہ راضی برضا ہو۔ اِس کلمہ کو بار بار کچھ دلون مین فرمایا کرتے آخر ایک مرید افغان نے
کہا "کیا ہم سے قصور ہوا ہو یا کیا معاملہ ہے کہ بار بار ایسا کلمہ کہتا ہے" سید صاحب نے فرمایا کہ واقع مین
بندہ کو خدا کے حکم کی تعمیل مین بہرحالت مستعد رہنا چاہئے۔

ایکبار فرمایا مولوی احمد حسن صاحب امروہی جو سیّد صاحب کے ہمراہ تھے انکا یہ حال تھا کہ ایام سرما مین جب اُن کے پاس گھر سے رزائی بچھونا جاتا تو اپنے اعضا سے کہتے کہ تم اِن مین آرام لوگے؟ ان ہین رہو گے؟ لیکن مین جب خوش ہونگا کہ تم مین سے ہر عضو خون مین بھرا ہوا خاک مین رُلتا ہو" اور بالآخر یہی ہوا

ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ سیّد صاحب کسی شہر مین گذرے ایک کسبی خوبصورت اپنے دروازہ پر کھڑی تھی سیّد صاحب گھوڑے پر سوار جا رہے تھے آپنے جو ایک نظر اُسکی طرف دیکھا اور پھر چلدیئے تو وہ رنڈی بے تحاشا دوڑی اور گھوڑے کے قدمون مین گر پڑی کہ حضرت برائے خدا مجھے افعال ناشائستہ سے توبہ کراؤ اور بیعت کر لو" حضرت نے توبہ کرائی اور اُس سے دریافت کیا کس سے نکاح کرنا چاہتی ہے؟ اُس کا کوئی آشنا تھا اُس نے اُسکی نسبت کہا اُس شخص نے انکار کر دیا تب اُسی وقت قافلہ والون مین سے کسی شخص کے ساتھ حضرت نے اُسکا نکاح کر دیا اور قیام گاہ پر پہونچکر فرمایا کہ لوگو جو کچھ تم نے دیکھا اسپر تعجب نہ کرنا اگر کوئی شخص اس سے زیادہ بھی اپنا اثر دکھائے مگر ہو خلاف سنت ہرگز ہرگز اُسکا اعتبار نہ کرنا۔

ایک دن ارشاد فرمایا ہنگام قیام نالوتہ مین مسمی غلام حسین شیعون کا مولوی تھا وہ بھی سیّد صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا آپ ایک مکان مین بیٹھے تھے جب وہ اندر آیا تو آپ متوجہ ہوئے اُسپر جون ہی اثر پڑا تو وہ بدنصیب جوتیان بھی وہین چھوڑ کر بھاگا کہ یہ شخص سیّد بڑا جادوگر ہے اور جب تک سیّد صاحب نالوتہ مین مقیم رہے وہ جنگل مین رہا کیا شہر مین نہ آیا۔

حضرت مولانا محمد اسمعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرہ مین ایک بار فرمایا کہ لکھنؤ مین شیعون کا مجتہد لباس بدلکر سیّد صاحب کے پاس آیا مولوی اسمعیل صاحب موجود نہ تھے کہین سیر سپاٹے کو گئے ہوئے تھے مجتہد نے آکر کہا مجھے چند مسئلے دریافت کرنے ہین سیّد صاحب نے فرمایا پوچھو مولوی عبدالحی صاحب کا قاعدہ تھا کہ سائل کا سوال سُنکر ذرا سکوت فرماتے پھر جواب دیتے تھے چنانچہ حسب عادت مولوی صاحب نے مجتہد کو جواب دیا مجتہد نے کہا اِس بیان سے تو کچھ تشکین نہین ہوئی چلتے ہین مجتہد صاحب سے دریافت کرینگے کیونکہ وہان پورے طور پر تشکین ہو جاتی ہے یہ کہکر فوراً اُٹھکر چلدیا گو یا الزام دیگیا کچھ دیر بعد مولوی محمد اسمعیل صاحب آئے اور معاملہ معلوم کیا تو افسوس کرنے لگے کہ ہم نہوئے۔ مولوی اسمعیل صاحب کشیدہ قامت سپاہیانہ وضع پر رہتے تھے ایکدن بلا اطلاع مجتہد صاحب کی مجلس مین جا پہونچے اور کہا "چونکہ سُنیون کی صحبت اکثر رہتی ہے اور وہ لوگ مختلف سوالات پوچھا کرتے ہین

چنانچہ چند سوال دقت طلب تھے اُنکا جواب دریافت کرنا چاہتا ہون مجتہد صاحب نے نہ پہچانا اور کہا کہ پوچھو مولوی اسمعیل صاحب نے سوال شروع کیئے مجتہد بیچارا جو جواب دیتا اُسکو رد کردیتے حتی کہ وہ ساکت ہورہا مولوی صاحب اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ چلین سید صاحب سے ہی دریافت کرین وہ پورے طور سے تسکین کردینگے اور تسلی وہین جاکر ہوتی ہے" اتنا کہکر چلدیئے جب باہر نکل آئے تو مجتہد کو معلوم ہوا کہ مولوی محمد اسمعیل رح تھے سخت افسوس کیا اور اپنے لاجواب ہونے پر کمال نادم ہوا۔

ایکبار مولوی محمد اسمعیل صاحب پالکی مین جارہے تھے ایک طالب علم نے کرہ زمین سے متعلق ہیئت کا مسئلہ دریافت کیا آپ نے بلاتکلف اپنی مٹھی باندھکر کرہ فرض کرکے اُسکو سمجھادیا۔

مولوی محمد حسن رح صاحب رامپوری کے متعلق فرمایا کہ وہ بہت نازک مزاج تھے اور قافلہ مین نازک مزاج نبھنا مشکل تھا ذراسی کوئی بات اُنکے خلاف مزاج ہوجاتی تو کھانا نہ کھاتے مولوی محمد اسمعیل رح صاحب نے جو یہ حال معلوم کیا تو ایک دن بالعزم انکو اپنے پاس بٹھایا اور جب کھانا آیا تو رومال مین ناک سنک کر رومال کو دبوچ لیا مولوی محمد حسن صاحب رح فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے اور کھانا نہ کھایا دوسرے وقت پھر کھانا آیا تو مولوی اسمعیل رح صاحب نے اُنکا ہاتھ پکڑکر پھر اپنے پاس بٹھالیا اور بدستور رومال مین ناک سنکی اور اس مرتبہ اتنا اور زیادہ کیا کہ انکو دکھا کر اُسکو مل بھی دیا اسپر مولوی صاحب نفرت کرکے پھر اُٹھ کھڑے ہوئے اور یہ وقت بھی فاقہ سے گذارا تیسرے وقت پھر وہی صورت پیش آئی مولوی محمد حسن رح صاحب نے کہا کہ مولوی صاحب اگر آج آپ کھانے مین ملا بھی دینگے تو بھی آج ضبط نہین ہوسکتی" چنانچہ کھانا کھایا مولوی اسمعیل رح صاحب نے فرمایا مولانا قافلہ مین آپکی نازک مزاجی نبھ نہین سکتی اسلیئے یہ کیا گیا۔

ایکبار ارشاد فرمایا کہ مولانا اسمعیل رح صاحب شہید اور حضرت سید صاحب رحمۃ اللہ علیہما کا یہ مشرب تھا کہ حدیث صحیح غیر منسوخ کے مقابلہ مین کسی کے قول پر عمل نہ کرے اور جہان حدیث صحیح غیر منسوخ نہ ملے تو مذہب حنفی سے بڑھکر کوئی مذہب محقق نہین" ایکبار یہ دونون حضرات لکھنؤ تشریف لے گئے تھے وہان پہونچکر اہل ہند پر حج کی فرضیت کا مسئلہ بیان فرمایا لکھنؤ کے علما ان کے مخالف ہوئے اور دلیل پکڑی اُن ضعیف فقہی روایتون کی جن مین دریائے شور (کہ مابین ہند و حجاز حائل ہے) مثل امن طریق لکھا ہے غرض یہ بات ٹھیری کہ شاہ عبدالعزیز صاحب رح کا قول دونون فریق فیصلہ سمجھین چنانچہ اہل لکھنؤ نے شاہ صاحب کو لکھا وہان سے جواب آیا کہ ان دونون صاحبون کو میرا قائم مقام سمجھو اور فقیر کی رائے بھی یہی ہے کہ اہل ہند پر حج فرض ہے

ایک مرتبہ ارشاد فرمایا شاہ محمد عمر صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا محمد اسمعیل صاحب کے صاحبزادے تھے اور مجذوب تھے ایکبار جامع مسجد دہلی مین اکبر خان غیر مقلدی کا بانی وعظ کر رہا تھا جمعہ کے بعد حضرت مولانا محمد عمر صاحب اُسکے پاس وعظ سُننے کو تشریف لیجلے لوگون نے کہا بھی کہ حضرت یہ غیر مقلد ہے آپ نے فرمایا "پھر کیا ہوا قرآن و حدیث رسول ہی تو بیان کرتا ہے" غرض شاہ صاحب مراقب ہوکر وعظ مین بیٹھ گئے جب تک وہ حدیث پڑھتا رہا خاموش بیٹھے سُنتے رہے ایک حدیث کے بعد اکبر خان کی جو شامت آئی تو اُس نے کہا "اگر ابو حنیفہ بھی ہوتے تو اِس حدیث کا مطلب ہم نہین سمجھا دیتے" بھلا شاہ صاحب مین کہان تاب تھی آپنے سر اُٹھا کر فرمایا "تو ابو حنیفہ کو مطلب سمجھاتا جنکے مقلد جنید و شبلی جیسے ہو گئے" اور اُٹھکر ایک دھول اُسکے سر پر ایسی لگائی کہ اُسکا عمامہ اُڑ گیا چند بنگالی طالب علم جو اکبر خان کے معتقد اُسکے ہمراہ تھے شاہ صاحب کے مقابلہ کو طیار ہوئے مگر اکبر خان نے روکا کہ نہین نہین صاحبزادہ ہین

ایکبار شاہ محمد عمر صاحب جا رہے تھے اندھیری رات تھی پہرہ والے نے ٹوکا کہ کون جاتا ہے؟ شاہ صاحب نے کچھ جواب نہ دیا پہرہ والے نے پھر پوچھا کون ہے؟ تب فرمانے لگے "تجھے معلوم نہین ہوتا آفتاب نکلا ہوا" اِس جواب پر پہرہ والے نے مارنا شروع کیا کسی نے اتفاق سے پہچان لیا اور کہا ارے یہ تو مولانا محمد عمر صاحب ہین اسپر پہرہ والے نے بھی معذرت کی کہ حضرت مین نے پہچانا نہ تھا شاہ صاحب نے فرمایا "کچھ نہین میان کچھ نہین" اور چلے گئے۔

ایک مرتبہ حضرت امام ربانی نے ارشاد فرمایا غدر کے زمانہ مین ایک مجذوب صاحب تھانہ بھون مین تھے جب مولوی رحمت اللہ صاحب کی گرفتاری کا حکم ہوا اور انکا ارادہ ہجرت کا ہوا تو لوگون نے کہا کہ مجذوب صاحب سے ذرا مشورہ لینا چاہیے چنانچہ انکی خدمت مین گئے اور عرض کیا انہون نے فرمایا رہجاؤ کچھ نہین ہوگا اسکے بعد مزید اطمینان کیلئے مولوی رحمت اللہ صاحب پھر اُن کے پاس گئے تب مجذوب صاحب فرمانے لگے "چلا جا یہان نہین رہ سکتا قتل ہوگا ایسی چھچھوری بات نہین بھاتی" اور اپنے والد صاحب کا نام لیکر کہا کہ "تین روپیہ انکی طرف سے اور چھ روپیہ میری طرف سے تجھے ملتے رہینگے" پس مولوی رحمت اللہ صاحب نے بھی ہجرت کا قصد کر لیا اور اُس تاریخ سے نو روپیہ ماہوار انکو برابر ملا کئے اسمین کبھی فتور واقع نہین ہوا مولوی ولایت حسین صاحب نے عرض کیا کہ حضرت اگر مجذوب صاحب کے کہنے کے موافق مولوی رحمت اللہ صاحب ہندوستان مین رہجاتے تو کچھ دار و گیر نہین ہوتی؟ حضرت نے ارشاد فرمایا "ہان کوئی صورت برات کی منجانب اللہ نکل آتی"

ایکبار ارشاد فرمایا کہ حضرت مرشدنا حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ گنگوہ تشریف لائے میری لڑکی کی عمر کوئی تین سال کی تھی حضرت نے اُسکے ہاتھ مین پانچ روپیہ شیرینی کے دئے میری لڑکی نے وہ روپیہ لیکر حضرت کے قدمون مین رکھدیئے پھر دیئے اُس نے ایسا ہی کیا ہر چند حضرت نے پھسلایا کہ لو تو میری بیٹی ہے لے لے مگر اُس نے مانا ہی نہین حضرت نے فرمایا آخر تو فقیر کی بیٹی فقیرن

ہی ہے اسکے بعد یہ دعا فرمائی " این دختر صاحب نصیب است و ہیچ عسرتے در دنیا نہ بیند و الازاہد و صالح خواہد شود " اسکے بعد حضرت امام ربانی قدس سرہ نے فرمایا الحمد للہ میری لڑکی کو دنیا کی محبت بالکل نہین ہے۔

ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ جب مین اُستاذی مولانا مملوک العلی صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین پڑہتا تھا میرے تمام بدن کے اوپر خارش نکل آئی۔ مین ہاتھون مین داستانہ پہنکر سبق پڑہنے کیلئے حضرت مولانا کی خدمت مین حاضر ہوتا اور اُن ایام مین بھی ایک دن سبق ناغہ نہین کیا۔ ایک روز مجکو زیادہ خارش مین مبتلا دیکھکر حضرت اُستاذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میان رشید تمہارا تو وہ حال ہوگیا بقول شخصے ؎

یکتن و خیل آرزو دل بچہ مدعا دہم	تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

ایکبار ارشاد فرمایا کہ ایک شخص حضرت امام جعفر صادق کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضرت مین اسم اعظم سیکھنے آیا ہون آپنے اُس سے وعدہ فرمایا اور کہا کہ فلان دن فلان دریا کے کنارہ پر مجھسے ملنا چنانچہ وہ شخص وعدہ پر آیا اور ملتجی سیکھنے اسم اعظم کا ہوا آپنے فرمایا اِس دریا مین جا اور میرا نام لیتا رہ وہ شخص حسب الارشاد دریا مین گہسا اور آپکا نام لیتا رہا یہانتک کہ پانی ناف سے اوپر آگیا اور یہ شخص ہمت کرکے بڑہتا ہی رہا آخر جب بیچ دہار مین پہونچا تو لگا ڈوبنے اُس پریشان حالی مین اسنے امام کا نام لینا تو چھوڑ دیا اور بے اختیار زبان سے نکلا اللہ اللہ چنانچہ اللہ کو پکارتا ہوا دریا سے پار اُتر گیا اُسوقت حضرت امام جعفر صادق نے ارشاد فرمایا کہ اسم اعظم یہی نام مبارک اللہ اللہ ہے بشرطیکہ اسیطرح دل سے نکلے جیسا ابھی ڈوبتے وقت تیری زبان سے نکلا تھا اس قصہ کے بعد حضرت امام ربانی قدس سرہ نے ارشاد فرمایا تو میان راہ خدا مین خلوص کا ہونا ہی کوئی بات ہے۔

ایکبار ارشاد فرمایا میرے اُستاذ حضرت شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تقوی بہت بڑھا ہوا تھا سیکڑون مرید تھے اور اُن مین اکثر امرا اور بڑے آدمی تھے مگر آپکے ہان اکثر فاقہ ہوتا تھا ایک روز آپکے ہان کئی روز کا فاقہ تھا خادمہ کسی بچہ کو گود مین لئے ہوئے باہر نکلی بچہ کے چہرہ پر بھی فاقہ کے سبب پژمردگی تھی اتفاق سے مفتی صدر الدین صاحب کہین سے تشریف لاتے تھے بچہ کا چہرہ مرجھایا ہوا دیکھا تو خادمہ سے پوچھا بچہ کیسا ہے اسکا رنگ کیون متغیر ہے؟ اُس نے ٹھنڈا سانس بھر کر کہا حضرت کے ہان کئی وقت سے فاقہ ہے مفتی صاحب کو سخت صدمہ ہوا اُسی وقت گھر پہونچکر خادم کے ہاتھ ڈیڑہ سو روپیہ روانہ کئے ماہانہ اور لکھا کہ یہ آمدنی فیس کی نہین ہے بلکہ تنخواہ ہے قبول فرمالیجئے۔

حضرت شاہ صاحب نے واپس فرمادئے اور کہلا بھیجا آپکی تنخواہ ہی کہان جایز ہے؟ یہ تو ہو لیا اس کے بعد شاہ صاحب کو فکر ہوا کہ فاقہ کا راز کسطرح ظاہر ہوا تحقیق سے معلوم ہوا کہ خادمہ نے کہدیا تھا آپ نے اُسکو بُلایا اور فرمایا نیک بخت اگر فاقہ کی برداشت نہین ہے تو اور گھر دیکھ لو مگر خدا کیلئے ہمارا راز افشا نکرو۔

ایکبار آپ نے ارشاد فرمایا کہ مین نے اور میرے گھر کے لوگون نے فاقے اُٹھائے مگر الحمد للہ مین نے کبھی قرض نہین لیا۔

ملفوظات

دریاست مجلس شاہ درباب وقت وبشناس	ہان اے زبان رسیدہ وقت تجارت آمد

ایک دن حضرت امام ربانی قدس سرہ چارپائی پر لیٹے تھے طبع کچھ ناساز تھی مولانا حکیم مسعود احمد صاحب آئے اور مزاج پرسی فرمائی کسی قدر درد ریح بائین ساق مین بیان فرمایا اور اسی سلسلہ مین ارشاد فرمایا ایک میانجی کو لڑکون نے بیمار بنادیا تھا لڑکون نے صلاح کی کہ آؤ آج کی چھٹی لین صبح کو ایک لڑکا آیا اِس نے کہا میانجی صاحب آج طبیعت کیسی ہے؟ میانجی نے کہا اچھی ہے کچھ دیر بعد دوسرا آیا اُس نے بھی پوچھا میانجی صاحب آج مزاج کیسا ہے کچھ چہرا اُترا ہوا سا ہے میانجی نے اُسکو بھی جھڑک دیا پھر تیسرا آیا اُس نے بھی ناسازی طبع کے آثار بیان کئے اور مزاج پوچھا تب تو میانجی صاحب خیال بدلا چپ ہو گئے پھر تھوڑی دیر بعد چوتھا آیا اُس نے بھی کہا کہ میانجی صاحب آج کچھ چہرہ اُداس ہے طبیعت کیسی ہے پے در پے اِن باتون سے میانجی صاحب اچھے خاصے بیمار ہو گئے اور لیٹ رہے لڑکون نے اُستاد کو صاحب فراش بنکر چھٹی منائی اور خوب کھیلے اب جو کوئی آوے میانجی صاحب فرماوین طبیعت اچھی نہین دوست آشنا نبض دیکھین تو کچھ بھی نہین سب کہین اجی آپ تو اچھے ہین تندرست آدمی خواہ مخواہ کو بیمار کیون بنتے ہین مگر میانجی کو یقین ہی نہ آوے آخر بمشکل یقین آیا اور اُٹھکر بیٹھے۔

اِسی سلسلہ مین فرمایا کہ مولوی مظہر حسین صاحب کے دادے ایک بھولے آدمی تھے اُن کے لڑکے عبد الرحمن نے جنکی قبر دیوار غربی احاطہ خانقاہ کے قریب ہے ایک دن کہہ رمضان کی ستائیس یا اٹھائیس تھی اپنے والد سے کہا اباجی مین نے چاند دیکھا اُنہین یقین آگیا اور کہتے پھرے لو بھی

چاند ہو گیا کل کو عید ہے لوگون نے کہا مولوی صاحب غضب کرتے ہو بھلا ستائیس یا اٹھائیس کو بھی چاند دکھائی دیتا ہے ؟ وہ بولے کہ میرا عبدالرحمن چھوٹا نہین اُسکی بالی نگاہ ہے دیکھ لیا ہو گا۔

ایکبار اسی طرح حضرت امام ربانی استراحت فرما رہے تھے اُسدن آپکی داہنی ٹانگ مین درد کی تکلیف تھی منشی ابراہیم خان صاحب حاضر ہوئے اور مزاج پرسی کی فرمایا داہنی ٹانگ مین کسیقدر درد ہے اور دبوانیکی عادت کے سبب جو لوگون نے ڈالدی ہے اور بھی تکلیف ہوتی ہے اسکے بعد ارشاد فرمایا مولوی محمد بخش صاحب رامپوری رحمۃ اللہ علیہ میرے اُستاد تھے جب وہ حج سے واپس آئے تو لوگون نے دریافت کیا کہ حضرت ہمارے لئے بھی دعا کی تھی مولانا نے فرمایا کہ ہان گالیان بھی دی تھین اور بد دعا بھی کی تھی لوگون نے کہا کہ حضرت یہ کیون آپ نے فرمایا جب مین واپسی مین جہاز پر بیمار ہوا اور کوئی تم مین سے بدن دبانے والا نہ ملا تو مجھے سخت تکلیف ہوئی ہمراہی سب برابر کے تھے دبوا تا کس سے اُسوقت بہت بُرا بھلا تم لوگون کو کہا کہ نہ عادت ڈالتے نہ ایسا ہوتا۔

ایک شخص نے دریافت کیا کہ بچے جب چارپائی یا مونڈھے پر بیٹھے ہوئے پیر ہلانے لگا کرتے ہین تو انکو منع کرتے ہین کیا یہ کوئی شرعی بات ہے ؟ حضرت نے فرمایا نہین کچھ بھی نہین بہتیری باتین محض بے اصل بھی مشہور ہو گئی ہین مثلاً نمک جو گر جاتا ہے تو کہا کرتے ہین کہ پلکون سے چُننا پڑیگا اور یہ ایسی بات ہے کہ قریباً سب ملکون مین مشہور ہے پورب شمال دکھن کی طرف بھی شائع ہے مولانا حکیم مسعود احمد صاحب نے فرمایا اور حضرت یہ جو مشہور ہے کہ مور جب ناچتا ہے تو اُسکی آنکھ سے قطرات ٹپک پڑتے ہین جسے اُسکے گرد کی مورنیان چگ لیتی ہین اور حاملہ ہو جاتی ہین اور اس طرح انڈے دیتی ہین ؟ آپنے فرمایا اسکو حضرت علیؒ نے ایک بیان مین غلط فرمایا ہے۔

ایک مرتبہ آپ کے پوتے صاحبزادہ میان سعید احمد حاضر خدمت ہوئے آپنے بکمال شفقت اُنکو اپنے پاس بٹھالیا۔ وہ اپنی خواب جو کبھی دیکھی تھی بیان کرنے لگے حضرت نے فرمایا جب خواب پریشان دیکھا کرو تو قل اعوذ برب الناس قل اعوذ برب الفلق پڑھکر اپنے پر دم کر لینا چاہئے اُسکے بعد ارشاد فرمایا منشی خلیل احمد کا لڑکا بہت خوابین دیکھا کرتا تھا اور مجھسے بہت محبت رکھتا تھا چیچک کے مرض مین جب وہ قریب الموت تھا تو ذرا افاقہ ہونے پر اُس نے اپنے والدین سے کہا کہ حضرت کو بلا دو تو مین اچھا ہو جاؤنگا چنانچہ مین طلبہ کو سبق پڑھا رہا تھا کہ گاڑی آئی۔ کھانا کھانے کے بعد مین اُسکے

دیکھنے کو گیا کچھ دیر بیٹھ کر واپس آیا بعد میرے اُس نے کہا کہ مین اب اچھا ہو گیا اور پھر اسی مرض مین مر گیا۔

ایک دن میان سعید احمد سلمہ ربہ کی بکری گولریان چرتی پھرتی تھی حضرت نے ارشاد فرمایا ایک قصبہ مین ایک شخص کے یہان بکرا پل رہا تھا اُسکا نام تھا سنگلا لوگ اُسکو باولا خیال کرتے تھے وہ ایسا قوی اور زور آور تھا کہ زمین سے بازارون کی دوکان پر چڑھ جاتا اور دوکانون سے نیچے کود جاتا بازار کی ایک دوکان سے مقابلہ والی دوسری دوکان پر جا کودتا اور سنگلا سنگلا کرکے بلانے پر فوراً پاس چلا آتا ذبح کے بعد اُسکے پیٹ سے ایک پتھری نکلی تھی جسکو حجرۃ التیس کہتے ہین اور سمّیت امراض مین کام آتی ہے چنانچہ میرے بھورال نے کاٹ کھایا تھا تو اُسمین سے ذرا سی استعمال کیگئی اور نافع پایا۔

ایک دن امداد پیر کا ذکر مذکور تھا حضرت نے فرمایا رامپور مین ایک شخص نے اِدھر اُدھر سے چندہ کے طور پر جمع کرکے مسجد بنائی تھی مسجد تو بن گئی لیکن کنوان سار پر نہ بیٹھتا تھا اور برابر لجل نکلتی آتی تھی اس شخص کو بڑا فکر تھا کہ روپیہ تو رہا نہین اور کنوان درست ہوتا نہین یا اللہ کیا کرون؟ ایک روز یہی سوچ کرتے کرتے رو پڑے اور روتے روتے غنودگی سی آگئی تو دیکھا حضرت تشریف رکھتے ہین اور فرماتے ہین کہ تسلّی رکھا ایک شخص آکر تیرا کام کر دیگا پھر انکو تشفی سی ہو گئی اگلے روز ایک شخص لمبا جھرنگا کسی گانون کا آیا اُس نے دریافت کیا کہ یہان کوئی کنوان بن رہا ہے؟ اُسمین کچھ خرابی ہے؟ اُنہون نے اُسکو کنوان دکھلایا اور مزدوری کے لئے کہا اُس نے کچھ معمولی سی محنت کی اور جلد سرکنڈے سونج وغیرہ منگا کر بینڈے بنوائے اور خود کنوین مین اُتر کر دو تین جھام لگائے اور بینڈے کام مین لایا اور جلد نکل آیا لوگ کہتے تھے کہ وہ کنوان بالکل سار پر جا بیٹھا اور اچھا خاصہ ہو گیا

ایک بار منشی محمد ابراہیم خان صاحب نے سورۂ توبہ کے اول یا بیچ مین بسم اللہ پڑھنے کے لئے دریافت کیا تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ کچھ حرج نہین اور بسم اللہ نہ لکھنے کی وجہ بیان فرمائی کہ یہ صحیح طور سے نہین معلوم ہوا کہ یہ سورۃ اپنے ماقبل سورۃ کا جزو ہے یا جداگانہ مستقل صورۃ ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا تو اُنہون نے بھی یہی جواب دیا تھا۔

حضرت علیؓ سے وہ دعا منقول ہے اعوذ باللہ من عذاب لنار الم پھر ذکر کرتے کرتے ولایت کے باشندون اور وہان کی اشیاء کے قوی ہونیکا ذکر آگیا تو فرمانے لگے کہ علیگڈھ مین ایک سرشتہ دار تھے اُن سے کلکٹر کو محبت تھی سرشتہ دار نے صاحب سے ایک دن برسبیل تذکرہ کہا کہ بہ نسبت گورون کے

افغان زیادہ تر قوی ہوتے ہین صاحب کو اسپر اعتراض ہوا تو سررشتہ دار نے تجربہ کرانے کے لئے ایک
افغان کو بلایا جو بازار مین ہینگ بیچتا اور معمولی خرید فروخت کرتا پھر رہا تھا اور اس سے گورے کیساتھ
زور آزمائی کے لئے کہا پھر مقابلہ ہونے تک اُسکے کھانے کی غور پرداخت کرتا رہا اور صاحب نے
ایک خاص قسم کے گورے کو جو قوت مین اس قوم کے اندر مشہور تھا آمادہ کیا کہ افغان کا مقابلہ کرے
غرض دن مقرر ہو گیا وقت مقررہ پر افغان اور گورا مقابل ہوئے افغان نے کہا کہ تم ہمارے ایک
مکّا مارو گورے نے پوری طاقت سے ایک مکّا افغان کی پسلی پر مارا لیکن افغان کو وہ کچھ یون ہی سا
محسوس ہوا افغان نے پھر کہا کہ دوبارا مارو تا کچھ معلوم ہو گورے نے پھر کمال قوت سے ایک اور
مکّا مارا جس سے افغان کا چہرہ سرخ ہو گیا اور اُسکو غصہ آگیا اب افغان نے ایک مکّا گورے کے سر پر
اس زور سے مارا کہ سر کی کھوپری بیٹھ گئی اور گورا مر گیا سررشتہ دار نے بلا توقف سے افغان کو وہان سے
رفو چکر کر دیا کہ دار و گیر سے محفوظ رہے ۔

ایک اور حکایت بیان فرمائی کہ سہارنپور کی بڑی سرائے مین ایک افغان گھوڑون کا تاجر اُترا ہوا
تھا اُسکے پاس ایک جھڑوس سا گھوڑا بدنما سا تھا ایک شخص کو خبر ہوئی تو آئے اور اُس گھوڑے کو ہاتھ
پاؤن کا قوی لیکن بھدّا سوچکر افغان سے کہا کہ یہ گھوڑا تیس روپیہ تک ہمین دیدو گے یا نہین ؟
سوداگر نے کہا کہ جتنے گھوڑے میرے ساتھ آپ دیکھتے ہین یہ گھوڑا ان سب سے قوی ہے اور مین نہ
تو اسکو دانہ دیتا ہون اور نہ اچھا گھاس ہی دیتا ہون تب بھی یہ اتنا تیز رو ہے کہ مین یہان سے
دیوبند کے پڑاؤ پر سارے گھوڑون کو مع سامان علی الصباح روانہ کر دونگا اور مین خود یہان سے چار
پانی پیکر دن چڑھے اسپر سوار ہو کر چلونگا لیکن وہان وہ گھوڑے پہونچتے ہی ہونگے کہ مین پہونچ
جاؤنگا سو اس قوت و طاقت پر مین اسے تیس روپیہ مین کیونکر بیچ سکتا ہون ؟

ایک دن مُلّا شمس الدین نے دریافت کیا کہ حضرت جو لوگ آندھی اُتر جانے کے لئے عمل پڑھتے
ہین یہ کیسا ہے ؟ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جیسے اور امراض کے لئے ادویہ اور اوراد ہین ویسے
ہی یہ بھی ہے اور اس مین کوئی حرج نہین جایز ہے ۔

منشی محمد یسین صاحب نے ایکبار درود تاج کے پڑھنے کی بابت دریافت کیا کہ کیسا ہے حضرت نے
فرمایا کہ بہتیرے درود وغیرہ لوگون نے بنا لئے ہین اور خود اُنکی اسنادین لکھ رکھی ہین باقی کچھ نہین تمکو اسکی ضرورت

ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ شاہ احمد سعید صاحب سے مین سبق حدیث پڑھ رہا تھا شاہ صاحب کی خدمت مین ایک سہارنپوری بغرض سلام حاضر ہوئے شاہ صاحب نے فرمایا میان تم مولوی ہدایت احمد صاحب گنگوہی کو بھی جانتے ہو وہ کہان ہین اُنہون نے عرض کیا کہ حضرت انکا تو انتقال ہو گیا یہ رشید احمد اُنکا لڑکا موجود ہے حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ لو یہ تو آج تم سے ہی معلوم ہوا کہ یہ انکا لڑکا ہے اسکے بعد حضرت امام ربانی نے ارشاد فرمایا کہ شاہ عبدالغنی صاحب و شاہ احمد سعید صاحب میرے اوستاذ ہین اور میرے حال پر بمنزلہ اولاد عنایت فرمایا کرتے تھے اور فرمایا کہ میرا ارادہ شاہ عبدالغنی صاحب سے بیعت ہونے کا تھا مگر پھر حضرت حاجی صاحب سے بیعت ہو گیا۔

ایک دن کسی شخص نے بیعت کی تمنا کی آپ نے چارون خاندان مین بیعت فرمایا اور اوراد مسنونہ تعلیم کیئے نماز کی تاکید فرمائی اور اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ مین صرف درمیانی واسطہ ہون تم حضرت حاجی صاحبؒ کو مرشد جاننا اور لوگون کے حسن ظن کے سبب مجھے بھی اُمید مغفرت ہے پھر اعلیحضرت حاجی صاحبؒ کی بیعت کا تذکرہ فرمایا کہ حضرت کو خواب مین بشارت ہوئی کہ اس شخص سے مرید ہو جاؤ اور اُنکی صورت بھی دکھائی گئی حضرت کا عزم اُسوقت شاہ سلیمان صاحبؒ لونہ شریف والون سے بیعت کا تھا چنانچہ اس خواب پر حضرتؒ رک رہے اور متلاشی ہوئے کہ وہ کون شخص ہین حتی کہ ایک شخص کی راہبری سے حضرت میانجی نور محمد صاحبؒ کی خدمت مین حاضر ہوئے میانجی صاحبؒ نے فرمایا کہ بھائی خواب وخیال کا کچھ اعتبار نہین کرنا چاہیئے۔ اس سے حضرت حاجی صاحبؒ کی ارادت اور بھی زیادہ ہو گئی اور خواہش بیعت کرنے پر فوراً میانجی صاحبؒ نے بیعت کر لیا حلیہ ٹھیک وہی ملا جو خواب مین نظر آیا تھا اور مبشر تھے دادا پیر حضرت عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسی ضمن مین حضرت حافظ محمد ضامن صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر بھی آیا کہ اُنکو میانجی صاحب نے بہت انتظار دکھا کر اور خوب جانچ پرتال کر کے عرصہ بعد مرید کیا۔

اِس قصہ کے بعد منشی ابراہیم خان صاحب نے مولوی عبدالحق انبہٹوی کا ذکر کیا کہ وہ بھی تو اپنے کو حضرت حافظ صاحب ہی کا مرید بتلاتے ہین حضرت نے ارشاد فرمایا کہ مین نے ہی اُسکو حافظ صاحب سے مرید کرایا اور سفارش کی اور اب وہ ہمارے بزرگون کا منکر اور ہمارا مخالف ہے حضرت حافظ صاحب سے ایک دفعہ وہ کچھ ذکر کا ملتجی ہوا تو فرمایا کہ جتنے دو تو باتین ہی کمائی ہین ایک

بارہ تسبیح دوسری اور۔ اور تو ساری رات پڑا گوز مارے جاسئے اور خواہش کرے وظائف و اوراد کے سیکھنے کی

ایک مرتبہ حکیم صدیق احمد صاحب نے دو شخصون کی نسبت دریافت کیا کہ وہ کس سے بیعت ہین؟ آپنے فرمایا بڑے حضرت سے حکیم صاحب نے عرض کیا کہ انکا آپسے بیعت ہونا انسب تھا کہ آپ قریب تھے حضرت نے فرمایا نسبت بڑون سے ہی ہونا بہتر ہے اسپر منشی محمد ابراہیم صاحب نے عرض کیا کہ حضرت یہ جو مشہور ہے استاد بیٹھے پاس اور کام آوے۔ اس پس قریب کو چھوڑ کر بعید سے کیون منتسب ہو؟ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ گو وہ بعید ظاہری طور سے ہون لیکن امداداً قریب ہی ہوتے ہین اور تمثیل مین حضرت بایزید بسطامی کا اور اپنے قید خانہ کا قصہ نقل فرمایا (جنکو حکایات کے عنوان مین درج کیا گیا ہے)

اِسکے بعد منشی صاحب نے اعلیحضرت حاجی صاحب کا پتہ دریافت کیا تو آپنے فرمایا مکہ معظمہ یارہ ایا بخدمت حاجی امداد اللہ صاحب اسی سلسلہ مین یہ بھی فرمایا کہ حضرت کی عمر اب پچاسی یا چھیاسی سال کی ہے اور میری بہتر سال کی میری پیدائش ۱۲۴۴ ہجری کی ہے حضرت مین اور مجھ مین تیرہ یا چودہ سال کی کمی بیشی ہے۔

ایکبار ارشاد فرمایا کہ جب ہمارے حضرت بخلاسہ واقع پنجاب مین مقیم تھے اور باغیان غدر کی تفتیش و دار و گیر ہو رہی تھی تو ایک شب کسی نے مخبری کر دی کہ حضرت ایک شخص کے اصطبل مین مقیم ہین کلکٹر ضلع خود سوار ہو کر شب کو قریب نیم شب دروازہ اصطبل پر آموجود ہوا اور کواڑ کھلوانے چاہے۔ بڑے بھائی نے جو مالک مکان تھے انگریز سے کہا کہ آپنے اسوقت کیون تکلیف فرمائی انگریز نے گھوڑا دیکھنے کا بہانہ کرکے کہا کہ کیواڑ کھولو چنانچہ کواڑ کھولے گئے دیکھا تو بستر لگا ہوا تھا اور سب سامان لیٹنے کا درست تھا لیکن حضرت نہ تھے اِدھر اُدھر دیکھا کہین پتہ نہین مالک مکان سے پوچھا کہ یہ بستر کسکا ہے وہ اُس نے کہا کہ میرے چھوٹے بھائی کا ہے۔ خوف کے مارے پیشاب خطا ہو گیا لیکن انگریز نے اور کچھ نہین پوچھا اور گھوڑے کو دیکھتے ہوئے واپس ہو گیا۔ غالباً حضرت کو کشف سے یہ حال آمد انگریز کا معلوم ہو گیا ہو گا کہ پہلے سے تشریف لے گئے۔

ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ جو لوگ علماء دین کی توہین اور اُنپر طعن و تشنیع کرتے ہین قبر کے اندر اُنکا مُنہ قبلہ سے پھر جاتا ہے بلکہ یہ فرمایا کہ جسکا جی چاہے دیکھ لے۔ غیر مقلدین چونکہ ائمہ دین کو بُرا کہتے ہین اسلئے اُنکے پیچھے بھی نماز پڑھنی مکروہ فرمائی۔

ایک دن ارشاد فرمایا کہ کسی مسجد مین ایک ولایتی مراقبہ کیا کرتا تھا ایک شخص مسجد مین سوتا تھا اور اُسکی ناک سے خراٹے کی آواز نکلتی تھی ولایتی صاحب نے فرمایا آواز مت نکالو ہمارے مراقبہ کا حرج ہوتا ہے اُس شخص کی آنکھ کھل گئی آواز موقوف ہوگئی تھوڑی دیر کے بعد پھر نیند غالب ہوئی اور وہی خراٹے کی آواز آنے لگی پھر ولایتی نے منع کیا آخر جب کئی بار ایسا ہوا تو ولایتی کو غصہ آگیا اور چھری سے اوس بیچارے کا گلا کاٹ دیا اور کہا ہمارے مراقبہ مین حرج ڈالتا ہے ساری مسجد خون سے آلودہ ہوگئی۔

ایکبار کوئی مسافر مسجد مین آکر ٹھیرا اگر حضرت سے نہ ملا مغرب کے بعد حضرت کے ایک خادم کی زبانی انھون نے کہلا بھیجا کہ اگر اجازت ہو تو حاضر ہون حضرت نے جواب دیا جی چاہے تو آوین آخر دوسرے دن جبکہ مجمع حاضر خدمت تھا وہ مسافر آئے اور بیٹھ گئے حضرت امام ربانی اُسوقت پہلے مریدون کے خلوص عقیدت وارادت کا تذکرہ فرما رہے تھے اسی سلسلہ مین ملا نظام الدین لکھنوی اور شیخ جلال کے مرید خان صاحب کا تذکرہ فرمایا اسکے بعد اتباع شریعت کی ترغیب شروع فرمادی اور چند قصے اور بزرگون کی حکایتین بیان فرمائین بعد مغرب یہ مسافر مولوی ولایت حسین صاحب سے کہنے لگے کہ مولوی صاحب تو یہ چاہتے ہین کہ مین اُنکی خدمت کرون مگر خدمت کرون تو کس اُمید پر کرون جب خود ہی فرماتے ہین کہ مجھے کچھ نہین آتا اور مین نے دو خواب دیکھے تھے جنکی وجہ سے مین گنگوہ آیا ایک تو یہ کہ گویا مین مولوی صاحب کو برا کہہ رہا ہون کہ مولوی صاحب تشریف لائے اور مجھے چھڑی سے مارا دوسرا خواب یہ دیکھی تھی کہ ایک جگہہ مولوی صاحب بھی ہین اور حضرت حاجی صاحب بھی تشریف رکھتے ہین حضرت حاجی صاحب مولوی صاحب سے یون فرما رہے ہین کہ اسکی طرف توجہ کرنا چاہئے آخر یہ مسافر بے نیل مرام واپس ہوگئے۔

اگلے دن حضرت امام ربانی نے ارشاد فرمایا کہ کل کی باتین اگرچہ سبکو کہی گئین مگر مقصود وہ مسافر ہی تھے اس مسافر کا ایک مرتبہ اور تذکرہ ہوا تو فرمایا کہ آدمی تو خوش عقیدہ ہے اسپر مولوی ولایت حسین صاحب نے اُنکی گفتگو نقل کی تب حضرت امام ربانی نے ارشاد فرمایا میان کوئی سیکھنے کے طور پر آئے تو بتایا جاوے

ایکبار ارشاد فرمایا کہ بعض مشایخ نقشبندیہ نے ذکر خفی کے لئے اسقدر تخلیہ کو ضروری فرمایا ہے کہ اُس جگہہ چڑیون کی آواز بھی نہو اور ذکر جہر کرنے والونکو ان باتونکی حاجت نہین ہے۔

ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ آدمی جب بزرگون کے قصے سنتا ہے تو اُسکا بھی دل یہی چاہتا ہے کہ

ہم بھی ویسے ہی ہو جاتے اور دل کیوں نہ چاہے آخر مسلمان ہے مگر جب کام کرنے کی نوبت آتی ہے تو کچھ نہیں ہوتا ہمارے حضرت حاجی صاحب کی بی بی بھی بانی سنے آئیں تب حضرت سے کہا کہ آپ کے یہاں اتنے آدمی آتے ہیں کچھ ہمیں بھی تو بتا اپنے حضرت حاجی صاحب نے فرمایا تم سے کچھ نہیں ہونے کا آخر جب انہوں نے زیادہ اصرار کیا تو حضرت نے فرمایا کہ جتنی روٹی کھاتی ہو اس میں سے آدھی روٹی چھوڑ دو" ان بیچاری نے ایک دو وقت تو ایسا کیا آخر کہنے لگیں کہ آدھی روٹی تو نہیں چھوڑی جاتی ہاں روزہ کہو تو رکھ لوں" حضرت نے فرمایا کہ جب آدھی نہیں چھوڑی جاتی تو ساری کیونکر چھوڑو گی"۔

ایک دن مولانا محمد حسن صاحب مرادآبادی نے دریافت کیا کہ حضرت کیا ذکر ولادت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بلا رعایت بدعات مروجہ کتاب میں دیکھکر بیان کر دینا جائز ہے؟ حضرت نے فرمایا کیا حرج ہے؟ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ پیرزادے سلطان جہان نے کہلا کر بھیجا کہ وہ مولود جو جائز ہے پڑھکر دکھلا دیجیے میں نے کہلا بھیجا کہ یہاں مسجد میں چلے آؤ مگر انہوں نے عذر کیا کہ عورتیں بھی سننے کی مشتاق ہیں اسلئے مکان میں ہو تو مناسب ہے میں نے مولوی خلیل احمد کو تاریخ حبیب اللہ مصنفہ مفتی عنایت احمد صاحب مرحوم دیکر کہا کہ تم ہی جاکر پڑھ دو وہ تشریف لے گئے تو وہاں دری بچھی ہوئی تھی صاحب مکان نے کہا کہ اگر یہ بھی ممنوع ہو تو اسکو بھی اٹھا دوں مولوی صاحب نے کہا نہیں آخر مولود شروع ہوا پہلے آیۂ کریمہ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ الخ کا بیان فرمایا اور حضرت شیخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال و افعال بیان کئے پھر بدعات مروجہ کا بیان فرمایا اور متصوفین زمانہ کی خوب قلعی کھولی اسکے بعد تاریخ حبیب اللہ سے واقعات ولادت وغیرہ بیان کرکے ختم کر دیا جن لوگوں کے حق میں مولوی صاحب کی تقریر لاحول کا کام دے رہی تھی وہ تو صاحب مکان سے بہت ناراض ہوئے کہ تم نے اپنے مکان پر بلا کر ہمیں فضیحت کرایا مگر فی الحقیقت اس مولود سے بہت نفع ہوا بہت سے لوگوں کے دلوں میں یہ بات بیٹھی ہوئی تھی کہ منکرین مولود سرے سے مولود ہی کے منکر ہیں بہت سوں کے دلوں سے یہ بات نکل گئی۔

ایک روز حضرت امام ربانی باہر صحن میں چارپائی پر استراحت فرما رہے تھے آنکھ لگ گئی تھوڑی دیر بعد بیدار ہوئے تو فرمایا پڑے پڑے رامپور (یا نانوتہ فرمایا) پہونچ گئے دیکھا کہ فلان صاحب (نام راقم کو یاد نہیں رہا) کھڑے ہیں اور کہہ رہے ہیں چلو دیکھو ہمنے مکان بنوایا ہے اور مکان بہت بڑا ہے مگر وہ کچھ مضمحل اور سست مریض بیٹھے ہیں اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ وہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ماموں تھے دنیا میں بہت منہمک تھے مگر اب انشاء اللہ اُنکی مغفرت ہو گئی"۔

ایک مرتبہ آپکی مجلس شریف میں رمل کا تذکرہ ہوا مولوی ولایت حسین صاحب نے دریافت کیا کہ حضرت رمل جائز ہے؟ فرمایا اسکی دو قسم ہیں ایک سے تو خواص اشیاء دریافت ہوتی ہیں اور دوسری سے مغیبات کا علم حاصل کیا جاتا ہے اول قسم جائز ہے اور دوسری ناجائز مگر دیکھو کبھی اسمیں پڑنا نہیں اسکے بعد ایک آیت سورۂ رعد کی پڑھی اور فرمایا کہ اِس آیت سے بقاعدہ رمل کیمیا کا نسخہ نکلتا ہے پھر کیمیا کا تذکرہ فرمایا اسی ضمن میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ مکہ معظمہ میں سیّد قاسم صاحب ایک بزرگ سید صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں تھے اچھے بزرگ تھے جب میں اُن سے ملا تو مجھسے وہ فرمانے لگے کہ ہمنے سیّد صاحب کے شامل دھڑیوں سونا بنایا ہے تم سیکھ لو اور میاں صاحب یعنی حضرت حاجی صاحب سے کہکر حافظ احمد حسین یعنی حضرت کے بھتیجے کو لیتے آؤ دونوں کو بتاویں ہمنے جاکر حضرت سے عرض کیا کہ حافظ احمد حسین کو اُن کے پاس ہت بھیجئے کیمیا کے پیچھے خواہ مخواہ تباہ ہو جاوینگے۔

ایکبار ارشاد فرمایا کہ شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جناب امیر کرم اللہ وجہہ سے نسبت صلاتی کی تعلیم تھی اور اُن سے مولانا یعقوب صاحب کو پہونچی مکہ معظمہ میں اسکے سیکھنے کے لئے ہمارے حضرت حاجی صاحب مولانا یعقوب کی خدمت میں تشریف لے گئے اور میں اُسوقت حاضر نہ تھا اسلئے حضرت کے شامل نہ گیا اسکے بعد جب میں حضرت سے ملا تو میں نے اُسکی حقیقت بیان کر دی حضرت حاجی صاحب نے ارشاد فرمایا تمہیں مولانا یعقوب صاحب کے پاس جانیکی حاجت نہیں۔

ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ حضرت میانجی نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں ایک خانصاحب تھے ہمارے حضرت حاجی صاحب کے شامل حضرت حافظ ضامن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کوئی مرید بھی خانصاحب سے ملنے گئے مگر خانصاحب کو خبر نہ تھی کہ وہ کسکے مرید ہیں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے خان صاحب پوچھنے لگے کہ "یہ کسکے مرید ہیں انکے ساتھ تو میرے میاں کا ہاتھ معلوم ہوتا ہے" حضرت نے فرمایا یہ حافظ ضامن صاحب کے مرید ہیں اِس قصہ پر بعض خدام نے حضرت امام ربانی سے عرض کیا تو پھر ہمارے ساتھ بھی میانجی صاحب کا ہاتھ ہوگا؟ فرمایا ہاں کیا عجب ہے آخر تم بھی تو اُنھیں کے مرید ہو میں تو فقط واسطہ ہوں۔

ایکبار تہذیب اخلاق کا تذکرہ تھا فرمایا حق تعالیٰ جسکے دل سے کبر نکال دے تو سب کچھ ہے

اسکے بعد ارشاد فرمایا مین تھانہ بھون مین تھا اور بہت سے آدمی میرے پاس بیٹھے تھے ایک خانصاحب کا نام لیکر فرمایا کہ وہ بہت سیدھے آدمی تھے اُسی مجلس مین مجھسے پوچھنے لگے کہ مولوی صاحب ٹھیک کہیو اتنے آدمی جو تمہارے پاس بیٹھے ہوئے ہین پاس سے کچھ تمہارے دل مین بڑائی تو نہین آئی مین نے کہا خانصاحب سچ کہتا ہون اسکا کچھ بھی خیال نہین خوش ہو کر خانصاحب فرمانے لگے ہان تب ٹھیک ہے۔

ایک دن کسی شخص نے زیارت قبور کے لیئے سفر کا حکم دریافت کیا کہ جایز ہے یا ناجایز؟ آپنے فرمایا اسمین علما کا اختلاف ہے بندہ فیصلہ نہین کرسکتا مولوی محمد یحیی صاحب کا خیال ہوا کہ عدم جواز کا فتوی دیا جائے حضرت نے ارشاد فرمایا آدمی خود جسطرح چاہے عمل کرے مگر دوسرو نپر کیون تنگی کیجائے۔

ایک روز مولوی ولایت حسین صاحب نے عشر کا مسئلہ دریافت کیا کہ مالک زمین پر بھی واجب ہے یا صرف کاشتکار یا ٹھیکہ دار پر فرمایا اسمین امام صاحب اور امام محمد رحمہما اللہ کا اختلاف ہے اور مفتی بہ دونون قول ہین دونون مین جسپر چاہے عمل کرے مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضور کے نزدیک کون قول ارجح ہے؟ فرمایا امام کا مذہب کیونکہ مَآ اَخْرَجَتِ الْاَرْضُ تو مالک کے پاس نہین جاتا اسکے بعد عشر کی نسبت یہ بھی ارشاد فرمایا کہ بڑی برکت کی چیز ہے۔

ایک مرتبہ مولوی محمد حسن صاحب نے دریافت کیا کہ تکفیر روافض کے بابے مین کیا رائے ہے؟ فرمایا ہمارے اساتذہ تو شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وقت سے برابر تکفیر ہی کے قائل ہین بعضون نے اہل کتاب کا حکم دیا ہے اور بعضون نے مرتد کا مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت کی کیا رائے ہے؟ ارشاد فرمایا میرے نزدیک تو انکے عُلما کافر ہین اور جُہلا فاسق۔

ایکبار ارشاد فرمایا کہ مین تراویح پڑھا رہا تھا اور پیچھے مولوی محمد یعقوب صاحبؒ اور مولوی محمد مظہر صاحبؒ بھی تھے مجھسے ایک جگہہ غلطی ہوگئی مگر ان دونون مین سے کسی نے بھی نہ ٹوکا ہر ایک اس خیال مین رہا کہ غلط ہوتا تو دوسرے صاحب ٹوکتے۔

جس زمانہ مین فیصلہ ہفت مسئلہ کا ہنگامہ بپا تھا ارشاد فرمایا کہ ہندوستان مین تو کوئی بات بھی نہین تھی عرب سے تو اب عجیب عجیب خبرین آتی ہین اصل یہ ہے کہ جیسا لوگون نے کہا حضرت نے اُسے مان لیا ایک حاجی کا نام لیکر فرمایا وہ بیان کرتے تھے کہ ہم مکہ معظمہ مین حضرت کی خدمت مین حاضر

مولوی ولایت حسین صاحب

ہوئے تو اُسوقت کسی نے ایک استفتا پیش کیا جس مین صعوبات سفر کی بنا پر عورتون سے سقوط حج کا بیان تھا اُسکی وجوہات سُنکر حضرت بھی مُہر کر دینے کو طیار تھے مگر ہمنے روکا اور عرض کیا کہ اس قسم کے واقعات اُن لوگون کو پیش آتے ہین جنکو خسّت و بخل کی وجہ سے ضروری اخراجات مین بھی کمی کرنا مدنظر ہے اُسوقت حضرت رُکے اور مُہر نہین فرمائی اُسکے بعد ارشاد فرمایا کہ اگر اسوقت کوئی نہ روکتا تو عورتون سے حج ہی ساقط ہو چکا تھا مثنوی کا درس ہوتا ہے اُسمین سب طرح کے لوگ اور سب قسم کی باتین ہوتی ہین اسی مین کچھ کا کچھ ہو جاتا ہے ہمنے کئی بار حضرت کو لکھا کہ مسائل ہین آپ گفتگو نفرماوین البتہ حقایق جو اُسکے اہل ہون اُنکے سامنے بیان فرمائے جاوین" اسی ضمن مین حضرت امام ربانی نے ارشاد فرمایا کہ رام اور کنہیا اچھے لوگ تھے پچھلون نے کیا کا کیا بنا دیا۔

مولوی حکیم حیات علی صاحب نے ایک مرتبہ خواب عرض کیا کہ مین نے اپنے آپکو بالکل ننگا دیکھا فقط ایک لنگوٹی باندھے ہوئے ہون حضرت نے ارشاد فرمایا بس لنگوٹی ہی کی کسر ہے اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ سالک کے لئے دو قسم کا خواب محمود ہے یا تو اپنے آپکو ننگا دیکھے یہ قطع تعلقات پر دال ہے یا خوب لٹکتا ہوا کرتہ دیکھے۔

کسی شخص نے دریافت کیا کہ اس زمانہ مین امام المسلمین کون ہے جسکا پہچاننا اہل اسلام کو ضروری ہے ارشاد فرمایا سلطان

ایک دن مجلس شریف مین دین مہر کا تذکرہ تھا مولوی ولایت حسین صاحب نے کہا کہ یہان تو لاکھ لاکھ روپئے مہر کے مقرر ہوتے ہین مگر لینے اور دینے والون مین کسی کو لینا یا دینا مقصود نہین ہوتا حضرت نے ارشاد فرمایا یہان جو کچھ ہو آخرت مین تو بھگتنا پڑیگا اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِکَ مِنْ غَلَبَۃِ الدَّیْنِ۔

ایک مرتبہ کسی شخص نے شکایت کے طور پر کہا کہ مُلّا مراد صاحب مظفرنگری یہان حضرت کی خدمت مین حاضر نہین ہوتے دیوبند حاجی صاحب کے پاس جاتے ہین حضرت نے ارشاد فرمایا کیا مضائقہ ہے آدمی کو جہان فائدہ معلوم ہوتا ہے وہان جایا ہی کرتا ہے ہان انکار نہونا چاہیئے۔

مولوی حیات علی صاحب فرماتے ہین کہ ایک رات آنکھ کُھلی تو اُٹھتے ہوئے کسل معلوم ہوا اور یہ وسوسہ گذرا کہ خدا جانے قبول ہوتا بھی ہے یا نہین؟ اسی وسوسہ مین آنکھ لگ گئی اور مین سو گیا خواب مین اعلحضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ ایک آیۃ پڑھ رہے ہین اُسی وقت آنکھ کھلگئی اس خواب کو حضرت امام ربانی کی خدمت مین عرض کیا تو فرمایا کہ آدمی جب اللہ کیلئے کوئی کام کرتا ہی تو قبول ہوتا ہی ہے

ایکبار آپنے ارشاد فرمایا کہ جب اول حج میں نے کیا تو ذی الحجہ کی رویت ہلال انتیس ذیقعدہ کو ہوئی نہین تھی شہادت کی رو سے حج ہوا مجھے اُس شہادت رویت مین شبہہ رہا اور ملال ہوا کہ اتنی تو مصیبت اُٹھائی اور حج بھی صحیح درست نہوا اتفاق سے اُس سال تیرہ تاریخ کو چاند گرہن ہوا اُسوقت مجھے یقین ہوگیا کہ حج بالکل صحیح ہوا کیونکہ چاند گرہن ہمیشہ چودہ یا پندرہ تاریخ مین ہوتا ہے اتفاق سے ایک دفعہ مین رامپور سے آتا تھا کہ چاند انتیس کا مین نے دیکھا اور تیرہ کو چاند گرہن ہوا اُسوقت مین نے جانا کہ تیرہ کو بھی چاند گرہن ہوتا ہے اور میرا حج صحیح ہوا۔

ایک دن ارشاد فرمایا کہ دہلی مین شاہ عبدالغنی صاحب کی خدمت مین جب مین پڑھا کرتا تھا جہان پر میرا کھانا مقرر تھا وہان مین خود لینے جایا کرتا تھا راستہ مین ایک مجذوب پڑے رہا کرتے تھے ہمین پڑھنے کی طرف اسقدر مشغولی تھی کہ درویش کیا کسی چیز کی طرف بھی طبیعت کو التفات نہ تھا ایک روز وہ مجذوب مجھسے بولے کہ مولوی تو کہان جایا کرتا ہے مین نے عرض کیا کھانا لینے اُنہون نے کہا مین تجکو دونون وقت اسی طرف جاتا دیکھتا ہون کیا راستہ دوسرا نہین ہے؟ مین نے عرض کیا دوسرا راستہ بازار مین ہوکر ہے وہان ہر قسم کی چیز پر نگاہ پڑتی ہے شاید کسی چیز کو دیکھکر طبیعت کو پریشانی ہو مجذوب نے کہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تجھے پیسہ کی تکلیف رہتی ہے مین تجکو سونا بنانا بتا دونگا تو میرے پاس کسی وقت آئیو مین اُسوقت تو حاضری کا اقرار کر آیا مگر خانقاہ پہونچکر پڑھنے لکھنے مین یاد بھی نہین رہا دوسرے دن وہ مجذوب پھر ملے اور کہا مولوی تو آیا نہین مین نے کہا کہ مجھے پڑھنے سے فرصت نہین ہوتی ہے جمعہ کو آونگا الغرض جمعہ آیا اور اُسدن بھی کتاب وغیرہ دیکھنے مین مجھے یاد نہ رہا اور وہ پھر ملے پھر اُنہون نے کہا کہ مولوی تو وعدہ کر گیا تھا اور نہین آیا مین نے عرض کیا کہ مجکو یاد نہین رہا آخر دوسرے جمعہ کا وعدہ کیا اور اسی طرح کئی جمعہ بھولا آخر ایک جمعہ کو وہ مجذوب خود میرے پاس خانقاہ مین آئے اور مجھے شاہ نظام الدین صاحب کی درگاہ مین لے گئے وہان ایک گھاس مجھے دکھائی اور مقامات بتائے کہ فلان فلان جگہہ یہ گھاس ملتی ہے اور مجھسے کہا خوب دیکھ لے" مین نے اچھی طرح پہچان لی آخر وہ تھوڑی سی توڑکر لائے اور میرے حجرہ مین آکر مجھے سامنے بٹھا کر اُس سے سونا بنایا۔ سونا بنگیا اور مین بھی بنانا جانگیا وہ مجذوب مجھسے یہ کہکر کہ اسے بیچکر اپنے کام مین لائیو اپنے مقام کو چلے گئے۔ مجھے کتاب کے مطالعہ کے آگے اتنی مہلت کہان

تھی کہ اُسکو بازار مین بیچنے جاؤن آخر دوسرے دن وہ مجذوب پھر ملے اور کہا کہ مولوی تونے وہ سونا بیچا نہین خیر مین ہی بیچ لادونگا۔ دوسرے وقت آئے اور میرے پاس سے وہ لے گئے اور بیچکر اُسکی قیمت مجکو لادی۔ پھر ایک روز وہی مجذوب ملے اور فرمایش کی کہ مولوی ہمارے واسطے امرود لا مین دو پیسہ کے امرود لیگیا اور اُنکے سامنے رکھدئے اُنہون نے ایک امرود اُنمین سے ہاتھ مین لیا اور ہنسنے لگے امرود کو دیکھتے جاتے اور یون کہتے جاتے تھے کہ تجکو تو مولوی ہی کھاویگا اسکے بعد وہ امرود مجکو دیا مین نے جو ہاتھ مین لیا تو وہ نہایت گرم تھا اُسوقت میرے ذہن مین آیا کہ اگر تونے یہ امرود کھالیا تو مجذوب ہوجائیگا اسلیئے ڈر گیا اور کھایا نہین چپکا ہی امرود کو ہاتھ مین لیئے اُٹھکر چلا آیا اور لاکر اپنے حجرہ مین رکھدیا پھر بھول گیا دس پندرہ دن کے بعد جو نگاہ پڑی اور اُٹھاکر دیکھا تو وہ امرود بدستور ویسا ہی تازہ معلوم ہوتا تھا کسی قسم کا تغیر نہ آیا تھا بلکہ وہ گرمی جو اُسوقت تھی اب بھی موجود تھی (اسکے بعد یاد نہین حضرت نے کیا فرمایا شاید یون کہا تھا کہ اُس امرود کو کسی شخص نے کھالیا تھا اور وہ مجذوب ہوگیا تھا) ایک روز وہ مجذوب پھر آئے اور کہنے لگے کہ مولوی مین یہان سے جاتا ہون تو میرے ساتھ چل اور اُس بوٹی کو پھر دیکھ لے غرض پھر مجھے ساتھ لے گئے اور سلطان جی صاحب مین وہ بوٹی پھر دکھائی اسکے بعد کہین چلے گئے۔

ایکبار آپکی داڑہ مین درد تھا فرمانے لگے مین سمجھتا ہون کہ اگر داڑہ اُکھڑوادون تو تکلیف جاتی رہیگی مگر ہمت نہین پڑتی یہی حال اہل دنیا کا ہے کہ دنیا کی تھوڑی مشقت نہین برداشت کرتی اور آخرت کے مصائب مین مبتلا ہوتے ہین۔

ایکبار فرمایا جیسے جیسے لڑکے بڑے ہوتے ہین آدمی خوش ہوتا ہے اور یہ نہین سمجھتا کہ روز بروز اسکی زندگی کے دن کم ہوتے جاتے ہین اور موت سے وہ قریب ہوتا جاتا ہے۔

ایکبار ارشاد فرمایا مین نے ایکبار خواب دیکھا تھا کہ مولوی محمد قاسم صاحب عروس کی صورت مین ہین اور میرا اُن سے نکاح ہوا ہے سو جسطرح زن و شوہر مین ایک کو دوسرے سے فائدہ پہونچتا ہے اسی طرح مجھے اُن سے اور اُنہین مجھسے فائدہ پہونچا ہے اُنہون نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کرکے ہمین مرید کرایا اور ہم نے حضرت سے سفارش کرکے اُنہین مرید کرادیا حکیم محمد صدیق صاحب کاندھلوی نے کہا اَلرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَی النِّسَاءِ آپنے فرمایا ہان آخر انکے بچونکی تربیت کرتا ہی ہون۔

حضرت مولانا اشرفعلی صاحب مدظلہ نے ایکبار دریافت کیا حضرت قبر مین شجرہ رکھنا جایز ہے؟ حضرت نے فرمایا ہان مگر میت کے کفن مین نہ رکھے طاق مین رکھدے اسپر حضرت مولانا نے عرض کیا اس سے کچھ فائدہ بھی ہوتا ہے؟ حضرت نے ارشاد فرمایا ہان ہوتا ہے اسکے بعد فرمایا کہ شاہ غلام علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کوئی مرید تھے اُنکے پاس شاہ صاحب کا جوتہ تھا انتقال کے وقت اُنھون نے شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو وصیت کی کہ یہ جوتے میری قبر مین رکھدیے جائین چنانچہ حسب وصیت رکھدیے گئے اسپر شاہ صاحب سے مولوی نذیر حسین وغیرہ نے استہزاءً کہلا کے جوتون مین کتنا غلیظ لگا ہوا تھا ہ اور کوئی حدیث یا آیت بھی تھا؟ اسپر شاہ صاحب نے فرمایا اگر یہ فعل ناجایز تھا تو ہمین دلیل سے سمجھا دیتے استہزا اور تمسخر کی کیا حاجت تھی سوا اب ہم لوگون کے پاس کبھی نہ بیٹھون گا اور دستور یہ تھا کہ نماز جمعہ کے بعد یہ لوگ حدیث پڑھا کرتے تھے بعد اسکے بعد شاہ صاحب کے کسی شاگرد نے ضرب النعال علی رؤس الجہال رسالہ لکھا اُسمین آثار صحابہ وغیرہم رضی اللہ عنہم سے ثابت کیا کہ تبرکات بزرگان کو قبر مین رکھنا جایز ہے اس رسالہ کو دیکھکر منکرین نادم ہوئے۔

مولوی ولایت حسین صاحب فرماتے ہین ۱۲۷۱ھ مین بندہ باارادہ تجدید بیعت حاضر آستانہ ہوا مگر عرض کی ہمت نہوئی جب لوگ مرید ہوتے اُن کے ساتھ مین بھی آہستہ آہستہ کلمات توبہ کہتا جاتا تھا ایکدن حضرت ارشاد فرمانے لگے مین نے ایک مرتبہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تجدید بیعت کیلئے عرض کیا تھا مگر منظور نہین فرمایا اسپر بندہ نے عرض کیا کہ مین نے بھی وطن سے یہی ارادہ کیا تھا حضرت نے فرمایا ہان مولویون کے خیالات اسی قسم کے ہوتے ہین۔

ایکبار ارشاد فرمایا کہ جس زمانہ مین ہم پڑھتے تھے اُس زمانہ مین عربی پڑھے ہوؤن کی بڑی قدر تھی منصفی اور صدر الصدوری وغیرہ وغیرہ بڑے بڑے عہدے ملتے تھے چنانچہ ہمارے ساتھ کے پڑھے ہوئے اکثر لوگ بڑے بڑے عہدون پر نوکر ہوگئے ماموں صاحب نے میرے لئے بھی سعی کی مگر مین نے منظور نہین کیا اسپر ماموں صاحب ناخوش ہوئے تب وہ کہنے لگے کہ یہ انگریزی نوکری ہرگز نہ کیجئے تو انھون نے بہت ہی مجبور کیا اور ایک رئیس کے ہان تعلیم پر نوکر کرادیا اور صاحب کی سفارش سے دربان خوب قدر و عزت ہوئی مگر ہم چند ہی روز مین نوکری چھوڑکر چلے آئے تھے آخر ماموں

مولانا حکیم سید برکات احمد صاحب

صاحب سمجھ گئے کہ اسے کچھ کرنا نہیں ہے پھر مجھسے کچھ نفرمایا اور ناخوش بھی نہین ہوئے اسکے بعد فرمایا اللہ تعالیٰ کا احسان ہے اسی خانقاہ مین عمر گذر گئی اور حق تعالیٰ نے سب کچھ دیا۔

ایکبار کسی شخص نے سوال کیا کہ کسی قبر پر شیرینی لیجانا اور کسی بزرگ کی فاتحہ دیکر تقسیم کرنا جایز ہے یا ناجایز؟ آپنے ارشاد فرمایا اگر بنام خدا ہے اور ایصال ثواب ہی مقصود ہے تو کچھ قباحت نہین اور اگر پیر کے نام ہے جیسا اکثر جہال کرتے ہین وہ حرام ہے اسپر ایک شخص نے عرض کیا کہ حضرت اگر ایصال ثواب ہی مقصود ہو تو ہر جگہہ سے ممکن ہے قبر ہی پر کون ضرورت ہے کہ کوئی چیز بھیجی جاوے آپنے فرمایا خیر وہان خادم رہتے ہین اچھا ہے اُنکو ہی دیدیجائے اسمین کیا قباحت ہے؟ یہ جواب دیکر ارشاد فرمایا کہ ایکبار ایک شخص حضرت شاہ عبد القدوس رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر کچھ شیرینی لایا اور مجھسے فاتحہ کے واسطے کہا مین نے دریافت کیا کہ یہ مٹھائی اللہ کے نام کی ہے؟ اُس نے کہا نا صاحب پیر کے نام کی ہے۔ مین نے کہا جا مردود چلا جا۔

ایکبار کسی شخص نے طلاق کے متعلق کوئی مسئلہ دریافت کیا تھا اُسکا جواب دیکر قصہ نقل فرمایا کہ ایک واعظ صاحب یہان تشریف لائے بڑے زور شور سے وعظ فرماتے رہے ان کے اہل وعیال بھی انکے ہمراہ تھے ایک روز اپنی بیوی کو طلاق دے بیٹھے اور اس زور سے کہ دور تک آواز پہونچی لیکن اسکے بعد علیحدگی نہین کی اور ساتھ رہتے رہے ایک دن میرے پاس بھی آئے مین نے پوچھا کہ طلاق دینے کے بعد جواز کی صورت آپنے کیا اختیار کی واعظ صاحب بولے مین نے تلاق (ت) سے دی ہے طلاق (ط) سے نہین دی مجھے غصہ آگیا مین نے کہا کہ اگر اخیر مین خ بھی ملا دیجائے تو کیا مفتی تمہارے موافق فیصلہ دیسکتا ہے یہ سنکر وہ حضرت گنگوہ ہی سے چلے گئے۔

ایکمرتبہ مولانا ولایت حسین صاحب نے دریافت کیا کہ حضرت نماز مین درود شریف کے اندر لفظ سیدنا ملانا چاہئیے یا نہین؟ حضرت نے فرمایا ہان مولوی صاحب نے عرض کیا کہ کسی روایت مین لفظ سیدنا پایا نہین گیا حضرت امام ربانی نے فرمایا اگرچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ سیدنا نفرمایا ہو مگر ہمین یہی لائق کہ ملائین اسکی ایسی مثال سمجھو جیسے مین حضرت سے بیعت ہوا تو بیعت کے وقت حضرت حاجی صاحب نے فرمایا کہو ہمنے امداد اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی مین نے کہا جناب حاجی امداد اللہ صاحب کے دست مبارک پر بیعت کی اُسوقت جناب مولوی شیخ محمد صاحب بھی موجود تھے فرمانے لگے آج سمجھدار شخص آیا ہے نہین تو یونہی لوگ کہدیا کرتے تھے ہمنے امداد اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی

عملیات

چونکہ حق تعالیٰ شانہ نے حضرت امام ربانی قدس سرہ کی پیشانی پر [illegible] مخلوق کے لیے پشت پناہ بنا کر بار رافت و شفقت کا آپ کے زیب تن کیا تھا اسلیئے مضطرب پریشان ہوجانے والے آفت رسیدوں اور مایوس و ناامید بنانے والے بیماروں اور فکرمندوں کی بھی دستگیری فرمایا کرتے تھے۔ اگرچہ ان امور میں وابستگی آپکو طبعًا مکروہ و ناگوار تھی اسلئے کہ آپکا منصب رفیع ارشاد و تربیت باطنی اور ہدایت و معالجہ روحانی تھا مگر چونکہ اس عالم دنیا میں کالبد خاکی کا روح کے ساتھ عاشقی تعلق ایسا وابستہ کیا گیا ہے کہ صحت و ترقی روح کے اسباب میں جسم کی تندرستی و رفع احزان و آلام کو بھی بہت کچھ دخل خاص ہے اسلیئے جسطرح زمین کی نباتات اور یونانی ادویات کے ذریعہ سے آپکا جسمانی معالجہ فرمانا اور طبیب بنکر ہم شاندہ و خیساندہ پلانا قطع نظر نفع رسانی خلائق کے روحانی تربیت و اصلاح کا ذریعہ بننے کے سبب آپکے منصب ارشاد کا مقدمہ تھا اسی طرح تعویذات و نقوش اور عملیات و اوراد کے واسطہ سے مخلوق کو بقدر ضرورت اپنی طرف کھینچنا اور اُن کے قلبی اطمینان و سکون کا سبب بنکر اپنا محبت پیدا کرنا اصلاح قلب کی فکر کرنا اور باطنی ہمت سے انکو وحدہ لاشریک کے دروازہ پر لا ڈالنا آپ کے مرتبہ رفیعہ اور فریضہ مفوضہ کی تمہید ہے۔

مدبر و سیاستدان سفیر کی سیاست سلیقہ شعاری اور انتظام و تدبیر کی [illegible] یہ ہے کہ اختیار اسباب میں بھی سفارت و نیابت کا حق پورا رہے اور ذرائع میں اتنا انہماک نہ ہو کہ مقصود [illegible] ذہول و غفلت ہوجائے اسلیئے عمومًا اس قسم کی درخواستوں پر آپکا جواب یہی ہوتا تھا کہ میں عامل نہیں ہوں مجھے تعویذ گنڈا نہیں آتا مگر جب طالب کا اصرار و الحاح حد سے گذرتا یا مخلوق پر شفقت کا غلبہ بالطبع آپکو مجبور بناتا تو جو کچھ اسوقت خیال میں آتا پڑھنے کو فرماتے یا لکھکر بصورت تعویذ عطا فرما دیا کرتے تھے۔

اسمیں شک نہیں کہ آپکی سراپا عبدیت کا اقتضا جو آپکے قلب میں جوش مارتا اور اکثر زبان مبارک سے ظاہر بھی ہوتا تھا وہ عملیات سے توحش بلکہ تنفر تھا آپ خوب سمجھتے تھے کہ اس مضمون میں بھی لوگوں کے خیالات حد سے بڑھ چلے اور فساد قلب و عقائد کا سبب ہوتے جاتے ہیں اسلیئے آپ [illegible] اسلئے ہی سمجھتے تھے مگر [illegible] ساتھ ہی تعویذ یا نقش و عمل طلب کرنے والوں کے ذہن سے

اسکی جانب عقیدت کا غلو رفع فرماتے اور تقدیر پر ایمان جو مقدس مذہب اسلام کا رکن اعظم ہے پختہ بنایا
کرتے عملیات کے متعلق آپکا مقتضائے طبع یہ تھا جو ایک مرتبہ آپنے ارشاد فرمایا کہ دنیا مین آگ سلگا کر
چیتھڑا اور گودڑ ہے اگر قیمتی شال کو جو زینت و عزت کے لئے وضع ہوا ہے کوئی شخص تاپنے کے لئے
دیا سلائی دکھائے تو بے وقوف ہے اسی طرح حق تعالیٰ شانہ کا نام اسواسطے نہین ہے کہ چھوری دنیا
اُس سے کمائی جائے دنیا جیسی حقیر شے ہے اُسکے حاصل کرنے کو ذرائع بھی حقیر ہی ہین اور حقتعالےٰ
کا نام بڑی چیز ہے اُس سے بڑی ہی چیز حاصل کرنی چاہیئے یعنی اُسکی رضا و خوشنودی -

ایکبار کسی شخص نے وسعت رزق کے لئے سورہ مزمل کی آپسے بذریعہ تحریر اجازت چاہی تھی
انکو تو آپنے لکھوا دیا جایز ہے پڑھو مگر حاضرین سے ارشاد فرمایا کہ دنیا کیلئے قرآن پڑھنے کو مین پسند نہین کرتا

بعض مایوس العلاج مرضٰی اور بعض پریشان حال مبتلائے افکار و آلام اشخاص آپکی خدمت مین
حاضر ہوئے مگر آپ نے صاف انکار فرما دیا بلکہ ایسا کورا اور روکھا جواب دیا کہ یہ آخری اُمید بھی اُن کی
منقطع ہوگئی ایسے مواقع مین آپکا انکار فرمانا گو کسی کو ناگوار گذرا ہو مگر آپ کے عبد اور فرمانبردار محکوم حکم
خداوندی ہونے کے سبب اسکا یقین کرنا لازمی ہے کہ اس محل کے لئے یہی سزاوار و زیبا تھا اب رہی
وجہ سو اول تو اُسکے سوال یا جواب کی گنجایش ہی نہین نہ تتبع اور تلاش کی ضرورت مگر پھر بھی معلوم ہوگیا
کہ ایسا انکار یا ایسی جگہ صادر ہوا کہ کامیابی سایل کی تقدیر مین نہ تھی اور یا ایسے مقام پر ہوا کہ اقرار کرنا
اُسکے یا دوسرون کے فساد قلب و راپنے اوقات عزیز مین اختلال واقع ہونے کا ذریعہ تھا اور بعض
جگہہ ایسا بھی ہوا کہ نا اُمید بنا دینا ہی اُس طالب کے مطلوب و مقصود کے حصول کا سبب ہوگیا اسلئے
کہ حقتعالیٰ شانہ کی رحمت واسعہ مضطرب الحال بندہ کی بے چینی دیکھ نہین سکتی مگر یون چاہتی ہے کہ
ماسوی اللہ سے قطعًا نا اُمید ہو کر ہماری طرف جھکے اُسوقت ظفر و نصرت اُسکی شامل حال ہو پس آپ
گو ربانی تھے مگر رب نہ تھے مقبول خدا تھے خود خدا نہ تھے اگر کوئی مصیبت زدہ یا آفت رسیدہ شخص
آپکے آستانہ پر بالاستقلال کامیابی کا امیدوار بنکر آیا اور یہی نظر ماسوی اللہ غیر تمند رحمت خاصہ کے
حجاب کا سبب بنی ہوئی تھی تو آپ کے مایوس کن جواب سے حزین و غمزدہ سائل کا فورًا دل
ٹوٹتا اور ایک خدائے لاشریک کا مخلص فقیر بنکر عرض کرتا اُسکا کہ اے تیرے سوائے کوئی سہارا نہین
اُسی وقت دریائے رحمت مین جوش آتا اور مقصود کا گوہر ہوا دست بدست عطا ہو جاتا تھا یہ روز

واسرار ہیں جو ہمیشہ اہل اللہ کے حالات مختلفہ میں مخفی ہوتے رہے اور رہتے ہیں جن پر اطلاع و آگاہی ضروری نہیں کہ ؎ رموز سلطنت خویش خسروان دانند۔ حق تعالیٰ ان مقدس حضرات کے گوناگون حالات اور مختلف و متنوع احوال کا ادب عطا فرماویں معترض و گستاخ نہ بنائیں کہ اپنی ناقص فہم میں طاقت پرواز نہونے کے سبب وہاں تک رسائی نہیں ورنہ ہر صاحب نسبت شیخ کے قلب میں جسوقت مشکوٰۃ نبوت سے روشن کیا ہوا چراغ رکھا گیا گویا عالم پر یہ بات ظاہر کر دی گئی کہ این ہر چہ گوید دیدہ گوید۔

اسمیں شک نہیں کہ اگر امام ربانی عملیات اور نقوش و تعویذات کے مشغلہ سے اپنے آپکو اسدرجہ نہ کھینچتے تو وہ مخلوق جو عام فقرا کو اسکی بدولت اپنا سرتاج سمجھکر حاجت روا و فریاد رس خطاب دیکر جوق جوق کھنچی چلی آتی ہے آپکی طرف کتنی کچھ لپکتی اور دوڑ دوڑ کر آتی مگر اس ازدحام لایحصیٰ اور بیشمار گنہگار کے مجمع میں آپکا وہ خلوت پسند دل جو بعض وقت ایک خادم سے موجود ہونے سے بھی اکتاتا اور گھبرا جاتا تھا جس ایذا میں مبتلا ہوتا اسکا اندازہ دوسرے کو ہونا بھی مشکل ہے اور گو یہ تاذی جو با قتضائے بشریت آپکو ہوتی دوسرون کی جانب خطا کے ساتھ منسوب ہوسکے مگر سائل کی محرومیت کے لئے کافی تھی اور اسکے علاوہ آپکی بڑی خدمت یعنی ترقی دین و تربیت روحانی میں جو اختلال اسکی بدولت واقع ہوتا وہ آنے والی حاجتمند مخلوق کو خسر الدنیا والآخرۃ کا مصداق بناتی ؎

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادہر کے رہے نہ ادہر کے رہے

اصلاح دنیا اور راحت اجسام کو طمانینت قلب اور سرور روح میں داخل ہونیکا ثمرہ امام ربانی کے یہان صرف دعا و توجہ یا ہمت اور باطنی تصرف میں محدود ہو گیا تھا اور حقیقت میں یہ وہ آزمودہ عمل اور مجرب تعویذ تھا جسکو لاکھ نقوش کا ایک نقش کہا جائے تو بجا ہے ہان اسکے ساتھ کبھی کبھی سایل کی تسکین و طمانینت قلب یا اپنی عبدیت کے اظہار کے لئے اتباعاً للسنۃ آپ وظائف ماثورہ بھی تلقین فرماتے اور نقوش و تعویذات منقولہ بھی تسطیر فرما کر حاجتمند کے حوالہ فرما دیا کرتے تھے مگر چونکہ سنت نبویہ کی محبت آپکی رگون اور پٹھون میں رچی ہوئی تھی اسلئے عموماً وہ وظائف تعلیم فرماتے تھے جو حدیث میں وارد ہیں۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ کے عطا فرمائے ہوئے نقوش و تعویذات کو بجز اسکے کہ آپکی کرامت کہا جائے اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا ۔

صاحب کمال ... مین اکسیر کا ہو جس	چٹکی اُٹھائی خاک کی اور زر بنا دیا

مولوی یعقوب الدین صاحب فرماتے تھے میرے ایک دوست کہ وہ بھی حضرت کے خادم تھے ایک جگہ نسبت قرار پائی وہ لڑکی تھی حسینہ جمیلہ قبل از نکاح ہی انکو غائبانہ اُسکے ساتھ بیحد محبت ہوگئی تھی اتفاق سے اعزا مین کچھ رنجش ہوئی اور یہ خطبہ قطع ہوگیا نسبت کے ٹوٹتے ہی انکی حالت غیر ہونے لگی جس نے بتایا پڑہا اور جو جس نے کہا وہ کیا مگر کچھ کارگر نہوا آخر جب جان پر آبنی تو گنگوہ آئے اور رو کر عرض کیا کہ حضرت شرم کے سبب کچھ کہہ نہین سکا مگر جب زندگی سے مایوس ہوگیا تو عرض کئے بغیر چارہ نہین اسکے بعد اپنا قصہ اور حال بیان کیا حضرت نے حسب عادت فرمایا بھائی مجھے تو عملیات آتے نہین یہ رو دیئے اور باصرار تمنا کی کہ کچھ لکھکر عطا فرماوین اُسوقت حضرت نے پرچہ پر کچھ لکھا اور فرمایا لو اسے بازو پر باندھ لینا تعویذ لیکر یہ وطن واپس آئے اور بازو پر باندہا خدا کی شان اسی ہفتہ مین باہمی رنجش رفع ہوگئی اور لڑکی کے ورثا خود بخود راضی ہوکر نکاح پر مصر ہوئے چنانچہ فوراً نکاح ہوا اور اُسی دن لڑکی رخصت ہوکر انکے گھر آگئی لوگون کو نہایت تعجب ہوا کہ اتنی جلدی کسطرح کایا پلٹ گئی آخر یہ سوچکر کہ گنگوہ گئے تھے کوئی مجرب نقش لیکر آئے ہین انکے ہمجولیون نے اصرار کیا کہ بازو سے کھولکر نقش دکھاؤ اُسے نقل کرین ہر چند انہون نے انکار کیا مگر وہ باز نہ آئے اور انکو پکڑکر چھاتی پر چڑہ بیٹھے جبراً بازو کا تعویذ چھینا اور کھولکر دیکھا تو اسمین یہ عبارت لکھی ہوئی تھی "یا الٰہی مین نہین جانتا اور نہین مانتا یہ تیرا بندہ اور غلام تو جانے اور تیرا کام"۔

حضرت امام ربانی کے مبارک ہاتھون کو حق تعالیٰ شانہ نے وہ خاصہ عطا فرمایا تھا جو کسی شکستہ دل مظلوم اور ماسوی اللہ سے مایوس ہوجانے والے بیچارہ ستمرسیدہ کی زبان مین ہوتا ہے جس کی مقبولیت لوگون کے نزدیک مسلم ہے بقول حافظ ؎

بترس از آہ مظلومان کہ ہنگام دعا کردن	اجابت از در حق بہر استقبال می آید

بہتیرے آفت رسیدہ تباہ حال مضطرب و پریشان اور مایوس العلاج بیمار آپکی دعا کو اپنی سپر بنائے اور دوا قرار دئے ہوئے تھے اور چونکہ آپکی شان عبدیت کا اقتضا تھا قبولیت عام تماس لئے نقش و کتابت محض بہانہ تھا اُس کامیابی کا جو مجیب الدعوات نے آپکا توسل پکڑنے والون کیلئے روز ازل مین مقدر فرمائی تھی کسی کو کیا خبر ہے کہ آپ مستعیذین کو کیا لکھکر دیتے تھے اور کوئی کیونکر سمجھ سکتا

منشی تفضل حسین صاحب [illegible]

کہ آپ کے لکھے ہوئے نقوش مین حصول مراد و مقصد برآری اُس ہکتوب کے اثر سے تھی یا کاتب کے ؟ حافظ محمد عبدالحفیظ صاحب تاجر بھی کو اُس وقت جبکہ اُنکی عمر پانچ چھ برس کی تھی مرض لاحق ہوا جسکی صورت دورہ کی تھی رفتہ رفتہ یہانتک نوبت پہونچی کہ دو دو گھنٹہ کامل بیہوش رہتے منہ سے جھاگ جاتے اور بتیسی بند ہوجاتی تھی دس برس کامل ڈاکٹری یونانی علاج ہوئے گنڈہ تعویذ جھاڑ پھونک جو جس نے بتایا سب ہی کچھ ہوا مگر مرض مین ذرہ برابر کمی نہوئی انکے بھائی حافظ عبداللہ صاحب مہاجر حضرت سے بیعت تھے جب ہر قسم کے معالجہ سے بیزار اور بددل ہوگئے تو انکو لیکر گنگوہ حاضر ہوئے اور سب حالت عرض کرکے تعویذ لینے کا اصرار کیا حضرت قدس سرہ نے چند تعویذ عطا فرمادئے کہ انکو پلا دینا اِس قصہ کو اب سولہوان سال ہے اُن تعویذون کے استعمال کے بعد سے آجتک انکو اُس مرض کا دورہ نہین ہوا اور ماشاءاللہ ہر طرح تندرست ہین بلکہ فربہ اور صاحب تن و توش۔

عبدالحمید خان صاحب فرماتے ہین پندرہ سولہ برس ہوئے مین مٹھائی لئے پولیس لین کو آرہا تھا نالہ کے کنارے ایک درخت آم کا تھا جہان جنّات کا اثر لوگون مین مشہور تھا چونکہ وہی گذرگاہ تھی اسلئے مین جب اُسکے قریب پہونچا تو ایک کتّا سیاہ مجھے نظر پڑا جو دیر تک بغور مجھے تکتا رہا مین ہمت کرکے نکلا تو چلا آیا مگر گھر پہونچتے ہی گھٹنے مین دفعتہً درد اُٹھا اور اتنا شدید کہ مین ضبط نہ کرسکا اِسی تکلیف مین مجھے بخار چڑھ آیا جس نے دس بارہ روز تک ہوش نہ لینے دیا یہ بخار اُترا تو چوتھیا شروع ہوگیا جو کامل دو سال رہا اس دورہ مین اکثر مجھے خوفناک خواب نظر آتین اور کبھی کبھی وہی کتّا جسے درخت کے نیچے دیکھا تھا مجھے اپنے اوپر حملہ کرتا ہوا دکھائی دیتا تھا۔ مرض سے نجات پانیکی جو تدبیر مجھے بن پڑی مین نے کی مگر کچھ بھی نفع نہوا آخر حضرت کی خدمت مین انکے مفصل حال کی اطلاع دیکر تعویذ کی تمنا ظاہر کی گئی حضرت نے کاغذ پر کچھ لکھا اور لپیٹکر لفافہ مین بھیجدیا کہ بازو پر باندھین خدا کا ایسا فضل ہوا کہ اُس تعویذ کے باندھتے ہی نہ چوتھیہ بخار کا دورہ ہوا اور نہ کبھی ڈراونی خواب دکھائی دی۔

آپ کے بتائے ہوئے اوراد و وظائف اور لکھے ہوئے تعویذات و نقوش مین حق تعالیٰ نے جو اثر عطا فرمایا تھا چونکہ اُسمین زیادہ دخل آپکی مقبولیت اور شان عبدیت کو تھا اسلئے جسقدر جلد اور قوی اثر ہو قابل تعجب نہین ہے اقتضاے مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ چونکہ آپ نے ظاہر و باطن اور قلب و جسد دونون کو [illegible] کا تابع و فرمانبردار بنا [illegible] تھا

تھا ان ﷲ قدردان شاہنشاہ کی طرف سے اس صلہ مین آپکو وہ مرتبہ عطا ہوا تھا جس نے آپکا معاذ و ملاذ ہونا مخلوق کو باور کرا دیا تھا آپکا غائبانہ توسل بسا اوقات لوگون کی حاجت روائی کیلئے کافی ہوجاتا اور آپکی ذات بابرکات کا محض واسطہ مصیبت زدہ متوسلین کی کامیابی و مقصد براری کا کفیل بنجاتا تھا جس زمانہ مین طاعون کا مہلک مرض مظلم گھٹا کی صورت امنڈتا اور تیز اندہیاؤ کیطرح مسلسل و لگاتار شہر بہ شہر چھاتا چلا جاتا تھا مخلوق جس درجہ پریشان تھی وہ محتاج بیان نہین اس مرض لاعلاج کے مبتلا بیمارون اور اُنکی زندگی سے مایوس ہوجانے والے تیمارداروں نے کبھی آپکی دعا سے اور کبھی محض آپ کے توسل سے نجات و حیات کی وہ کامیابیان حاصل کی ہین جنکی طرف سے بالکل ناامیدی ہوچکی تھی مولوی احمد صاحب سورتی بغرض ذکر و شغل آپکی خدمت مین ٹھیرے ہوئے تھے کہ مکان سے خبر آئی تمہارے گھر مین طاعون کے اندر کئی موتین ہوچکی ہین اور اب تمہاری حقیقی بہن اس مرض مین مبتلا ہے یہ وحشت اثر خبر سنکر مولوی احمد صاحب گھبرائے ہوئے حضرت کی خدمت مین حاضر ہوئے اور دعا کے لئے عرض کیا آپنے دعا کا وعدہ فرمالیا اور ارشاد فرمایا گھبراؤ مت انشاء اللہ شفا ہوجائیگی" چنانچہ یہ گنگوہ ہی رہے اور چند روز بعد مکان سے اطلاع آگئی کہ ہمشیرہ کو بالکل آرام ہے۔

جس زمانہ مین لاہور۔ امرتسر۔ جالندھر وغیرہا اضلاع مین طاعون پھیلتا اور اس جانب بڑھتا چلا آرہا تھا جب انبالہ تک پہونچ لیا تو اہل سہارنپور گھبرائے کیونکہ اس سیڑھی پر اب اسی ضلع کا نمبر تھا مگر گھبرائے سے کیا ہوتا تھا آخر ایک مختصر مجمع دربار خداوندی مین حاضر ہوکر اس طرح ملتجی ہوا کہ اے جانون کے پیدا کرنے والے اور جلانے و مارنے والے بادشاہ ہم بے زر و بے پر گناہگارون مین قابل استجابت دعا مانگنے کی بھی اہلیت نہین ہے ہماری شامت اعمال جس عذاب کی باعث ہو بجا اور زیبا ہے مگر ہمارے درمیان آپکا ایک مقبول بندہ موجود ہے جنکا نام مولانا رشید احمد ہے اُنکو شفیع گردانکر آپسے التجا ہے کہ اس آفت ناگہانی سے محفوظ رکھئے اور اس مرجع خلائق مخدوم عالم ذات کے طفیل مین ہماری بستی کو طاعون سے بچا لیجے چنانچہ چند روز بعد انبالہ سے طاعون آگے بڑھکر ضلع مظفرنگر پہونچا اور وہان سے ضلع میرٹھ مین پھیلا سہارنپور کا ضلع باوجود درمیان مین واقع ہونے کے ایسا محفوظ رہا کہ باوجود مرطوب ہونے کے آپکی حیات تک ایک موت بھی طاعون کی اُسمین واقع نہین ہوئی۔ ایسے واقعات جہان نہ آپکا لکھا ہوا تعویذ پہونچا نہ تعلیم فرمایا

ہوا وظیفہ یا عمل پڑھا گیا اور خلاف گمان مرادیابی ہوگئی میرے ایسے خیال کی تائید کر رہے ہیں کہ نقوش مین اثر کاتب کی قوت قدسیہ کا تھا اور مکتوب حصول مقصود کا محض بہانہ۔

تاہم جن اوراد ونقوش کا آپکی جانب انتساب تعلیماً یا کتابۃً ثابت ہے نفع سے خالی نہین بلکہ بالاضافہ قوی اور زود اثر ہون تو کچھ بعید نہین اسلئے بقدر ضرورت درج سوانح کرنا مناسب ہے۔

حاجی عبدالعزیز خان بچلاسوی مرحوم ومغفور ایک زمانہ مین باسدرجہ مبتلائے آلام وافکار ہوئے کہ زندگی سے اکتا گئے تنگی معیشت جدا بارِ قرض علیحدہ اور اسپر دشمنون کی عداوتین اور طرح طرح کی ایذا رسانیان طرہ تھین روز ایک نئی مصیبت کا سامنا تھا یہانتک کہ جمعہ کی نماز کو جامع مسجد مین آنا بند ہوگیا تھا کہ جان کا خطرہ قوی تھا۔ مخالفون نے جب دیکھا کہ بند مکان مین رہنا حفاظت جان کی تدبیر کی گئی ہے تو سحر کا منصوبہ باندھا اور کر بھی گذرے۔ اس سراسیمگی کی حالت مین جو خط حضرت کی خدمت مین پہونچا تھا اُسکا جواب یہ تھا اور بجنسہٖ درج کرتا ہون۔

خانصاحب مکرم بعد سلام مسنون مطالعہ فرمایند۔ تم اپنی تدبیر ظاہری کرو کہ عالم اسباب مین سامان وتدبیر ظاہر پر مدار رکھا ہے حسبنا اللہ ونعم الوکیل کو پانچسو مرتبہ اوقات مختلف مین پڑھتے رہو اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس تین تین بار اور آیۃ الکرسی ایکبار ہوتے وقت ہاتھون پر دم کرکے تمام بدن پر پھرالیا کرو اور انکو ہی صبح شام بعد نماز پڑھ لیا کرو کسی کا سحر وکر اثر نہ کریگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور استغفار کثرت سے کرو استغفار کی کثرت پر ادائے قرض ورفع غم وحصول مطلب کا وعدہ ہے۔ ایک بات یاد رکھنا کہ اپنے راز کی کسی کو دوست جانکر اطلاع مت کرنا۔ یہ بھی ایک ضروری بات ہے کسی کا اعتبار نہین والسلام۔

خانصاحب ممدوح کے نام انھین ایام مین دوسرا والا نامہ مرسل ہوا جسمین تحریر فرمایا کہ تم صبح شام اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق کو تین تین بار بہ نیت رد سحر پڑھتے رہو اور قل یا اور قل ہو اللہ اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس سورہ فاتحہ آیۃ الکرسی کو صبح شام ایک ایک بار پڑھکر اپنے دونون ہاتھون پر دم کرکے تمام بدن پر پھرالیا کرو اور جو دوست کو ایکبار کسی وقت مقرر کرکے حزب البحر پڑھ لیا کرو ورنہ کچھ ضرورت نہین یہی دونون عمل کافی ہوجاوینگے اگر جو ملازم پیشہ ناکردہ گناہ کسی جرم مین پکڑے جاتے یا مقدمہ قائم ہوتا یا اس قسم کی ۔۔۔ اور

پریشانی مین مبتلا ہوتے انکو اکثر آپ یون فرمایا کرتے تھے کہ حسبنا اللہ ونعم الوکیل پانچسو مرتبہ بعد عشا سوتے وقت پڑہا کرو اور اسوقت نہو سکے تو جسوقت بھی ممکن ہو اور یکدفعہ نہو سکے تو بدفعات اور متفرق اوقات مین اس مقدار کو پورا کرکے دعا مانگا کرو اگر پانچسو بار نہو سکے تو سو مرتبہ ضرور پڑہ لو۔ اور اگر بہت ہی زیادہ پریشانی مین ابتلا ہوتا تو تعداد اُٹھا دیتے اور یون فرمادیا کرتے تھے کہ چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے وضو بے وضو جتنا بھی ہو سکے اسکو پڑہتے رہو چنانچہ سیکڑون نے اسپر عمل کیا اور عموماً ہمیشہ کامیاب ہوئے ::

تنگدستی وافلاس کے مبتلا کو یا باسط گیارہ سو مرتبہ بعد عشا پڑہنا تعلیم فرماتے تھے اول و آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف پڑہا جائے ادائے قرض اور وسعت رزق دونون فائدے اس سے حاصل ہوتے ہین۔

جس شخص کی بصارت ضعیف ہو آپ فرماتے تھے کہ اللہ یا بصیر بخط نسخ کسی کاغذ یا تختی پر خوب جلی لکھکر اسپر نظر جمایا کرے انشاء اللہ نگاہ تیز ہوجاویگی اور نظر کو بہت قوت حاصل ہوگی۔

جس عورت کا خاوند اُس سے ناراض ہو اور توجہ نکرتا ہو آپ نے فرمایا کہ ٹھنڈے وقت یعنی صبح یا شب کو بعد عشا قل ھو اللہ پوری سورۃ سو مرتبہ مع اول آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف پڑہکر دعا مانگ لیوے

عقیمہ یعنی اُس عورت کے لئے جس کے اولاد نہوتی تھی ایکبار آپنے دو انڈے منگا کر اُبلوائے اور چھلکا اُتار کر ایک انڈے پر وَالسَّمَاءَ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ وَإِنَّا لَمُوسِعُونَ لکھا اور دوسرے پر وَالْأَرْضَ فَرَشْنَاهَا فَنِعْمَ الْمَاهِدُونَ تحریر فرمایا اور خاوند کو دیدیئے کہ پہلا مرد کہائے اور دوسرا عورت گر حیض سے پاک ہونے پر۔

ایسی عورت کے لئے جسکے اولاد زندہ نرہتی تھی آپنے اجوائن اور فلفل پر چالیس بار سورہ والشمس پڑہکر دم فرمائی اور دیدی کہ شروع حمل سے برابر کھاتی رہے اور یہ بھی فرمایا اُمید ہے انشاء اللہ اولاد طویل العمر ہوگی۔

قرار حمل کے لئے عموماً تو گرہ کا گنڈہ کردیا کرتے تھے جو قول جمیل مین مذکور ہے۔

ولادت کے وقت عورت کو دردکی اگر سخت تکلیف ہوتی تو آپ کاغذ پر وَأَلْقَتْ مَا فِيهَا وَتَخَلَّتْ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ لکھکر عطا فرماتے کہ حاملہ کی ران مین باندہ دیا جائے اور بچہ ہوتے

ہی فوراً کھولدیا جائے ورنہ آنتون کے باہر آجانے کا اندیشہ ہے۔

کھیڑہ کے مبتلا کو گیارہ تار کے نیلے ڈورے پر اکتالیس بار سورہ فاتحہ معہ بسم اللہ پڑھکر اکتالیس گرہ لگاتے یعنی ہر گرہ پر ایک بار سورہ فاتحہ اور عطا فرمادیتے کہ بچہ کے گلے مین ڈالدیا جائے۔

ایکبار دشمنون کے شر سے محفوظ رہنے اور حاکم کے مہربان ہونے کو بسم اللہ الرحمن الرحیم بعد نماز صبح آٹھ سو مرتبہ اور یا عزیز بلا تعداد جتنا ہو سکے پڑھنے کو فرمایا۔

جملہ مقاصد مین کامیابی اور حصول اطمینان قلب کے لئے ایک صاحب کو لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ تین سو مرتبہ پڑھنے کو تعلیم فرمایا اوّل آخر درود شریف تین یا پانچ یا سات سات بار۔

تپ کہنہ کے مبتلا کو ایکبار آپنے یون ارشاد فرمایا کہ چینی کی سفید طشتری پر سورہ فاتحہ مع بسم اللہ لکھی جائے اور بکری کا دودہ اُسپر دوہا جائے اور گھولکر علی الصباح مریض کو پلایا جائے اگر حقتعالےٰ کو منظور ہے تو شفا ہوگی۔

عام امراض خصوصاً اُن لا علاج بیماریون کے لئے جن سے اطباء عاجز آگئے ہون سورہ فاتحہ مع بسم اللہ چینی کی طشتری پر لکھکر پانی مین دھو کر چالیس دن متواتر صبح کے وقت پلانے کا عمل آپ بتلایا کرتے اور یون فرمایا کرتے تھے کہ سورہ فاتحہ کے بعد یہ دعا بھی لکھی جائے یَا حَیُّ حِیْنَ لَا حَیَّ فِیْ دَیْمُوْمَةِ مُلْكِهٖ وَبَقَائِهٖ یَا حَیُّ۔

سورہ فاتحہ کا سبب شفا ہونا حدیث مین ثابت ہے اسلئے آپ فرماتے تھے کہ ہر مرض کیلئے اسکا نفع عام ہے یہانتک کہ بدچلنی اور آوارگی کے لئے بھی اسکا کاغذ یا طشتری پر لکھکر پانی مین گھولکر پلانا مفید ہے پینسی پھوڑا زخم اسہال استفراغ تپ لرزہ غرض ہر بیماری کو نافع ہے مولوی سراج احمد صاحب کے پائین پائو مین چھاجن تھی اور ورم کے سبب درد اور تکلیف مین ایسے مبتلا تھے کہ اُٹھنا اور بیٹھنا مشکل تھا آپنے اُنکے خط کا جواب اسطرح تحریر فرمایا کہ بحالت مرض پلنگ پر پڑے پڑے سورہ فاتحہ پڑھ پڑھکر موضع مرض پر دم کرتے رہو اور اپنے اوپر بھی دم کرتے رہو اور اس عاجز کے لئے کہ دعا گو تمہارا ہے دعائے خیریت خاتمہ کرتے رہو کہ دعا مرض مین قبول ہوتی ہے۔ بندہ کو یقین دلایا گیا ہے کہ تمکو اس مرض سے شفا ہو جائیگی۔

آسیب زدہ کے لئے آپنے ارشاد فرمایا کہ استاذ صاحب کمت بعبارت ذیل کاغذ پر لکھکر جس برتن

حسبان — تسخیر اعداء — حصول مقاصد — دق — عام امراض — بدچلنی اور علاج بیماریان — آسیب

مین مریض یا مریضہ ہو اُسکی دیواروں پر جگہہ جگہہ پر چسپان کردئے جائین اور بنیں کا نقش مندرجہ ذیل ایک کاغذ پر لکھکر مریض کو دکھایا جاوے وہ دیکھنے سے گھبرائے اور انکار کرے گا مگر زبردستی اُسکی نظر اُسپر ڈلوائی جائے اور جبرًا نقش کو تعویذ بناکر اُسکے گلے مین ڈالدیا جائے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۸	۶	۴	۲
۲	۴	۶	۸
۶	۸	۲	۴
۴	۲	۸	۶

اسماء اصحاب کہف یہ ہین - اِلٰہی بِحُرمَتِ یَمْلِیخَا مَکْسَلْمِیْنَا کَشْفُوطَطْ اَطْبَیُونَس کَشَافَطْیُونَس اَذَرْفَطْیُونَس یُوَانِس یُوس وَکَلْبُھُمْ قِطْمِیْرُ وَعَلَے اللّٰہِ قَصْدُ السَّبِیْلِ وَمِنْہَا جَائِرٌ وَلَوْشَاءَ لَھَدٰکُمْ اَجْمَعِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ -

حب کے لئے ایکبار آپنے یہ عمل ارشاد فرمایا کہ بسم اللہ صلی اللہ پسر محمد ہاتھ تیل منہ چیکتا میٹھون سر ڈھاؤ تھک باندھون ٹھاکر باندھون سگرا گانون میران جن جیتی یون کمین ین موہن میرا ناؤن بحق لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - اکتالیس بار پڑھکر عطر پر دم کرے اور اُس عطر کو دونون انگوٹھون کے ناخن پر لگاکر اپنی ابروون پر پھیرلے اور مطلوب کے سامنے جائے انشاء اللہ اُسکے قلب مین محبت پیدا ہوگی - جس زمانہ مین بالزام فساد تھانہ بھون آپ مظفر نگر کے جیلخانہ مین تھے اپنی ضلع کے کسی قیدی کو جو نہایت پریشان وہراسان تھا یہ عمل پڑھکر آپ نے عطا فرمایا تھا صبح کو پیشی تھی بفضل خدا رہا ہوگیا -

حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب سے بھی یہ عمل منقول ہے مگر اُسمین بسم اللہ پسر محمد صلی اللہ مذکور ہے اور نیز یہ کہ ابرو پر عطر لگاکر سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ پڑھتا ہوا مطلوب کے سامنے جائے واللہ اعلم بالصواب -

دنیا بُری بلا ہے اسکی محبت کچھ ایسی لپچر ہے کہ اچھے اچھے سمجھدار آدمی باوجود اسکے چندروزہ ناپائدار اور فانی ہونے کے والہ وشیدا اور فریفتہ وعاشق زار بنے ہوئے ہین اللہ والون کی بربادی کا جب شیطان قصد کرتا ہے تو عمومًا اس محبت کو عملیات کے پردہ مین لاکر انکی راہزنی کرتا اور مقصود سے کوسون دور ہٹاکر لیجاتا ہے اسلئے حضرت امام ربانی قدس سرہ نہ اس مخمصہ مین خود مشغول ہوئے اور نہ اپنی روحانی اولاد کو اسمین مبتلا ہونیکی اجازت دی اگر کبھی عملیات کا ذکر آتا تو کچھ بیان فرمادیتے مگر اسکے

ساتھ ہی اُسکا شوق دلون سے نکالنے کی کوشش فرمایا کرتے تھے مولوی محمد سہول صاحب نے ایک مرتبہ عرض کیا کہ میرے والد صاحب چونکہ تعویذ گنڈے کر کے لوگون کو دیا کرتے تھے اب انکے انتقال کے بعد لوگ مجھے تنگ کرتے اور تعویذ مانگا کرتے ہین آپنے ارشاد فرمایا دیدیا کرو انہون نے عرض کیا کہ مجھے تو کچھہ معلوم نہین اس عرض سے مقصود یہ تھا کہ حضرت کسی عمل کی اجازت عطا فرمادین تو نفع زیادہ ہوگا حضرت نے ارشاد فرمایا اُسوقت جو کچھہ یاد آجایا کرے لکھکر دیدیا کرو اگر نفع ہوگیا تو تم کو ثواب ملجائیگا اور نفع نہوا تو تمہارا پیچھا چھوٹ جائیگا۔

یہ ہے تعویذ گنڈون کی اصل حقیقت جسکا نام اعتدال ہے مگر چونکہ اسپر قائم رہنا دشوار ہے بمقصود نفع لوگون کی تعریف و تحسین کے کلمات سنکر تفاخر و تکبر کا مضمون پیدا ہوتا اور حب جاہ کی بدولت مرجع خلائق بنتا بھلا معلوم ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ نفع نہونے کی صورت مین ایک انقباض و ندامت اور حزن و رنج پیدا ہوتا ہے اسلئے اول نفس کی اصلاح ضرور ہے جب یہ قابو مین آجائے اور حب جاہ و شہرت بین الناس سے نجات حاصل ہوجائے اُسوقت نفع رسانی خلق کی نیت سے دوا و دعا کے مثل اللہ کا نام لکھکر کسیکو دیدینا یا پڑھکر دم کردینا بھی مستحسن اور امر نیک بنجاتا ہے مگر اس سے پہلے پہلے نفع رسانی خلق کا حیلہ و بہانہ اپنے نفس کی بدتری و اساءت حال کا سبب ہوتا ہے اس لئے حضرت امام ربانی قدس سرہ نے جب سے نائب رسول بنکر امت محمدیہ کی تربیت و کفالت کا بوجھہ اپنے سر رکھا اور لوگون کے نفسون سے زیادہ اُن کے شفیق و خیرخواہ بنکر اُن کے ہاتھہ اپنے ہاتھہ مین تھامے اس اندیشہ و خطرناک شغل مین پڑنے سے اُنکو ہمیشہ بچاتے رہے چنانچہ مولوی محمد سہول صاحب کو تعویذات کی علت غائی سمجھانے کے بعد آپنے یہ تقریر فرمائی کہ گو تعویذ گنڈون کے پیچھے زیادہ پڑنا اچھا نہین ہے اصل مقصود سے انسان رہجاتا ہے اسکے بعد اپنا قصہ نقل فرمایا کہ مجھے ابتدا مین تعویذ گنڈون کا زیادہ شوق تھا ایک شخص نے ایک دفعہ مجھسے حب کا تعویذ مانگا مین نے ایک قلمی پرانی کتاب سے جو میرے گھر مین خاندانی تھی نقل کر کے دیدیا۔ خدا کی شان کہ اُسی روز اُسکا مقصود حاصل ہوگیا۔ کامیابی کے بعد اُس نے مجھسے اپنا حال بیان کیا تب معلوم ہوا کہ اُسکو کسی اجنبی عورت سے تعلق تھا یہ سنکر مجھے بڑی ندامت ہوئی اُسی وقت گھر مین آکر مین نے اُس کتاب مین آگ لگادی کہ مبادا پھر کوئی اُس سے ناجائز فائدہ نہ اُٹھالے۔

اصلاح خلق کے مرتبہ مین جو طبعی خیالات حضرت امام ربانی قدس سرہ کے ان الفاظ سے ظاہر ہو رہے ہین انکی رفعت شان اور علو مرتبت کا ادراک بڑے ہی لوگون کا کام مجھ جیسے نادان و کم فہم کے لیئے اتنا کافی ہے کہ چونکہ اس مضمون کے ساتھ حضرت کی دلچسپی ثابت نہین ہوئی اسلئے یہ عنوان اُس حد پر مین نہین پہنچا سکتا جس سے ناظرین اچھی طرح محظوظ ہو سکین یا انکا جی سیر اور خواہش پوری ہو جائے کئی وجوہات ایسی ہین جنکا مقتضی یہ تھا کہ یہ عنوان ہی درج سوانح نہوتا مگر محض اسوجہ سے کہ سوانح پر نقصان کا الزام قائم ہوا اسکو شامل کیا گیا اور اس خیال سے کہ صلاح حال و پختگی ایمان کے بعد تاہم عملیات و نقوش کسی درجہ مین سبب منفعت ہین چند اعمال ہدیہ ناظرین کر دیئے گیئے خدا کرے کہ یہ اُسی مرتبہ پر قائم رہین جو حقتعالی شانہ کے نزدیک انکے لئے مقرر ہوا اور اہل اللہ نے ظاہر کر دیا ہے ورنہ انہین مبتلا ہو کر اصل مقصود یعنی اپنے سچے آقا کی رضا جوئی سے محروم رہنا بڑی خسارہ کی تجارت ہے جسمین شغف و انہماک تو درکنار بچنے کی توفیق اور مشغولیت توجہ سے پناہ مانگنے کی ضرورت ہے

مولوی نظر محمد خان صاحب نے ایک مرتبہ عرض کیا کہ حضرت میرے دشمن بہت ہین اور خون کے پیاسے ہین کچھ پڑھنے کو بتلا دیجئے جس سے وہ مقہور و ذلیل ہو جائین آپنے ارشاد فرمایا کسی کے مقہور و ذلیل ہونے سے تمہین کیا لینا یا مومن پانچسو بار روزانہ پڑھ لیا کرو انشاء اللہ اُنکے شر و مکر سے محفوظ رہو گے۔

ایکبار آپنے درد کی داڑھ کا جھاڑن ایک شخص کو بتایا "ہم ایک تم تئیس + ہمری تمری کیسا ریس" بتّیس کی یار کو آپ نے مجھول پڑھا اور فرمایا کہ بزرگون کی زبان سے جسطرح پر الفاظ نکلتے ہین خدا تعالی اُسی مین اثر دیتا ہے۔

خاص خاص عملیات حضرت امام ربانی سے کہین اور کسی کسی موقع پر ثابت ہین ورنہ عموماً عام امراض کے لئے آپ کاغذ پر بسم اللہ لکھکر اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق تحریر فرماتے اور بعد مین حروف سریانی یعنی ٮ۱۱۱ح ۱ ۱۱۱۱ھ لکھکر تعویذ بنا کر سایل کے حوالہ فرما دیتے تھے آپکی ظاہری بینائی جانے کے بعد حضرت قدس سرہ کی اجازت سے یہی تعویذ مولوی محمد یحیی صاحب لکھکر قلمدان مین رکھ لیا کرتے تھے جو روزانہ پچاس ساٹھ بلکہ سو سوا سو تک تقسیم ہو جاتے تھے جو شخص حاضر آستانہ ہوتا ایک دو چار تعویذ ہمراہ لیجاتا اور جسکی درخواست بذریعہ تحریر ڈاک مین آتی یہی تعویذ بھیجکر

لفافہ مین رکھکر بھیجدیا جاتا باذن اللہ تعالیٰ اسی سے ہزارون مرضیٰ کو شفا حاصل ہوئی اور اسی سے سیکڑون حاجات پوری ہوئین پندرہ کا نقش عاملون کے یہان مشہور ہے جسکو کسی عامل نے اِن دو شعرون مین بیان کیا ہے ؎

صفر و سہ الف سائیانے برسر | جیم کج و کور نرد بانے بدور
چہار الف مساوی ہاء داوِ معکوس | اینست ز اسماء الہ اکبر

(عبرانی زبان مین اللہ کا نام ہی)

اُٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے سوتے جاگتے غرض جملہ حرکات و سکنات اور انتقالات و حالات مین وہ اذکار آپکے معمول اور ورد زبان تھے جو حدیث مین وارد ہوئے ہین احزاب متداولہ مین کوئی حزب آپکا معمول نہین دیکھا گیا۔ آپکی لطیف نسبت عبدیت حق تعالیٰ شانہ کے نازل فرمائے ہوئے قرآن مجید اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی ادعیہ ماثورہ و اذکار منقولہ کے ساتھ اسدرجہ مانوس تھی کہ دوسری جانب توجہ میلان کی گنجایش ہی نہتی ہان خدام مین جو کوئی آپ سے کسی حزب یا ورد کی اجازت مانگتا آپ اُسکی بطریق مناسب اجازت دیدیا کرتے تھے چنانچہ حصن حصین حزب البحر حزب الاعظم صلوٰۃ تنجینا وغیرہ کی اجازت آپکے سیکڑون خدام کو آپکی طرف سے حاصل ہے ایک مرتبہ کوئی طالب حزب البحر کی آپسے اجازت لینے کو سبق ناغہ کرکے پانی پت سے گنگوہ آئے۔ ایک ورد کی اجازت کو اتنا مہتم بالشان بنانا کہ تعلیم مین ودرس حدیث چھوڑکر اسکے لئے سفر کیا گیا آپکو پسند نہین آیا بلکہ ناخوشی ظاہر فرمائی مگر اجازت دیدی اور یہی فرمایا کہ مجھے حزب البحر کی اجازت ہے مگر مین پڑھتا نہین اسی مجمع مین مولوی [illegible] صاحب نے حزب البحر کی اجازت چاہی آپنے انکو بھی عطا فرمادی۔

احزاب متداولہ مین اگر آپکو کچھ اُنس تھا تو حزب الاعظم سے تھا اور وہ بھی اسوجہ سے کہ اُسمین قرآن مجید اور احادیث نبویہ کی دعائین منتخب کرکے جمع کی گئی ہین۔ بعض احزاب کے بعض الفاظ آپ پسند بھی نہین فرماتے تھے چنانچہ ایکبار ارشاد فرمایا کہ جن وردون مین بعد معلوم الخ لوگ پڑھتے ہین مین اسکو پسند نہین کرتا کیونکہ اس سے معلومات باری تعالیٰ کے متناہی ہونے کا شبہ پیدا ہوتا ہے۔ حزب البحر اور حزب الاعظم مع اسماء الٰہیہ [illegible]

احزاب و اوراد کی اجازت دینے مین آپکو مطلق بخل نہ تھا مگر چونکہ سُنت نبویہ کے ساتھ آپکو بالطبع انسیت و محبت تھی اسلیئے عملیات کی طرح احزاب مین بھی انہماک کہ تلاوت قرآن مجید و درس احادیث شریفہ سے بے توجہی ہو جائے آپکو مطلق نہین بھاتا تھا ایک مرتبہ آپنے ارشاد فرمایا کہ درود تُنجیناً کی اجازت مجھے حضرت شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دی تھی کہ مہمات مین بیک جلسہ ہزار مرتبہ پڑھا جائے چنانچہ بعض مہمات مین ہمنے پڑھا بھی ہے خدا تعالی نے نجات دی اور شاہ عبد الغنی صاحب نے بسکون نون اجازت دی ہے اور غالبا شیخ مخدوم بخش رامپوری رحمۃ اللہ علیہ کا نام لیا کہ انہون نے بتشدید نون اجازت دی تھی اسکے بعد عام حاضرین جلسہ کو مخاطب بنا کر فرمایا کہ مین تم سب کو اسکی اجازت دیتا ہون۔

دلائل الخیرات کی جملۃً اجازت آپ اپنے خدام کو باین سند عطا فرماتے تھے کہ عن الشیخ مخدوم بخش رامپوری عن الشیخ الدلائل الشیخ عبد الرحمن المدنی الی اخر السند۔

ایکبار آپنے بعض خدام کو دلائل کے اس ورد کی اجازت عطا فرمائی اللھم صل علی محمد و علی ال محمد صلوۃ تکون لک رضیً ولحقہ اداءً واعطہ الوسیلۃ والفضیلۃ والمقام المحمود الذی وعدتہ واجزہ عنا ماھو اھلہ و اجزہ افضل ماجازیت نبیا عن قومہ ورسولا عن امتہ وصل علی جمیع اخوانہ من النبیین والصلحین یا ارحم الراحمین کہ جمعہ کو سات مرتبہ پڑھا کرے موجب برکات ہے۔

مبشرات و شہادات

حضرت امام ربانی قدس سرہ کا مخدوم العالم اور مقتدائے اہل اسلام ہونا آپکے کمال اتباع شرع اور صاحب استقامت فی الدین ہونے سے ایسا ظاہر ہوچکا تھا کہ کسی کو آپ کا دامن پکڑنے سے انحراف و اعراض جایز نہ رہا تھا پھر آپکا مستجاب الدعوات اور معاذ و ملاذ خلق اللہ ہونا آپکے علو مرتبت و رفعت منزلت اور تقدس و تقرب خداوندی کا ظاہر کرنے والاجدا تھا آپکی دعا دینے والی وہ زبان جسکی حفاظت حق تعالی شانہ کی طرف سے ہوتی تھی آپکی ولایت و غوثیت کا ہر وقت ثبوت دیتی تھی اور آپکا ظل عاطفت و توسل جسکے ذریعہ سے ہزارہا انسان کی حاجات برآری ہو، ہیچ جداگانہ آپکی مقبولیت و محبوبیت کو عالم

آشکارا کر رہا تھا با این ہمہ آپ سے کرامات و خرق عادات کا صدور اور کشوف کونیہ و زمانیہ کا ظہور علیحدہ
آپکے کمالات علمیہ و عملیہ کی تائید کر رہا تھا۔ اسقدر دلائل واضحہ اور بینات ظاہرہ کی شہادت عادلہ کے
موجود ہوتے ہوئے حاجت نہ تھی کہ اور کوئی حجت قایم کیجائے مگر چونکہ آپکا منصب جسکا مقتضی اصلاح خلق تھا
کمال بداہت کا خواہشمند تھا اسلئے زمانہ کے اکابر و خاصان خدا کی شہادات اور عالم منام و واقعہ کی
بشرات کے ذریعہ سے بھی خود آپکو اور آپکے متوسلین و اہل عصر لمین کو جتلایا گیا کہ ولایت میں آپکا مرتبہ کیا ہے
اس میں شک نہیں کہ آپ اپنی وہ مراد جسکی طلب آستانہ امدادیہ پر حاضر ہوتے ہی آپکی رگ و پے
میں سرایت کر چکی تھی زاویہ خمول و گوشہ گمنامی میں بیٹھکر بھی اسی عزم و پختگی ہمت کے ساتھ حاصل فرما
جیسی عالم میں مشہور و معروف ہو کر آپنے حاصل فرمائی مگر جسطرح اہل حق کی طبائع مختلف رنگہائے نسبت
مختلف آثار و ثمرات مختلف ہیں اسی طرح اہل ارشاد کے ذوق مختلف اور خدمات و مناصب جدا جدا
ہیں صناع لم یزل جلت قدرتہ نے جو کام اپنے جس بندہ سے لینا چاہا لیا اور بندہ نواز خدا نے جس
مقبول بندہ کو جس خدمت کا اہل اور قابل پایا اُسکے اسباب مہیا فرما کر انجام پر پہونچایا اور چونکہ امام ربانی
قدس سرہ کا منصب رفیع نبوت کی نیابت اور اصلاح احوال خلق تھا اسلئے آپکی ولایت و قطبیت کو درجہ
واضح اور جلی کرنا مناسب تھا کہ عوام و خواص میں کسی شخص کو عذر کی گنجایش باقی نہ رہے اور آپکا حجۃ اللہ
فی الارض ہونا کالشمس فی نصف النہار ظاہر ہو کہ عالم میں آشکارا ہو جائے لِیَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ
بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ

حضرت مولانا اشرف علی صاحب دام مجدہ فرماتے تھے ایک مرتبہ مجھے خیال ہوا کہ حضرت امام ربانی
قدس سرہ کی ولایت و مقبولیت تو ظاہر ہے مگر اولیاء اللہ کے مراتب مختلف ہیں خدا جانے حضرت کا مرتبہ
کیا ہے؟ ایک دن کچھ سوتا کچھ جاگتا تھا دیکھتا کیا ہوں کہ حضرت قدس سرہ مسجد میں تشریف فرما ہیں اور
میں سامنے بیٹھا ہوں ایک بزرگ عصا ہاتھ میں لئے ہوئے تشریف لائے اور حضرت کی طرف اشارہ فرما کر
مجھسے مخاطب ہو کر یوں ارشاد فرمایا کہ دیکھلو یہ قطب الارشاد ہیں" اسکے بعد فوراً آنکھ کھلگئی اور دلکو اطمینان ہو گیا

حضرت مولانا ممدوح نے ایک خواب حضرت کے وصال کے بعد دیکھا کہ کسی موقع پر مولانا نے
حضرت کے اسم مبارک کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ کہا تو کسی کہنے والے نے یوں کہا کہ نہیں
قُدِّسَ سِرُّہٗ یا قَدَّسَ اللہُ سِرَّہٗ کہو مولانا مدظلہ نے اسکی تعبیر خود ہی اسطرح تحریر فرمائی ہے کہ اس خواب کا

یہ مطلب نہین کہ رحمۃ اللہ علیہ کہنا ممنوع ہے یا یہ کہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مفہوم مین قدس سرہ سے گھٹا ہوا ہے بلکہ اصل یہ ہے کہ بعض اوقات الفاظ وعبارات متحدۃ المعنی مین حسب عرف کچھ تغایر اور تمایز بھی ہوا کرتا ہے چنانچہ اسی بنا پر صلی اللہ علیہ وسلم بجز انبیاء علیہم السلام کے کسی پر اطلاق نہین کیاجاتا رضی اللہ عنہ بجز سلف کے کسی کے لئے استعمال نہین ہوتا اسی طرح اسوقت عرفاً رحمۃ اللہ علیہ عموماً صلحاء کے لئے بولا جاتا ہے اور قدس سرہٗ اکابر اولیاء کے لئے مستعمل ہوتا ہے پس مقصود اس خواب سے تنبیہ تھی کہ حضرت مولانا اس درجہ کے اکابرین سے ہین واللہ اعلم۔

حضرت مولانا عزیز الرحمن صاحب مجددی نقشبندی دام مجدہ ایکبار حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے مزار پرانوار پر سرہند شریف حاضر ہوئے تو آپکو معلوم کرایا گیا کہ امام ربانی مولانا رشید احمد صاحب قطب الارشاد ہین حضرت مولانا صدیق احمد صاحب انبہٹوی مدت فیوضہ جو حضرت امام ربانی قدس سرہ کے خلفاء کاملین مین ہین صاحب حالات عجیبہ وواردات غریبہ ہین تحریر فرماتے ہین کہ اس عاجز کو جو معلوم کرایا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے حضرت قدس سرہ اس زمانہ کے قطب الارشاد تھے آپکا لقب عالم بالا مین مخدوم العالم ہے آپ ولایۃ النبوۃ ومقام محمدی مین نہایت راسخ القدم ہین اولیاء امت محمدیہ مین بہت کم ایسے ہوئے ہین کہ اس مقام عالی مین اسقدر رسوخ رکھتے ہین یہ مقام حضرت فخر عالم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر قدم ہے اسی مقام مین عبدیت غالب ہوتی ہے بوجہ غلبہ تجلی ذاتی دائمی کے صاحب اس مقام کا کسی کمال کو اپنی طرف منسوب نہین پاتا بلکہ تمام کمالات کو راجع بحضرت ذوالجلال والکمال دیکھتا ہے اور نقائص بشریہ کو جو لوازم انسان ہین اپنی طرف منسوب دیکھکر نہایت شرمندہ ہوتا ہے اور مجسم عجز واحتیاج ہوتا ہے جسقدر اس مقام عالی مین رسوخ ہوگا اسی قدر محض بیکار گنہگار محتاج وعاجز اپنے آپکو دیکھیگا۔

مولانا مخلص الرحمن صاحب بنگالی دام مجدہ جب دیوبند مین تحصیل علم سے فارغ ہوئے تو گنگوہ حاضر ہوکر عرض کیا کہ میرے دو ارادے ہین ایک یہ کہ حضرت کے ہاتھ پر بیعت کرکے ذکر شغل کرون اور دوسرا یہ کہ قرآن مجید حفظ کرلون اب جسطرح حضرت ارشاد فرماوین اُسکی تعمیل کرون آپ نے فرمایا اول قرآن شریف حفظ کرلو اسکے بعد دیکھا جائیگا۔ مولوی مخلص الرحمن صاحب اس مشورہ پر پانی پت آئے اور دوسال محنت کرکے قرآن شریف حفظ کیا اس سے فارغ ہوکر دوسرے ارادہ کو پورا کرنیکے لئے

گنگوہ آنا چاہا مگر خرچ پاس نہ رہا تھا آخر دس روپیہ قرض لیکر حضرت کے آستانہ پر حاضر ہوئے چونکہ وطن
سے آئے ہوئے عرصہ گذر لیا تھا اسلئے یون خیال تھا کہ حضرت سے ذکر شغل پوچھکر اور دو ماہ حاضر
خدمت رہکر مکان چلا جاؤنگا یہان پہونچے تو حضرت نے معمولی طور پر بیعت فرمالینے کے بعد نہ ذکر تعلیم
فرمایا نہ شغل یہانتک کہ جب کئی مہینے اِس حالت مین گذر گئے تو انکا جی گھبرایا اور دل مین کہنے
لگے کہ تیرا قصد تو دو مہینہ یہان رہکر وطن جانے کا تھا اور یہان کئی مہینہ ہوگئے ابھی ذکر بھی تعلیم نہین
ہوا اس حساب سے تو عمر یہین گذر جائیگی اِس خیال کے بعد دوسرے دروازہ پر جانے کا وسوسہ
پیدا ہوا اور لوگون سے دریافت کرنا شروع کیا کہ ان اضلاع مین کوئی اور بزرگ بھی ایسے ہین جہان
میرا مطلب حاصل ہوجائے؟ بار بار استفسارات پر لوگون سے معلوم ہوا کہ پیلی بھیت مین ایک مشہور
بزرگ سُنتے ہین کیا عجب ہے کہ وہان چند روز رہکر کچھ حاصل ہو اور جلد فراغت ملجائے۔ اِس اطلاع پر
اِنکا دل خوش ہوگیا اور انہون نے مولانا شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نام خط لکھا جس مین مفصل
اپنا قصہ اور حال عرض کر دیا۔ یہ لفافہ ناوقت ہونے کی وجہ سے ڈاک مین نہ پڑ سکا اور مولوی مخلص الرحمن
صاحب سو گئے خواب مین دیکھا کہ ایک بزرگ انہین کو مخاطب بناکر فرمارہے ہین کہ مخلص الرحمن
قطب وقت کو چھوڑکر کہان جاتا ہے؟ اسکے بعد دفعۃً آنکھ کھل گئی دیکھا کہ طبع کا حال دگرگون تھا اور
یون جی چاہتا تھا کہ چاہے عمر گذر جائے مگر پڑا رہونگا یہین"۔

طلب صادق جسکا انتظار تھا چونکہ پختہ ہوگئی تھی اسلئے فضل حق تعالیٰ نے رہبری فرمائی عزم
مین استقلال پیدا ہوا اور نہال مراد مین پھل آنے شروع ہوئے طبیب امت شیخ کے تصرفات و توجہ
نے دستگیری فرمائی اور اُسی دن حضرت امام ربانی قدس سرہ نے انکو اپنے پاس بُلاکر خود بخود ذکر بارہ
تعلیم فرمایا پہلے ہی دن مولوی مخلص الرحمن صاحب ذکر سے فارغ ہوکر سوئے تو خواب مین دیکھا
گویا حضرت امام ربانی نے اپنی زبان مبارک ان کے منہ مین دیدی انکو معلوم ہوا کہ اُسوقت انکے
قلب سے اللہ کی آواز اِس زور سے نکلی جیسے اونٹ کی آواز ہوتی ہے یہ خواب دیکھکر آنکھ کھلگئی۔
صبح کو جب حضرت سے خواب عرض کیا تو آپ نے فرمایا "بارک اللہ تمہارے قلب مین ذکر کا اثر شروع
ہوگیا" اسکے بعد آپنے پاس انفاس تعلیم فرمایا ایک روز خانقاہ مین لیٹے ہوئے اپنے شغل مین مشغول
تھے کہ کچھ سکر پیدا ہوا اور حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ کو دیکھا کہ سامنے سے تشریف لئے جارہے ہین

چلتے چلتے انکو مخاطب بناکر اس طرح امر فرمایا کہ دیکھو جو کچھ چاہو حضرت مولانا رشید احمد صاحب سے چاہنا
مولوی احمد صاحب سیملک ضلع سورت کے رہنے والے تھے جسوقت دیوبند مین علوم شرعیہ پڑہتے
تھے اُسی وقت سے اللہ کا نام سیکھنے کی دلمین طلب تھی۔ اور چونکہ جوان صالح تھے اسلئے اکثر رویاء
صالحہ نظر آتی تھین خوابون مین یہ بات انکو معلوم ہوچکی تھی کہ گنگوہ حاضر ہوکر اللہ کا نام سیکھنا چاہیئے مگر
چونکہ حضرت کی عادت سے واقف تھے کہ طالبعلم کو بیعت نہین فرماتے اسلئے عرض کی جرءت نہ کرسکتے
تھے اسی فکر مین تھے کہ ایک شب خواب دیکھا ایک باغ ہے بہت بڑا جس مین طرح طرح کے پھلدار درخت
لگے ہوئے ہین یہ باغ حضرت مولانا رشید احمد صاحب کا کہلاتا ہے اِسی باغ مین انہون نے اپنے آپکو
دیکھا کہ اندر گئے اور دوتین امرود توڑ کر کھائے" دفعۃً آنکھ کھلگئی تو سمجھ گئے کہ انشاء اللہ حضرت کے فیض سے
محروم نہ رہونگا آخر ماہ شعبان مین گنگوہ حاضر ہوئے تو بیعت کی درخواست کی اور حضرت نے منظور فرمالی
مگر ذکر شغل کچھ تعلیم نہین فرمایا بلکہ یون ارشاد فرمایا کہ یہان رہو تو کچھ بتاون ورنہ نہین چونکہ انکو وطن
چھوڑے مدت ہوئی تھی والدہ کی زیارت کو بہت جی چاہتا تھا اسلئے خانقاہ مین ٹھیر نہ سکے اور صرف
بیعت ہوکر بحصول اجازت وطن واپس ہوگئے اگرچہ صرف بیعت ہوئے تھے مگر تصرفات کے آثار اور
برکت و توجہ کے ثمرات سے محروم نہ تھے حق تعالیٰ کا خوف اور خشیہ دل مین ایسا پیدا ہوگیا تھا جسکا وجود
طالبعلمی کے زمانہ مین بھی نہ تھا فرائض کی پابندی کا ایک خیال قایم ہوگیا تھا کہ نماز قضا ہونے
پاتی تھی قلب مین ایسی چٹک محسوس ہوتی تھی جو طاعات کی طرف شوق دلاتی اور حصول رضاء
خالق جل وعلیٰ شانہ کو دیگر مرغوبات پر ترجیح دیتی تھی مگر چونکہ کچھ کتابین معقول کی پڑہنے سے رہگئی
تھین اسلئے اُنکی تکمیل کا خیال مقدم تھا چنانچہ ٹونک پہونچے اور فلسفہ و منطق مین مشغول ہوگئے
آٹھوان یا نوان دن تھا کہ خواب مین دیکھا ایک بہت بڑا دریا ہے جسکو انہون نے ایک دم مین عبور
کرلیا ہے اُس دریا کے پرلے کنارے پر حضرت مولانا کھڑے تھے اور انکو اپنی طرف بلا رہے تھے یہ خواب
دیکھکر جب انکی آنکھ کھلی تو دل مین ایک وحشت اور گھبراہٹ موجود تھی آخر وہان سے چلدئے اور
دیوبند آئے یہان ایک سال رہکر ساری بقیہ کتابین ختم کین اور پھر گنگوہ حاضر ہوئے ذکر شغل شروع
کیا اور نعمتون سے متمتع ہوئے مگر افسوس چندہی ماہ بعد حضرت قدس سرہ کا وصال ہوگیا اور انکو صرف نو
مہینے خانقاہ مین رہکر وطن واپس ہونا پڑا۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ کے بلانے پر گنگوہ پہونچے ضرور مگر بدستور تکمیل معقولات میں ایک سال گذارا
اس مدت میں بہتیری خوابیں انکو نظر آئیں جو قریب قریب تصریح کے تھیں کہ وقت کو غنیمت سمجھو اور
گنگوہ جاؤ مگر تقدیر میں جو کچھ لکھا ہوا ہے اُس میں تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا حق تعالیٰ کی مشیت سب پر
غالب ہے۔ وہی ہوا جو کاتب ازل نے لکھا تھا۔ تاہم حضرت قدس سرہ کے فیوضات و تصرفات سے محروم نہ رہے
اس ایک سال میں انکے کئی قریبی رشتہ داروں کا انتقال ہوا جنکی مفارقت دنیا و یہ سے دیوبندی
میں سطلاع ہوئے مگر الحمد للہ بیتاب اور از جا رفتہ نہ بنے پس سال بھر تکمیل علم میں مشغول رہے اور اسکے
بعد تو ایام گنگوہ میں قیام بھی کیا انکے اکثر عزیزوں نے طاعون میں وفات پائی جنکو مولوی احمد صاحب
اکثر خواب میں دیکھا کرتے کہ وہ نہایت خوش اور ہشاش بشاش ہیں نیز انکو نصیحت کرتے ہیں کہ احمد
گنگوہ میں حضرت مولانا کے پاس تم جلدی جاؤ اور وہاں رہکر ذکر شغل کر دیکھو پھر ایسا موقع کبھی نہ ملیگا۔
ایک مرتبہ انہوں نے اپنی خالہ کو جو نہایت پارسا اور عابدہ زاہدہ عورت تھیں خواب میں دیکھا فرماتی ہیں
کہ احمد تم حضرت مولانا سے فقط مرید ہوئے ہو اس سے تمہیں زیادہ فائدہ نہیں ہے اگر تم وہاں پہونچکر ذکر
شغل کرو تو تمکو بہت نفع ہو۔ ایسے شیخ سے مرید ہونے کا فائدہ تمہیں اُسوقت حاصل ہوگا جبکہ ان سے ذکر شغل حاصل کرو
ایک بار خواب دیکھا کہ کوئی بزرگ کھڑے ہیں اور خاص انکو مخاطب بنا کر یوں ارشاد فرماتے ہیں کہ
"گجرات میں مدرسہ بنانے سے گنگوہ شریف میں حضرت مولانا کے یہاں رہنا بہت عمدہ اور تمہارے لئے
زیادہ بہتر ہے" ایسی کھلی ہوئی خوابیں انکو نظر آتی تھیں مگر پھر اس خیال سے کہ نا تمام کتابوں کی تکمیل کا
وقت دوبارہ ملنا مشکل ہے یہ درس میں مصروف تھے ہاں عجلت ضرور کرتے تھے کہ کسی طرح جلد ختم
ہو جاویں آخر ایک خواب اور دیکھا کہ انکے اور گنگوہ کے درمیان ایک نہایت عظیم الشان سمندر حائل
ہے یہ مع اپنے چند ہم سبق طلبہ کے اُسکے کنارے پر کھڑے اور گنگوہ پہونچنے کا ارادہ کر رہے ہیں چنانچہ
ہمت کرکے اُسمیں قدم ڈالدیا اور پار اُتر گئے وہاں ایک جامن کا درخت کھڑا ہے انکے ہمراہی رفقا تو
جامنیں کھانے میں مصروف ہوگئے اور یہ سیدھے گنگوہ پہونچے دیکھا کہ حضرت امام ربانی قدس سرہ
تشریف فرما ہیں آپکے خدام و متوسلین آپکے اردگرد بیٹھے ہوئے ہیں اور حضرت قدس سرہ جس پر نگاہ
توجہ فرماتے ہیں وہ اُسی طرف استغراق فرماتے ہیں" یہ دیکھکر انکی آنکھ کھل گئی مولوی احمد صاحب نے سارا خواب
اسکی تعبیر کے لئے طیب ابت حضرت مولانا اشرف علی صاحب کی خدمت میں بھیجا مولانا نے تحریر فرمایا یہ

دریا علم کا ہے تم اُسکو سٹھ کر کے گنگوہ پہونچو گے اور تمہارے ہم سبق طلبا اپنے دنیاوی مشاغل مین مشغول ہوجاینگے انشاء اللہ تمہاری اندرونی خرابیان سب نکل جاینگی جو شیخ کے منہ سے قے کی صورت مین تمکو نظر آئین حضرت کا مریدین کیجانب متوجہ ہوکر استفراغ کرنا مریدین کے مفاسد باطنیہ کا وہ اخراج ہے جسکو توجہ اور تصرف سے تعلق ہے۔ اس خواب پر آخر کار مولوی احمد صاحب گنگوہ حاضر ہوئے اور حضرت سے اجازت لیکر خانقاہ مین قیام فرمایا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ شام کو آنا تمکو کچھ بتلاؤنگا چنانچہ مغرب کے بعد اس سے قبل کہ یہ حاضر خدمت ہون خود ہی حضرت نے بلا بھیجا اور بارہ تسبیح ذکر بالجہر کی تعلیم فرمائین۔

ذکر کے دوسرے دن اعلیحضرت حاجی صاحب قدس سرہ کی زیارت سے مشرف ہوئے کہ حضرت حاجی صاحب ایک ایسے عظیم الشان دربار مین تشریف فرما ہین جہان بکثرت علماء موجود ہین اسی حال مین ایک بڑے عالم کے توسط سے یہ بھی حضرت حاجی صاحب تک پہونچائے گئے اسوقت حضرت حاجی صاحب نے انکو بارہ تسبیح تعلیم فرمائین یہ دیکھتے ہی آنکھ کھل گئی۔ اس خواب سے انکو اطمینان ہوگیا کہ حضرت مولانا کی تعلیم بجنسہ حضرت حاجی صاحب کی تعلیم ہے اور وہ وسوسہ دفع ہوگیا جو ظلمت فلسفہ کی بدولت دونوں حضرات مین تخالف کا پیدا ہوگیا تھا اب انکا قیام خانقاہ مین خالص محبت اور حسن عقیدت کے ساتھ تھا اور موسلا دھار بارش کی طرح برسنے والے فیوضات سے متفیض ہوتے رہتے تھے اثناء قیام خانقاہ ہی مین انکو یہ خواب نظر آیا کہ گویا اعلیحضرت حاجی صاحب کی خدمت مین حاضر ہون اور آپ سے ذکر شغل کی تعلیم حاصل کرتا ہون اس قسم کی خوابون سے انکا یقین بڑھتا رہا کہ حضرت کی تعلیم اعلیحضرت کی تعلیم سے ذرہ برابر متجاوز و متفاوت نہین اور حضرت امام ربانی قدس سرہ اعلیحضرت فانی فی اللہ حاجی امداد اللہ شاہ مہاجر مکی نور اللہ مرقدہ کے سچے جانشین ہین۔ جو شبہ مانع استفادہ تھا چونکہ رفع ہو لیا اور حجاب حائل درمیان سے اٹھ لیا تھا اسلئے جو کچھ مقدر تھا حاصل کیا اور الحمد للہ سیکڑون سے بہتر حاصل کیا ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ۔

منشی رحمت علی صاحب موضع رائے پور گوجران ضلع جالندھر کے سرکاری مدرسہ مین مدرس ہین ابتدا مین بدعات سئیہ و رسومات مخترعہ مین بدرجہ غایت منہمک تھے حضرت حافظ محمد صالح صاحب دام مجدہ کی خدمت مین حاضر ہوکر کچھ پڑھا اور مسائل شرعیہ سے واقفیت پر عقاید کی فی الجملہ اصلاح کی چونکہ منشی صاحب کو ابتدا سے حضرت پیران پیر عبد القادر جیلانی قدس سرہ کے ساتھ خاص محبت و عقیدت تھی اسکی بدولت انکو شیخ کے ساتھ ایسا تعلق ہوگیا تھا کہ اکثر مہمات کے وقت حضرت شیخ خواب مین تشریف

لاتے اور رہبری فرمایا کرتے تھے نیز اسی محبت کا ثمرہ تھا کہ زمانہ ناواقفیت ہی مین بایں کی تمنا تھی کہ کسی شیخ کا دامن پکڑون اور اللہ کا نام سیکھون حافظ محمد صالح صاحب امام مجدہ کی شاگردی کے زمانہ مین اکثر حضرت مولانا قدس سرہ کے محامد و مناقب انکے کان مین پڑتے مگر یہ متاثر نہوتے اور یون خیال کیئے ہوئے تھے کہ جبتک حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ خواب مین تشریف لاکر خود ارشاد نفرما دینگے کہ فلان شخص سے بیعت ہو اُسوقت تک بطور خود کسی سے بیعت نکرونگا۔ اِسی حالت مین ایک مدت گذر گئی کہ یہ اسینے خیال پر جمے رہے آخر ایک شب حضرت پیران پیر قدس سرہ کی زیارت سے مشرف ہوئے حضرت شیخ نے یون ارشاد فرمایا کہ اِس زمانہ مین مولانا رشید احمد گنگوہی کو حق تعالی نے وہ علم دیا ہے کہ جب کوئی حاضر ہونے والا السلام علیکم کہتا ہے تو آپ اُسکے ارادہ سے واقف ہو جاتے ہین اور جو ذکر و شغل اُسکے مناسب ہوتا ہے وہی بتلاتے ہین" اسکے بعد انکی آنکھ کھلگئی دیکھا تو قلب مین ایک سکون اور طمانینت کا اثر موجود تھا با این ہمہ حضرت امام ربانی کی طرف وہ میلان جمع نہوا جو حاضری آستانہ پر مجبور بنادیتا چند روز بعد حضرت پیران پیر کی زیارت سے دوبارہ مشرف ہوئے اور پھر سہ بارہ اور چوتھی مرتبہ غرض متواتر کئی بار یہی خواب نظر آیا کہ حضرت پیران پیر ارشاد فرماتے ہین "مولانا رشید احمد صاحب کو حقتعالے نے دونون علم پورے عطا فرمائے ہین" نیز خواب ہی مین حضرت امام ربانی قدس سرہ کی انکو زیارت کرائی گئی اور دکھایا گیا کہ یہ شخص ہین جنکی خدمت کا بلا بار تمکو حکم دیا جاتا ہے اِس سے قبل انکو حضرت کی زیارت کا کبھی اتفاق نہوا تھا آخر ۱۹۰۲ء مین بعد نماز عید جبکہ دہلی مین دربار منعقد ہوا تھا ان کو گنگوہ مین حاضری نصیب ہوئی اور جب حضرت کے چہرہ مبارک پر نظر پڑی تو فوراً پہچان لیا کہ وہی ہین جنکو خواب مین دیکھا تھا حضرت امام ربانی نے بھی انکے بیعت کرنے مین تامل نہین فرمایا توبہ کرائی اور ذکر و شغل تعلیم فرمادیا اسی جلسہ مین انھون نے تصور شیخ کے متعلق دریافت کیا تو حضرت نے ارشاد فرمایا ہمارے مشایخ نے لکھا ہے کہ انجام مین شرک ہو جاتا ہے ہان اگر کوئی شخص ذہین اور سلیم الطبع ہو وہ تصور شیخ رکھے تو کچھ مضائقہ نہین۔

مولوی سراج احمد صاحب گنگوہی حضرت شیخ عبد القدوس قدس سرہ کی اولاد مین ایک شخص ہین باوجودیکہ حضرت امام ربانی سے تلمذ حاصل تھا اور خدمت مین بہت دنون رہے مگر بجائے حسن عقیدت کے بدعقیدگی لیئے ہوئے تھے اسکی بڑی وجہ یہ تھی کہ پیرزادگی کے سبب عرس وغیرہ کی طرف میلان تھا اور

حضرت اسکے مخالف تھے غرض مولوی سراج احمد صاحب ادہر اُدہر اس تلاش مین پہرا کرتے تھے کہ کوئی باکمال ملجائے تو مرید ہوجاؤن باتفاق سے ایک شخص سہارنپور مین آئے خلاف شرع اور پکے دنیا دار مگر لوگ انکی طرف جوق جوق لپکتے اور ولی کامل سمجھتے تھے وجہ یہ تھی کہ پاس بیٹھنے والون کے دلون کی بات بتایا کرتے تھے چونکہ عوام کے نزدیک کمال کا معیار بس ایسی ہی باتین رہگئی ہین اسلئے سیکڑون مرید ہوگئے مولوی سراج احمد صاحب بھی اسبات پر ریجھ گئے اور بیعت کی درخواست کی۔ پیرجی کو معلوم تھا کہ یہ پیرزادے شیخ کی اولاد اور حضرت مولانا کے شاگردون مین ہین انکا مرید بنانا اُنکے لئے باعث فخر تھا اس لئے اُنکے خیال پر مسرت ظاہر کی اور فرمایا کہ جب گنگوہ آؤنگا اُسوقت وہین تمہین بیعت کرونگا اسمین یہ نفع بھی سوچا کہ ادہر گنگوہ کے پیرزادون پر سکہ جم جائیگا اور عزت ہونے لگے گی اُدہر حضرت مولانا پر تفاخر کا موقع ملیگا کہ خاص شاگرد اور برسون خدمت مین رہنے والے کو توڑا اور اپنی طرف کھینچا قصہ مختصر چند روز بعد یہ صاحب گنگوہ آئے اور مولوی سراج احمد کو اطلاع کرائی یہ خوشی خوشی بیعت ہونے کے ارادہ سے حاضر ہوئے اتفاق سے اسوقت اُنہون نے یہ جواب دیا کہ شام کو بیعت کرونگا شام نہونے پائی تھی کہ مولوی سراج احمد صاحب کو دفعۃً ایسی وحشت سوار ہوئی کہ کپڑے پھاڑ کر جنگل کی طرف بھاگ گئے تین دن رات ان کا پتہ نہ لگا کہ کدہر گئے اور کہان رہے تیسرے دن اس جنون سے کچھ افاقہ ہوا تو گنگوہ واپس آئے اور اُس مسجد مین آئے جہان انکے شاہ صاحب ٹھیرے ہوئے تھے وہان سے اپنے بچے بچائے کپڑے اٹھاکر سیدھے جنگل کو ہولئے اور سائین توکل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین پہونچے وہان پہونچکر شاہ صاحب سے بیعت کی خواہش ظاہر کی شاہ صاحب نے تسلی دی اور فرمایا عصر کے بعد آنا اُسوقت انشاءاللہ مرید کرلونگا یہ جواب سُنکر مولوی سراج احمد اپنی قیام گاہ پر آئے اور سو گئے آنکھ لگتے ہی خواب مین اپنے جد امجد قطب العالم حضرت شیخ عبدالقدوس قدس سرہ کی زیارت سے مشرف ہوئے کہ حضرت شیخ نے انکا ہاتھ پکڑا اور حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ کے پاس لاکر کھڑا کردیا اسکے بعد انکی طرف مُنہ کرکے ذرا غصہ کے ساتھ یہ الفاظ ارشاد فرمائے کہ کمبخت اپنا گھر چھوڑکر ادہر اُدہر کیون مارا پھرتا ہے؟ یہ ارشاد ختم ہوتے ہی آنکھ کھلگئی آخر سائین توکل شاہ صاحب کی خدمت مین حاضر ہوئے اس سے قبل کہ خواب یا اپنا حال بیان کرین آپنے انکی صورت دیکھتے ہی اپنی پنجابی زبان مین ارشاد فرمایا بھائی ادہر اُدہر کیون مارے پھرتے ہو جاؤ اپنے گھر کو جاؤ اُسوقت مولوی سراج احمد صاحب گنگوہ واپس ہوئے اور حضرت سے بیعت ہوکر حسب نصیب بقدر مستفیض ہوئے۔

اِس قسم کی خوابین ایک دو یا دس بیس نہین بلکہ سیکڑون ہین جو لوگون کو نظر آئین اور چونکہ عام لوگون کو اِس قسم کے واقعات اور منامیہ مبشرات بہت زیادہ تسلّی کا سبب بنتے ہین اسلئے جنپر حق تعالیٰ کی رحمت کا سائبان سایہ افگن تھا اُنکو ایسی رویائے صالحہ سے اطمینان دلاکر آپکی خدمت مین بھیجا جاتا اور شک و تذبذب کا پردہ جو بمنزلہ آڑ کے استفاضہ سے مانع بنتا تھا اُٹھا کر اُنکو منافع عظمےٰ سے بہرہ یاب کیا جاتا تھا۔

حضرت امام ربانی کے فیوضات ظاہرہ و تاثیرات کے بکثرت شیوع اور سریع الاثر ہونے کا منجملہ دیگر وجوہات کے ایک بڑا سبب یہ بھی تھا کہ موثر کے قوی التاثیر ہونے کے ساتھ آپکے متوسلین کی جماعت مین انفعال کی قوت پیدا ہو جاتی تھی اور آپکے امتحان کی بدولت طلب کے پختہ ہو جانے کے بعد اطمینان قلب اور حب شیخ کا مضمون حاصل ہوتا تھا اور پھر جزم اعتقاد جو درحقیقت استفادہ کا رکن اعظم ہے آپکے منتسبین کو عطا ہوتا تھا اس وجہ سے امر مین حق تعالیٰ کا فضل و کرم مناسب طور پر مخلوق کی دستگیری فرماتا تھا جن مین زیادہ تر اُن مبشرات منامیہ کا حصہ ہے جنکی تعداد سیکڑون تک پہونچی ہوئی ہے۔

ایک شخص پنجاب کے باشندے نہایت دیندار اور صالح تھے اُنکو بیعت کا خیال ہوا اور کئی دن متفکر رہے کہ کدہر جاؤن اور کہان بیعت کرون ایک شب اسی سوچ مین سو گئے دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہین اور حضرتؐ ان سے ارشاد فرماتے ہین کہ تم مولوی رشید احمد ہندی سے بیعت کر لواُن سے بہتر اسوقت کوئی نہین ہے اسکے بعد آنکھ کھلگئی حضرت امام ربانی کا نام انہون نے سنا تھا اسلئے فوراً گنگوہ کا ارادہ کر دیا مگر بیچارے فقیر آدمی تھے مسافت بھی دور دراز اور پاس خرچ تھا نہین اسلئے خاموش ہو کر بیٹھ رہے دوسری شب پھر فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے کہ حضرت دریافت فرماتے ہین تم گئے نہین؟ تو اب ہی مین انہون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے پاس خرچ نہین ہے آپنے ارشاد فرمایا خرچ تمکو ملجائیگا تم چلے جاؤ یہ سنکر آنکھ کھلگئی حیران تھے کہ کیا کرون سوال کسی سے کر نہین سکتا قرض کی ہمت نہین اور پاس پیسہ نہین اسی حیرت مین تھے کہ صبح ہو گئی ایک شخص اجنبی آئے اور سفر خرچ کی مقدار اُن کے حوالہ کر کے چلدیئے چونکہ گھر والون کو بھی خرچ کی ضرورت تھی اسلئے اُس رقم مین سے کچھ خرچ انہون نے گھر مین دیدیا باقی رقم کو دیکھا تو سفر کے لئے ناکافی تھی اُسدن بھی نہ چل سکے تیسری شب پھر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو خواب مین دیکھا اور حضرت نے فرمایا جاؤ چلے جاؤ راستہ مین اَور ملجائیگا اسکے بعد آنکھ کھلگئی صبح کو روانگی کا تہیہ کر دیا اور توکلاً علی اللہ نکل کھڑے ہوئے گنگوہ کے قریب پہونچے تو خرچ تمام ہولیا

راستہ ہی مین ایک شخص سلے اور مناسب مقدار دیکر چلے گئے چنانچہ اُسکو لیکر گنگوہ حاضر ہوئے اور حضرت سے بیعت ہو کر ذکر شغل کیا۔ چونکہ بڑی سرکار کے بھیجے ہوئے تھے اسلئے حضرت کی خدمت مین رہنے سے بہ نسبت دوسرون کے انکو نفع بھی زیادہ اور بہت جلد ہوا۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ کو جو رویائے صالحہ نظر آئین وہ خود اس کثرت سے ہین کہ بیان کے لئے دفتر چاہیئے مگر چونکہ حضرت کی بھاری بھر کم طبع اور عالی ظرف ذات کو انکا اظہار پسند نہ تھا اسلئے کل مین جز وغالب کا بھی کسی کو علم نہو سکا اور حقیقت مین آپکا وہ پاک مشغلہ جس نے ایسے مضامین سے آپکو بیان کرنے اور سلسلہ کو دریافت کرنے سے بالکل مستغنی ویسے نیاز بنا رکھا تھا اسی لایق تھا کہ اپنا بنا کر ہر دوسری حالت سے غافل کردے تاہم کسی گفتگو کے ضمن مین تبعًا آپکی زبان سے وہ منامات بھی ظاہر ہو جاتی تھین جنکو اتباعًا للسنۃ اور بغرض تحدیث نعمت رب بنیت حصول ثواب آپ ذکر فرمادیا کرتے تھے۔

ایکبار آپنے ارشاد فرمایا کہ مین نے حضرت سید صاحب قدس سرہ کو خواب مین دیکھا آدمی بہت وجیہ اور خوش رو مین خواب ہی کے اندر مین نے سید صاحب سے کہا کہ کچھ بتلایئے سید صاحب نے فرمایا کہ "نکاح کرلو" مین نے عرض کیا کہ حضرت مین تارک سنت نہین ہون مگر پھر بھی سید صاحب نے وہی فرمایا اسکے بعد آنکھ کھلگئی مین نے اِس خواب کو حضرت مرشدی حاجی صاحب رح سے عرض کیا مگر حضرت نے کوئی تعبیر بیان نہین فرمائی آخر مین نے یون سمجھا کہ حضرت سید صاحب کا مطلب یہ ہے کہ انہین اسباب ظاہری مین ہو تبتل اور انقطاع کا خیال چھوڑ دو

ایک مرتبہ آپ فرمانے لگے کہ مین نے خواب مین حضرت شیخ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی اور حضرت شیخ نے مجھے کچھ ذکر تعلیم فرمایا اسکے بعد آنکھ کھلگئی اُسوقت تو شیخ کا فرمودہ ذکر مجھے یاد تھا مگر اب بھول گیا ہان اتنا یاد ہے کہ وہ ذکر ہمارے خاندان کا مروج ہے۔

ایک بار آپنے فرمایا کہ مین نے حضرت شیخ داؤد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خواب مین دیکھا کہ ایک سفید چادر بچھونے پر تان رکھی ہے اور اُسپر سفید اُڑد کی دال پڑی ہوئی ہے ایک جانب تو حضرت شیخ خود بیٹھے ہوئے کھارہے ہین اور دوسری طرف مجھکو

ایک مرتبہ فرمایا کہ مین نے حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کو خواب مین دیکھا کہ مجھکو بلاتے ہین اور یون فرماتے ہین کہ ہمارے یہان آکر خوشی کر۔

ایک بار فرمانے لگے کہ عرصہ ہوا مین نے خواب مین حضرت شیخ عبد القدوس رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ حضرت قطب العالم اور مولوی محمد غوث صاحب جو علم فارسی مین میرے استاد تھے پہلوانون کی طرح باہم

کشتی کر رہے ہیں میں دونوں حضرات کو لڑتا ہوا اور مولانا محمد غوث صاحب کو پچھڑا ہوا دیکھکر بھاگ آیا اسکے بعد آنکھ کھلگئی میں نے اس خواب کو شرم کے سبب مولوی صاحب سے کبھی ذکر نہیں کیا اور نہ اسوقت خواب کی تعبیر سمجھ میں آئی اب خیال میں آیا کہ حضرت شیخ قدس سرہ مولوی صاحب کو تعلیم فرماتے تھے۔

ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا گویا میں لڑکا ہوں اور حضرت شیخ عبد القدوس رحمۃ اللہ علیہ کے دروازہ پر علامت شروع تعمیر جیسی ہورہی ہے میں وہاں کو بدقت نکلکر خانقاہ میں گیا اسکے بعد آپ نے تعبیر کچھ بیان نہیں فرمائی اور بات ظاہر ہے محتاج تاویل ہے بھی نہیں۔

ایکبار آپ نے فرمایا کہ جب میں حج بیت اللہ کو گیا تو ایک دن جناب حاجی صاحبؒ کے چبوترے پر پڑکر سو گیا دیکھتا ہوں کہ میں کسی کوچہ میں ہوں اور چند آدمی جو تقریباً چالیس ہوں گے مجھسے آگے جا رہے ہیں خواب ہی میں میری سمجھ میں یوں آیا کہ یہ لوگ ابدال و اقطاب اور یہاں کے اہل خدمت ہیں میں نے خواب ہی میں دعا مانگی کہ الٰہی مجھے انکے ساتھ لاحق کردے یہ دعا مانگکر میں انکے پیچھے دوڑا اور لپک کر انمیں شامل ہو گیا اسکے بعد آنکھ کھلگئی اور میں اٹھ بیٹھا جب مرشدنا حضرت حاجی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے یہ خواب عرض کیا حضرت مسکرا کر فرمانے لگے لاحق تو ہوگئے اب کیا چاہتے ہو؟

ایک مرتبہ مجلس پر انوار میں خدام و منتسبین کا مجمع حاضر تھا کچھ خوابوں کا تذکرہ شروع ہو گیا آپ نے فرمایا ایکبار میں نے خواب دیکھا کہ میری چار انگلیوں سے خون جاری ہے دو سے زیادہ اور تیسری سے کم اور چوتھی سے اور بھی کم خواب ہی میں میں نے کہا کہ تمہاری چاروں نسبتیں جاری ہونگی اسکے بعد آنکھ کھلگئی ایکبار اتفاق ہوا کہ میں نے اس خواب کو جناب مولانا مظفر حسینؒ صاحب کاندھلوی سے ذکر کیا تو سنتے ہی مولانا نے فرمایا کہ تمہاری چاروں نسبتیں جاری ہونگی اسکے بعد حضرت امام ربانی قدس سرہ بکمال تواضع فرمانے لگے کہ اسوقت سے اب تک منتظر ہوں اگر مولانا مظفر حسین صاحبؒ زندہ ہوتے تو عرض کرتا کہ آپ ہی تعبیر فرمائی تھی الٰہی کچھ بھی۔ ایک بار آپ نے ارشاد فرمایا میں نے خواب میں حضرت شیخ عبد القدوس رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ اپنی خانقاہ کی چوکھٹ کو پکڑے ہوئے کھڑے ہیں اور درود شریف اس طرح پڑھ رہے ہیں جیسے کوئی کسی کو سناتا یا تعلیم کرتا ہے وہ درود شریف یہ ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كُلِّ ذَرَّةٍ اَلْفَ اَلْفِ مَرَّةٍ اسکے بعد آنکھ کھلگئی آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ میں نے اس درود شریف کو بکثرت پڑھا اور بہت برکات دیکھیں۔

ایک مرتبہ آپ فرمانے لگے میں نے ایک بار خواب میں دیکھا کہ ایک نہر ہے اور اُسکے کنارہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں میں یہ نہیں کہتا کہ میں نے آپکو دیکھا مگر ہاں معلوم ایسا ہی ہوا اور داہنی جانب آپکے میں کھڑا ہوں اسکے بعد ارشاد فرمایا آخر مقتدی تو امام کے داہنی ہی طرف کھڑا ہوتا ہی۔

ایکبار آپنے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ مجکو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طفولیت کے عالم کی زیارت کرائی گئی اور مخصوصیت فخر عالم رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجہپر ہویدا کی گئی۔

ایک مرتبہ آپ فرمانے لگے کہ خواب ماوّل بھی ہوتے ہیں ایکزمانہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شوق مجہپر اسدرجہ غالب ہوا کہ کھانا پینا کم ہوگیا اور درود شریف کی اتنی کثرت کرنے لگا کہ صبح وشام کی غذا کا کام بھی یہی دیتا تھا چہرہ زرد پڑگیا اور جسم لاغر ہوگیا تھا لوگ پوچھا کرتے کہ میاں رشید احمد کیا تم بیمار ہو؟ میں چپ ہو رہتا جواب ہی کسی کو کیا دیتا آخر کچھ دنوں بعد حالت خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مونڈھے پر رونق افروز ہیں میں جو اسطرف سے گذرا تو آپنے مجھے حکم فرمایا کہ فلاں افیونی کو بلا لاؤ یہ ارشاد سنکر میں تعمیل کے لئے چلا اُسوقت خواب ہی میں یہ خیال گذرا کہ کپڑے طاہر اور بدن پاک صاف کرکے حضرت کے حضور میں چلنا چاہیے غرض طہارت میں مشغول ہوگیا اتنے میں آنکھ کھلگئی حاضرین میں سے کسی شخص نے دریافت کیا کہ حضرت اسکی تعبیر کیا ہوئی آپنے فرمایا مطلب یہ ہے کہ دنیا کے لوگ جو نشہ غفلت میں پڑے ہیں یا یوں فرمایا کہ جو لوگ دنیا کے نشہ میں پڑے ہیں اُنکو نشہ غفلت سے ہوش میں لاکر خدمت اقدس میں پہونچایا کروں۔

ایکبار ارشاد فرمایا کہ ایک روز میں نے حضرت شیخ عبد القدوس رحمۃ اللہ علیہ کے ایصال ثواب کو کھانا پکوایا تھا اُس روز حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ میں اُن کے پاس بیٹھا ہوں یہ دیکھکر آنکھ کھلگئی اسکے بعد آپنے یہ بھی فرمایا کہ اُسوقت سے مجھے حنفی مذہب کے ساتھ محبت ہوگئی شیخ کے ایصال ثواب کے موقع پر حضرت عبد اللہ بن مسعود کی زیارت کا تناسب حضرت سے کسی نے دریافت نہیں کیا ورنہ کیا عجب تھا کہ کوئی جدید فائدہ حاصل ہوتا اپنے ناقص خیال میں یوں آتا ہے کہ شاید حضرت شیخ کا حنفی المذہب ہونا اور نیز حضرت شیخ کے توسل سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تک رسائی جنکا قول مذہب حنفی میں اکثر ماخوذ و معمول ہے اِس رویائے صالحہ کا مطلب ہو واللہ اعلم۔

اسی اثنار میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ مولوی عبد الرحمن صاحب ایک صالح شخص تھے اُنکو حضرت شاہ عبد العزیز صاحب

رحمۃ اللہ علیہ کی روحانیت کے ساتھ بہت مناسبت تھی اُنکو پڑھنے کا شوق ہوا تو حضرت شاہ صاحب خواب
مین تشریف لائے اور فرمایا کہ ہم تمہین پڑھنے کی بہت اچھی جگہہ بتاتے ہین کانپور مین مفتی عنایت احمد صاحب کے
پاس چلے جاؤ اسکے بعد آنکھ کھلگئی غرض حافظ عبد الرحمن صاحب کانپور روانہ ہوئے اور مفتی صاحب کے نزد تمہین
پڑھتے رہے جب مفتی صاحب کانپور سے چلے گئے تو مولوی عبد الرحمن صاحب نے پھر شاہ صاحب کو خواب مین
دیکھا فرماتے ہین کہ ہم تمہین اس سے بھی اچھی جگہہ بتاتے ہین مولوی لوالحسن صاحب کاندہلوی کے پاس جاؤ
اور وہان پڑھو چنانچہ یہ وہان پہونچے تھوڑے دن گذرے تھے کہ شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ پھر خواب
مین تشریف لائے اور فرمایا کہ ہم تمہین اس سے بھی اچھی جگہہ بتلاتے ہین اور میرا نام لیکر فرمایا کہ گنگوہ چلے جاؤ
چنانچہ وہ یہان آئے اور حدیث پڑھی - مولانا حافظ عبد الرحمن صاحب حدیث اور دینیات سے فارغ ہو کر
کچھ ایسے مانوس ہوئے کہ حضرت امام ربانی ہی کی خدمت مین پڑرہے بیعت ہوئے اور ذکر شغل کرتے رہے
حضرت قدس سرہ کو بھی اُنکی صلاحیت و اہلیت کے سبب اُنکے ساتھ خاص محبت تھی آستانہ علیہ پر حاضری
کی بدولت فیوضات سے بلد اور بہت زیادہ متنفع ہوئے چند روز مین صاحب نسبت ہو گئے اور حضرت
امام ربانی نے اجازت بیعت عطا فرمائی مگر افسوس عمر نے وفا نہ کی اور وصال فرما گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ
یہی مولانا عبد الرحمن صاحب صاحبزادہ حضرت مولانا حکیم مسعود احمد صاحب کے اُستاد ہین صاحبزادہ کو پڑہاتے
اور شیخ کی خدمت مین پڑے رہنے کو دین اور دنیا سب کچھ سمجھتے تھے رحمہا اللہ رحمۃ واسعۃ -

اِسی تذکرہ مین حضرت امام ربانی قدس سرہ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ کہین کے کوئی پیرزادے تھے
اُنہون نے خواب مین دیکھا کہ اُن کے خاندان کے کوئی بزرگ ہین اُن بزرگ کی وساطت سے یہ شخص جناب
رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے حضور مین پیش کئے گئے اُسوقت حضرت فخر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
ارشاد فرمایا کہ رشید احمد ہندی کے پاس لیجاؤ حضرت نے اس خواب کو تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا مگر
الفاظ چونکہ یاد نہین رہے اسلئے مختصر تحقیق مضمون عرض کر دیا گیا یہ خواب دیکھکر پیرزادہ کی آنکھ کھلگئی اور
اُنہون نے بذریعہ خط کے اپنا قصد اور خواب کا قصہ حضرت سے عرض کیا آپ نے جواب لکھوا دیا کہ بدعات سے
توبہ کرکے آؤ تو مجھے کیا عذر ہے اسکے بعد حضرت امام ربانی قدس سرہ نہایت عجز کے ساتھ فرمانے لگے کہ دنیا
مین تو میرے ساتھ یہ معاملے ہو رہے ہین دیکھئے وہان بھی کچھ ہے یا نہین یہ دھوم دھام ہے -

اِس قسم کے عاجزانہ کلمات حضرت قدس سرہ کی زبان سے اکثر بے تکلف و بلا تصنع نکلتے تھے اور یہ

اثر تھا اُس نسبت عبدیت کا جو آپکی رگ رگ مین سرایت کئے ہوئے تھی اور جسکے سبب آپ کسی کمال کو بھی اپنی جانب منسوب نہ سمجھتے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر قدم جس مقام عالی مین آپکو کمال سے حصہ عطا کیا گیا تھا اسکا اقتضا یہی ہو کہ جتنا مرتبہ بڑھتا اور اوپر چڑھتا جاوے اپنے کو ہیچ ہیکارہ محض اور سراپا عجز و احتیاج سمجھتا جائے۔

یہ نمونہ تھا اُن غیبی شہادات اور سامی بشرات کا جنکو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارشاد یریٰہا المسلم اَو تُرٰی لہٗ اثر رشد و صلاح اور علامت ولایت و مقبولیت فرمایا ہے اب رہے ارشادات خاصان خدا سو انکا پوچھنا ہی کیا جبکہ خلاصہ عالم جماعت اہل اللہ یعنی زمرہ علماء و گروہ اصفیا نے متفق اللفظ آپکی سرپرستی کو اپنے سرون کا تاج بنایا اور آپکی نعلین کو چومنا اور آنکھون سے لگانا ذریعہ نجات و سبب حصول برکات سمجھ لیا اطراف عالم کے کئی سو سرداران مذہب اور مقتدایان دین علماء کا آپکے وجود باجود کو عطیہ خداوندی سمجھنا اور آپکے سامنے گردن جھکانے کو فلاح و بہبودی دین و دنیا مان لینا مستقلاً آپکے قطب وقت ہونیکی شہادت عظمیٰ ہو اور اگر سچ پوچھئے تو متضمن ہو فخر عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی گواہی کو آپ فرماتے ہین لا یجتمع امتی علے الضلالۃ۔

آپکے منتسبین کا جم غفیر جس مین بڑی تعداد حاملین دین مبین اور متمسکین شریعۃ مصطفویہ علماء اور طلبہ کی ہے جسوقت آپکے محامد و مناقب بیان کرنا شروع کرے تو اس لذیذ تذکرہ مین عمر صرف کر دے اور پھر بھی آپ کے کمالات علمیہ و عملیہ کا حق ادا نہو مگر چونکہ ناواقف عوام کے نزدیک انکی شہادت شہادت نہین ہے اسلئے اُن کا ذکر بھی نہین کیا جاتا دیگر مشاہیر اہل اللہ نے جو کلمات آپکی شان مین ارشاد فرمائے ہین چند اقوال ہدیہ ناظرین ہین۔

سب سے زیادہ پایدار و معتبر شہادت وہ الہامی تحریر ہے جو مرشد العرب و العجم اعلیحضرت حاجی امداد اللہ شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ کے قلم مبارک سے نکلکر ضیاء القلوب مین طبع ہوئی اور مقبول خاص و عام شیخ کی وصیت نافذہ بحکم انشاء اللہ تا قیامت قایم رہیگی اعلیحضرت نے تحریر فرمایا ہے "ہر کس کہ ازین فقیر محبت و عقیدت و ارادت دارد مولوی رشید احمد صاحب سلمہ و مولوی محمد قاسم صاحب سلمہ را کہ جامع جمیع کمالات علوم ظاہری و باطنی اند بجائے من راقم اوراق بلکہ بمدارج فوق از من شمارند اگرچہ بظاہر معاملہ برعکس شد کہ اوشان بجائے من و من بمقام اوشان شدم و صحبت اوشان را غنیمت دانند کہ این چنین کسان درین زمان نایاب اند و از خدمت بابرکت ایشان فیضیاب بودہ باشند و طریق سلوک کہ درین رسالہ نوشتہ شد در نظر شان تحصیل نمایند انشاء اللہ بے بہرہ نخواہند ماند۔ اللہ تعالےٰ در عمر شان برکت دہاد و از تمامی نعمائے عرفانی و کمالات قربیت خود مشرف گرداناد و بمراتبات عالیات رساناد و از نور ہدایت شان عالم را منور گرداناد و تا قیامت فیض او شان جاری داراد بحرمۃ النبی و آلہ الامجاد۔

حضرت مولانا اشرف علی صاحب مدظلہ جب مکہ معظمہ سے چلنے لگے تو اعلیحضرت حاجی صاحب قدس اللہ سرہ نے ارشاد فرمایا کہ مولانا رشید احمد صاحب سے کہدینا کہ گو آپ کے مخالف لوگ یہان آکر طرح طرح کی باتین لگاتے ہین مگر آپ اطمینان رکھین یہان اُن کا کچھ اثر نہین ہوتا۔ ہماری آپکی محبت اللہ کے واسطے ہے اور حب اللہ باقی ہے تو جو محبت اللہ واسطے ہوتی ہے وہ بھی باقی رہتی ہے اور مین نے جو ضیاء القلوب مین آپکی نسبت کچھ لکھا ہے وہ الہام سے لکھا ہے کیا میرا وہ علم اب بدلجاویگا؟ حضرت مولانا تھانوی فرماتے ہین کہ مین نے ہندوستان واپس آکر اعلیحضرت کا پیام حضرت مولانا کو پہونچا دیا حضرت مولانا قدس سرہ نے فرمایا بھائی ہم تو توکل کئے بیٹھے ہین اس ارشاد سے اعلیحضرت حاجی صاحب کے قلب مین جو گنجایش حضرت مولانا کی تھی وہ ظاہر ہے اور یہی ظاہر ہے کہ ایسے شیخ کامل کی شہادت کیا وقعت رکھتی ہے۔

منشی قادر بخش صاحب بلند شہری تحریر فرماتے ہین کہ گنگوہ کے راستہ مین ایکبار میرے ہمراہ ایک دیندار عالم تھے اُن کا نام مجھے یاد نہین رہا وہ یون فرماتے تھے کہ میرے والد جب حج کرکے ہندوستان واپس ہوئے تو ایکدن ذکر کرنے لگے کہ مین مکہ معظمہ مین حضرت حاجی صاحب کیخدمت مین حاضر تھا مولانا رشید احمد صاحب کا تذکرہ تھا اعلیحضرت نے ارشاد فرمایا میان کیا پوچھتے ہو ایک چراغ سے دو مشعل روشن ہوگئی ہین نیز فرمایا کہ اگر حق تعالیٰ مجھسے دریافت فرماوینگے کہ امداد اللہ کیا لیکر آیا تو مولوی رشید احمد صاحب اور مولوی محمد قاسم صاحب کو پیش کردونگا کہ یہ لیکر حاضر ہوا ہون۔

مولوی عبد المجید صاحب ہزاروی فرماتے تھے کہ جب مین نے مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی کے پاس حدیث شریف پڑہنی شروع کی تو دل اندر سے گھبراتا تھا اور خواب مین اکثر خنزیر سے بیٹھے نظر آیا کرتے کہ میرے چارون طرف پھرتے ہین ایسی خوابین دیکھکر میرا دل بالکل اُچاٹ ہوگیا اور مین وہان سے روانہ ہوکر سید ہا گنج مرادآباد حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین پہونچا وہان حاضر ہوکر مین نے اپنے پڑہنے اور خوابون کی حالت بیان کی۔ مولانا نے دریافت فرمایا پڑہتے کہان ہو؟ مین نے عرض کیا کہ دہلی مین مولانا نذیر حسین صاحب کے پاس آپنے ارشاد فرمایا کہ گنگوہ مولانا رشید احمد صاحب کیخدمت مین جاکر پڑہو وہان حدیث کی دوکان کھلی ہوئی ہے اسکے بعد دیر تک حضرت امام ربانی قدس سرہ کی تعریف کرتے رہے اور فرمایا کہ تم جاؤ تو ہمارا سلام کہنا اور بتا دینا کہ مجھے آپکی خدمت مین فضل الرحمن نے بھیجا ہے غرض مولوی عبد المجید صاحب گنگوہ آئے جسوقت حضرت کی خدمت مین پہونچے تو حضرت وضو کے لئے چوکی پر بیٹھے اور مسواک کر رہے تھے انکو دیکھکر مسکرائے انہون نے سلام

کیا اور حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب کا سلام اور پیام پہونچایا اور یہ بھی عرض کیا کہ مولانا نے آپکی بہت تعریف
کی اور اُنہین کا بھیجا ہوا حاضر خدمت ہوا ہون حضرت امام ربانی نے انکی تقریر سُنکر بکمال تواضع ارشاد فرمایا چونکہ
وہ خود قابل تعریف ہین اسلئے دوسرونکی بھی تعریف فرماتے ہین ورنہ من آنم کہ من دانم مولوی عبدالمجید صاحب
فرماتے تھے کہ آخر مین نے حدیث شروع کی اور حضرت کے فیض سے مستفیض ہوا اُسی دن سے روز بروز پریشانی
کم ہوتی اور فرحت بڑہتی رہی۔

مولوی محمد سہول صاحب تحریر فرماتے ہین کہ حضرت کے وصال کے بعد مجھے سید طاہر صاحب رئیس
مولانگر ضلع مونگیر سے ملنے کا اتفاق ہوا حضرت امام ربانی قدس سرہ کا کچھ تذکرہ آگیا سید صاحب چشم نم ہوئے اور قسم
کھاکر فرمایا کہ ایک دن مین اپنے مرشد حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین حاضر تھا
بزرگون کا تذکرہ ہو رہا تھا کہ ایک شخص نے حضرت مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہ کی حالت دریافت کی مجھے
خوب یاد ہے حضرت مولانا نے یہ لفظ فرمائے کہ مولانا رشید احمد صاحب کا کیا حال پوچھتے ہو وہ تو دریا پی گئے
اور ڈکار تک نہین لیا حضرت کی زبان مبارک سے جسوقت مین نے یہ ارشاد سُنا اُسی وقت سے مین حضرت مولانا
رشید احمد صاحب سے واقف ہون اور بڑا بزرگ سمجھتا ہون۔

مولانا انور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تو یون فرمایا کرتے تھے کہ مین مفہوم ولی کا قایل ہون مگر مصداق ابتک نہین
پایا زمانہ ماضیہ مین ولی کے مصداق بکثرت تھے مگر فی زماننا میری نظر سے بجز حضرت مولانا رشید احمد صاحب
قدس سرہ کے ولی کا کوئی فرد نہین گذرا مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول یا غلبہ حال تھا یا کوئی بہت اونچا مضمون
ذہن مین جما ہوا تھا جسکو ولی مین دیکھنا چاہتے تھے یا ممکن ہے کہ جو بات حضرت امام ربانی قدس سرہ مین دیکھی
وہ دوسری جگہہ نہ پانے کے سبب استغفار فرمایا ورنہ عالم خالی نہین ہر زمانہ مین اور ہر جگہہ حقتعالے نے اپنے مقبولین کو
پھیلا رکھا ہے یہ اور بات ہے کہ مناصب جدا جدا اور مراتب علیحدہ علیحدہ ہین۔

مولانا عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ شاہجہانپور مین ایک بزرگ تھے ایک مرتبہ مولوی سہول صاحب نے
حضرت امام ربانی کا پورا حلیہ بیان کرکے دریافت کیا کہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب کا یہی حلیہ ہے جو مین نے
بیان کیا یا کچھ اور ہے انکو بڑا تعجب ہوا کہ مولانا کو گنگوہ جانے اور حضرت سے ملنے کا کبھی اتفاق تو ہوا نہین اور حلیہ
بالکل ٹھیک بیان فرما رہے ہین اُسوقت مولانا عبدالقادر صاحب نے ارشاد فرمایا میرا عرصہ سے قصد ہے اور جی
چاہتا ہے کہ حضرت کی زیارت کرون مگر کیا کرون معذور ہون فرصت نہین ملتی مین کبھی گنگوہ نہین گیا مگر ایکدفعہ

خواب مین دیکھا تھا کہ اس قسم کی مسجد ہے اور اس شکل کے ایک بزرگ مسجد کے اندر تشریف رکھتے ہین لوگون نے
کہا کہ مولانا رشید احمد صاحب یہی ہین چنانچہ مین اندر گیا تو حضرت مولانا نے مجھے بلایا اور ہاتھ بڑھا کر فرمایا کہ
آؤ مرید ہو جاؤ مین اسی وقت مرید ہو گیا اسکے بعد آنکھ کھلگئی صبح کو مولوی عبید الحق صاحب مرحوم سے مین نے
اپنی خواب بیان کی اور عالم رویا مین دیکھی ہوئی مسجد اور حضرت کے چہرہ کا نقشہ بیان کیا تو انہون نے میری
تصدیق کی اور فرمایا کہ بیشک یہی شکل حضرت امام ربانی اور انکی مسجد کی ہے آج تم سے دریافت کیا تمنے بھی وہی کہا

جس زمانہ مین مسئلہ امکان کذب پر آپکے مخالفین نے شور مچایا اور تکفیر کا فتوے شایع کیا ہے سائین توکل شاہ
صاحب انبالوی کی مجلس مین کسی مولوی نے حضرت امام ربانی قدس سرہ کا ذکر کیا اور کہا کہ امکان کذب باری
کے قایل ہین یہ سنکر سائین توکل شاہ صاحب نے گردن جھکالی اور تھوڑی دیر مراقب رہکر منہ اوپر اٹھا کر اپنی
پنجابی زبان مین یہ الفاظ فرمائے لوگو تم کیا کہتے ہو مین مولانا رشید احمد صاحب کا قلم عرش کے پرے چلتا ہوا دیکھ رہا ہون

فیض محمد خان صاحب بھونگامی فرماتے تھے کہ مدینہ منورہ مین ایک بزرگ ولایتی سے میری ملاقات ہوئی
نہایت خوبصورت جوان شخص نواح کابل کے باشندہ تھے وہ فرمانے لگے کہ مین مدت تک بغداد بصرہ عراق
وشام اور دیگر بلاد اسلامیہ مین سیاحت کرتا اور اہل اللہ کا متلاشی رہا ہون پھرتا پھرتا جب شہر حلب مین پہونچا
تو ایک شیخ کامل یکتائے عصر شیخ سنت علامہ زمن مولانا حسام الدین صاحب قادری نقشبندی کی زیارت
نصیب ہوئی اور مین ان سے بیعت ہو گیا ڈھائی سال انہون نے مجکو اپنی خدمت مین رکھا اور مجاہدے کرائے
اس سال یون ارشاد فرمایا ہے کہ تم ہندوستان جاؤ اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث کے ہاتھ پر
سلسلہ چشتیہ صابریہ مین بیعت ہو کر آؤ اگر مولانا قیام کو فرمادین تو وہان ٹھیرنا اور فیوض حاصل کرنا مگر جانے مین
عجلت کرو کہ حضرت کا وصال جلد ہونے والا ہے چنانچہ میرا قصد گنگوہ جانیکا ہے آپ راستہ کی کیفیت اور سفر
کی سہولتون سے مجھے اطلاع دین غرض یہ بزرگ ہندوستان آئے اور گنگوہ مین حاضر ہو کر حضرت سے بیعت
ہوئے یہان سے رخصت ہو کر چلے تو الہ آباد مین اتفاقیہ فیض محمد خان صاحب سے ملاقات ہو گئی بہت ہی اخلاق
سے پیش آئے اور اپنا قصہ بیان کیا کہ مین جسوقت سہارنپور پہونچا اتفاق سے موسلا دھار بارش ہو رہی تھی سواری
ملی نہین اور حضرت کی زیارت کا شوق چین سے لینے نہین دیتا تھا پیادہ چل کھڑا ہوا حالانکہ راستہ مین گھٹنون
گھٹنون پانی عبور کرنا پڑا مگر شوق کے سبب اصلا تکلیف نہوئی ظہر کے وقت گنگوہ پہونچا اول مسجد مین جا کر
کپڑے نچوڑے اور سکھلائے بعد نماز ظہر حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا حضرت مولانا کے اخلاق کی تعریف

نہین ہوسکتی غایت شفقت سے اِس غلام کو نوازا اور خاندانِ صابریہ مین داخل فرمایا حقیقت مین جو بات اِس آستانہ پر اگرچہ چند روز مین حاصل ہوگئی اُسکے لئے عمر چاہیے تھی اِس دولتِ عظمیٰ کے لئے یہی زیبا تھا کہ اتنی دور دراز کا سفر کیا جائے چند روز حضرت نے ٹھیرا کر امر فرمایا کہ حلب کو واپس ہو جاؤ اور اپنے شیخ سے میرا سلام کہنا غرض وہ ولایتی بزرگ حلب واپس ہوگئے اور اسی سال چند ماہ کے بعد حضرت امام ربانی قدس سرہ نے وصال فرمایا۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ کی مقبولیت عامہ کا ثمرہ تھا کہ اپنے مذہب سے واقفیت رکھنے والے بعض جوگی اور پنڈت بھی آپ کے کمال کا اعتراف کرتے اور باوجود خود کفر وضلال مین مبتلا ہونے کے آپ کو بامرتبہ وصاحب شان سمجھتے تھے مولوی محمد سہول صاحب تحریر فرماتے ہین کہ ایک مرتبہ مین گنگوہ سے دیوبند آرہا تھا راستہ مین پیاس معلوم ہوئی تو ایک کھیت کی جانب چلا وہان ایک جوگی پنڈت بیٹھا ہوا تھا مجھے دیکھکر کہنے لگا کیا تم مولوی جی کے پاس سے آتے ہو؟ مین نے کہا ہان اسپر اُس نے حضرت کی بہت تعریف کی اور کہا کہ "دلی کی بادشاہت مین انکے جیسا فقیر کوئی نہین ہے" مین نے اُس سے پوچھا کہ تمکو کیونکر معلوم ہوا؟ اُس نے جواب دیا کہ مین تمام مین پھرا ہون دنیا دیکھی ہے مجھے مولوی جی کی حالت خوب معلوم ہے مین نے ایسا کامل شخص اپنی عمر بھر مین نہین دیکھا۔

وہ علماء جو مسائل اختلافیہ مین آپ کے طریقہ مرضیہ سے انحراف رکھتے تھے دلون مین آپ کے کمال علو کا اقرار ضرور لئے ہوئے تھے یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَھُمْ گو پہچانتے سب کچھ تھے مگر کرتے وہ تھے جسپر اُن کا نفس اُنکو مجبور کرتا تھا منشی محمد خسرو صاحب بھاگلپوری فرماتے تھے کہ جب مین مکہ معظمہ حاضر ہوا اتفاق سے مولوی محمد حسین صاحب مرحوم الہ آبادی وہین تھے ایک دن اتفاق سے حضرت مولانا کا ذکر آگیا مین نے دریافت کیا کہ امکان کذب کے مسئلہ مین بعض مولویون نے حضرت کی تکفیر کی ہے آپ اِس بارے مین کیا فرماتے ہین؟ مولوی صاحب نے جواب دیا کہ سخت غلطی ہے جب ایسے بڑے بزرگ ہی کافر ہو جاوین تو مسلمان کون رہا؟ سچ ہے ع اَلْفَضْلُ مَا شَھِدَتْ بِہِ الْاَعْدَاءُ +

حافظ امیر حسن صاحب کے والد منشی امیر احمد صاحب گنگوہی جس زمانہ مین آگرہ کے ڈپٹی مجسٹریٹ نہر تھے ایک روز حافظ عبدالحی صاحب دیوبندی سررشتہ دار چھاؤنی مجسٹریٹ آگرہ سے فرمانے لگے کہ مجھے بزرگون سے ملنے کا بہت شوق رہا ہے اتفاق سے ایک بزرگ نے مجھے عمل بتایا کہ اگر خواب مین کسی مُردہ کو دیکھو تو اُسی حالت مین اُسکے دونون ہاتھ کے انگوٹھے پکڑلو اسکے بعد جو کچھ اُس سے دریافت

کروگے وہ عالم برزخ کی دیکھی بھالی ساری باتین سچ سچ بتلا دیگا اسکے ساتھ ہی یہ بھی کہا مگر اکثر خواب مین یاد
نہین آتا کہ یہ شخص جسکو دیکھ رہے ہین مرچکاہے اور اسکی روح عالم برزخ مین ہے اگر کسی کو یاد آجائے تو وہ
اس عمل سے فائدہ اُٹھا سکتا ہے ڈپٹی صاحب فرماتے تھے کہ مجھے یہ عمل بہت پسند آیا اور مین نے اسکو
دل مین بٹھالیا اوّل اوّل تو حقیقت مین کسی مُردہ کو خواب مین دیکھا تو یاد ہی نہ آیا کہ یہ شخص مُردہ ہے اور
اسکے انگوٹھے پکڑ کر کچھ پوچھنا چاہیئے مگر چونکہ عمل دل مین بیٹھا ہوا تھا اور ہر وقت اسکا خیال رہتا تھا اسلئے
کچھ دنون بعد حافظہ اور ذہن سونے کی حالت مین کام دینے لگا اب میری یہ حالت ہے کہ جب کسی مُردہ کو
خواب مین دیکھتا ہون معاً سمجھ جاتا ہون کہ یہ مُردہ ہے اور پھر انگوٹھے پکڑ کر جو کچھ پوچھنا چاہتا ہون پوچھ لیتا
ہون اتفاق سے گنگوہ کا ایک شخص شیعہ مذہب مرگیا اور مین نے اسے خواب مین دیکھا فوراً اُسکے ہاتھ کے
دونون انگوٹھے مین نے پکڑ لئے وہ گھبرا گیا اور پریشان ہوکر بولا جلدی پوچھو جو پوچھنا چاہو مجھے تکلیف ہوتی ہے
مین نے کہا اچھا یہ بتاؤ کہ مرنے کے بعد تم پر کیا گذرا اور اب کس حال مین ہو؟ اُس نے جواب دیا کہ عذاب الیم
مین گرفتار ہون حالت بیماری مین مولانا رشید احمد صاحب دیکھنے تشریف لائے تھے جسم کے جتنے حصہ پر
مولوی صاحب کا ہاتھ لگا بس اتنا جسم تو عذاب سے بچا ہے باقی جسم پر بڑا عذاب ہے اسکے بعد آنکھ کھل گئی۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ کی مقبولیت کمال اتباع سنّت کے سبب اس درجہ واضح ہوچکی تھی کہ اگر
من اجلی البدیہیات کہین تو زیبا اور کالشمس فی نصف النہار کہین تو بجا ہے مگر جب محروم القسمۃ
اصحاب کی ظلمت باطنی قساوۃ قلبی نے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوۃ باہرہ کے فیوضات
ظاہرہ کا اعتراف نہ کیا تو نائب رسول قطب وقت بادشاہ کی ولایت یا قطبیت کے انکار کرنے والون پر
کیا افسوس کیا جائے اگر کسی کو حق تعالیٰ بصیرت عطا فرماوین تو معلوم ہوجائے کہ آپکی ولایت پر زمین و
آسمان اور اشجار و احجار تک گواہ بنے ہوئے ہین تمام ذی روح مخلوق حتی کہ چیونٹیان اپنے بھٹون مین
اور مچھلیان سمندر و آب دریا مین آپکی ترقی عمر اور آپ پر بے پایان رحمت کے نازل ہونیکی دعائین مانگتی تھین
آپکی بابرکت ذات اور مورد رحمت خاصّہ وجود باجود سے صرف نوع انسان ہی متمتع نہین ہوئے بلکہ خوشحالی
وفارغ البالی اور کسی درجہ مین اطمینان و راحت کے ساتھ گذران کا نفع ہر جاندار مخلوق کو پہونچا بلکہ سرسبزی
وشادابی کی منفعت سے زمین کی ہری گھاس اور درختون کے پتے بھی محروم نہ رہے جس قلب کو خالق
سبحانہ نے ادراک اور حس عطا فرمایا ہے وہ دیکھ رہا ہے کہ جو نزول سکینہ آج سے تین برس پہلے عالم آشکارا

تھی اب اُسکا وجود نہین ہا سلئے کہ جس فرشتہ خصلت سرپرست محبوب کے طفیل مین عالم کو نواز اجارہا تھا وہ دنیا سے سدھار چکا اور عالم فانی سے رخصت بعالم جاودانی ہوا رفع اللہ درجاتہ فی اعلی العلیین و حشرنا فی زمرتہ بحرمتہ خاتم النبیین آمین یارب العالمین

مرض و وفات

وہ دین قبر مین کیا گئے ہمین زیر خاک سلا گئے	رہ دین سب کو دکھا گئے مگر آگ دل مین لگا گئے
سُنے کون ہائے صدائے دل ملے کس سے آہ شفائے دل	وہ جو بانٹتے تھے دوائے دل وہ دوکان اپنی بڑھا گئے
دل مضطرب کا نہ پوچھ حال کرون کس زبان سے بیان ملال	وہ رشید احمد خوشخصال مجھے آٹھ آنسو رُلا گئے
نہ سکون ہے نہ قرار ہے نہ غم و الم کی شمار ہے	یہ نظر جو آتا مزار ہے وہ حبیب اِس مین سما گئے

ایک وقت وہ تھا کہ آفتاب کمالات کے طلوع کا سمان بعنوان **ولادت** دکھلایا گیا تھا اور ایک وقت یہ ہے کہ ماہتاب ولایت کے غروب کا تذکرہ بعنوان **وفات** کیا جاتا ہے زمانہ کا انقلاب اور فلک کی گردش محتاج بیان نہین سچ ہے ؏ ہر آنکہ زاد بناچار بایدش نوشید + زجام دہر مئے کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ ۔
دنیا مین جو کوئی آیا وہ فنا ہونے کے لئے آیا اور جو کچھ پیدا ہوا وہ ایک دن مٹجانے کے لئے پیدا ہوا اگرچہ مٹنے سے پہلے اپنے آقائے وحدہ لاشریک کی طاعت مین مرمٹا ہو اُسکی موت موت نہین بلکہ زندگی ہے۔

زندگانی نتوان گفت حیاتے کہ مراست	زندہ آنست کہ با دوست وصالے دارد

اہل اللہ کی وفات جسکا نام وصال ہے اسلئے حسرتناک نہین ہے کہ اُن سے دنیا اور دنیا کی لذات چھوٹ گئین کیونکہ چھٹی ہوئی چیز کا چھوٹنا کیا مگر اسوجہ سے اندوہناک ضرور ہے کہ اُنکے عالمتاب چہرہ کے نظرون سے غائب ہوجانے پر ہزارہا مخلوق کی آرزوئین ملیامیٹ ہوتی اور لاکھوں تمنائین بےکفن خاک مین دب جاتی ہین جس محبوب کا رُخ زیبا برسہا برس تماشاگاہ عالم بنا رہا ہو اُسکا دفعۃً نظرون سے غائب ہوجانا جیسا حسرتناک منظر ہے اُسکو محبین سے دریافت کرنا چاہیئے یون تو ہمیشہ پیدا ہونے والے پیدا ہوتے اور مرنے والے مر چلے جاتے ہین مگر ایک کی پیدائش متضمن ہے ہزارہا پیدائشون کو اور ایک کی موت مشتمل ہے کسی بڑے گروہ کے مرجانے کو پس امام ربانی قدس سرہ کی وفات کا پوچھنا کیا کہ آپ کے دم واپسین پر جم غفیر کی کتنی تمنائین مُردہ ہوگئین اور آپکی نعش کے ساتھ مخلوق کے کیا کیا خیالات زمین مین دفنائے گئے۔

اکیلا کون کہتا ہے لحد مین نعش حاتم کو	ہزارون حسرتین مدفون ہین دریا کے پہلو مین

جب ایسے ناز پروردہ لاڈلے بچون کے سرون سے شفیق مہربان باپ کا سایہ اُٹھ جاتا ہے جنہون نے ظل عاطفت کی پرورش مین دنیا کا نشیب و فراز جانا ہی نہین کہ کیا ہے اُسوقت جو کچھ صدمہ کا اظہار ہو زیبا ہے اور ہم جیسے ناتجربہ کار مسافرون کی سفینہ مراد کا کھیون ہار اکہین چلا گیا ہو اُنکی جو کچھ آہ و واویلا برپا ہو بجا ہے کہ اسکی قدر اُن کے سوائے دوسرا نہین جان سکتا ہے

نہ یارے آن چنان محرم کہ از وے یاریے آمد	نہ دلدارے چنان مشفق کہ از حال حسن پرسد

تذکرہ حصہ دوم کا اختتام دیدبان وقت و ملاح روزگار کی ایسے وقت پر کوچ کے بیان پر ہو رہا ہے کہ بہتیرے کشتی شکستہ ابھی ساحل نجات پر نہ پہونچنے پائے ہے

کشتی شکستگانیم اے باد شرطہ برخیز	باشد کہ باز بینیم آن یار آشنا را

۱۳۲۳ہجری نبوی جو مخدوم العالم قدس سرہ کے وصال کا سال ہے شروع ہی سے اپنا رنگ بدلے ہوئے تھا آپکی محویت و استغراق کا اسدرجہ بڑھ جانا کہ بعض وقت واقفکار متوسلین کو بھی آپ نہ پہچانتے تھے ظاہر کر رہا تھا کہ آپ دنیا کا ظاہری علاقہ بھی جلد توڑنے والے ہین مگر افسوس کہ اُسوقت اسکا کسی کو وسوسہ بھی نہ گذرا۔

اعلیحضرت حاجی صاحب قدس سرہ کے وصال کی خبر آنے سے چند روز قبل آپکے متوسلین مین کسی شخص نے خواب دیکھا تھا کہ حاجی صاحب دیوبند مین تشریف لائے آپکا چہرہ آفتاب جیسا روشن ہے اور فرما رہے ہین کہ میرا تو انتقال ہو چکا مین مولوی رشید احمد صاحب کو لینے کے لئے آیا ہون ۲۰۔ ذی الحجہ تک لیجاؤنگا اس خواب پر مخلصین کو پریشانی لاحق ہوئی اور خواب حضرت کی خدمت مین بیان بھی کیا گیا آپ نے تاویل اور تعبیر بیان فرما کر پریشانی کو دفع فرما دیا مگر بار ہا یون بھی ارشاد فرمایا اجی تاویل تاویل ہی ہے اتنے دنون مین تو آدمی کتنی بار مرلے۔ اور بعض مرتبہ نہایت بشاشت کے ساتھ یہ بھی کہا اور جب حضرت لینے آئینگے تو امید ہے اچھی ہی طرح لیجائینگے اس قسم کی تصریحات پر بھی آپکی محبت مین مغلوب ہونیوالی قوم کا آپکے وصال کیطرف سے ذہول کیا پڑ گیا

وصال سے مہینون پہلے سے آپکی عادت جاریہ مین بعد اراہام کے لئے ایک تغیر خاص نمودار ہو چلا تھا جسکو آپکی رحیل کا پیش خیمہ کہنا چاہیئے تھا مخلوق کا اطراف عالم سے جوق جوق آنا اور آپکا بہت کم کسی کو محروم واپس کرنا عبادات مین زیادتی کا ہونا زہد کا بڑھ جانا نذرون کے قبول فرمانے سے استکراہ اور بسا اوقات انکار فرما دینا اور اصرار پر بھی دلینا دنیا کی بے ثباتی کا بار بار وعظ فرمانا طالبین کو ادنیٰ درخواست پر خانقاہ مین قیام

کی اجازت دیدینا بلکہ صریح اشارات سے خدام کو ذکر اللہ کی رغبت دلانا اور حاضری آستانہ پر آمادہ کرنا یعنی اشارۃً بلانا اور
استفاع خاص کو جماعت محبین مین عام فرما دینا رخصت ہونے والون کو بکمال شفقت وداع کرنا اور مفارقت پر
بیتاب ہونے والون کو دلاسا دینا کہ آپ انشاء اللہ جلد آؤ گے غرض ہر نرالا انداز بتلا رہا تھا کہ باغ علم کا چشمہ
روان زمین مین اُترنے والا اور ہدایت باہرہ کا آفتاب عالمتاب اُفق مغرب مین نظرون سے چھپ جانے والا ہے
طالبین و متوسلین کی وحشتناک خوابین اور منتسبین و محبین کے منامی مرئیات جداگانہ ظاہر کر رہے تھے کہ جنید
وقت کے کوچ کا وقت قریب ہے اور بایزید عصر کے وصال کا زمانہ بہت نزدیک مگر آپکی موت چونکہ اپنی موت
تھی اسلئے باوجود متیقن اور مؤمن بہ ہونے کے عام طبائع مین اُسکی جانب سے ایسا ذہول تھا کہ گویا حضرت
امام ربانی ہمیشہ زندہ رہینگے اور وہ سمان نظر ہی نہ آئیگا کہ آپکی چارپائی ہوگی اور ہمارے کاندہے آپکا بے حس و
حرکت جسد اطہر ہوگا اور غسل و تجہیز و تکفین خدام کے حوالہ۔

آہ وہ عید الفطر جسکو عید الوداع کہنا چاہیئے آپکی شان محبوبیت کو ظاہر کر رہی تھی جبکہ آپ اُس ہوادار پر
سوار ہوکر عیدگاہ پہونچے ہین جسکے حاملین علماء ربانیین اور خاصان خدا مقبولین کا جم غفیر تھا۔ اِس شان
کے ساتھ آپ عیدگاہ پہونچے کہ ہفت اقلیم کے بادشاہ کو بھی یہ بات نصیب نہین ہوسکتی وہ پاکباز گروہ جنکے
قدمون کے نیچے فرشتے پر بچھاتے تھے آپکا ہوادار اپنے کاندھون پر رکھے اُس شوق مین جا رہا تھا جسکی نظیر
شاید اب نظر نہ آئیگی ایک ہوادار اور سیکڑون اُسکو سرون پر اُٹھانے کے خواہشمند یکے بعد دیگرے کاندہے
بدلتے اپنی خوش نصیبی پر ناز کرتے اور اس دولت لازوال کے حصول پر فرحان شادان عیدگاہ کی طرف لپکے
چلے جاتے تھے بیسیون ایسے تھے کہ جب باوجود کوشش کے کاندہا نہ دیسکے تو محمل کو ہاتھ ہی لگا دینا
غنیمت سمجھے اور یہ بھی نہوسکا تو کسی حامل کو سہارا دیدینا ہی شرکت سمجھکر داخل حسنات ہوگئے کیا خبر تھی کہ
عنقریب حزن و قلق کے ساتھ کاندہا دینے کا وقت آنیوالا ہی اور یہ سرور و فرح کا سمان بہت جلد منقلب ہو جانیوالا ہے۔

جسوقت آپ عیدگاہ مین پہونچے اور ممبر پر چڑھے ہین آپکا چہرہ شب چہاردہم کا چاند بنا ہوا تھا ہزارون نظرین
آپکی جانب تشنگی باندھے ہوئے محو جمال تھین اور سیکڑون دل محبت بھری نظرون سے شیفتہ وار آپکو تکتے اور بار بار
پڑھ رہے تھے ع ہمین بس است کہ داغ غلامیم زدۂ + عسیٰ جمالک یجلوا علیّ کالبدر +

نماز پڑھانے کے بعد آپنے خطبہ سُنایا احکام و مسائل اُردو مین بیان فرمائے اور اثناء بیان مین ارشاد
فرمایا حدیث شریف مین آیا ہے کہ اگر دنیا کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے نزدیک مچھر کے پر کی برابر بھی ہوتی تو کافر کو

اُسکا ایک گھونٹ بھی نہ دیتا۔ اسکے بعد حضرت شیخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ کے زہد کا ذکر فرمایا کہ حضرت شیخ کی
ترک دنیا کی یہ حالت تھی کہ صرف ایک کرتہ مین تمام عمر گذار دی جہان سے کورتہ پھٹ جاتا گلی کوچہ سے کپڑے
وغیرہ کا ٹکڑہ چیتھڑا اُٹھا کر پاک کرتے اور اُسکا پیوند لگا لیا کرتے تھے صرف اتنے بیان پر حاضرین کی جو حالت
تھی وہ انہین سے پوچھنی چاہیئے سیکڑون آنکھین آنسو دہیانے لگین اور بہتیرون کی چیخین نکل گئین۔

خطبہ کے بعد تھوڑی دیر آپنے عیدگاہ مین قیام فرمایا اور پھر علماء و صلحاء کے کاندھون پر ہوادار مین سوار اُسی
آن بان سے خانقاہ مین تشریف لائے جسطرح عیدگاہ تشریف لے گئے تھے۔

ہوادار کی کوئی جگہہ ایسی باقی نہ تھی جہان کسی اہل اللہ صاحب دل کا ہاتھ یا کاندھا یا سر لگا ہوا نہو۔ آپ بکمال
حسن ظاہری و باطنی محبوبانہ شان سے اُسمین سوار اور بار بار یہ الفاظ فرماتے آرہے تھے کہ خداوندا میری کوئی
حقیقت نہین مین کچھ نہین مگر ان لوگون کو میرے ساتھ حسن ظن ہے تو انکے ظن کے موافق انکے اور میرے
ساتھ معاملہ فرمائیو" یہ دعا آپکی جامع دعا تھی اور وقت کے مناسب و برمحل اسلئے حاملین و حاضرین کی یہ مقدس
جماعت جتنا فخر کرے زیبا ہے اور جسقدر بھی نعمت رب کا شکر ادا کرے بجا ہے کہ وقت گذر لیا اور دعا کا ثمرہ
واجر باقی ہے جو کریم کے ہاتھون عنقریب انشاءاللہ ملنے والا ہے۔

جون جون زمانہ گذرتا گیا وون وون آثار وصال ظاہر ہوتے گئے محب کے اپنے محبوب سے لقا کا وقت قریب
آتا رہا اور مخلصین کو بذریعہ رویائے صالحہ آپکی مفارقت جسمانی سے اطلاع ملتی رہی اس قسم کی خوابین دس
بیس نہین بلکہ سیکڑون ہین جن سے اس امر کا گویا اعلان کر دیا گیا تھا کہ جو خدمت امام ربانی کے سپرد کی گئی
تھی اسکی تکمیل ہوچکی اور جس فریضہ کی انجام دہی کے لئے نائب رسول بناکر آپکو دنیا مین بھیجا گیا تھا وہ ادا ہو لیا
آپکا خشوع و خضوع دن بدن بڑہتا جاتا اور عبادات کی جانب رغبت روز بروز زیادہ ہوتی جاتی تھی یہانتک کہ
وہ دن آگیا جسکو آپکے مرض الموت کا پہلا دن کہا جاتا ہے۔

جن اللہ والے ذاکر شاغل اہل صفہ کی جماعت سے خانقاہ آباد تھی انکو خواب مین صراحۃً جتلا دیا گیا تھا
کہ تمہارے اکتساب کا دور اخیر دور ہے مولوی احمد صاحب سورتی جو اسی دورہ کے ذاکر شاغل شخص تھے تحریر
فرماتے ہین مین نے خواب مین دیکھا کہ حضرت کے یہان نہایت صاف پانی کے بہتیرے مٹکے رکھے ہوے
ہین حاضرین اُنمین سے پانی پی رہے ہین جب سب پی چکے تو مین اُٹھا اور پانی پیا میرے بعد کوئی نہ تھا جو پانی پیے
دوسرا خواب یہ دیکھا کہ بہت سے آدمی صفین باندہے بیٹھے ہوئے ہین اور کوئی شخص انپر آبِ طہور چھڑک

رہا ہے آخر صف مین بندہ بیٹھا ہے مجھ پر بھی پانی چھڑکا گیا اور قصہ ختم ہو لیا۔

تیسرا خواب دیکھا کہ ایک ریل گاڑی نہایت تیز رفتار ہے جسمین بہتیرے آدمی سوار ہین منجملہ اُن کے مین بھی ہون اِس ریل کے چلانے والے حضرت مولانا رشید احمد صاحب ہین ایک مقام پر ریل رُکی اور تمام سوارونکو اُتار کر تیز رفتاری کے ساتھ جلدی مین روتا ہوا آپکے پیچھے دوڑا مگر پکڑ نہ سکا بیختیار کہا کہ مجھے ساتھ لیجلیئے گرمی ہا ئے ہائے پر کسی نے ترس نہ کھایا حضرت مولانا جو ریل کے چلانے والے تھے یہ جواب دیکر روانہ ہو لئے کہ احمد گھبراؤ مت اپنی طاقت سے چلو اور پیدل چلو ہمین پکڑ لوگے" اِس جواب پر مین پیدل چلنے لگا اور ریل نکلگئی۔

ایک دن خواب دیکھا کہ مین اپنے گھر جا رہا ہون حضرت مولانا مجھے رخصت کرنے کے لئے تھوڑی دور تک آئے اور مصافحہ کرکے یون ارشاد فرمایا جاؤ اللہ حافظ ہے"۔

مولوی احمد صاحب کی اِن خوابون کا خاتمہ اِس خواب پر تھا جو آپ کے یوم وصال کی شب مین دیکھا کہ ریل سے یہ اُترے اور دوسری جگہ جانے کو ٹکٹ لینے گئے ٹکٹ بانٹنے والے کچھ عجیب و غریب آدمی تھے یہ اُنکے پاس تک پہونچے کہ ریل چلدی یہ چلّائے کہ ہائے ہائے مین رہ گیا مجھے جلدی ٹکٹ دو ٹکٹ بانٹنے والے نے جواب دیا احمد مت رو وُاِس ریل کی میعاد ختم ہو چکی اب یہ ٹھیر نہین سکتی تم اِسمین جا نہین سکتے دس بارہ سال بعد ایک ریل اور طیار ہوگی اُسمین تم چلے جانا۔

منشی قادر بخش صاحب بلند شہری تحریر فرماتے ہین کہ وصال سے آٹھ یوم قبل مین نے خواب دیکھا کہ گویا حضرت امام ربانی قدس سرہ کے بلند شہر تشریف لانے کی خبر گرم ہے استقبال کے شوق مین شہر سے باہر باغ کی چاردیواری کے قریب جا کھڑا ہوا تھوڑی دیر گذری تھی کہ ایک بہل آئی جس مین حضرت سوار تھے لپک کر اُسکے پاس گیا تو دیکھا حضرت امام ربانی بہل کے اندر سوئے ہوئے ہین اور مُنہ پر ایک باریک سفید کپڑا پڑا ہوا ہے ادب کی وجہ سے جگا نہ سکے بہل کے ساتھ ساتھ ہو لئے چند قدم چلکر بہلبان سے جو نہایت نورانی صورت والے تھے دریافت کیا کہ آپکا نام کیا ہے کہنے لگے محمد علی دفعۃً آنکھ کھلگئی۔

اِس قسم کی خوابین جمع کیجائین تو مستقل دفتر ہو جائے خلاصہ یہ ہے کہ آپکے وصال کی غیبی اطلاع مین بھی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین ہوا مگر محبین کے غلبۂ محبت نے اِن مضامین پر بھی آپکے انتقال کا خیال دلون پر جمنے نہ دیا اُسی سکون و اطمینان کے ساتھ وقت پورا ہوتا رہا جمادی الاولیٰ ۱۳۲۳ ہجری کی بارہوین یا تیرہوین شب مین گو خشکی کے سبب حضرت امام ربانی قدس سرہ نوافل ادا فرمانے حجرہ مین تشریف لیگئے

اور حق تعالیٰ سے مناجات مین مشغول ہوگئے اسی رات آپکی دو انگلیون یعنی خنصر اور بنصر مین ناخن سے کچھ
نیچے کسی موذی جانور نے کاٹا مگر حضرت کو غلبۂ محویت کے سبب احساس بھی نہوا صبح کے وقت حسب
معمول جب آپ مسجد مین آنے لگے تو پیرون پر خون کی سُرخی کسی خادم نے دیکھی اور آپ سے عرض کیا کہ
کچھ خون آلودہ ہے چونکہ اسفار ہو گیا تھا طلوع قریب تھا اسلئے جلدی سے آپنے کپڑے بدلے اور نماز پڑھائی۔
نماز سے فارغ ہو کر جب آپ چارپائی پر تشریف لائے اور کپڑون سے پاؤن نکالکر اوپر رکھا تو انگلیون کی
خون جما ہوا نظر پڑا تب تو متوسلین کو فکر پڑ گیا اندر سے مشعل لاکر دیکھا گیا تو خون مین تر تھا اور بیرروی جانماز
کے نیچے تک سارا تر ہو پہنچا ہوا تھا۔ آقا کی تکلیف سے خدام کی پریشانی کچھ اختیاری بات نہین ہے جتنے لوگ بھی
اُسوقت حاضر تھے سب مضطرب تھے کسی کا خیال تھا کہ رگ کاٹ کھانیکے سبب خود بخود خون جاری ہو گیا اور کسی کی
رائے یہ تھی کہ چوہیا نے کاٹا ہے مگر حضرت نے جب فرمایا یہی فرمایا البتہ تو کسی کے کاٹنے کی اطلاع نہ ہوئی اُسوقت
کچھ خفیف ہوئی اور نہ اب کوئی درد یا تکلیف ہے۔

حضرت کے اس بے پروائی کے ساتھ اس قصہ کو ٹال دینے سے دوسرون کا خیال بھی ہٹ گیا اور بات
آئی گئی ہوئی مگر چونکہ پاؤن سے چھٹانک بھر کے قریب خون نکل گیا تھا اسلئے اگلے ہی دن سے حضرت پر
ضعف و کمزوری اور غنودگی و نوم کی حالت زیادہ طاری ہونی شروع ہو گئی اکثر آپ وظیفہ پڑھتے پڑھتے
لیٹ جاتے تو فوراً سو جاتے اور خراٹے لینے لگتے تھے آپکے خدام حاضر ہوتے اور مزاج کا حال دریافت
کرتے تو آپ جواب دیتے "بس اب تو سونے سے کام رہ گیا ہے بدن مین بلغم ہی بلغم ہو گیا ہے"

باوجود نہایت ضعف کے سبب غلبۂ نیند کے آپکے معمولات اور وظائف و اوراد مین مطلق کمی نہین ہوئی
وقت ہو یا نہ وقت جسوقت بھی آپکی آنکھ لگتی تو آپ بیخبر سو جاتے اور اذان سے دو چار منٹ قبل خود بخود
آنکھ کھل جاتی اور اُسوقت آپکی زبان سے پہلا لفظ جو نکلتا تھا وہ یہ ہوتا تھا اذان ہو گئی؟ نماز مین کیا دیر ہے۔

انگلیون کے خفیف زخم کی جانب سے چونکہ آپنے استغنا برتا کہ کبھی پٹی تک کی حفاظت کے لئے
لعاب لگے ہوئے کاغذ کے علاوہ کوئی دوا بھی استعمال نفرمائی اسلئے تیمارداروں کے ذہن بھی اس سے خالی
رہے اور یہی زخم حضرت کا مقدمۂ انتقال کا پیش خیمہ بنا یہانتک کہ ۲- جمادی الاولیٰ ۱۳۲۳ ہجری مطابق ۱۳
جولائی ۱۹۰۵ء یوم دوشنبہ کو بعد نماز عشاء جبکہ آپ چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے اور خدام بدن دبانے لگے یکایک
لرزہ محسوس ہوا اور خوب زور شور سے بخار جاڑہ چڑھا۔

تھوڑی دیر بعد جاڑہ تو رفع ہو گیا مگر بخار کی اس درجہ زیادتی ہوئی کہ چادر کے اوپر ہاتھ رکھنا دشوار تھا شنبہ کا تمام دن شدت بخار مین گذرا اور اتفاقی بخار سمجھکر معمولی طور پر دوا استعمال مین آئی لیکن چارشنبہ کو بھی جب بخار کی وہی حالت رہی تو فکر پڑا اور صاحبزادہ مولانا حکیم مسعود احمد صاحب امام مسجد نے مستعدی کے ساتھ تدبیر علاج شروع فرمائی۔

جمعہ کے دن مولوی حکیم محمد اسمٰعیل صاحب تفاقیہ بمبئی سے تشریف لائے انہون نے اپنے مربی روحانی اُستاذ و شیخ کے مرض کی یہ حالت دیکھکر معالجہ شروع کیا چونکہ انگلیون پر جہان خون زیادہ آ یا تھا نیلگون چھالے پڑ گئے تھے اسلیئے یہ بھی خیال ہوا کہ شاید سانپ نے کاٹا ہو اور بعض کا خیال سحر کی جانب بھی تھا کہ پہلے مرض کی طرح کیا عجب ہے یہ بھی کسی دشمن کا ثمرہ عداوت ہو چنانچہ اسکی بھی تدابیر عمل مین لائی گئین خلاصہ یہ ہے کہ تدبیر و معالجہ مین اور خدمت و تیمارداری مین حتی الامکان کوئی امر فروگذاشت نہین ہوا مگر تقدیری حکم کا کوئی ٹالنے والا نہین اور آئے ہوئے وقت کو کوئی پیچھے ہٹا نہین سکتا اسلیئے کوئی تدبیر کارگر اور کوئی دوا نافع و سودمند نہوئی پاؤن پر دن بدن ورم بڑھتا اور اوپر کو چڑھتا رہا مرض جسمانی کا زور زیادہ ہوتا اور کرب ظاہری بلحظہ ترقی کرتا رہا یہانتک کہ باختلاف رویت ۸ یا ۹ جمادی الثانیہ مطابق ۱۱ اگست ۱۹۰۵ء کو یوم جمعہ بعد اذان یعنی ساڑھے بارہ بجے آپنے دنیا کو الوداع کہا اور اڑسٹھ سال سات ماہ تین یوم کی عمر مین رفیق اعلیٰ کی جانب ہنستے اور مسکراتے ہوئے سدھارے۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ کو چھ روز پہلے سے جمعہ کا انتظار تھا یوم شنبہ دریافت فرمایا تھا کہ آج کیا جمعہ کا دن ہے؟ خدام نے عرض کیا کہ حضرت آج تو شنبہ ہے اسکے بعد درمیان مین بھی کئی بار یوم جمعہ کو دریافت کیا حتی کہ جمعہ کے دن جسروز وصال ہوا صبح کے وقت پھر دریافت فرمایا کہ کیا دن ہے اور جب معلوم ہوا کہ جمعہ ہے تو فرمایا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ہ

مرض و وصال کا مفصل حال رسالہ وصل الحبیب مین شایع ہو چکا ہے اِسلیئے اعادہ ضروری نہ سمجھا گیا۔ یہان صرف یہ بات ظاہر کرنی ہے کہ آپکا وصال وہ وصال تھا جسکی تمنا آج ہزارہا مخلوق کر رہی ہے اور آپکی وفات ایسی وفات تھی جسپر ہزارہا زندگیان قربان کرنے کو مخلوق طیار ہے۔

آپ کے وصال کے بعد مبشرات منامیہ مین جو واقعات لوگون کے مشاہدہ مین آئے وہ بھی اس درجہ عجیب و غریب اور بکثرت ہین کہ بیان کرنے کو دفتر چاہیئے۔

محمد شفیع نامی ایک شخص خاص پورٹ بلیر کے رسالہ مین فوجی سپاہی ہین وہ تحریر فرماتے ہین کہ مین نے حضرت مولانا قدس سرہ کو خواب مین دیکھا ایک آیت پڑھکر سنائی اور غائب ہوگئے وہ آیت یہ تھی وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ (اور بیشک ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہین) اسکے چندروز بعد آپکے وصال کی خبر تمام ملک مین شائع ہوئی اور میرے کانون مین بھی بحالت بیداری پڑی۔

مولوی احمد صاحب سورتی فرماتے ہین کہ وطن پہونچکر بندہ ایک پریشانی مین مبتلا ہوا اور گھبرا کر وہان سے بمبئی چلا گیا اُسی شب خواب مین حضرت تشریف لائے اور قالب و تمام جسم پر آپنے ہاتھ پھیر کر یون ارشاد فرمایا کہ احمد مت گھبرا دنیا مین ہم سب کو ایسی تکلیفین پہونچی ہین اور ایسا ہوا ہی کرتا ہے اس سے مت گھبرا اچھے نہین۔

ضلع سورت مین کسی گاؤن کے مسجد کے امام ایک شخص ہین سلیمان میان انکا نام ہے انہون نے خواب دیکھا کہ ایک تخت پر دو بزرگ نہایت پاکیزہ صورت والے بیٹھے ہوئے ہین اور ایک شخص تخت کے نیچے کھڑا ہے اس شخص سے سلیمان میان نے دریافت کیا کہ یہ بڑے شخص کون ہین اور انکے پاس تخت پر بیٹھے ہوئے دوسرے بزرگ کون ہین تو اُس شخص نے جواب دیا کہ بڑے تو فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور دوسرے شخص مولوی احمد کے پیر مولانا رشید احمد صاحب ہین سلیمان میان نے یہ خواب مولوی احمد صاحب سے بیان کیا انہون نے پوچھا کہ یہ خواب تم نے کب دیکھا تھا؟ انہون نے سوچکر بتایا کہ جمادی الثانیہ کی آٹھوین تاریخ کو دیکھا تھا۔ وہی تاریخ حضرت امام ربانی کے وصال کی تھی۔

ان قصون کے لئے دفتر چاہئین کوئی کہانتک بیان کرے خلاصہ یہ ہے کہ ساقی علوم و معرفت جس نے شریعت و طریقت کی جدا جدا سبیلین لگا رکھی تھین دنیا سے اُٹھ گیا آفتاب علم و ہدایت چھپ گیا اور ماہتاب ورع و امانت غروب ہوگیا جتنا رونا کوئی دلدادہ روئے بجا ہے اور جسقدر بھی کوئی شیفتہ و شیدائے سنت بیتاب ہو زیبا ہے اب اگر تسلی ہے تو اس باعث سے ہے۔

اِصْبِرْ لِکُلِّ مُصِیْبَۃٍ وَّتَجَلَّدْ | وَاعْلَمْ بِاَنَّ الْمَرْءَ غَیْرُ مُخَلَّدِ
وَاِذَا ذَکَرْتَ مُصِیْبَۃً تَسْلُوْ بِھَا | فَاذْکُرْ مُصَابَکَ بِالنَّبِیِّ مُحَمَّدِ

چونکہ آپکے دامان عاطفت سے وابستہ جماعت زیادہ تر علماء کی تھی اور جو علماء نہ تھے وہ بھی اذکیاء و ذوی العقول مین سے پسندیدہ منتخب زمانہ تھے اسلئے آپکے وصال کی تواریخ بھی بکثرت اور عجیب و غریب لکھی گئین عربی۔ فارسی۔ اردو نظم و نثر نعتیہ تحریر جسکی صوری و معنوی ہر قسم کے مادہ نکالے گئے منتخب کر کے ہدیہ ناظرین کرتا ہون۔

زبدۃ المحدثین حضرت مولانا الحاج المولوی محمود حسن صاحب دام مجدہ مدرس اول مدرسہ عالیہ دیوبند اِنَّہٗ فِی الْآخِرَۃِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْن

قدوۃ الاتقیاء حضرت مولانا الحافظ الحاج المولوی عبدالرحیم صاحب دامت فیوضہ رائپوری کُنْتَ جَمِیْلَ الْمَیِّتِ شَہِیْدًا

طبیب امت حضرت مولانا الحافظ الحاج المولوی اشرف علی صاحب دام ظلہ تھانوی مولانا عاش حمیدًا مات شہیدًا

حضرت مولانا الحاج المولوی عزیز الرحمن صاحب دام فضلہ مفتی مدرسہ دیوبند تحت دخل الخلد

حضرت امام ربانی قدس سرہ کے ماموں مولانا محمد شفیع صاحب گنگوہی نے چند اشعار تحریر فرمائے ہیں۔

مادہ تاریخ یہ مصرعہ ہے ع ہائے وائے نہاں شد آفتاب عرفان

دوسرا مادہ تاریخ اس مصرعہ میں نکلتا ہے ع گفتند کہ وے شدہ خرامان بجنان

جناب مولانا حکیم رحیم اللہ صاحب بجنوری نے چند اشعار تحریر فرمائے ہیں آخری شعر جسکا مصرعہ ثانیہ مادہ تاریخ ہے

گز سروش غیب دلکش صدا آمد بگوش	جائے مولانا رشید احمد لفردوس برین

مولوی ابوالحسن صاحب ساکن گلاؤٹھی ضلع بلند شہر کے قلم سے نہایت پُر زور اشعار نکلے ہیں آخری شعر جسکا مصرعہ دوم مادہ تاریخ ہے یہ ہے۔

کیوں نہ روئیں سالکان جادۂ قرب الٰہ	ہائے راہ حق کا سچا رہنما جاتا رہا

از حکیم امانت علی صاحب مجبور ساکن بنت ضلع مظفر نگر ؎

بولا ہاتف کہ ہائے آنکھوں سے	آج دیکھا بجھا چراغ دین

چند تواریخ جناب مولانا حکیم قیام الدین صاحب بخت جونپوری نے لکھکر ارسال فرمائی ہیں جو ہدیہ ناظرین ہیں

تاریخ ولی اللہ

ترک کرد آہ مرشد گنگوہ در فراقش حزین و نالان شد	عالم پر فتن یا آدینہ بسکہ ہر مرد و زن با آدینہ	چون بر خویش خواند حق اورا بخت برجستہ گفت این تاریخ	رفت روحش ز تن با آدینہ مرد شیخ زمن با آدینہ

ایضاً

وہ مولانا رشید احمد وہ مرشد	جو تھے مستر شدوں کے حقیں اکسیر	جلیل القدر و کامل شیخ تھے وہ	کروں کیا انکے میں اوصاف تحریر
	مناسب ہے یہ لکھدو بخت تاریخ	صحابہ کی تھی اک پاکیزہ تصویر	

ایضاً صوری و معنوی

مرگ مولانا رشید احمد سے آہ	کسقدر اندوہگیں ہے ساری قوم	بخت لکھدے سال صوری معنوی	تیرہ سو تئیس آدینے کا یوم

جناب مولانا حکیم مختار احمد صاحب [illegible] موقع کر شیعا [illegible] [illegible] اشعار عربیہ کی نظم تحریر فرما کر بھیجی ہے جسکے اول [illegible] مصرعہ سے حضرت امام ربانی قدس سرہ کا سال وفات نکلتا ہے اور آخر کے چار شعروں مین ترتیب سے تاریخ کا سلسلہ آمد ہوتا ہے [illegible] حضرت امام ربانی قدس سرہ کے شاگرد یعنی جناب مولانا نور محمد صاحب پنجابی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید ہین جملہ علوم و فنون مین خصوصا فن تاریخ گوئی مین ید طولیٰ رکھتے ہین [illegible] اور بیساختہ تاریخی مادے قلم سے نکلتے ہین [illegible] علمی کمال پر دال ہین بارک اللہ فی دینہ ودنیاہ وجعل آخرتہ خیرا من اولاہ

بسم اللہ الجلیل العظیم

آہ من کان خیر الطاہرین — کان مولی الرشد صدر الماہرین

موتہ یا رب ممات الاصفیا — فوتہ باللہ فوت الواقفین

زال اصل الاصفیا تا السما — بل فنی اتقین فقر [illegible]

اوہ من ترحیل اشبل لا فیلا — قد بکت [illegible] العاشقین

عز ترکی صاح من رحل [illegible] — صاح جمع الذی قلب الواعلین

شاع سر الزہد من تعلیمہ — قد جرت من [illegible]

فات مولانا الرشید الصالح — فات [illegible]

کان بحر الشرع امر صدر الہدی — کان حب العلم [illegible] الدین

ارشد الابرار ام عین الصفا — صاحب التدوین اصل [illegible]

ماتت الاسرار بل عین العلوم — شرف فن نور عین المومنین

تاج اصفیا [illegible] صدر الصدور	اعلم الاخیار بدر الطالبین
۲۳ ۱۳ ھ	۲۳ ۱۳ ھ
عین زین المجتبیٰ مطر الصفا	مرجع الاقطاب صدر العاشقین
۱۲ ۱۳ ف	۲۳ ۱۳ ھ
منبع الاسرار فتاح العلوم	محکم الاذکار حامی السائلین
۱۲ ۱۳ ف	۱۲ ۱۳ ف
کاشف الآیات مقبول الکریم	فاضل الایام والی الفائقین
۲۳ ۱۳ ھ	۲۳ ۱۳ ھ
اشرف الابرار مقبول الزمان	دائر التدریس اصل العارفین
۲۳ ۱۳ ھ	۲۳ ۱۳ ھ
طیب بستان الخلق ریحان العلیٰ	روح مسلک الشرع بدر الکاملین
۱۲ ۱۳ ف	۲۳ ۱۳ ھ
عالم القرآن ام بدر الحدیث	ماہر التفسیر حب الصادقین
۲۳ ۱۳ ھ	۲۳ ۱۳ ھ
صاحب الارشاد [illegible] الفنون	کاشف الانوار عین الکاشفین
۱۲ ۱۳	۱۳ ف
شائق [illegible] مفرد	محضر الطلاب حب السائلین
۲۳ ۱۳ ھ	۲۳ ۱۳ ھ
حین ھیئت الشرع ام شین الکرم	سید السادات لمع الشاکرین
۲۳ ۱۳ ھ	۲۳ ۱۳ ھ
ھذہ طوبیٰ لاحباب الرشید	دق نبت حالات بدء الصالحین
۲۶ ۱۳ ھ	۲۶ ۱۳ ھ
فصلت آیاتہ بین الوریٰ	قد سعی فیہا رفیق الراشدین
۲۶ ۱۳ ھ	۲۶ ۱۳
من سعی الحق فی ھذا الکمال	یعطر المحیی مآل الخاشعین
۱۶ ۱۳ ف	۲۶ ۱۳
انہ من عاشقی الباقی الرشید	ربنا وفقہ عیش الشائقین
۲۶ ۱۳ ھ	۲۶ ۱۳

ختم المراد * بتائید خالق کل العباد

۱۶ ۱۳ ف — ۱۶ ۱۳ ف

مختار احمد احبہ احبہ	الحنفی مذہبا والقاسمی مسلکا
۲۶ ۱۳ ھ	۲۶ ۱۳ ھ

باقیات صالحات

امام ربانی قدس سرہ دنیا سے تشریف لیگئے مگر باقیات صالحات کا وہ دریا مخلوق کے لیئے بہتا ہوا چھوڑ گئے
ہین جو تشنگان رشد و ہدایت کے سیراب کرنے کو کافی ہے جس مقدس شغلہ مین آپنے پچاس سال گذارے اُسکے
فیضان کو ختم ہونیکے لیئے زمانہ چاہیئے آپکے لگائے ہوئے درخت بحمد اللہ ابتک بار آور و مثمر ہین جنکے فیوضات و
عطایا سے عرصہ دراز تک عالم متمتع اور مستفید رہیگا کوئی شخص اپنے بعد ایک ولد صالح چھوڑ جائے تو اپنی مغفرت کا
وسیلہ سمجھکر فخر کیا کرتا ہے اور حضرت امام ربانی قدس سرہ نے تو کئی ہزار نیکوکار بچے دنیا مین ایسے چھوڑے ہین
جو خود ہی آپکو دعا نہین دیتے بلکہ نسلاً بعد نسل آپکے ترقی مراتب کی دعائین کرنے والے افراد طیار کرتے رہتے
ہین۔ آپکی نسبت عبدیت کے فیضان اور استقامت علی الشریعہ کے ثمرات سے جو نفع دنیا کو پہنچا ہے چونکہ افادہ
بنی آدم ہی تک محدود نہین بلکہ نباتات و جمادات بھی اپنی بقا کا اُس سے فائدہ اُٹھا چکے ہین اسلیئے عالم کا
ذرہ ذرہ امام ربانی کے لیئے ثواب آخرۃ کا سبب بنا ہوا ہے اور جب تک آپکے لگائے ہوئے اشجار طیبہ کا افادہ
واستفادہ قائم رہیگا بلا قصد و ارادہ آفاق ارض سے آپکی روح کو تحائف پہونچتے رہینگے۔

آپکی صلبی اولاد مین اسوقت ایک صاحبزادہ یعنی حضرت مولانا الحافظ الحکیم مسعود احمد صاحب سلمہ ربہ موجود ہین۔
اور ایک صاحبزادی صفیہ خاتون سلمہا ہے حق تعالیٰ نے جو صلاحیت دونون بہن بھائی کو عطا فرمائی ہے اُسکے
بیان کرنے کو جداگانہ سوانح کی حاجت ہے۔ صاحبزادہ صاحب حضرت امام ربانی قدس سرہ کے ساتھ صورت
و شباہت مین بھی بہت مناسبت رکھتے ہین اور بمقتضائے اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ ایک خاص جھلک باپ
کی آپ مین موجود ہے آواز اور لہجہ مین بھی مناسبت غالب ہے حضرت قدس سرہ کو حکیم صاحب کے ساتھ خاص
محبت تھی اور سچ پوچھیئے تو مولانا محمود احمد مرحوم کے انتقال کے بعد حکیم صاحب گویا دو بیٹون کا مجموعہ ایک
بیٹے تھے دونون آنکھون کا نور ایک آنکھ مین قائم تھا اور کیون نہو آخر جگر گوشہ ہین اور ثمرۃ الفواد جب پہلے
مرض سے حضرت امام ربانی تندرست ہوئے اور آپکے متوسلین نے جگہ جگہ شکریہ مین کھانے پکائے تو ہر جیو
عبدالمجید صاحب نے بھی گنگوہ مین صحتیابی کی طبعی مسرت ظاہر فرمائی اور کھانا پکوا کر احباب کو مدعو کیا بعض لوگ جنکو
حکیم صاحب سے ملال تھا شریک طعام نہین ہوئے اسپر حضرت امام ربانی نے رنج ظاہر فرمایا اور یہ حدیث پڑھکر
کہ اَنَا سِلْمٌ لِمَنْ سَالَمْتُمْ وَحَرْبٌ لِمَنْ حَارَبْتُمْ یہ امر ظاہر فرمایا کہ جسکو مسعود احمد سے عداوت ہے اُس سے

مجھسے عداوت ہے اور جو اُنکو دوست سمجھے وہ میرا دوست ہے۔

صاحبزادی صاحبہ یعنی عفت مآب صفیہ خاتون سلمہا کے محامد زیادہ تر اس وجہ سے بھی بڑھے ہوئے ہین کہ آپ حکیم صاحب سے چار سال بڑی ہین اور اتنی مدت باپ کے فیضان سے زیادہ مستفیض ہوئین ایک بار حضرت نے فرمایا تھا کہ اگر عورتون کو بیعت کی اجازت ہوتی تو میری صفیہ مرید کیا کرتی" اس مضمون سے آپکی استعداد اور قوت روحانیت ظاہر ہو رہی ہے حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مدظلہ نے ایک بار فرمایا تھا کہ "بہن کے لطائف ستہ جاری ہین مگر زبان سے کبھی کچھ ظاہر نہین فرماتین" صاحبزادی صاحبہ کو اس زمانہ کی رابعہ بصریہ کہا جائے تو حقیقت مین نازیبا نہین جو خوبیان حق تعالیٰ نے آپکو عطا فرمائی ہین اُنکا اظہار چونکہ خود آپکو پسند نہین اسلیئے بیان مین تامل ہے حضرت قدس سرہ نے ایک بار بڑی مسرت کے ساتھ ارشاد فرمایا تھا "الحمد للہ میری بیٹی کو دنیا کی محبت بالکل نہین" اور انصاف سے دیکھیئے تو یہی اصل ولایت ہے آپکے شوہر جناب حافظ محمد ابراہیم صاحب ایک مدت تک نہر کے ضلعدار رہے مگر کبھی ایک پیسہ رشوت کا گھر مین نہین آیا ایسا گوشت و پوست جو ابتداء ولادت سے آج تک ناجائز کسب کی شے برابر غذا سے کبھی مخلوط نہوا ہو دعوے کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ صفیہ خاتون کا ہے اور وہ صاحب نصیب عورت جسنے ضلعدار کی بی بی بنکر پونے دوسو روپیہ ماہوار ہاتھ مین لیئے اور مہینے کے مہینے خرچ کر دیئے ہون جسکا یہ نتیجہ ہو کہ عمر بھر مین آج تک زکوٰۃ فرض نہین ہوئی اگر کوئی ہے تو صفیہ خاتون ہین باپ کے ساتھ باوجود عشق ہونے کے صبر و استقلال کا یہ عالم ہے کہ وصال کے دن ساری مخلوق جمعہ کی نماز مین مشغول تھی اور آپ سہ دری مین پردہ کے پیچھے باپ کے جنازہ سے لگی ہوئی تلاوت کلام اللہ مین مشغول تھین کفن اپنے ہاتھ سے سیا اور چیخ یا ہائے کی آواز کسی ایک متنفس نے بھی نہ سُنی۔

صاحبزادی صاحبہ کے تین صاحبزادے یعنی حضرت کے نواسے ہین بڑے حافظ محمد یعقوب صاحب جنکی ولادت ماہ رجب سنہ ۱۲۹۵ ہجری مین ہوئی اور منجھلے حافظ محمد یوسف صاحب جنکی ولادت ۲۸ محرم سنہ ۱۳۰۰ ہجری مین ہوئی اور چھوٹے محمد زکریا جو ماہ ربیع الاول سنہ ۱۳۰۲ ہجری مین پیدا ہوئے سب سے بڑے صاحبزادہ حافظ محمد اسحٰق مرحوم جو نانا کے گویا جان نثار تھے یوم جمعہ ۴ ربیع الثانی سنہ ۱۳۰۹ ہجری وصال فرما گئے۔ حافظ محمد یعقوب صاحب سے چھوٹی ایک بہن تھین حمیدہ مرحومہ جنکا انتقال بعمر تین سال ہو چکا اور حافظ محمد یوسف سے چھوٹے ایک بھائی اور تھے محمد یونس مرحوم وہ پانچ سال زندہ رہکر راہی دارالبقا ہوئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؕ

تینون نواسے الحمد للہ اپنے نانا کی یادگار اور مان کی آنکھون کا نور ہین خصوصاً حافظ محمد یعقوب صاحب مین

آنحضرت کی محبت تعمیر شریعت رفق استقامت فہم فراست تحفظ مراتب ضبط اور کظم غیظ کا مضمون بہت
پھیلا ہوا ہے حق تعالیٰ ان حضرات کی عمر دین میں برکت عطا فرمائے اور اس صلاحیت میں ترقی عطا
فرمائے جسکی بنا پر تذکرۃ الرشید میں انکے مبارک نام درج ہوئے۔

صاحبزادہ حکیم مسعود احمد مرحوم کی یادگار ایک صاحبزادے یعنی حضرت قدس سرہ کے پوتے سعید احمد اطال اللہ عمرہ
ہیں جنکی ولادت ۲۶ ربیع الاول ۱۳۰۸ ہجری کو ہوئی باپ کا جسدن انتقال ہوا ہے انکی عمر ایک ماہ بیس یوم
کی تھی حضرت امام ربانی قدس سرہ کو انکے ساتھ خاص الفت اسوجہ سے بھی تھی کہ ہونہار مرحوم کی نشانی
تھی اور تعزیت میں الہام ہوا تھا بیٹے کے بدلے پوتے دو ماہ کی جان حق تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئی تھی ۱۵ ربیع الاول
۱۳۱۰ ہجری کو جبکہ سعید احمد دس دن کم دو برس کے تھے انکی والدہ نے بھی رحلت فرمائی حق تعالیٰ عمر و علم میں
برکت دے اسوقت سولہ برس کی عمر ہے اور دیوبند میں عربی پڑھتے ہیں۔

حکیم صاحب کی ایک صاحبزادی تھیں کلثوم مرحومہ جنکی ولادت ماہ جمادی الاول ۱۳۰۳ ہجری میں ہوئی
تھی ننھی سی جان ہی تھیں کہ ماں کا انتقال ہو گیا تھا ۲۸ رجب ۱۳۱۸ ہجری کو بعمر پندرہ سال پھوپھی زاد بھائی
حافظ محمد احمد صاحب کے ساتھ بیاہی گئیں ایک صاحبزادی پیدا ہوئیں مگر افسوس عمر نے وفا نہ کی ۱۲ ذیقعدہ
۱۳۲۱ ہجری کو دنیا سے کوچ کیا صاحبزادی کا نام رقیہ ہے خدا کرے جیتی رہے اور دنیا و دین کی دولت سے مالامال ہو

امام ربانی قدس سرہ کی روحانی اولاد کا شمار مجھ سے ہو نہیں سکتا کہ بیان کروں تین سو سے زیادہ علماء جو آپ سے
حدیث و تفسیر پڑھکر آفاق عالم میں منتشر ہوئے ان میں ڈیڑھ سو سے زیادہ جو اسوقت زندہ ہیں اور اکثر درس و
تدریس میں مشغول ہیں سب آپکی باقیات صالحات میں شامل ہیں اور باطنی افاضہ سے مستفیض ہونے والوں کی
تو تعداد پر قدرت ہی نہیں تیس سے زیادہ آپکے خلفاء صاحب نسبت مشائخ طریقت ہیں جنکے فیوضات اسوقت
تک قائم ہیں جنکی نسبت وقت کاتب ازل نے ان کے بقا کا مقرر فرما دیا ہے خصوصاً آپکے اجلہ خلفاء اربعہ حضرت مرشدنا
مولانا خلیل احمد صاحب و مولانا محمود حسن صاحب اور مولانا عبد الرحیم صاحب و مولانا صدیق احمد صاحب متعنا اللہ بطول
بقاءہم کے کمالات علمیہ و عملیہ اور فیوضات ظاہرہ و باطنیہ کو ہر صاحب بصیرت شخص ہندوستان میں پھیلا ہوا دیکھ رہا ہے۔

خلفاء کے علاوہ ہزاران ہزار جماعت آپکے ان عام متوسلین کی بھی باقیات صالحات میں محسوب ہے جنمیں
سیکڑوں ذاکر شاغل اپنے سچے خدا کی طلب میں بدستور لگے ہوئے ہیں اور جو اس امر مستحب سے غافل ہیں وہ بھی قلب
میں رضاء محبوب کی محبت ضرور لئے ہوئے ہیں بغض فی اللہ اور بدعات سے تنفر جو شعبہ ہے سنت کی محبت کا

آپکے متوسلین کی وہ علامت شناخت ہی جسکو اس جماعت کا خاصہ لازمہ کہنا چاہیئے سادگی بےتکلفی مخلصانہ میل جول اور باہم نصح وخیرخواہی کا مضمون عموماً اس گروہ کے افراد مین موجود ہے اسکا یہ مطلب نہین کہ انمین باہمی رنجش نہین ہوتی شکر رنجی کا وجود تو اکابر مین پایا جاتا ہے پھر یہ فرقہ حقہ اس سے کیونکر خالی رہسکتا ہے چھوٹون مین کیا اور بڑون مین کیا اجتہادی غلطیون اور جانبین کی فہم کے اُس اختلاف پر جسکا مبنی مستحسن ہے اکثر اختلاف ہوتے اور رنج وکشیدگی کے درجہ پر پہونچ جاتے ہین مگر الحمدللہ اختلاف درجہ خلاف پر نہین پہونچتا اور باہم دودہ شریک بھائیون کی طرح چاہے کیسا ہی لڑین مگر غیر کے مقابلہ پر ایسے ایک ہین کہ گویا خون مین خون ملا ہوا ہے اور یہ ثمرہ ہی اُسی روحانیت کا جو امام ربانی نے سب کے اجسام مین پھونکدی ہے اور تجری بھم مجری الدم اُسپر صادق آرہا ہے یہ اختلاف اگر بڑون مین نظر آئے تو یقیناً سبب ترقی مراتب ہے اور چھوٹون مین ہو تو اُمید ہی انشاء اللہ یہین رفع ہوجائے ورنہ حشر کے دن ایک شیخ کا دامن تھامتے وقت غلاً اخوت کے سامنے دبکر ضرور محو ہوجائیگا۔ اِن خصائل کو بھی اتباعاً للسلف باقیات صالحات مین شمار کرنا بیجا نہین ہے۔

امام ربانی قدس سرہ کے لگائے ہوئے نونہالان چمن ٹھنڈی ہواؤن کے کچھ ایسے دلدادہ ہوچکے ہین کہ یتیم بننے کے بعد بھی احتیاج تربیت سے غافل نہین ہوئے انہون نے سمجھا کہ آزاد ہونے سے پابند بنا رہنا زیادہ نافع اور شتر بے مہار بننے سے اسپ محکوم ہونا زیادہ راحت کا سبب ہے اسلیئے زمام اختیار امام ربانی کے وصال پاتے ہی آپکے خلفاء کے ہاتھ مین دینے کی تمنا کی اور الحمدللہ جلہ اجلہ خلفاء مین جسکی طرف طبع کا میلان ہوا غلامی کا اظہار کرکے منسلک ہوگئے۔

پھلے اور پھولے درختون اور ہرے بھرے مہکنے والے پھولون کے پودون کا نگران جب دنیا سے اُٹھ جاتا اور بہار پر آئے ہوئے باغ کا باغبان جسوقت بانقطاع تام اپنے محبوب کے جمال مین مستغرق ہوجاتا ہے تو عالم الاسباب مین کلیون پھولون اور خام پھلون کی نگرانی کے لئے دوسرے باغبان کی ضرورت پیش آتی ہی اور کریم وقدردان آقا سابق باغبان کی قابل اور لایق اولاد ہی پر اُس خدمت کو تقسیم فرمادیتا ہے جو انکے باپ کے لگائے ہوئے پودون اور سینچے ہوئے درختون کو اندھیاؤ کے جھونکون سے محفوظ رکھے اور راہزنون کی دست برد سے بچائے اسلیئے نونہالان چمن کا یہ کہنا کہ ہمین باغبان کی حاجت نہین گویا اپنے کمال پر پہونچ جانے اور پختہ ہو بیٹھنے کا اظہار کرنا ہے جو تکبر کہلاتا ہے الحمدللہ کہ حضرت امام ربانی جو نسبت بیرنگ لیکر تشریف لائے تھے اسکے انر سے آپکی جماعت کا اکثر حصہ ایسا مستفیض ہوا کہ جتنا بڑھتا جاتا ہے اُسی قدر اپنے کو مربی کا محتاج سمجھتا جاتا ہے

مستعد ہی بننے سے مقتدی بنارہنا سب جانتے ہین کہ بے خطر اور راحت کا سبب ہے مگر بعض مشایخ کے متوسلین کو راہزن شیطان یون دھوکہ دیدیتا ہے کہ ہمارے شیخ کی تربیت ایسی تام تھی کہ وصال کے بعد دوسرے کا دامن پکڑنے کی ضرورت نہین اِس خیال پر تجدید بیعت کو جو اکابر سے برابر معمول چلی آئی ہے اپنے شیخ کا ہتک سمجھنے لگتے ہین مگر خدا کا شکر ہے کہ اس خوش نصیب متبع سنت گروہ نے اسکو شیطانی دھوکہ سمجھا - حق تعالی کی عادت جاریہ کا خرق نہ چاہا عالم اسباب مین اسباب کا متلاشی بنکر بندۂ خالق اسباب بنا رہا اور یون سمجھکر کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر صحابہ کرام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے جب مستغنی نہوئے تو ہم بے سروسامان مسافر اور ناتجربہ کار بچے کس شمار مین ہین - حق تعالی کا یہ احسان کیا تھوڑا ہے کہ یتامی کی تربیت باپ کے بعد بڑے بھائیون کے ہاتھ مین آئی دربدر بھیک مانگتے پھرنے سے بڑے بھائی کو باپ کا قایم مقام سمجھکر حلقہ غلامی مین اپنا کتنا اچھا ہوا ہے نصیب اُس اولاد کے جو گھر کا مالک اُٹھ جانے کے بعد بھلی بری بڑے بھائیونکی بدولت ایکھری نہوئی اور بدتر ہے قسمت اُس باپ کی جسکے بالغ لڑکون نے نابالغ بھائی بہنون کا سارا بوجھ بطوع ورغبت اُٹھالیا اور ان نادان کج فہم نازک مزاج لاڈلون کو طالب بنکر چھاتی سے لگالیا کہ ایسا نہو آوارہ پھرین اور انگلیان اُٹھین کہ فلان پادشاہ کے شاہزادے خانمان برباد غیرون کی دوکانون پر ہاتھ پھیلاتے پھر رہے ہین -

امام ربانی قدس سرہ کے اکثر متوسلین کے ذہنون مین قدرت کی طرف سے اِس مستحسن خیال کا عزم بنکر جم جانا اور حضرت کے خلفاء کا باوجودیکہ حضرت کی حیات مین بیعت کرنے سے شرماتے جھجکتے اور گریز فرمایا کرتے تھے دفعۃً طبیعت کا پلٹ دینا اور بسعی وکوشش سمیٹ سمیٹ کر چھوٹے بھائیون کو اپنے پرون مین چھپالینا سب کچھ حضرت کی روحانیت کا طفیل اور آپکے کمال قوت باطنیہ کا اثر ہے اور باقیات صالحات مین وہ صدقہ جاریہ ہے جو انشاء اللہ صدہا برس قایم رہکر امام ربانی کے مراتب عالیہ مین ترقی کا سبب بنتا رہیگا اس سلسلہ مبارکہ کے اس روش پر چلنے سے حضرت امام ربانی قدس سرہ کی روح پرفتوح جسدرجہ مسرور ہے وہ بہتیرے رویائے صادقہ اور جزو النبوۃ مبشرات منامیہ سے ظاہر ہے مگر بدیہی امر کی بداہت محتاج دلیل ہی نہین کہ بیداری کے محاسن خواب سے ثابت کئے جائین ؎

نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم
چو غلام آفتابم ہمہ زآفتاب گویم

امام ربانی قدس سرہ کی باقیات صالحات مین آپکی وہ تصانیف ہین جو تحقیق مسائل شرعیہ اور احقاق مضامین اختلافیہ مین آپکے قلم سے نکلین اور مطبوع ہوکر عالم مین شائع ہوئین خیال ہے کہ جملہ تصانیف بصورت

کلیات یکجا طبع کر دیجائین اگر حق تعالی کو منظور ہوا تو انشاء اللہ یہ بھی ہو جائیگا باقی اسوقت آپکی تصنیفات جدا جدا رسائل کی صورت مین طبع شدہ ہین اور مولوی محمد یحیی صاحب سے ملسکتی ہین احقر کے پاس بھی موجود ہین جنکے نسخے چاہئین طلب فرمائین

(۱) تصفیۃ القلوب - اعلیحضرت حاجی صاحب رح کی مصنفہ ضیاء القلوب کا اُردو ترجمہ قیمت ۴ر (۲) امداد السلوک تصوف کے رسالہ مکیہ کا ترجمہ جو اوائل شباب مین بارشاد حضرت حافظ ضامن صاحب رح شہید ہوا قیمت ۴ر (۳) ہدایۃ الشیعہ = ہادی علی شیعی لکھنوی کے اعتراضات کے جوابات قیمت ۴ر (۴) زبدۃ المناسک = حج کے متعلق تمام مسائل ضروریہ قیمت ۳؍ (۵) لطائف رشیدیہ = چند آیات قرآنی کے نکات اور پردہ مروجہ شرفاء ہند کا حدیث سے ثبوت قیمت ۱؍ (۶) فتاوی میلاد و عرس وغیرہ معہ مواہیر دیگر علماء قیمت ۱ر (۷) رسالہ تراویح = بیس رکعت تراویح کا احادیث سے ثبوت قیمت ۱ر (۸) قطوف دانیہ = محلہ کی مسجد مین جماعت ثانیہ کی کراہت کا فقہ سے ثبوت قیمت ۱؍ (۹) جمعہ فی القری = اہلحدیث کے اُس فتوے کا جواب ہے جس مین اُنہون نے گاؤن مین جمعہ جائز ہونے کا ثبوت دیا ہے قیمت ار (۱۰) رد الطغیان = کلام مجید کے اوقاف کو اہلحدیث نے بدعت ثابت کیا تھا اُسکا جواب قیمت ــر (۱۱) احتیاط الظہر = اسکا ثبوت ہے کہ جہان جمعہ ہو جاتا ہے وہان احتیاط ظہر کی حاجت نہین قیمت ــر (۱۲) ہدایۃ المعتدی = قرأۃ فاتحہ خلف الامام کے جوابات قیمت ۲؍ (۱۳) سبیل الرشاد = رد عدم تقلید قیمت ۱ر

اِس حیثیت سے کہ براہین قاطعہ حضرت امام ربانی کے حکم سے لکھی گئی اور آپنے اسکو من اولہ الی آخرہ بغور ملاحظہ فرماکر تقریظ تحریر فرمائی اسکو بھی من وجہ حضرت کی تصنیف مین شمار کرسکتے ہین یہ انوار ساطعہ کا جواب اور رد بدعات و تحقیق سنت مین وہ لاثانی کتاب ہے جسکو حضرت کے رنگ نسبت اور کمالات علمیہ و عملیہ کا مظہر کہین تو بجا ہے سنت کے عشق مین جو غضبیارہ انداز اور شان جلالی کا اظہار اس مین نظر آتا ہے وہ دیگر تصانیف مین کم ہے اسکی قیمت ۱۲؍ ہے کل رسائل قیمتی ۱؍ یکمشت خریدار کو ۱ مین دیئے جاتے ہین۔

حضرت امام ربانی کی باقیات صالحات مین وہ وصیت بھی شامل ہے جسکو وصال سے کئی سال قبل آپ تحریر مین لاچکے اور قلمبند فرماکر اسلئے رکھ لیا تھا کہ آپ کے بعد نکالی جاوے اور اُسپر عمل کیا جائے مکمل وصیت وصل الحبیب مین طبع ہوئی ہے خالص دین کی اطاعت کے متعلق آپکی جو وصیت تمام متوسلین کو ہے اُسکو یہان دوبارہ درج کرتا ہون وہو ہذا:۔

حامدا و مصلیا - یہ وصیت عام ہے سب دیکھین اور سناوین اور عمل کرین اپنی اولاد اور زوجہ اور سب

دوستون کو بتاکید وصیت کرتا ہون کہ اتباع سنت کو بہت ضروری جانکر شرع کے موافق عمل کرین تھوڑی مخالفت کو بہت سخت دشمن اپنا جانین اور رسوم دنیا کو سرسری جانکر کرنا نہایت خرابی کی بات ہی اور لذت کھانے اور کپڑے کی قید نہایت خرابی ڈالنے والی دین و دنیا کی ہے اس سے بہت اجتناب کرین۔ اپنے مقدور سے بڑہکر کام کرنا مآل کار ذلیل ہونا ہے۔ اسکی رسوائی دین و دنیا مین اُٹھانی ہوتی ہے۔ بدمزاج و کج خلقی سخت نامرضی حقتعالے کی ہے۔ دنیا مین ایسا آدمی خوار رہتا ہے اور آخرت مین نہایت ذلت اُٹھاتا ہے۔ نرمی سب کے ساتھ لازم ہے اور بُرا کام قلیل بھی بُرا ہے اور طاعت و اچھا کام اگرچہ تھوڑا ہو بہت بڑا رفیق ہی۔ تکلفات شادی و غمی کے بدعت سے خالی نہین ہین اُسکو سرسری جانین طعن و تشنیع خلق و برادری کے سبب سے اپنے مقدور سے زیادہ کام کرنا یا خلاف شرع یا بدعت کو کرنا عقل کی بات نہین۔ دنیا و دین مین اسکا خمیازہ بُرا ہے۔ اسراف کی مذمت اور بُرائی شریعت مین سخت آئی ہی کہ شیطان کا بھائی اُسکو قرآن مین فرمایا ہے۔ اگر میرا انتقال ہو جاوے تو حسب مقدور ثواب پہنچاوین اندازہ سے زیادہ ہرگز نہ کرین کوئی تکلف غیر مشروع کرین جو کچھ ہو موافق سنت کے ہو باہم اتفاق سلوک سے رہین میرے ذمہ کسی کا ایک پیسہ تک قرض نہین اسکا کچھ فکر نہ کرین الخ۔

امام ربانی قدس سرہ کی باقیات صالحات مین مسائل شریعت و طریقت کے متعلق وہ تحریرات ہین جو اطراف عالم مین پھیلی ہوئی لوگون کے پاس موجود ہین ان تحریرات کے مورد گو خاص ہین مگر چونکہ حکم عام ہے اسلئے رفع شبہات احقاق حق رہبری راہ سلوک ترغیب و اعانت علی الطاعۃ کا سبب ہو کر تا دیر صدقہ جاریہ بنی رہینگی۔ شریعت کے متعلق آپکے کچھ فتاوی مرادآباد مین مولوی علی نظر صاحب نے طبع بھی کئے ہین اور مین بھی اس ذخیرہ کی فراہمی کا تہیہ کر رہا ہون کیا عجب ہے کہ کبھی کچھ کامیابی ہو جائے۔ البتہ طریقت کے متعلق تقریباً ڈیڑھ سو خطوط جنکو حضرت کے ہاتھ کی لکھی ہوئی سوانح کہنا بجا ہے بنام **مکاتیب رشیدیہ** طبع ہو گئے ہین یہ دریا جسکو ۱۰۰ صفحات کے کوزہ مین بند کیا گیا ہی عام نفع رسانی کے خیال سے ۴ر مین ہدیہ ہو رہا ہے اس سال مین اگر حق تعالیٰ قبول فرماوین تو یہ سوانح جو **تذکرۃ الرشید** کے نام سے شایع ہو کر آپکے ہاتھ مین اسوقت موجود ہے امام ربانی کی باقیات صالحات مین داخل ہوئی ہی چونکہ اہل اللہ کے ساتھ محبت رکھنا اپنے ہی لئے ذخیرہ آخرت جمع کرنا ہے اسلئے اگر کسی کو امام ربانی کے ساتھ حیات مین کوئی تعلق اُنس پیدا نہین ہوا اور اس تذکرہ کی بدولت پیدا ہو جاوے تو اُس شخص کی خوش قسمتی یون ظاہر ہے کہ بعد ہی مین سہی مگر کچھ کما ضرور لیا اور حضرت کے ایصال ثواب کا سبب اسلئے ہے کہ اُس آستانہ کے ناکارہ منتسب و گمنام غلام ہی کی تصنیف کی ہوئی کتاب

اُس شخص کی صلاحیت وحصول ثواب کا سبب بنی اس ننگ خدام کے پاس جو کچھ بھی ہے چونکہ اُسی دربار کا عطیہ ہی اور حقیقت مین اپنی لیاقت و استعداد سے بڑھکر اس تذکرہ کا شروع بعد الوصال حضرت ہی کی روحانیت تصرف ہے اسلئے نہ مجھے ناز ہے نہ افتخار یون سمجھتا ہون کہ حیات مین آپنے مخلوق کو اپنی طرف ایک روش سے کھینچا اور اب اُسکا اسلوب بدلکر دوسرے طرز پر عالم کی رہبری ہو رہی ہی اور چونکہ آپکی طرف میلان طبعی جائی پیغمبر کی سنت کی طرف جھکنا ہے اسلئے سطاوعت شریعت اور بندگی حق تعالیٰ کے جو اسباب بھی آپکے متوسلین سے پیدا ہونگے وہ آپ ہی کی باقیات صالحات کہلائے اور سمجھے جائینگے۔

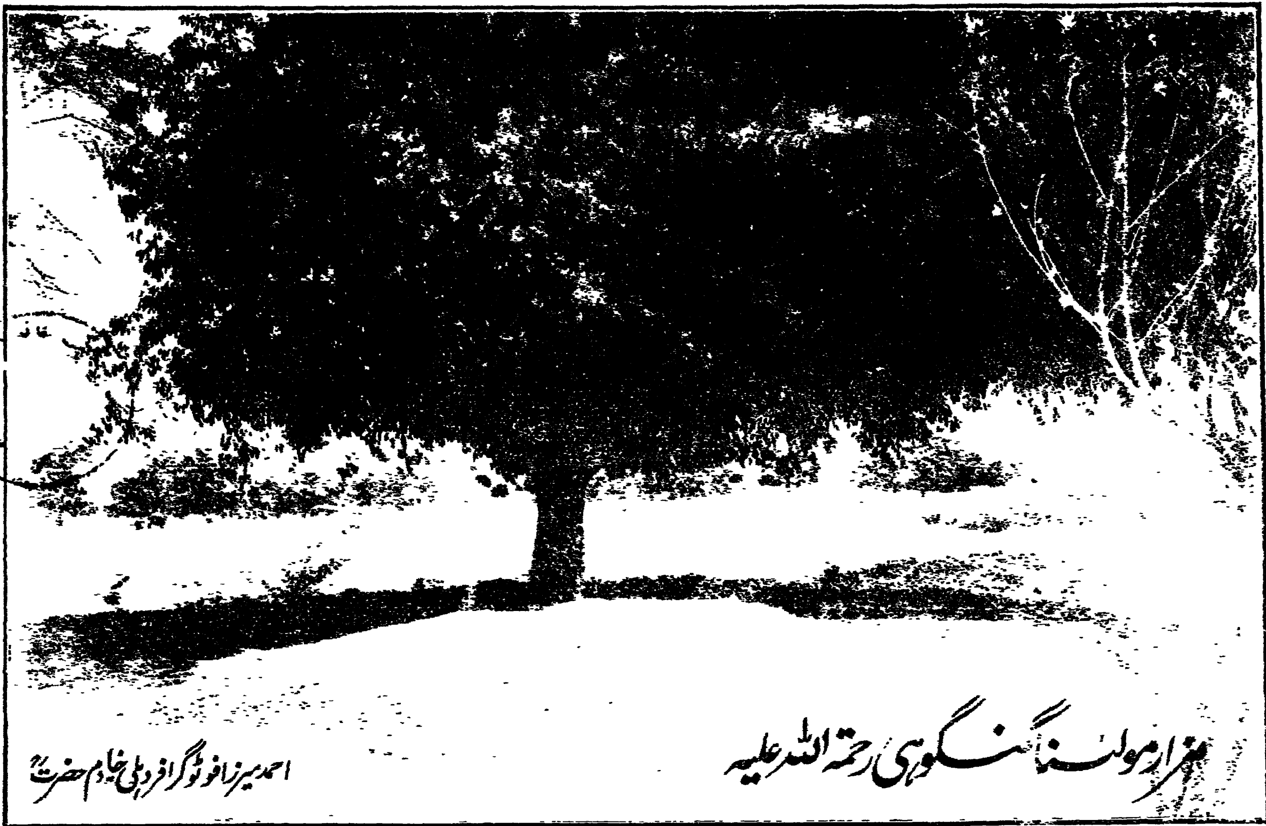
دینی بھائیو عزیز دوستو! مین اب رخصت ہوتا ہون حق تعالیٰ کو جو کام اس سیہ کار ذلیل ترین مخلوقات سے لینا تھا وہ ختم ہو چکا ۸ رجمادی الثانیہ ۱۳۲۳ ہجری مین حضرت نے الوداع کہا نورانی جسم زیر زمین گیا اور پاک روح بالائے آسمان آج ۳۰ ذی الحجہ ۱۳۲۶ ہجری کو آپکا شیرین تذکرہ ختم ہوا ذہنی مضامین صفحہ قرطاس پر آئے اور آنکھون کے واسطہ سے آپکے قلوب تک پہونچے ہر ابتدا کے لئے انتہا ہی اور ہر مبتدا کے واسطے خبر ایکدن وہ تھا کہ سوانح کی بسم اللہ ہوئی تھی اور ایک دن آج کا ہی کہ تمت مسطور ہوئی عالم کا یہی رنگ ہے کہ کبھی ولادت کی خوشی کبھی موت کا غم کسی دن آمد کا غلغلہ اور کسی روز روانگی کا گریہ وشور بقول شاعر ؎ رہا گر کوئی تا قیامت سلامت ؞ پھر اک روز مرنا ہے حضرت سلامت۔ مگر ایک مرنا ہمارا ہی کہ چلے اور کچھ ساتھ لیکر نہ چلے اور ایک وصال امام ربانی کا ہی کہ سب کچھ لیکر گئے اور ایسی کرنی چھوڑ گئے کہ اعمال صالحہ بلا عامل و مکتسب ہمیشہ درج نامہ عمل ہوتے رہینگے ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ یاد رکھو گھر وہی ہی جسکا نام گور ہے اور حیات وہی ہے جسکو آخرۃ کہتے ہین اُٹھو جاگو اور آنکھین کھولو جب تک سانس ہے ہر قسم کی آس ہی غفلت مین پڑکر کیا لوگے جو کرنا ہے کر گذرو آخر قبر مین سونا ہے اور جو کمانا ہو امام ربانی کی زندہ مثالون کا دامن پکڑکر کما لو آخر مرنا اور پھر زندہ ہو کر احکم الحاکمین کی کچہری مین پیش ہونا ہے مین نے تو امام ربانی کے بعد مرشدنا و مولانا الحافظ الحاج المولوی خلیل احمد صاحب دام مجدہ کا دامن پکڑا ہی اور میری پیاسی بجھانیکو یہ توسل بحمد اللہ کافی ہے مگر مین یہ نہین کہتا کہ تم بھی مجھ جیسے بنجاؤ ہان بمقتضای الدین النصح یہ ضرور کہونگا کہ اس سلسلہ مین منسلک ضرور ہو جاؤ جدہر طبع کا میلان بڑھے اُدھر لپکو کہ یہ باغ سارا نور علیٰ نور ہے خدا کرے کہ آسمان ہدایت کے یہ آفتاب دیر زندہ و قایم رہین حسن لعج کہ تمہارے ساتھ لگی ہوئی ہی اور مثل مشہور ہے کہ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہین۔ ایسا نہو کہ پھر پچتانا پڑے یاد رہے پچھو کر کہنا فَسَتَذْكُرُونَ مَا أَقُولُ لَكُمْ وَأُفَوِّضُ أَمْرِي إِلَى اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ حق تعالیٰ

سلو تمکو ہمین سب کو اتباع سنت مرضیہ کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے محبین کے قدمون مین جگہہ دے آمین
یارب العلمین والسلام مع الاکرام +

من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ

جی چاہتا ہے کہ اپنے دین و دنیا کے آقا اور مربی روحانی شیخ حضرت مولانا الحاج الحافظ مولوی خلیل احمد صاحب انبہٹوی دام مجدہ کا شکریہ ادا کرون جنکے خاص لطف و کرم کی بدولت مجھ ناکارہ کے نامہ عمل مین اس مبارک تذکرہ کی خدمت درج ہوئی کیونکہ اس تالیف کا سب سے پہلا محرک حضرت ممدوح کا ایما تھا اسکے بعد دوسرے حضرات کے ارشادات ۔ مگر وہ زبان کہان جس سے اس بارگران کی مکافات ہو چونکہ امام ربانی کی حیات ہی مین حضرت ممدوح کی اس ناکارہ پر وہ شفقت تھی جسکو آج یاد کرتا ہون تو بے اختیار رو دیتا ہون مولانا نے یتیم ہونے سے قبل ہی مجھ ننگ خدام کو اپنے دامن مین ڈہانپ لیا تھا اسکے بعد جو دن گذرتا گیا وہ آقائے نامدار کی اپنے خادم پر توجہ مین بیشی کا سبب بنتا رہا مین کیا کہون کہ کیا تھا اور اب کیا ہون ہر چند کہ تہیدست و نامراد ہون مگر الحمد للہ بہتیری نعمتون کا مترصد و امیدوار ہون ۔ حضرت ممدوح کا مجھپر ایک احسان نہین ہے جسکا شکریہ ادا کردون میرا روان روان اور بال بال آپکے احسانات مین جکڑا ہوا ہے میری رگ رگ او پٹھے پٹھے مین خادم نواز آقا کی شفقت بندھی ہوئی ہے اور اب تو پوچھنا ہی کیا جبکہ انتساب ظاہری بھی اسی کریم ذات کے نعلین سے وابستہ ہے ۔ حضرت ممدوح نے اُسی بندہ نوازی کی بنا پر تذکرہ کے تقریبًا جملہ اوراق قبل طبع ملاحظہ فرمائے اور باوجود کثرت مشاغل اس بوجھ کا بھی تحمل فرمایا ۔ مجھے یاد نہین پڑتا کہ میری کوئی درخواست اس آستانہ سے مردود ہوئی ہو الحمد للہ مین نے جو کچھ مانگا وہ مجھے ملا اور جو ہٹ کی وہ پوری ہوئی اسلئے میرے خیال مین ایسے محسن بادشاہ کا جو بجائے شکریہ سننے کے احسان کرنے سے مسرور ہو شکریہ بھی یہی ہے کہ احسان مزید کی درخواست کرون اور وہ نعمت مانگون جسکی اب مجھے ضرورت ہے یعنی اپنے دامن سے لگائے رکھنا اور قدیم بندہ نوازی کا ثبات و بقا سہ آرزو دارم کہ خاک آن قدم + طوطیائے چشم سازم دمبدم + بس اسکے علاوہ اب کوئی تمنا بھی نہین اور دنیا یا دین جو کچھ بھی ہے اسی مین متضمن و مشتمل ہے حق تعالیٰ شانہ بحر فنا کے کشتی شکستہ رہ نوردون کے کھیون ہار ملاح کو تا دیر قائم رکھے اور مراتب قرب مین بلا کیف لے ترقی فرمائے سہ بقا باد اچو عمر نوح بل بیش + کہ شاد است از درش بیگانہ و خویش + آمین بحرمۃ سید المرسلین

ہان اخوان طریقت مین اُن مخلص احباب و برادران دینی کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہون جنہون نے تالیف سوانح کی پہلی صدا پر قلم سے میری اعانت فرمائی اور تذکرہ شیخ کے معاونین و محبین کی جماعت مین اپنے نام کا اندراج سبب اجر و ثواب سمجھکر جو کچھ اُن سے ہو سکا تھوڑا یا بہت لکھکر ارسال فرمایا مین اُن سے معافی چاہتا ہون کہ انکی تحریرات مین انتخاب ہوا اور بعض مضامین چھوڑ بھی دئے گئے ۔ تغییر و ترمیم محض بضرورت ہوئی اور ضرورت چونکہ عذر ہے اسلئے اُمید ہے کہ گرفت نہوگی تذکرہ چونکہ تاریخی کتاب ہے اور یگانون بیگانون سب ہی کے ہاتھون مین جائیگی اسلئے وہ جوش جو باقتضائے محبت آپکی تحریرات مین تھا مین نے علٰحدہ کر دیا ہے وہ ولولہ محبت چونکہ دل ہی مین رہنے کے قابل ہے اسلئے بہتر ہوا کہ صفحات کاغذ مین نہ آیا قلوب ہی مین اُسکو دبائے رکھئے اور قیامت کے دن انشاء اللہ ثمرات کے امیدوار رہئے اس تذکرہ کے متعلق آخری ہدیہ یعنی امام ربانی قدس سرہ کی خوابگاہ کا نقشہ یعنی روضہ من ریاض الجنۃ مستتم قبر کا عکسی فوٹو پیش کرکے رخصت ہوتا ہون والسلام نعم الختام + محمد عاشق الٰہی عفی عنہ سابق مہتمم خیر المطابع میرٹھ



باهتمام عاشق الهي مهتمم خير المطابع ميرٹھ طبع هوا

علم التصوف علم لیس یعرفه ۔ الا اخو فطنة بالفهم موصوف
فلیس یعرفه من لیس یشهده ۔ وکیف یشهد ضوء الشمس مکفوف

حضرات! جو کچھ بندہ سے ہوسکا ملاحظہ کیلئے پیش کرتا ہون یکم محرم ۱۳۲۶ھ حصہ اوّل کی افتتاح کی تاریخ تھی
اور ۳۰ ذی الحجہ ۱۳۲۶ھ حصہ دوم کے اختتام کا دن امام ربانی قدس سرہ کے کمالات معنویہ اور تصرفات باقیہ کا
فیضان ہے کہ وصال کے تیسرے سال یہ صدقہ جاریہ مرتب و مطبوع ہوکر شایع ہوگیا ورنہ بندۂ ہیچمدان کہان
اور یہ کارنمایان کہان ؎ صلاح کار کجا و من خراب کجا ۔ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ۔
آپ جانتے ہین کہ تصنیف اور تصنیف مین بھی فن تاریخ کی تدوین کسقدر مشکل ہے خصوصاً جبکہ تاریخ بھی ایک
اور ربانی امام کی ہو اور ابتداءً مرتب کیگئی ہو اس خدمت کے انجام دیتے وقت جن دقتون کا سامنا ہوا
ہے انکو میرا دل جانتا ہے یا علام الغیوب خالق سبحانہ تاہم چونکہ میرا قلب حق تعالی کے اس
نعمت کو احسان سمجھے ہوئے ہے اسلئے روان روان شکر گذار ہے کہ بتوفیق ایزد متعال حسب خوبی کیساتھ
یہ اہم کام پورا ہوا وہ کسی زندہ شیخ کی کرامت ہے یا بعد الوصال فانی فی اللہ مرشد کا تصرف امید ہے کہ
میرے حسن خاتمہ کا تفاؤل حسن بنے اور خوبی کیساتھ میرا بھی انجام بخیر ہو۔
دقتون کا اجمالی اظہار کرنیسے میرا مقصود یہ ہے کہ باقتضاے بشریت کیا عجب ہے کہ واقعات مین کہین غلطی
واقع ہوئی ہو یا سہو و نسیان اور زلت قلم سے خطا سرزد ہوئی ہو اسلئے جس مبحث مین جو امر بھی آپ خلاف
پائین مخلصانہ اخوت ہمدردانہ کی بنا پر بے تکلف متنبہ فرماوین انشاء اللہ طبع ثانی مین اسکا لحاظ رکھونگا اور نیز
اس مرتبہ ہر دو حصہ کو مع اضافہ مضامین یکجا کر دینے کا قصد ہے اسلئے امید ہے کہ ہر عنوان کے متعلق آپکی
یادداشت بھی میری اعانت کریگی۔ مین سمجھ رہا ہون کہ بعض حسد شعار لوگ اس شیرین تذکرہ کو بنگاہ
اعتراض بھی دیکھینگے اور چونکہ یہ انکا طبعی اقتضا ہوگا اسلئے انکی مجھے پروا نہین قابل جواب امور کا جواب
دینے کو قلم سلامت چاہئے اور ناقابل جواب اعتراضات کیلئے صبر و تحمل۔ مگر اسکے ساتھ ہی اپنے اخوان طریقت
سے جنکو مین اپنا قوت بازو سمجھتا ہون نظر اصلاح کا سایل بنکر درخواست کرتا ہون کہ عیب پوشی و نصح
سے کام لین کہ انہین کے شیخ کا ذکر خیر ہے ؎

ہمہ عیب پسند کیست از ہزار ۔ ہنروی کرد دست ہمت بلند
بپوشاے کا مگر مرد حق ناید ۔ اگر فاخرم بسیار فضل خویش
خریدار دکان بے رونق اند ۔ بدریوزہ آوردہ ام دست پیش

خداوندا کرم بکار اپنے بندہ گنہگار کی اس خدمت کو قبول فرما اور اپنی رحمت سے دعا کی بجا و بیان یا دوبان ہوا

گر آیند بر در بحق نیک اسے کریم ۔ پس بکجا نالد گنہگار دلریشیم

تیرے بندہ مقبول کی سوانح تیری نذر کرتا ہون مجھے اسکا صلہ و انعام درکار ہے پڑھنے والون کی طرف دعا

ہر کہ خواند دعا طمع دارم ۔ زانکہ من بندۂ گنہگارم

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد و آلہ و صحبہ اجمعین

اطلاع

حضرت امام ربانی قدس سرہ کی جملہ تصانیف مع تصنیفات اعلیحضرت حاجی امداد اللہ شاہ صاحب و حضرت مولانا محمد قاسم صاحب و حضرت مولانا اشرف علی صاحب وغیرہم سب ہمارے یہاں موجود ہیں گذشتہ ششماہی میں خاص رعایتی قیمت کردیگئی تھی جو یکم محرم ۱۳۲۶ھ کو منسوخ ہوگئی مگر تاہم ہماری کتبخانہ سے اب بھی حسن رعایت پر آپکو ملینگی انشاء اللہ دوسری جگہہ نہ ملسکینگی ایک روپیہ سے زیادہ کی کتابیں خریدنے پر ۲ر روپیہ کمیشن دیجائیگی یہ رعایت کامل ایکسال کیلئے ہے امید ہے کہ آپ اسکی قدر فرماوینگے اور اشاعت میں سعی کامل کا حصہ لینگے۔

خاندان چشتیہ صابریہ رشیدیہ کے اوراد میں اسوقت حزب البحر حزب الاعظم اور دعائی مغنی معری بصحت تامہ سفری تقطیع پر طبع کرنیکا قصد ہے اسکے ساتھ اسماء بدریین اور شجرہ عربیہ منظومہ بھی شامل ہوگا یہ نسخہ انشاء اللہ بہت نافع ہوگا اور خوبی میں بھی ہندوستان میں اپنا نظیر رکھیگا کیا عجب ہے کہ دو ماہ میں تیار ہو جاوے قیمت بلاجلد ۶ر اور مجلد بارچہ ۸ر ہوگی ظاہر ہے کہ جس کتاب کی عمدگی کا اہتمام ہوتا ہے وہ زیادہ مقدار میں طبع نہیں ہوسکتی اسلئے صرف ایکہزار نسخے اسکے چھپینگے اگر آپ اوّل درخواست بھیجدینگے تو ملسکیگا ورنہ امید نہیں کہ ملے مجلد دس نسخہ کے خریدار کو ایک نسخہ مفت نذر ہوگا اور محصول معاف کرکے صرف صہ میں گیارہ نسخہ ارسال ہونگے۔ اس کار آمد جامع حسنات ذخیرہ کیلئے ترغیب دیکر دس خریدار ونکا مہیا کرلینا کچھ بڑی بات نہیں خصوصاً جبکہ اسقدر ارزان ہو اس اطلاع سے مقصود تجارت کو فروغ دینا نہیں ہے صرف آپکو ایک یادگار پہونچا دینی ہے جسکی پوری قدر اسوقت ہوگی جبکہ دس ۱۰؍ روپیہ میں اسکا ایک نسخہ بھی نہ ملسکیگا۔ اشتہاری دنیا نے ان باتوں کی قدر کھو دی اسلئے شاید آپکو میرا یقین نہ آئے لیکن اگر زندہ رہا تو اسوقت بتاؤنگا جب آپ طالب ہونگے اور میرے پاس سے خوشکن جواب نہ جاسکیگا۔ دس کے خریدار وں سے صہ اگر وہ دینا چاہیں پیشگی لئیے جاسکتے ہیں رجسٹر میں نام درج کرکے سب سے قبل انکی تعمیل ہوگی اس سے کم پیشگی نہ لیجائیگی اور اس سے زیادہ نسخہ ایک شخص کو دئے بھی نہ جائینگے۔ اسکے طبع سے فارغ ہونے پر حضرت قدس سرہ کے فتاوے انشاء اللہ طبع ہونگے القصد منّی والاتمام من اللہ دعا فرمایئے کہ حق تعالیٰ اس ناکارہ کو اپنی محبت عطا فرماوے اور دین و دنیا کے افکار و مصائب سے بچائے رکھے آمین یا رب العالمین